حیاتِ اعلیٰ حضرت

جلد اول

مُصنّف

ملک العلماء محمد ظفر الدین [illegible] قدس سرہ

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U108425

مرکز اہل سنت برکات رضا
امام احمد رضا روڈ،
پور بندر، گجرات

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری**

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation. Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

حیاتِ اعلیٰ حضرت

اوّل

مُصنّف

ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری قدس سرہٗ

ترتیب جدید

مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی

مرکز اہلسنت برکاتِ رضا

امام احمد رضا روڈ

پوربندر۔ گجرات

GIFT

108425
23.3.04

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... حیات اعلیٰ حضرت (اول)

مصنف .... ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی

ترتیب جدید .... مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی

تصحیح .... مولانا عبدالمبین نعمانی قادری رضوی

سن اشاعت ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء

زیر اہتمام .... مناظر اہلسنت علامہ عبدالستار ہمدانی، برکاتی، نوری

ناشر .... مرکز اہلسنت برکات رضا، پوربندر، گجرات

صفحات ۸۰۸

ملنے کے پتے

فاروقیہ بک ڈپو .... ۴۴۲، مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶

رضا اکیڈمی .... ۲۶ر کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی۔۳

مکتبہ نعیمیہ .... ۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶

رضوی کتاب گھر .... ۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶

کتب خانہ امجدیہ .... ۴۲۵، مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶

922.97
Vol

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U108425

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

عرضِ ناشر

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ فتاویٰ رضویہ مترجم کامل ہم قارئین کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے سعادت کے لمحات سے دوچار ہیں۔ فتاویٰ رضویہ شریف فقہ حنفی کا ایسا عظیم انسائیکلو پیڈیا ہے کہ اس کا بنظر عمیق مطالعہ کرنے والا شخص ایک مفتی و محدث سے کم حیثیت کا حامل نہیں رہے گا۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت کنز الکرامت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا دنیائے سنیت پر احسان عظیم ہے کہ آپ نے ایک ہزار سے زائد جواہر پارے کتابوں کی شکل میں اس قوم کو عطا فرمائے اور ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی جامع رسائل لکھ کر ہونے والے اختلافات کا سد باب فرمایا۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنت کی حیات پاک سراپا تقویٰ وفتویٰ تھی اگر جملہ فتاویٰ کو یکجا کیا جاتا تو آج فتاویٰ کا ایک عظیم ذخیرہ ہماری ملت کے پاس ہوتا مگر ہماری لااعتنائی اور بے توجہی کا یہ عالم ہے کہ آپ کے مکمل فتاویٰ تو درکنار آپ کی بہت سی تصنیفات بھی زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکی۔

جماعت اہلسنت پر بہت بڑا احسان ہے شہزادۂ حضور اعلیٰحضرت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ آپ نے اعلیٰحضرت کے فتاویٰ کو یکجا کر کے اس کی ترتیب وتسہیل کے لیے مندرجہ ذیل حضرات کا انتخاب فرما کر ان کے ذمہ یہ خدمات سپرد کر دی:

۱۔ حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی

۲۔ محسن ملت علامہ عبد الرؤف بلیاوی

۳۔ بحر العلوم علامہ عبد المنان اعظمی

ان حضرات نے فتاویٰ رضویہ کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے فتاویٰ کو ان کے ابواب وکتب کی قید سے مرتب کر کے سرکار مفتی اعظم ہند کے ایماء پر منظر عام پر لایا۔ یہ پہلی اشاعت تھی جو سرکار مفتی اعظم ہند کی بے لوث خدمات اور عدیم الفرصتی کے باوجود فرزندان اسلام کے ہاتھوں آئی۔

آج الحمد للہ فتاویٰ رضویہ کا مکمل سیٹ مکاتب ودار الافتاء کی زینت بنا ہوا ہے اور اپنے قارئین کو بے پناہ مسرت و شادمانی کا احساس دلا رہا ہے۔ اور اب نئی ترتیب وتخریج اور ترجمہ کے بعد مرکز اہلسنت برکات رضا پور بندر، اس کی اشاعت کے شرف وسعادت سے بہرہ ور ہوا۔ مرکز اہلسنت اپنی قسمت پر جتنا ناز کرے کم ہے کیونکہ وہ فتاویٰ رضویہ جو فقہ حنفی کا انسائیکلو

پڑیا اور علم وفن، فقہ وفتاویٰ کا بحر زخار ہے۔ کلام وادب کا بحر بیکراں مناقب نبویہ کا سیل رواں ہے اور امام اہلسنت کی حیات مبارکہ کے عظیم شاہکار کی نشر واشاعت کا بار اپنے ذمہ لے کر اس کو شایان شان زیب وزینت سے آراستہ کر کے آپ کے ہاتھوں میں پہونچائی۔

فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کے بعد اب ضروری اور لازمی تھا کہ امام اہلسنت کی حیات پاک اور آپ کی دیگر اہم خدمات سے بھی قوم کو روشناس کرایا جائے۔ ہماری ملت کے بہت ہی معتمد اور مخلص مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس صدا پر لبیک کہا اور آپ نے علامہ ظفر الدین بہاری علیہ رحمۃ الباری کی مصنفہ ''حیات اعلیٰحضرت'' کو ترتیب جدید کے ساتھ مرکز اہلسنت برکات رضا کے حوالے کر دی۔

عام طور سے یہ دستور ہے کہ ہر تصنیف کی ابتدا میں مصنف کا تعارف کرایا جاتا ہے اور مصنف کی علمی شخصیت کو اجاگر کیا جاتا ہے اور یہ کام چند صفحات میں پورا کر دیا جاتا ہے۔ امام اہلسنت سیدنا سرکار اعلیٰحضرت کی شخصیت کوئی عام شخصیت نہیں تھی کہ چند صفحات میں آپ کا تعارف کرایا جائے فتاویٰ رضویہ شریف مترجم مکمل سیٹ کی اشاعت کے وقت ہم نے بھی یہی سوچا تھا کہ فقہ حنفی کے محقق عظیم امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت کے تعلق سے ضرور کچھ لکھا جائے۔ لیکن اعلیٰحضرت کی شخصیت کو چند صفحات میں تعارف کرانا، گویا سمندر کو کوزے کے اندر مقید کرنے کے مترادف تھا۔ لہٰذا ہم نے اعلیٰحضرت کا تعارف قارئین کرام کو بالاستیعاب مطالعہ کرنے کی غرض سے ''حیات اعلیٰحضرت'' کو مکمل سیٹ کے ساتھ رکھا ہے تاکہ قارئین کرام ''حیات اعلیٰحضرت'' کا مطالعہ کر کے اعلیٰحضرت کی علمی شخصیت سے واقف ہو سکیں اور انہیں فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ کے وقت یہ بات مستحضر رہے کہ ہم جس کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں وہ کسی معمولی مصنف یا عام مفتی کے فتاویٰ کا مجموعہ نہیں بلکہ اس معتمد محقق کا عظیم شاہکار ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات میں سے ایک معجزہ تھے۔ اور جس کے نوک قلم سے ہمیشہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا علم کا سمندر بہتا تھا۔ اور جن کے براہین ودلائل آفتاب نیم روز کی طرح ایسے ظاہر و باہر اور روشن تھے کہ جس کا رد لکھنا محال ہے۔

ہمیں سخت افسوس ہے کہ اس عظیم شاہکار پر نمایاں کام کرنے والی عظیم شخصیت جنھوں نے اپنی محنت وجانفشانی سے اس کے ترجمہ وتخریج کا بیڑہ اٹھایا۔ وہ آج ہمارے درمیان نہیں جنھیں دنیائے رضویت علامہ عبدالقیوم ہزاروی کے نام سے جانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تربت میں انوار وبرکات کی بارش فرمائے اور آپ کا نعم البدل قوم مسلم کو عطا فرمائے۔ آمین

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت کے لیے رضویات کے یونہی نئے نئے ابواب کھلتے جائیں۔ نیز مرکز اہلسنت اپنی آن بان اور نئی شان کے ساتھ یونہی رواں دواں رہے۔ آمین۔ یارب العلمین!

دعا گو

خانقاہ عالیہ برکاتیہ۔ مارہرہ مطہرہ اور
خانقاہ رضویہ نوریہ۔ بریلی شریف کا ادنیٰ سوالی
عبدالستار ہمدانی مصروف، برکاتی، نوری

بمقام: دہلی
مورخہ: ۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ
بمطابق: ۲۶ ستمبر ۲۰۰۳ء، بروز جمعۃ المبارکہ

مختصر فہرست مضامین حیات اعلی حضرت جلد اول

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
		تمہید
8	**گفتنی**	1
18	اغلاط کی تصحیح	
51	**صاحب کتاب**	2
64	تصانیف	
68	انتباہ	
73	**دیباچہ**	3
82	**خاندانی حالات**	4
82	حضرت اعظم خاں	
83	حضرت کاظم علی خاں	
84	مولانا رضا علی خاں	
85	کرامات	
88	مولانا نقی علی خاں	
90	تصانیف	
93	بیعت وخلافت	
93	حج وزیارت	
94	وصال	
96	تواریخ ولادت	
96	تواریخ وفات	
97	حالات	
98	شجرۂ آباؤ اجداد	
102	**ولادت اور بزرگوں کی پیشین گوئیاں**	5
106	**بچپن کے حالات**	6

	تقریب روزہ کشائی	109
7	**تعلیم**	110
	بسم اللہ خوانی و سلسلہ تعلیم	110
	درسیات سے فراغت	114
	اساتذہ	117
8	**شادی اور اولاد**	118
	حضرت حجۃ الاسلام	118
	حضرت مفتی اعظم	118
9	**مارہرہ شریف کی حاضری اور بیعت و خلافت**	121
10	**تدریس**	124
	مشاہیر تلامذہ	125
11	**حج و زیارت اول**	133
12	**حج و زیارت دوم**	135
	بیداری میں زیارت نبوی	136
13	**عادات و اوصاف**	138
	اطاعت والدین	146
	تعظیم اکابر	147
	تواضع و انکسار	149
	مساوات اسلامی	152
	اصاغر پر شفقت	153
14	**اخلاق کریمہ**	161
	کرم و سخاوت	174
	قناعت و توکل	184
15	**اتباع شرع و تقوی**	187
	احتیاط فی الدین	193

	صلابت مذہبی وحق گوئی	198
	خودداری	214
	محبت وعزت علما	216
16	**تعظیم واکرام سادات**	223
	توشۂ غوث اعظم	224
17	**تعظیم حجاج وزائرین مدینہ**	239
18	**مزاح وظرافت**	239
19	**ادبی لطیفے**	241
20	**حاضر جوابی**	246
21	**قوت حافظہ**	252
22	**تبحر علمی**	259
	ریاضی دانی	265
	ہیئت وتوقیت وغیرہ میں کمال	273
	علم تکسیر میں مہارت	281
	علم جفر میں کمال	299
	تاریخ گوئی	309
23	**فتوی نویسی**	323
	پہلا فتوی	323
	کمال فتوی نویسی	324
24	**خوش خلقی**	329
25	**تبلیغ وھدایت**	329
	مناظرہ کے اصول	329
	ایک غیر مسلم کا ایمان لانا	330
	ایک آریہ کا مسلمان ہونا	331

	علم غیب	334
	فرقہ وہابیہ کب وجود میں آیا	340
	قضا نمازوں کی ادائیگی	346
	نماز میں نظر کہاں ہو؟	347
	اللہ کے لیے لفظ میاں کا استعمال	349
	علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ کا استعمال	349
	نعت شریف لکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے	349
	لفظ عدالت یا سرکار کا استعمال	350
	اوپر خدا نیچے آپ کہنے کی ممانعت	350
	ناموں میں عبد چھوڑنے کی بلا	350
	بعض ناموں کے احکام	351
	آخری چہار شنبہ	351
	بیت الخلاء میں تخیلات نعت کی ممانعت	351
	خطبہ کے وقت کی ممنوع چیزیں	351
	حیض اور دم کشی کے مسائل	352
	جانوروں کو جلانا منع ہے	352
	ماء مستعمل کا ایک مسئلہ	352
	غسل میت کا گھڑا توڑنا منع ہے	352
26	**وعظ وتقریر**	354
	پٹنہ میں رودادو پر تقریر	355
	بدایوں میں سورہ والضحی پر چھ گھنٹے کی تقریر	357
	بریلی میں بسم اللہ پر تقریر	358
	نقل تقریر بریلی شریف	360
	نقل تقریر پٹنہ	382
27	**اسفار**	410
	پہلا سفر برائے حج وزیارت	414
	دوسرا سفر برائے حج وزیارت	415

کامران میں قیام 418

جدہ میں نصرت ملی 420

مولانا اسماعیل خلیل سے ملاقات 423

[illegible] 424

[illegible] 426

[illegible] 426

الدولۃ العلیۃ [illegible] 428

الدولۃ العلیۃ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حواشی

تصانیف	509
فہرست تصانیف	513
فہرست فنون وموضوعات	553
تفصیل کتب باعتبار فن وموضوع	554
تصنیف باعتبار فن	555
علم عقائد	555
کلام	557
تجوید	559
تفسیر	560
اصول حدیث	561
حدیث	562
اصول فقہ	564
فقہ	565
فرائض	574
رسم خط قرآن مجید	577
الادب العربی	578
لغت	580
سیر	581
فضائل	582
مناقب	584
سلوک	586
اخلاق	587
علم تصوف	588
علم اذکار	590
ترغیب وترہیب	591
تاریخ	592
مناظرہ	593
تکسیر	595

وفق 596
توقیت 597
ہیئت 598
حساب 599
ارثماطیقی 600
ریاضی 601
ہندسہ 602
جبر ومقابلہ 603
زیجات 604
جفر 605
نجوم 607
شتّی 619
تصنیفات باعتبار موضوع 621
رد نصاری 621
رد یہود 625
رد آریہ 626
رد نیچریہ 627
رد قادیانیہ 634
رد روافض 646
رد نواصب 651
رد وہابیہ 652
رد غیر مقلدین 666
رد ندوہ 671
رد مفسقہ 707
رد تفضیلیہ 709
رد متصوفہ 711
رد مولوی اسماعیل دہلوی 713
رد مولوی قاسم نانوتوی 728

رد مولوی رشید احمد گنگوہی	731
رد مولوی اشرف علی تھانوی	738
رد مولوی نذیر حسین	742
بعض تصنیفات پر تبصرہ	743
العرضات الملکیہ لمحب الدولہ المکیہ	743
سعی الغنی عن اعطاء کل شیئ	767
انفس الفکر فی قربان البقر	780

گفتنی

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء کو اتر پردیش کے شہر بریلی میں ایک دینی وعلمی گھرانے کے اندر پیدا ہوئے۔

○ بسم اللہ خوانی کے دن الف، با، تا، ثا پڑھتے ہوئے لا پر وضاحت کی۔

○ چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن ختم کیا۔

○ چھ سال کی عمر میں ایک نو وارد عرب سے دیر تک عربی میں گفتگو کی۔

○ آٹھ سال کی عمر میں فن نحو کی ھدایۃ النحو نامی درسی کتاب پڑھنے کے دوران ہی عربی زبان میں اس کی شرح لکھی۔

○ دس سال کی عمر میں اصول فقہ کی نہایت معرکۃ الآراء دقیق واہم کتاب مسلم الثبوت مصنفہ حضرت محب اللہ بہاری کی بسیط شرح تصنیف فرمائی۔

○ تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کی عمر میں تمام علوم مروجہ درسیہ سے فراغت حاصل کر کے باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا، اور منصب فتوی کی ذمہ داری سنبھالی ـــــ کچھ خداداد ذہانت اور زور مطالعہ سے بتدریج مختلف شرقی وغربی علوم کو خود ہی حل فرما کر داد تحقیق دی۔

○ بائیس سال کی عمر میں بیعت وخلافت سے مشرف ہوئے اور پیر ومرشد نے فخریہ ارشاد فرمایا۔

قیامت کے روز خدا نے پوچھا کہ آل رسول! دنیا سے کیا لائے ہو؟ تو
میں احمد رضا کو پیش کردوں گا۔

اب تدریس، افتا و تالیف و تصنیف کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کی طرف خصوصی توجہ دی۔ مسلمانوں میں پھیلے ہوئے غلط رسم و رواج کو مٹانے کے درپے ہوئے، بدعات وخرافات کے خلاف محاذ قائم کیا اور دوسرے مذاہب کی تردید کے ساتھ ساتھ خود اسلام کے نام پر غیر اسلامی نظریات پھیلانے والے مختلف فرقوں کے رد وابطال میں پوری تن دہی کے ساتھ مصروف ہو گئے۔

○ ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء کو مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے جانشین جناب حضور شاہ امین احمد فردوسی زیب سجادہ خانقاہ معظم بہار شریف کی صدارت میں منعقدہ پٹنہ کے تاریخی اجلاس میں غیر منقسم ہندوستان (موجودہ ہندوستان و پاکستان و بنگلہ دیش) کے سیکڑوں علماء، مشائخ اور خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات کی موجودگی میں مجدد مائۃ حاضرہ ... مجدد کے خطاب سے سرفراز ہوئے ——— اور آپ کی جملہ تصانیف جو اس وقت دو سو کے قریب تھیں، ان کا نصف حصہ یعنی تقریباً ایک سو کتابوں کا پہلا ایڈیشن یہیں مطبع تحفہ حنفیہ سے شائع ہوا۔

○ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دوسرے ممالک کے علماء و مشائخ نے بھی آپ کی مجددیت کا برملا اعتراف کیا اور آپ کو امام الائمہ کے لقب سے یاد کیا۔

○ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو آپ نے قرآن کریم کا اردو زبان میں صحیح ترین ترجمہ کنز الایمان ——— پھر بارہ جلدوں میں فقہ اسلامی کا عظیم

[illegible]

[illegible] ساتھ

[illegible] واضح

[illegible] نیوٹن، لیپلر اور آئن سٹائن کا

[illegible] کے اصولوں کی روشنی میں

[illegible]

[illegible] حیثیت

[illegible] میں [illegible]

[illegible] مجبور ہونا پڑا کہ نوبل انعام کی مستحق تو [illegible] ہے جو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور ان کی غاصبانہ حکومت کی مخالفت

[illegible] کی تحریک خلافت کا رد کیا ——— اور ہندوستان سے

[illegible]

[illegible] ۶۷ سال کچھ ماہ کی عمر پا کر

[illegible] فانی سے دار آخرت کی طرف

رحلت فرمائی [illegible] معاشرہ، پچاس سے زائد

قدیم و جدید [illegible]

تصنیفات ـــــ [illegible]

جیسے [illegible]

صدر [illegible] فاضل [illegible]

اشرف [illegible]

[illegible] مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم [illegible]

الدین مدنی [illegible]

[illegible]

وعرب میں چھوڑے۔

مگر حیرت ہوتی ہے کہ وصال کو [illegible]

آپ کی سیرت وسوانح پر کوئی مستقل تصنیف [illegible]

[illegible]

کارنامہ [illegible] یہ ہے کہ امام احمد رضا کا مدرسہ منظر اسلام کی بنیاد کا سبب بھی
[illegible] اولین طالب علم بھی وہی اور ان کے دوست
[illegible] بخاری شریف کا پہلا سبق پڑھا کر امام احمد رضا
نے منظر اسلام کا افتتاح کیا، فتاوی رضویہ جلد اول کا آغاز بھی ملک
[illegible] سے ہوا۔ [illegible] ملک العلماء نے مظہر المناقب کے
تاریخی لقب سے نام حیات اعلیٰ حضرت چار جلدوں میں یہ پہلی باقاعدہ سوانح
تصنیف فرمائی۔ جس کی پہلی جلد ۲۱ شعبان معظم ۱۳۶۹ھ کو مبیضہ ہو کر شائع
ہوئی [illegible] اولین ماخذ ہے۔ اس کے بعد
[illegible] ہندوستان تک شائع ہوئے۔

۱۳۱۲ [illegible] ملک العلماء کا وصال ہو گیا تو باقی ماندہ تین جلدیں ان کے
[illegible] الدین آرزو کی وساطت سے امین شریعت حضرت مفتی
رفاقت حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے [illegible] حضرت مولانا
[illegible] صاحب [illegible] کے پاس تقریباً بیس سال تک رہیں۔ [illegible]
[illegible] صوبہ پٹنہ [illegible] جناب سید [illegible] الدین
[illegible] موصوف سے تینوں جلدوں کے مسودے پٹنہ لے آئے
[illegible] میں کتابت شروع کرا دی۔ آدھی
[illegible] میں ولی الدین صاحب
[illegible] ولی الدین [illegible] میں اصل کے
[illegible]
موصوف کو ولی الدین صاحب سے ناراض کر دیا۔

آج سے کوئی چار سال پہلے کی بات ہے کہ میں عزیزی مولانا محمد رضا کے توسط سے حضرت مولانا محمود احمد صاحب کی صدارت میں انہیں کے دردولت کے قریب دیوبندیوں سے ایک مناظرہ کے لیے بحیثیت مناظر حاضر ہوا۔ میرے ہمراہ جناب سید ولی الدین صاحب رضوی بھی تھے۔ دوران گفتگو حیات اعلیٰ حضرت کا تذکرہ آیا تو محمود صاحب نے فرمایا میں نے تو خود ان کے ہاتھ کا مخطوطہ جلدیں ولی الدین صاحب کے یہاں دیکھی تھیں مگر الجامعۃ الرضویہ کے مدرسین کی [illegible] نے میرے [illegible] سے جس خیانت کا ثبوت دیا، ان سے میرے جذبات واحساسات کو سخت صدمہ پہنچا۔

پھر موصوف نے ان مدرسین کے متعلق ولی الدین صاحب سے جن خیانت کا اظہار کیا [illegible] وہ [illegible] تھے [illegible] کا تذکرہ مناسب نہیں [illegible] حالانکہ وہ مدرسین [illegible] ولی الدین صاحب کی خدمت میں [illegible] رکھتے تھے۔

بہرحال [illegible] جلدوں کی [illegible] کا [illegible]

میری نگرانی میں ولی الدین صاحب کے [illegible] میں [illegible]۔ پھر کئی بار کی آمد و رفت کے بعد اول جلد کا مخطوطہ عنایت فرمایا اور تیسری اور چوتھی جلدوں کے مخطوطوں کے لیے آئندہ [illegible] میں ان مخطوطات کو باستیعاب مطالعہ بھی نہ کر پایا تھا کہ خدا کی مرضی [illegible] قلب کا دورہ پڑا [illegible] پٹنہ سے کلکتہ تک علاج میں کئی مہینے لگ گئے۔ اس کے بعد خدا خدا کر کے صحت یاب ہو کر پٹنہ پہنچا تو تیسری اور چوتھی جلدوں کے لیے آمد و رفت شروع کی [illegible] مسلسل [illegible] کے بعد چوتھی جلد کا [illegible] تیسری جلد کے چند [illegible] شدہ اوراق حاصل [illegible]

[illegible] بارھتانی میں پڑھ [illegible]

[illegible] وصیات اعمی حضرت کی

[illegible] الجامعۃ الرضویہ [illegible] تو میں حیات

[illegible] حضرت مولانا سید

[illegible] علیحدہ ہو گئے تھے جس

[illegible] مجھے پہلے اس طرف توجہ

[illegible]

[illegible] حساب کی سفارشات

[illegible] کوششوں سے فارغ علم

[illegible] فریضے کی ذمہ داری

[illegible]

[illegible] (Gastritis) اور ہارنیا (Hernia) کے ساتھ دل

[illegible] ایک طرف تو جامعہ

[illegible] کتابوں کا درس،

[illegible] کی تربیت۔ پھر بعض اہم

[illegible] تصنیف و تالیف، نیز حسب

[illegible]

[illegible] جلد نے حضرت

[illegible] دوڑ اب تا مگر افسوس کہ ہزار دوڑ دھوپ کے

[illegible] الجامعۃ الرضویہ [illegible]

[illegible]

اختلاف ہو گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی غلطیوں نے تو بے شمار مقامات پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسری اور [illegible] جلد [illegible] جائیں، [illegible] ایک ہی جلد [illegible]

میں بھی [illegible] حذف کیے جائیں [illegible]

ہو [illegible] پیرابندی [illegible]

لہٰذا سب سے پہلے حضرت مولانا محمود صاحب موصوف کے مشورے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نشاندہی کر کے خاکہ [illegible]

لیا۔ ساتھ ہی پیرابندی کی، ڈیش، کاما اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس طرح جب ترتیب کا کام مکمل ہوا تو یہ صورت ہوئی کہ کتاب کی تینوں جلدیں نئے سرے سے منتقل کرنے کاتب کو پہنچا دی جائیں مگر یہ مجھ جیسے عدیم الفرصت کے لیے ممکن نہیں تھا۔

اس [illegible] کے دوران کراچی [illegible] عبدالعزیز [illegible] سے [illegible] تو انھوں نے یہ ترتیب بتائی کہ پوری کتاب نقل کرنے کی بجائے [illegible] وجوہات سے جانا [illegible] چسپاں کر دیا جائے۔ مجھے یہ ترتیب پسند آئی اور میں نے [illegible] کی دعوت دی۔ وہ وقتاً فوقتاً سے [illegible] تشریف لاتے [illegible] کے بعد کتاب انھی کی [illegible] کتابت کے لیے مشہور خطاط جناب زرق قادری امائی کے سپرد [illegible] کتابت ہو چکی تھی کہ داعیٔ اجل کی طرف سے [illegible] زرق صاحب [illegible] چپ تک دنیا چھوڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس کتابت کا بھی یہ عالم تھا کہ کہیں تو ترتیب جدید تھی [illegible] ترتیب قدیم [illegible] مقامات سے تراشے جو چسپاں کیے گئے تھے وہ جگہ جگہ سے الگ ہو گئے تھے۔

[illegible] Cervical [illegible] کا شکار ہو گیا، مسلسل [illegible] (Sciatica) [illegible] تو میں [illegible] تک دشوار ہو گیا۔ اس سے نجات [illegible] Agent [illegible] کا سہارا لینا پڑا، جس سے

[illegible]

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

اکتوبر ۱۹۹۹ء کو عرس قاسمی میں مارہرہ مقدسہ کی حاضری ہوئی تو وہاں دوسرے احباب کے ساتھ عالیجناب صاحبزادہ وجاہت رسول صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ معارف رضا کراچی' سے بھی حیات اعلیٰ حضرت کا ذکر آیا۔ انھوں نے اصرار کے ساتھ فرمایا۔ کاتب سے کتابت کی بجائے کمپیوٹرائزڈ کیلی گرافی (Computerised Calligraphy) ہو۔ دوسرے احباب نے بھی اس کی موافقت کی۔ مگر چسپاں کردہ تراشے جدا ہو جانے سے بڑی دشواری تھی۔ یا تو پوری کتاب نئی ترتیب سے نقل کی جائے، جس کا میں متحمل نہیں تھا یا پھر تراشے دوبارہ چسپاں کیے جائیں، اور مسودہ کو کمپوزنگ کے حوالے کیا جائے، جس کے لیے میں بعض وجوہ سے تیار نہ تھا۔ اس لیے فیصلہ کیا کہ جامعہ میں کمپیوٹر خرید کر اپنی موجودگی ہی میں یہ کام کراؤں۔ گرچہ جامعہ کی مالی پوزیشن اس کی اجازت نہیں دیتی تھی پھر بھی کسی طرح کمپیوٹر خرید لیا گیا، اور حضرت مولانا محمد عبد المبین صاحب نعمانی کی وساطت سے کمپوزنگ کے لیے مولانا محمد افروز احمد قادری چریاکوٹی کی خدمات حاصل کیں۔ موصوف نے بڑی محنت وجاں فشانی سے یہ فریضہ انجام دیا۔ موصوف نے میرے ساتھ جتنی محنت کی ہے شاید ہی کوئی کمپوزیٹر اتنی زحمت برداشت کرتا۔ اس طرح تقریباً ایک سال کی مدت میں کمپوزنگ کی تکمیل ہوئی۔

اغلاط کی تصحیح :- غیر مطبوعہ جلدوں کو مسودے سے نقل

کرنے کے لیے حضرت ملک العلماء نے جامعہ لطیفیہ بحرالعلوم کٹیہار کے فارغ التحصیل دو شاگردوں کی خدمات حاصل کی تھی۔ استاذی حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبد الرشید صاحب مجیدی۔ حضرت خواجہ صاحب کے بقول مبیضہ کرتے وقت مسودے کے جو الفاظ ان دونوں کی سمجھ میں نہیں آتے تھے، وہ حضرت ملک العلماء کی خدمت سے سمجھنے کے لیے اپنے طور پر ... پوچھ کر آگے بڑھ جاتے تھے۔ کہیں کوئی سطر چھوٹ جاتی تو اسے حاشیہ میں یا بین السطور لکھتے بھی تھے اور اگر رہ جاتی تو قلم زد بھی نہیں کرتے تھے۔ غیر مطبوعہ جلدوں میں اس طرح کے مقامات تو قارئین کی نگاہ میں نہیں، لیکن مطبوعہ جو پاکستان سے یہاں تک مختلف مطابع سے شائع ہوتا رہا ہے ان کے قدیم ایڈیشنوں میں قدر مشترک کے طور پر جو غلطیاں رہ گئی ہیں ان کی چند مثالیں بطور نمونہ مشتے از خروارے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ... ۱۳۲۶ میں حضرت مولانا اسمٰعیل علیہ الرحمہ کے وصال کی تاریخ پر مشتمل قطعہ اور شعار یوں مطبوع ہیں :-

نہیں ہوا مگر جس زمانہ میں پڑھتا ہوں واقعی اکسیری و تسخیری اثر آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہوں۔
حسن اتفاق سے اس وقت میرے پیش نظر رسالہ مبارکہ ارقع النجوم مصنفہ حضرت سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہ العزیز ہے جو مطبع گلزار حسنی بمبئی میں حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب قادری نقشبندی کی سعی سے چھپا ہے۔ کہ عجیب اتفاق کہ یہ کتاب پوری چھپنے نہ پائی تھی کہ حضرت مولانا موصوف کا وصال ہوگیا۔ پس ٹائٹل پیج میں ان کی تاریخ وصال [illegible] قدس سرہ نے شامل کردی گئی ہے جس کے ہر ہر مصرعہ سے تاریخ وفات نکلتی ہے میں اس جگہ وہ پوری عبارت کو نقل کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔

تواریخ وصال حضرت عظیم البرکۃ مولانا [illegible] الواصل عارف الجلیل مولانا مولوی محمد اسمعیل القادری النقشبندی [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ از نتائج افکار امام الفضلاء مقتدی [illegible] تاج الفقہاء والمحدثین سراج العلماء [illegible] مولانا عظیم الدین صاحب مولوی [illegible] محمد [illegible] دام فیضہ الصمدی والمعنوی بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible] من محمد عظیم [illegible] الثالث • [illegible] الکامل [illegible] لاجل [illegible] • [illegible] قادری [illegible] •

۱۳۱۴

لا سمعیل اسمعیل [illegible]	رحماء حالہ من کل نشہ
[illegible]	اراد ح کل شی عن نطقہ
لا سمعیل [illegible]	[illegible] کل [illegible]
لا سمعیل [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	لا [illegible]

بحب [illegible] منكه [illegible] باجبوه كحب من نعنه
[illegible] لا [illegible] احب [illegible] بنطقه [illegible]
[illegible] لا [illegible] حلاه خيانة [illegible]
نفى [illegible] وحيات [illegible] تكون من اهل [illegible]
الى [illegible] الرضا [illegible] غداة [illegible]

مشارب الخمر

هدمت [illegible] ام هل وقلت   سجن [illegible] الخلال [illegible]
[illegible] ما [illegible]   [illegible] عمر [illegible]
[illegible] نتاج [illegible]   [illegible] اسمام [illegible] ضلت
[illegible] كانت معرقة [illegible]   [illegible] فيها [illegible] كمت
[illegible]   [illegible] علت
[illegible] هم طويل [illegible]   هموم [illegible] ثم حلت
[illegible] ذات [illegible]   [illegible] في [illegible] هي التي
[illegible] صفر [illegible] الالف   [illegible] ظلت
الا كل [illegible]   وكل [illegible] اهلة
[illegible]   [illegible] اذ [illegible]
[illegible]   [illegible] تولت [illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]   [illegible]

ومرشدنا ان من صرح بيننا	ومكرمنا الا في باكرم حلة
هنا بغيا بالحيا لقيتنا	محا حبيب في حيا خضة
[illegible]	[illegible]
نحن به منه البه له نات	بمن فضل بحر لخيض ببلة
[illegible]	[illegible]
فلم يك فيما جاء تاقتدى ولا	[illegible] في خلة اى خلة
صيانة دين اذا جانة بدعة	اماسنة حق اذا عانة خلة
سوال مريد او شكالة دنية	منزال ضلل وضلال مضلة
برد الردى بالروح حجة هدى	يرى من خلال جمله محلة
[illegible]	[illegible]
ولكن عين المعتدى لسادى	لمن دخل اتان محتل جلة
[illegible]	نجاه من و بسرمت بهمة
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
وتشكو مزق اللطيف كل زيهة	[illegible]
ومهمرات اعجب من صلواته	[illegible]
تدايم مدا اماما ملا لعبيده	والعبد همر و ند قسر شمت
ورضى الرضوان مرتبيا نمل	ندى مسك ركان بية استهلة
الى ملك بالحبيب توسل	به فى غفر بمسرونى زلتى

[illegible]

جب کہ مصرعہ خیال میں اس طرح ہونا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمداً لہ وصلاۃ علی محمد الحکیم [۱۳۱۷ھ] رقعۃ النافیت [۱۳۱۷ھ] عام وفاۃ العلیم المثبت [۱۳۱۷ھ] لفضل تکامل الحسن الجلیل [۱۳۱۷ھ] الرضی الاجل اسمعیل [۱۳۱۷ھ] مہابمی الحل شاذلی الحسب [۱۳۱۷ھ] قادری القدر اجل الرتب [۱۳۱۷ھ] افاض الودود علیہ احسانہ الجسیم [۱۳۱۷ھ] وألسق اسمٰعیل بخدمۃ ابرٰهیم [۱۳۱۷ھ] ....

أ اسمٰعیل اسمٰعیلَ سُنّہ	أخامیَ حالہ مِنْ کُلِّ فِتْنَہ	[۱۳۱۷ھ]
أسمٰعیل اسمٰعیل صدق	أزادَعَ کُلَّ مَیْنٍ عَیْنَ فِطْنَہ	[۱۳۱۷ھ]
أسمٰعیل اسمٰعیلُ حقٌ	أتاکَ الْحَقُّ نَکَّبَ کُلَّ مِحْنَہ	[۱۳۱۷ھ]
لاسمٰعیل عِنْدَ اللّٰہِ اِنشا	ءُ مَوْعِدَۃٌ بِمَکْرُمَۃٍ وَ مِنَّہ	[۱۳۱۷ھ]
الَا لا یُبْکِیَنَّ فَقْدُ سَعْدٍ	أیَنْقَمْ رجعُ نَفْسٍ مُّطْمَئِنَّہ	[۱۳۱۷ھ]
رَوَاحُ الرُّوْحِ مِنْ کَنَفٍ لِسُنِّیْ	کَمُزْنَۃٍ انْجَلَی مِنْهَا ابْنُ مُزْنَہ	[۱۳۱۷ھ]
سَنَاہُ وَ نَفْعُہ بَاقٍ بَهِیًّا	فَقَطْرُ دَجْنِہ وَقِیْرُ دَجْنَہ	[۱۳۱۷ھ]
یُزَفُّ اِلی جِنَانٍ حَنَانِ عَفْوٍ	لَاَنْوَارٍ وَّ اَطْیَارٍ مُّرِنَّہ	[۱۳۱۷ھ]
یَحُفُّ بِہ مَلٰئِکَۃٌ اَعِزَّہ	بِاَجْنِحَۃٍ کَسُحْبٍ مُرْثَعِنَّہ	[۱۳۱۷ھ]
وَاِنْ اَسْئَلِ اسْمٰعیلَ مِنْهُمْ	أجِبْ ثِقَۃً بِنَوْلِ اللّٰہِ اِنَّہ	[۱۳۱۷ھ]
لاسْمَاعِیْ لاسْمَاعِیلَ مِنْهَا	حلاہُ مَعَانَۃٌ وَحلاہُ هُجْنَہ	[۱۳۱۷ھ]
فَنَحْنُ بِمَنِّہ وَهِبَاتِ یُمْنِہ	نَکُوْنُ مِنْ اَهْلِ یُمْنِہ اِنْ یُمُنَّہ	[۱۳۱۷ھ]
اِلٰہٖ اَعْطِنَا حُسْنَ الرِّضَاءِ	وَاَوَّلَ غَدَۃٍ وَصْفَ الْاَوَّلِ یُمْنَہ	[۱۳۱۷ھ]

[۱۳۱۷ھ]

تاریخ آخر

عدت أمُّ ظلٍّ شرطها أم اظلّت ❖ ببطنٍ بطينٍ والظلال أقلّت
فمالی أری با لیل طولا کأنها ❖ برام ترومُ الجفر أوفیه حلّت
أنکسها أتباعُ غالٍ مُغرّب ❖ لربّتها فی السیر أم هی ضلّت
أمشرقةٌ کانت مشرّقةَ الکلل ❖ مکلّلة فیها النواظرُ کلّت
ارجعا ولاتلاویر أم دارُ معهد ❖ بصهبا فبالصهباء ایاک غلّت
بلی لیلُ ذی همٍّ طویلٌ سیئما ❖ همُوم علی أهلی مهائم جلّت
ولا عزو ان صلّت فانّ طریقة ❖ تلی الّتی فی خفهه بل هی الّتی
یقاطرُ صفرٌ نفسه وکذا الألف ❖ [illegible] والعنم ظُلَمٌ اضلّت
ألاکلُّ رزءٍ فی کدنیاک منتهٍ ❖ وکلُّ مخاقٍ مُسفرٌ عن أهلّة
ألم تر أنّ الله یُزجی سحابة ❖ فتسیلُ حجما اذحوت اذتجلّت
وتزهر ام الزاهرات اذا ثنت ❖ تدلت تولت اذعلت ادتعلت
سوی الموت بل عن کل موت خلیفة ❖ ولاخلف عن فقد غرٌّ اجلّة
شمالُ عُبیدِ الله حیث حلیمةٌ ❖ وشملبلُ اسمعیلَ بالتّلو صلّت
قضی بعید قوم [illegible] ❖ ترجی وتخشی من شرور اضلّت
مضوو تقینا خلف لم یک بیننا ❖ [illegible] تسلّت
وذات خیرٌ ما نرجوه انْ کان وُلنا ❖ لخالص دین الله من دون علّة
تحابُبهمْ فی الله انْ شاء مُوصِلٌ ❖ [illegible] من نور [illegible] جلّة
ومرعدنا انْ مَنْ خرص نبیّنا ❖ ومکرمنا الأتی بأکرم ملّة
هنا بالمحیا والحمیا لقینا ❖ محیا حبیب فی حمیا خضلة
قضی الله فی جنّاته حمّ سَلّنا ❖ ونبوّ أنا فی روضة مُخضَلّة

فنعمْ به منه اليه له فانّ ❖ يَمُنُّ فهل بحرٌ يفيض ببلة
حبا اللّٰهُ اسماعيلَ فضلاً ورحمةً ❖ واكرم مثواهُ بمنزل خُلّة
فلمْ يكُ فيما جاءنا يقتدى ولا ❖ يرُوحُ سوى فى خَلْةٍ اى خَلّة
صيانةِ دين اوْاهانةِ بدعةٍ ❖ ابانة حق اوْ اعانةِ خُلّة
نوالُ مُريدٍ اوْ نكالُ مُـ[illegible] ❖ [illegible] مُزلُ اوْنضالُ مُضلّة
يَرُدُّ الرّدىٰ بالرّدْع عن هُوّة الهوىٰ ❖ يرىٰ من كلامى جُملةً بمجلّة
وعينُ الرِّضا عن كل عيبٍ كليلةٌ ❖ فان يكُ لمْ تنظُرْ وان ترغلّت
ولكنّ عينَ السُّخطِ تُبدىِ المساويا ❖ كمنْ نخلِ البُستانِ مُختلُّ حلّة
[illegible] مولى حىٌّ طبعه بسعيه ❖ فَحَيَاهُ حَىٌّ لايَمُوتُ بِهلّة
مضىٰ وهو توّاقٌ الىٰ الأمن والعُلىٰ ❖ فنال العُلى والأمن فيما محلّة
وغسّله صوبُ الصّوابِ بهلّةٍ ❖ وكفّنه ثوبُ الثّواب بحُلّة
وسمْوُ تَسُوّدِ الشّاذليّة حنطه ❖ ورفعةُ قدْرِ القادريّةِ صلّت
يُنمّقُ فى تاريخ رحلتهِ الرِّضا ❖ سحائبُ ميح لسُقيٰ مثواك سلّت
[١٣١٤ھ]
بأوفى نوال فوزُ افضل منزل ❖ واشرف نُزْلٍ حرزُ ارفق تلّة
[١٣١٤ھ] ❖ [١٣١٤ھ]
وقتكَ مراقىَ اللُّطف كُلَّ كريهةٍ ❖ ستتك سواقى الرّأف ارج طلّة
[illegible] ❖ [١٣١٤ھ]
ومُنهمراتُ السُّحْبِ منْ صلَوَاته ❖ على المُصطفىٰ والصَّحْبِ ملْتْ بهلّة
تُديمُ مُداماً شاملاً لمَبيْده ❖ واتبعهُم لو ذا لم يتقلّت
[illegible] لرضا ان لم يعث وابلٌ فطلٌّ ❖ [illegible]ذى منك لى كاللائمة المُستهلّة
الهى اليك بالحبيب توسُّلى ❖ به فاغفرِ اللّٰهُمّ ذنبى وزلّتى

❷ صفحہ ۲۵،۲۵۵ میں مندرج مکتوب (۱۰) کے اندر وقت عصر کے استخراج کا طریقہ بتانے کے بعد مثال کی تحریر یوں مطبوع ہے:۔

مثالہ وقت عصر [illegible] ۴ [illegible] اپریل [illegible] مفروض [illegible] تقویم شمس [illegible] وقت [illegible] راس الاسد باشد۔

[illegible] وقت تقریبی [illegible] در [illegible] تقویم [illegible] راس الاسد ۴ ۲ [illegible] تفاضل میل شمسی ۲۲ و ۲۲ [illegible] در [illegible] ۲۲ ۲ ۲ [illegible] [illegible] ۴ [illegible] حاصل [illegible] متناقص [illegible] میل ۲۲ [illegible] از میل ۲۳ کمتر است این حاصل از میل راس الاسد [illegible] برآورده [illegible]

رست کا ستیم باقی ... بو ... کہ میل نصف اسبابہ حقیقی آن بندست .

... میل ... بر ... راست میل از آنچہ کہ ستیم باقی ح ۶ ... ستیم ...

... [illegible] ... بعد تی مرفی ... .

... [illegible] ... اول اصلی ظل گر تقسیم بر حصہ ۲۰۹ با ... ۱۳۹۶۵۱۰ ... تقسیم

... زنج ۲۹۶۶ پس بتعدیل ظل ... ب ۱۳۹۹۴۴ ... دو مرفوع فرو ...

[ظل عنصر ۲۶۱۳۹۹۴۴۶]

... [illegible] ... جدول مقوس کردیم ... ۲۶ ... زائد شد بر ماتقسیم ۱۳۹۱۳۰ ...

... ۲۶ ... جدول ... نوشتہ اند ۱۲۳۲ الی مطلوب ...

... بموجب ... فرو دیم شد قوس ... ۱۲۴۵۶ ... شد ...

... بعد حقیقی ... ستیم ... مو ... ستہ ...

... [illegible] ...

... [illegible] ... ۹ ... قوس ... ح ... ۲۶۲۸۹۲۴

... [illegible] ...

... [illegible] ... وقت ... ح ... دو ... ح

... کہ ... وقت ... دارد

۳۰

... [illegible] ... ۱۲۷۸۱ ... النصف

۹ ... ۱۱۳۹۱   ۳۹۰۶

۹۶۰

۱۸۶   تقویس ... ستیم ...   ۸۹۶

۲۰۴   پس قوس ...

۱۶۳ ... ۴۴۴۴

۱۲۰۶۹

۶۳   بہمال ... شود

... [illegible] ...

جب کہ اسے یوں ہونا چاہیے:-

مثالہ وقت عصر حنفی می خواہم در بریلی آں روز مفروض را کہ تقویم شمس وقت آغاز راس الاسد باشد۔

[۱] وقت تقریبش ءمط (۴۹-۴) در المنک تقویم نزدیک راس الاسد ۲۴ر جولائی ست تفاضل میل شمسی ۲۳ و ۲۴ جولائی در المنک ۲۲-۱۵-۲۰

۱۳-۰۴-۲۰

۰-۱۲-۰۹

اورا بر کد (۲۴-۰۰-۰۰) بخشیدیم حاصل ل کج (۲۳-۳۰) اورا در ء مط (۴۹-۴) زدیم حاصل ب کو کا (۲۱-۲۶-۲) چون میل متناقص ست یعنی میل ۲۴ر جولائی از میل ۲۳ کمتر ست۔ ایں حاصل از میل راس الاسد کہ در جدول برآوردہ ایم ك ط لج نر (۵۷-۳۳-۹-۲۰) است، کاستیم۔ باقی ك ر رلو (۳۶-۷-۷-۲۰) بلکہ ك ر ح (۸-۷-۲۰) کہ میل نصف النہار حقیقی آں روزست۔

[۲] چوں میل و عرض ہر دو شمالی ست ۔میل از کح کا (۰۰-۲۱-۲۸) کاستیم۔ باقی ح یج نب (۵۲-۱۳-۸) نیم قطر آں روز کہ یہ مو (۴۶-۱۵-۰۰) باشد از و کاستیم۔ باقی ر نح و (۰۶-۵۸-۷) تحویلش بہ بعد سمتی مرئی ر نر نط (۵۹-۵۷-۷)۔

[۳] ر نر نط (۵۹-۵۷-۷) از جدول ظل اوں اصلی ظل گرفتیم۔ برش ۳۰۹ بازائے ر نر (۵۷-۷) ۱۳۹۶۵۱۰ء ۰ یافتیم۔ وتفاضلش با ظل ر نح (۵۸-۷) ۲۹۶۶۔ پس بہ تعدیل ظل مطلوب ۱۳۹۹۴۲۷ء ۰ دو مرفوع

فزوودیم ظل عصر ۲،۱۳۹۹۴۲۷۔

، ۴ اس اس سایہ را در ہمیں جدول مقوس کردیم برص ۳۱۷ ، بازائے سدنر (۰۰ ۔۔ ۵ ۶۴) یا تقدیر ۲،۱۳۹۶۳۰۱۔ تفاضل مطلوب ۳۱۴۶ و تفاضل جدولی کہ جوفرق زنت اند ۶۲۲۳ ۱ پس مطلوب را در ۶۰ زدہ بر تفاضل جدول بخشیدیم۔ وحاصل قسمت ر بر سدنر (۰۰-۵۷-۶۴) فزوودیم شد قوس ۶۳ ، ۱۱-۵۷-۶۴ یعنی سد بر بالح (۲۸-۱ -۔۵-۲۲) تحویش بہ بعد سمتی حقیقی سدنط ہ کا (۲-۵-۰-۵۹ ۲۴)× نم قطر بہ مو یہ (۱۴-۲۶-۱۵-۰۰)=سہ

یدنب رقی (۵۲-۱۴-۶۵)۔

بعد تقاق جہت کج ک (۲-۲۸)۔ ک ط لد (۳۳-۰۹-۲۰)=ح یا ۔ ۲۲ ۸)+سہ یذ سب (۵۲-۱۴-۶۵)-عج کو یح (۱۸-۲۶-۳-۷) سد ل مح ط (۰۹-۴۳-۳۶) جیبہ ۶۶۲۳ ۷۔ ۹،۰۔ بز سہ یذ نب (۵۲-۱۴-۶۵)۔ ۔ مح ط (۰۹-۴۳-۳۶)=کج لامج (۴۳-۳۱-۲۸) ۔۔۔ ۹ ۔ ۔ ۔ وقطع میل راس الاسد وعرض بریلی ۔ ۱۰،۰۸۴۹۴۲۱، مجموعہ ۔ ۔ ۔ ۹ ۔ ۵ ۳۱ ۔ ۔ ۔ ، مح (۳۸-۳) ۵۳۸۴۳۸۰، ۹ باقی ماند

۴۳۳)۴۰۰،۰۰(۰،۹۲ ۔ ۴۳۳÷۴ ۴۰۰،۰۰=۱۰×۴۰

۳۹۰۶
۹۴۰
۸۶۸
۷۲

۔ ۔ ۔ مح ۔ ۔ ۵۵۱۸ ۰۰ ۸۱ ۔ ۔ نح ء مح ا (۰۱-۳۸-۳) کہ
۔ حسینی ما بقدر ۵۹ تفاوت دارد

یا بروجه دوم ۱۹،۵۳۸۴۷۸۱ را نصف ۱۹۲۳۹۱ ـ ۹۰ قوس او کم بزنا اولو

شاها (۰۰-۰۰-۳۶) ۱۲۹۱۸۷ ـ ۹۰ باقی ماند ۲۰۴ × ۶۰ = ۱۲۲۴۰ ÷ ۱۷۳۸ = ۱۷

۱۷۳۸) ۱۲۲۴۰ (۷

۱۲۱۶۶

۷۴

پس قوس لو شار (۰-۰۰-۳۶) × ج (۱) ـ ۶ مح شانه (۵۶-۰۰ ۲۸-۴) که

بارفع ا، همان ۶ مح اشود.

بدین طریق درجات تام را وقت برآرند در [illegible] ت، تعدیل [illegible] السطرین

کنند.

③ صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۴ میں مکتوب نمبر (۱۱) کے اندر زائچہ نکالنے کے طریقے کا بیان یوں مطبوع ہے:-

۲۶۲

(۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز حمک اللہ ظلل کاسمک ظفر الدین۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عبارات تفاسیر آئیں ما بقی بھی [illegible]
[illegible] یہ صرح اتفاق کیا ہے یہ الوسی بغدادی کو ہے [illegible]
یا مختصر سے اور آزادی زمانہ کی ہو لکھتے ہوئے ہے مصنف کا ترجمہ یا کتاب کا [illegible]
[illegible] مدارک کا کوئی حاشیہ ہو تو اس کی عبارت کی زیادہ ضرورت ہے۔
[illegible] ۲۲۲ ایسی کہ کتابت میں دو دو ہیں ہر ضرب کے لیے کوئی عدد نہیں
[illegible] بے جائیں اگر مرکز یعنی دائرہ پر ہے تو اس مرکز کے [illegible]
[illegible] میں ۱۰ ۲۰ ۱۰۰ [illegible] کچھ نہیں جیسے علماء، فساد، خبث، غیرہ۔ [illegible]
میرے خیال میں [illegible] آیا تھا اوسی زمانہ میں مگر کچھ پسند نہ تھا لہذا آپ کو نہ لکھا۔
طالع وہ نقطہ [illegible] ہے جو کسی وقت مطلوب میں جانب شرقی افق حقیقی پر [illegible]
[illegible] زائچہ سال میں بھی یہی جملہ اعمال میں [illegible]
[illegible] وقت مطلوب کوئی سیارہ [illegible]
[illegible] کسی ذی علم کی اصطلاح نہیں [illegible]
[illegible] اصطلاح جو چاہے مقرر کرے مگر وہ اسی تک محدود ہے [illegible]
[illegible] نہیں ہو سکتی طالع اگرچہ غیر متحرک ہے جیسا کہ اوس کی تعریف سے [illegible]
[illegible] مراد لیتے ہیں جو وقت مطلوب افق شرقی [illegible]
[illegible] کے نزدیک احکام زائچہ متبدل نہیں ہوتے جب تک [illegible]
[illegible] کا تحمل بھی ہے کہ منٹ سکنڈ سے صحیح وقت
[illegible]

جو نقطہ ولادت خاص جائے ولادت کی افق مشرقی پر ہوا اس درجہ کو طالع کہتے ہیں پھر حسب قواعد مقررہ اوس سے مراکز دیگر بیوت معلوم کرتے ہیں پھر تسویۃ البیوت کے تین قاعدوں سے دیعنی بحسب مرکز طالع فلک البروج یا معدل النہار یا اول سموت کے اوسط مساوی کیے جاتے ہیں اور فقیر کے نزدیک بحسب دلائل مختار تقسیم اول السموت ہے اور بیوت دوازدہ گانہ کے بادی [illegible] معلوم کر کے زائچہ ولادت درست کرتے ہیں اب وقت مطلوب پر جو کچھ تقویم سیارات سبعہ [illegible] و ذنب ہو استخراج کر کے ہر ایک کو ان کے بیت میں رکھتے ہیں اس کے بعد استخراج [illegible] سعادہ وسہم الغیب وغیرہ کی سمجھے جاتے ہیں اوس کے بعد [illegible] کا وقت [illegible] اہل وجہ [illegible] ہے [illegible] السموت [illegible] کے لیے استخراج طالع و مراکز بیوت و تسویۃ البیوت [illegible] قبل [illegible] گھڑی وقت ولادت کا دقیقہ ساعت اور [illegible] ہے اس سے اطلاع [illegible] اور حسب [illegible] وقت [illegible] کے لیے [illegible] کر سکے [illegible] معتدد برہانی طریقے [illegible] رسالہ [illegible] طریقہ یہ ہے کہ (۱) المسک [illegible] ہر مہینہ کے صفحہ [illegible] کی تقویم اور خانہ سوم سے اوس کا لوگارثم بعد [illegible] کے بعد جو خمسہ [illegible] کی حد [illegible] دیتا ہے [illegible] ۱۵۴ سے جدا ول [illegible] اوس میں تاریخ [illegible] شمس [illegible] کوکب [illegible] شمس [illegible] لوگارثم بعد کوکب [illegible] میں پھر تقویم شمس [illegible] کوکب [illegible] شمس سے [illegible] زاویۃ الشمس [illegible] معروف [illegible] کا مربع [illegible] کا نام [illegible] (۲) [illegible] کوکب [illegible] شمس کا جیب [illegible]

... مرتبۃ تمام ... وہر کو ابعد کوکب میں جمع کر کے لو ابعد شمس اوس سے تفریق کیجئے اور ... ات یعنی زہرہ و عطارد میں لو ابعد شمس سے اوس مجموعہ لو جیم و لو ابعد کوکب کو تفریق کیجیے یہ حاصل جمع نکیے اوسے جدول ظل لوگارثمی میں مقوس کر کے قوس حاصل سے ... ... باقی کو ظل لوگارثمی لیجیے۔

(۲) اس ظل لوگارثمی میں لو ظل محفوظ کو جمع کر کے جدول ظل لوگارثمی میں مقوس کیجئے ... ... کو صورات میں محفوظ سے جمع کیجیے اور سفلیین میں محفوظ سے تفریق اس حاصل یا باقی کا نام زاویۃ الارض رکھیے پس اگر زاویۃ الشمس نصف دور (۱۸۰ درجے) سے کم ہے تقویم شمس سے زاویۃ الارض کم کر لیجئے ورنہ تقویم شمس و زاویۃ الارض کو جمع کیجیے یہ ... ... تقویم کوکب اوس نصف النہار رصدی کے لیے ہوگی اسی ... دوسرے نصف النہار رصدی کی تقویم لیجیے جب دو نصف النہار رصدی مکتنف ... مطلوب کی تقویم معلوم ہو گئی تعدیل مابین السطرین سے تقویم کوکب وقت مطلوب ... ... جائے گی تنبیہ یہ جرم نے دو نصف النہار مکتنف بوقت مطلوب کی ... ... کو کہا اور ابتداء وقت مطلوب کی تقویم لینا نہ کہا اسے تطویل نہ سمجھیے ... ... تخصیص بہ ثبوت الارتقی فائدوں پر مشتمل ہے:۔

(۱) دو ل تقدیر شمس و لو ابعد شمس و تقویم کوکب بمرکزیت شمس و عرض کوکب بمرکزیت شمس ... لو کوکب نیبہا لکھیے میں گے ورنہ پانچوں میں تعدیل مابین السطرین کرنی ہوگی (۲) اور ... نصف النہار مکتنف کی تقویمیں لینے سے کوکب کا راجع و اقمت مستقیم ہونا معلوم ... ہو جائے گا۔ (۳) اوس دن کے ہر منٹ کی تقویم اس سے معلوم ہو سکے گی اگر بعد تحقیق ... وقت ولادت اتنے منٹ آگے یا پیچھے ہٹا اور اک تقویمات کے لیے تجدید اعمال ... ... ہوگی یہ لسخے جداول مرتب کے مرتبہ ... ... شب عرس مبارک ہے فاتحہ خوانی کیجیے والسلام

... ... ذی الحجہ یوم الخمیس ۱۳۳۰ھ

یہی چیز فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی صفحہ ۹۶، ۱۹۵ میں یوں مطبوع ہوگئی ہے:-

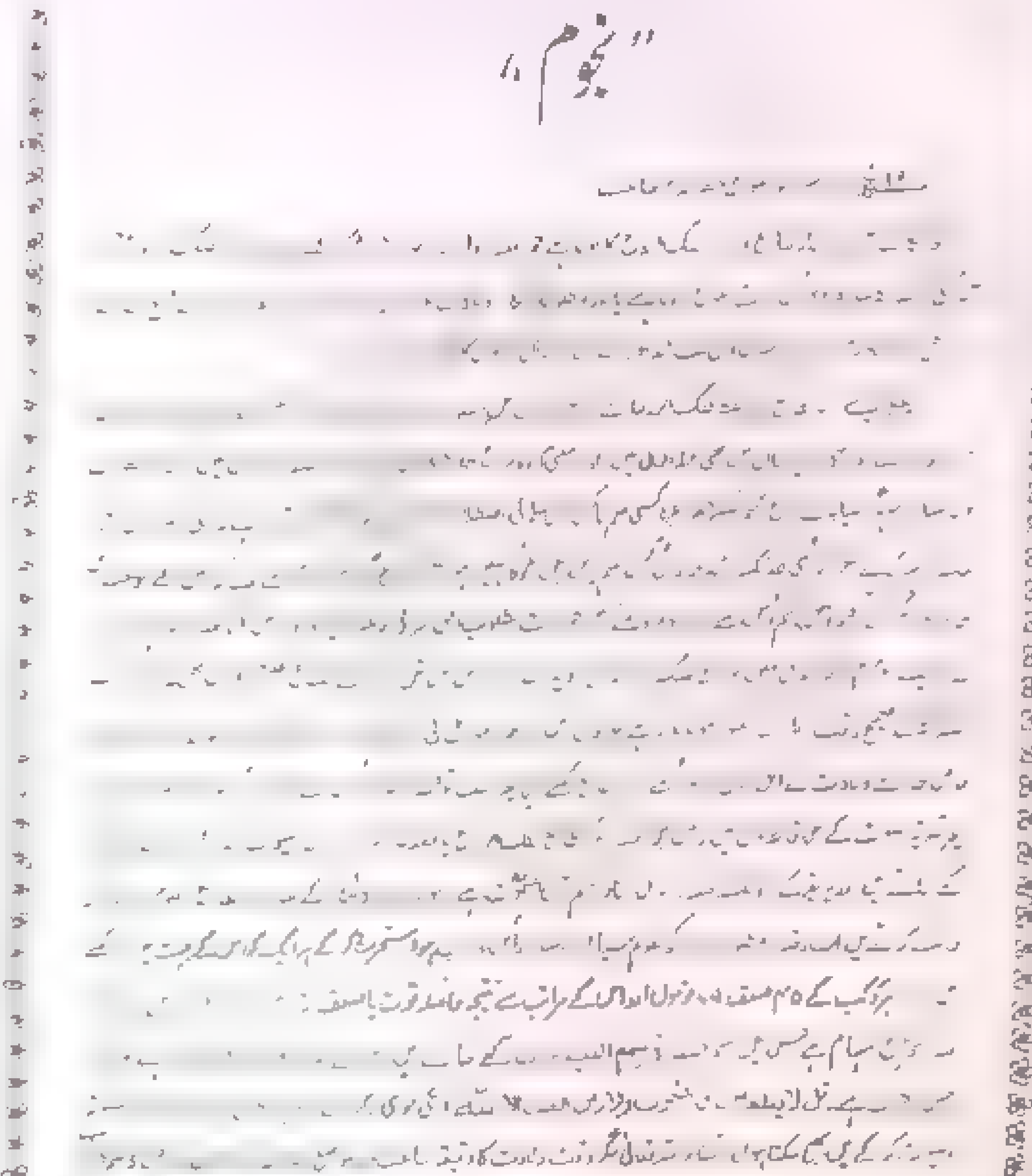

[illegible]

[illegible] کا ذکر [illegible]

[illegible] خمس [illegible]

[illegible] کا نام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی تقویم [illegible]

[illegible] بوقت مطلوب معلوم ہو جاتے ہیں۔

[illegible] بوقت مطلوب کی تقویم [illegible]

[illegible] مشکل ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] کے لئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

جب کہ صحیح اس طرح ہے:-

طالع وہ نقطہ فلک البروج ہے جو کسی وقت مطلوب میں جانب شرق اُفق حقیقی بلدی پر ہو۔ یہی زائچہ ولادت میں لیا جاتا ہے، اور یہی زائچہ سال میں بھی یہی جملہ اعمال میں۔ اور یہ معنی کہ وہ برج طالع فی الحال یا فی الاستقبال جس میں وقت مطلوب کوئی سیارہ ہو ہرگز ہیات، زیچ، تنجیم، تکسیر، جفر وغیرہ کسی علم یا کسی ذی علم کی اصطلاح نہیں۔ یوں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اصطلاح جو چاہے مقرر کرے، مگر وہ اسی تک محدود رہے گی۔ کسی علم یا فن میں ملحوظ نہیں ہو سکتی۔ طالع اگر چہ غیر متجزی ہے جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہوا، مگر اہل تنجیم و (مں) معموم اس سے وہ درجہ مراد لیتے ہیں جو وقت مطلوب افق شرقی بلدی پر ہو۔ اس کا باعث یہ ہے کہ ان کے نزدیک احکام زائچہ متبدل نہیں ہوتے جب تک درجہ طالع نہ بدلے۔ اور اس میں تین چار منٹ تک کی غلطی کا تحمل بھی ہے کہ منٹ سکنڈ سے صحیح وقت ولادت معلوم ہونا نادر ہے۔ بہر حال اس میں چار منٹ کی تخمین کے اندر از روئے محاسبہ جو نقطہ (بوقت) ولادت خاص جائے ولادت کی اُفق شرقی پر ہو، اس کو طالع کہتے ہیں۔ پھر حسب قواعد مقررہ اس سے مرکز دیگر بیوت معلوم کرتے ہیں۔ پھر تسویۃ البیت کے تین قاعدوں سے (جن میں بحسب مرکز طالع فلک البروج یا معدل النہار یا اول السموت کے بارہ حصے مساوی کئے جاتے ہیں، اور فقیر کے نزدیک بحسب دلائل مختار تقسیم اول السموت ہے) بیوت دوازدہ گانہ کے مبادی ومقاطع معلوم کر کے زائچہ ولادت درست کرتے ہیں۔ اب وقت مطلوب پر جو کچھ تقویم سیارات سبعہ اور راس وذنب ہو، استخراج کر کے ہر ایک کو ان کے بیت میں رکھتے ہیں، (اور ہر کوکب کے ۳۵ ضعف ۲۶ نوموں اور اس کے مراتب

سے نتیجہ حاصد قوت یا ضعف مع تعین مرتبہ نکالتے ہیں) اس کے بعد استخراج سہام ہے۔ جن میں سہم السعادۃ وسہم الغیب ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد احکام لکھنے کا وقت آتا ہے۔ جو محض جہل وجزاف ہے۔ **قُلْ لَایَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ** آپ کی خوشی کے لیے استخراج طالع ومراکز بیوت تسویۃ البیوت کرکے میں بھیج سکتا ہوں انشاءاللہ تعالیٰ۔ مگر وقت ولادت کا دقیقہ ساعت اور موضع ولادت کے طول وعرض کا علم ضروری ہے۔ اس سے اطلاع دیجیے۔ اور جب تک آپ تقویم نوا آب سعد اس وقت خاص کے لیے استخراج کرکے مجھے بھیج دیجیے کہ اس کی جنتری سے تقویمات نکالنے کے متعدد برہانی طریقے میرے رسالہ مسفر اسطالع عن اسفو سم والطالع میں ہیں۔ سہل ترین طریقہ یہ ہے کہ

(۱) مسک میں ہر مہینہ کے ص چہارم خانہ اول سے اس تاریخ آفتاب کی تقویم اور خانہ سوم سے اس کا لوگارثم بعد (کوکب) اٹھائیے، پھر ختم جداول سال للعیرین کے بعد جو مستخرجہ دن جدولیں دی ہیں۔ امنک حال میں ص ۱۴۶ سے جدول عطارد ہے۔ ص ۱۵۴ سے جدول زہرہ وہکذا۔ اس میں تاریخ مطلوب تین اخیر خانوں سے طول (کوکب) مرکزیت شمس، وعرض کوکب مرکزیت شمس، ولوگارثم بعد کوکب اٹھائیے۔ یا اسی ترکیب پر ... چہ تقویم شمس پر ... تقویم کوکب مرکزیت شمس سے تفریق کیجیے باقی ... زاویۃ الشمس رکھیے۔ مفروق منہ ... ہو تو ... پر "دور" بڑھا لیجیے زاویۃ الشمس کے ... دور (۹۰) سے تفاضل ... محفوظ رکھیے، محفوظ کا ظل لوگارثمی لیجیے۔

(۲) ... مرکزیت شمس کا جیب اتمام لوگارثمی لیجیے۔ پھر سویت یعنی زحل ... لوجم ... لو(۳۲) بعد کوکب میں جمع کرکے لو(۳۶) ... اور سفلیت یعنی زہرہ وعطارد میں لو(۳۶) بعد شمس سے اس

مجموعہ لوجم دلو بعد لوکب کو تفریق کیجیے۔ بہر حال جو بچے اسے جدول ظل لوگارثمی میں معقوس کر کے قوس حاصل سے ۴۵ درجے گھٹا کر باقی کا ظل لوگارثمی لیجیے۔

[۳] اس ظل لوگارثمی میں بو (۳۶) ظل محفوظ کو جمع کر کے جدول لوگارثمی میں معقوس کیجیے۔ قوس حاصل کو علویات میں محفوظ سے جمع کیجیے، اور سفلیین میں محفوظ سے تفریق۔ اس حاصل یا باقی کا نام زاویۃ الارض رکھیے۔ پس اگر زاویۃ الشمس نصف دور قف (۱۸۰) سے کم ہے (تو) تقویم شمس سے زاویۃ الارض کم کر دیجیے، ورنہ تقویم شمس وزاویۃ الارض کو جمع کر لیجیے۔ یہ باقی یا حاصل تقویم کوکب اس نصف النہار مرصدی کے لیے ہوگی۔ اسی طرح دوسرے نصف النہار مرصدی کی تقویم کیجیے۔ جب دو نصف النہار مرصدی مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم معلوم ہوگئی، تعدیل مابین السطرین سے تقویم کوکب وقت مطلوب معلوم ہو جائے گا۔

تنبیہ یہ ہم نے جو دو نصف النہار مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم نکالنے کو کہا اور ابتداء وقت مطلوب کی تقویم لینا نہ کہا، اسے تطویل نہ سمجھا جائے۔ بلکہ بہت تخفیف مؤنت اور تین فائدوں پر مشتمل ہے۔

(۱) یوں تقویم شمس و دلو بعد شمس و تقویم کوکب بمرکزیت شمس، و عرض کوکب بمرکزیت شمس، و دلو (بعد) کو سب بعینہا لکھے ملیں گے، ورنہ پانچوں میں تعدیل مابین السطرین کرنی ہوگی۔

(۲) دو نصف النہار مکتنف کی تقویمیں لینے سے کوکب کا رجع و قف مستقیم ہونا معلوم ہو جائے گا۔

(۳) اس دن کے ہر منٹ کی تقویم اس سے معلوم ہو سکے گی اگر بعد کو تحقیق ہو کہ وقت ولادت اتنے منٹ آگے یا پیچھے تھا تو ادراک تقویمات کے لیے تجدید اعمال کی حاجت نہ ہوگی۔

صفحہ ۲۷۵ تا ۲۷۶ میں مکتوب (۲۲) کے اندر مدراس کے وقت طلوع و غروب کے استخراج کی تصحیح یوں مطبوع ہے۔

(۲۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز جعلہ اللہ تعالی کاسمہ ظفر الدین المتین آمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ مولوی عبد اللہ صاحب کا کوئی تحفۂ اوقات مدراس یہاں نہیں آیا صرف ایک چھپے ہوئے رسالے غنیۃ المصلی کے کہ سمت قبلہ میں ہے دو نسخے ایک پلندے میں آئے تھے وقت کا قاعدہ یقینا وہی ہے۔ کہ جب عرض و میل متفق الجہتہ ہوں تفاضل لیا جائے گا۔ یعنی ادن میں جو اصغر ہو اکبر سے تفریق کیا جائے گا۔ عرض ہو خواہ میل تو مدراس جس کا عرض ۱۳ ہے اس میں راس السرطان کا بعد اقل۔۔۔۔

۔۔۔۔ جس کا میل کلی ۲۳ ہے ی ۱۰ ہوا نیز وہ شہر جس کا عرض شمالی ۲۳ ہو اس میں بھی راس السرطان کا بعد اقل وہی ۱۰ ہو گا غایت یہ کہ مدراس میں یہ بعد سمت الراس سے شمالی ہو گا اور اس شہر میں جنوبی دونوں نصف اور اوس کے جیب اور قاطع میل سب متحد ہیں گے اور فرق وقت بوجہ قطع عرض ہو گا مثلاً صبح و عشاء و راس السرطان یہ مدراس کا حساب صحیح ہوں یہاں مجموعہ اربعہ ۹٫۵۶۲۷۸ ہوا اور وقت عشاء ۔۔۔ آیا [illegible] وہاں شہر میں مجموعہ ۹٫۹۰۸۴۶۰۹ ہوا اور وقت عشاء ۔۔۔ آیا ایک گھنٹے [illegible] سے زیادہ فرق رہا طلوع و غروب کہ آپ نے نکالے یہی صحیح ہیں جن کی [illegible] پرچہ ہوا اور مرسلہ سے ظاہر یہ حقیقی وقت میں اور راس السرطان کی تعدیل الایام [illegible] ۴۴ اور وسط چندے فصل غربی مدراس ۹ تو مجموعہ ۔۔۔ ۱۰ بڑھانے سے مدراس کا وقت رہوے حاصل ہو گا غروب ۔ ۲۱ ۔۔ ۲۹ ۶ طلوع ۹ ۲۲ ۵

+	۱	۲۳	۴۴	+	۱۰	۲۲	۱۴
۵	۲۲	۴۰	۱۲	۶	۲۷	۲۸	۵۵

یہ وقت [illegible] آپ کے نکالے ہوئے [illegible] تفاوت اون فرق [illegible]

آپ نے یہ [illegible] ۲۲ [illegible] سے معلوم کر کے کے سمت [illegible] کا تقا [illegible] ہے [illegible]

حصہ [illegible] پھر آپ نے بعد کی [illegible] سے مستورہ [illegible] کر لیے جمال [illegible] تھا

[illegible] حساب [illegible] وقت بوں [illegible] طلوع میں ۲۹ منٹ کا تفاوت [illegible]

[illegible] سے کہ آپ نے [illegible] ۲۲ [illegible] ۲۲ [illegible] کی تبدیلی [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] وقت حقیقی غروب و طلوع [illegible] کے ذیل [illegible] آپ کے

یہاں [illegible] بعد [illegible] وقت غروب ۲۵ [illegible] ۲۰ [illegible] کا [illegible] ۲۲ [illegible]

طلوع ۱۹ [illegible] تمام غروب [illegible] ۲۲ [illegible] ۵۲ [illegible]

وہی منٹ [illegible] تبدیلی [illegible] ۲۲ [illegible] تھے [illegible] کے یہاں

وقت [illegible] ۲۲ [illegible] ۲۶ [illegible] طلوع [illegible] ۲۲ [illegible] آپ کے [illegible]

[illegible] کا تفاوت [illegible]

[illegible] طلوع [illegible]

وقت [illegible] طلوع و غروب نکلنے کا قاعدہ [illegible]

کی طرح طلوع و غروب [illegible] تبدیلی [illegible]

۲۲ ۲۹ ۲۲۰ ۹ [illegible] کی [illegible] تقریباً [illegible] $\frac{۹۰۳۱۵۹۱۴}{۱۹۰۸}$ [illegible]

[illegible] کا [illegible] غروب [illegible] تبدیلی کی [illegible]

طلوع [illegible] کی علامت ہے ایں۔

[illegible] = [illegible] یہ اوقات کا منٹ [illegible] وقت

[illegible] حساب [illegible] مسئلہ [illegible]

[illegible] مسئلہ [illegible] میں لے آئیے [illegible] تبدیل [illegible]

[illegible] مسئلہ [illegible] شاہ [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] کا حوالہ [illegible] سے انھوں نے [illegible]

کا طول [illegible] ان بلاد کی کتاب کی لیے بھی ضرورت ہے [illegible] صاحب

مد اللہ صاحب کا کوئی [illegible] اوقات مدار بیان ہے آیا صرف ایک جیسے [illegible]

[illegible] قدیں ہو [illegible] یک [illegible] میں آئے سے وقت کا [illegible] مساوی [illegible]

[illegible] عرض بلد [illegible] حاصل [illegible] جائے گا یعنی ان میں جو [illegible]

[illegible] کیا جائے گا [illegible] عرض [illegible] راس السرطان

کا [illegible] کا [illegible] عرض شمالی [illegible]

[illegible] راس السرطان کا [illegible] ہو گا [illegible] کہ [illegible] میں یہ [illegible] الرأس

[illegible] ہو گا [illegible] جنوبی [illegible] نصف [illegible] اور [illegible] سب

[illegible] ہیں گے اور فرق [illegible] عشا [illegible] راس السرطان

[illegible] کا حساب عشا [illegible] ۲۰۸۷ [illegible] ۹ ہوا اور وقت [illegible]

[illegible] مجموعہ [illegible] ہوا [illegible] وقت عشا [illegible] ایک گھنٹہ [illegible]

[illegible] ہو گیا [illegible] نکالے [illegible]

[illegible] راس السرطان کی تعدیل [illegible]

[illegible] مجموعہ ۳۴ [illegible] ۳۴ [illegible]

[illegible] کا وقت [illegible] ہوگا [illegible] ۳۲۶۵۴ طلوع ۹/۱۵ ۵۳۳

[illegible] وقت [illegible] + $\frac{10:33:33}{9:31:28/35}$ + $\frac{10:33:33}{5:33:30/13}$

[illegible] ۲۲ جون [illegible] کو

[illegible] آئے [illegible] تو [illegible]

[illegible] معمول [illegible]

[illegible] ۳۹ سکنڈ کا [illegible]

[illegible] ۲۳ جون کی تعدیل [illegible] اور [illegible] منٹ

[illegible] طلوع [illegible] ذیل [illegible]

[illegible] غروب ۳۵ [illegible]

[illegible] غروب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ح : غروب نجومی و الحج | اوردقائق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صفحہ ۳۴۷ تا ۳۴۸ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی میں یوں ہے:-

[illegible] لیا جائے گا یعنی اس میں جو امر ہوا اکبر ہے [illegible] کیا جائے گا عرض ہو خواہ میل تو مدراس میں [illegible]
[illegible] اس میں راس السرطان کا بعد اقل جس کا میل میل کلی [illegible] ہوا نیز وہ شہر جس کا عرض شمالی
[illegible] ہو اس میں راس السرطان کا بعد اقل وہی [illegible] ہوگا غایت یہ کہ مدراس میں یہ بعد سمت الراس سے
شمالی ہوگا [illegible] شہر میں جنوبی دونوں حسب [illegible] کی جیبیں اور قاطع میل سب بدستور رہیں گے [illegible] فرق وقت
[illegible] ہوگا [illegible] حساب راس السرطان بمدراس کا حساب [illegible] یہاں مجموعہ [illegible] ۰۵۹۲
[illegible] ہوا اور وقت [illegible] آیا اور اس شہر میں مجموعہ ۹.۱۹۴۸ ۹.۱۹۴ ہوا اور وقت [illegible] ایک
[illegible] سے زیادہ فرق ہوگا [illegible] غروب کہ آپ نے نکالے ہیں [illegible]
[illegible] تقسیمی وقت میں اور راس السرطان کی تعدیل الایام [illegible]
[illegible] مدراس [illegible] تو مجموعہ ۳۴۲۴ [illegible] سے مدراس کا وقت [illegible]
[illegible] وقت غروب وہی ہے جو آپ نے کالا میں [illegible]
[illegible] جو اگر آپ نے میل [illegible] لیا جو ۲۳ جون [illegible]
[illegible] جو باعتبار حقیقت تو ابتدائی میل کلی ہے پھر آپ نے تعدیل [illegible]
[illegible] نالیا ہوگا اور اب میں [illegible] رکھتا ہوں البتہ طلوع میں ۲۹
سکنڈ کا تفاوت [illegible] کہ آپ نے تعدیل الایام ۲ ۵ لی جو ۲۲ جون کی تعدیل مرصدی ہے اور
[illegible] دونوں وقت حقیقی غروب و طلوع پر زائد کئے [illegible] یہ کہ آپ کے یہاں
[illegible] وقت غروب ۷۲۱۲۵ اور طلوع ۴۳۱۹ ۵

اس کا تمام ۵۲۲۳۵ - تمام غروب = ۵۲۲۳۵

۴۱۴۴
۱-۵۲ خفض

[illegible] وقت حقیقی غروب ۴۹۳۳ [illegible] آیا
[illegible] ۲۴ تو آپ کے اور یہاں کے محسوب میں ۱۰ سکنڈ کا [illegible]
وہی منٹ سکنڈ آگئے جو تعدیل مرصدی ۲۳ جون کے تھے
[illegible] مدراسی صاحب کا حساب یقیناً [illegible]
[illegible] منٹ کی [illegible] طلوع [illegible] زیادہ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ

بعض نے طلوع و غروب کے لیے کا قاعدہ ہی استعمال نہ کیا بلکہ معمول ہوا ہے کہ ہم کی طرح طلوع و غروب نجومی
حقیقی مرکزی ہے کر اور ہی تعدیل [illegible] [illegible]
اس جیب کی قوس [illegible] جس کا وقت + [illegible]

طلوع - غروب نجومی [illegible]	اور دقائق
طلوع نجومی و غروب	تعدیل [illegible]

[illegible] ۔ والطلوع و الغروب [illegible] وقت [illegible]

[illegible]

مؤامرات

(دیکھیے صفحہ ۳۴۹)

اور فتاوی رضویہ مترجم صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۷ میں یوں ہے:-

[illegible]

مؤامرات

108425

جب کہ اسے یوں ہونا چاہیے:-

مولوی عبد اللہ صاحب کا کوئی تختہ اوقات مدراس یہاں نہیں آیا، صرف ایک چھوٹے رسالے تحفۃ المصلی کہ سمت قبلہ میں ہے، کے دو نسخے ایک پلندے میں آئے تھے۔

وقت کا قاعدہ یقیناً وہی ہے کہ جب عرض و میل متفق الجہت ہوں، تفاضل لیا جائے گا۔ یعنی ان میں جو اصغر ہو اکبر سے تفریق کیا جائے گا، عرض ہو خواہ میل۔ تو مدراس جس کا عرض یج، (۴-۱۳) ہے، اس میں راس السرطان کا بعد اقل جس کا میل کلی کج کز (۲۷-۲۳) ہے، ی کج (۲۳-۱۰) ہوا۔ نیز وہ شہر جس کا عرضِ شمالی یج ن (۵۰-۱۳) ہو، اس میں بھی راس السرطان کا بعد اقل وہی ی کج (۲۳-۱۰) ہوگا۔ غایت یہ کہ مدراس میں یہ بعد سمت الراس سے شمالی ہوگا، اور اس شہر میں جنوبی۔ دونوں نصف اور ان کی جیبیں اور قاطع میل سب بدستور رہیں گے، اور فرق وقت بوجہ قاطع عرض ہوگا۔ مثلاً صبح و عشاء راس السرطان۔

یہ مدراس کا حساب بھیجتا ہوں۔ یہاں مجموعہ اربعہ ۹،۸۵۹۲۷۸۶ ... اور وقت عشاء ۴۶-۷ آیا۔ اور اس شہر میں مجموعہ ۹،۹۲۸۴۶۱۹ ہوا، اور وقت عشاء ۴-۵۶-۸ آیا۔ ایک گھنٹے دس منٹ سے زیادہ فرق ہوگیا۔

... وغروب کہ آپ نے نکالے یہی صحیح ہیں، جن کی صحت اس پرچہ ... سے ظاہر۔ یہ حقیقی وقت ہیں۔ اور راس السرطان کی تعدیل الایام مزید ۴-۴-۱ ... اور وسط ہند سے فضل غربی مدراس ۹ تو مجموعہ ۴۴-۲۲-۰۰ ... مدراس کا وقت ریلوے حاصل ہوگا۔

طلوع ۷۹،۰۵-۳۳-۵+۳۴،۳۴-۱۰-۰ = ۱۳،۴۰-۴۳-۵

غروب ۲۱،۵۴-۲۶-۶+۳۴،۳۴-۱۰-۰ = ۵۵،۲۸-۳۷-۶

یہ وقت غروب وہی ہے، جو آپ نے نکالا۔ تین سکنڈ کا تفاوت ان فرقوں سے ہوا۔ آپ نے میل کج کو نح (۵۸-۲۶-۲۳) لیا۔ جو ۲۳/جون سنہ حال کو گرینج کے نصف النہار کا تھا، اور میں نے کج کز (۲۷-۲۳) جو باسقاط خفیف ثوانی میل کلی ہے۔ پھر آپ نے بعد سمتی اُفقی مشرق حسب دستور سابق کہ میرے یہاں معمول تھ ص لب نا (۵۱-۳۲-۹۰) یہ ہوگا۔ اور اب میں ص لد مہ (۴۵-۳۴-۹۰) رکھتا ہوں۔ البتہ طلوع میں ۳۹ سکنڈ کا تفاوت آنا اس پر دال ہے کہ آپ نے تعدیل الایام ۵۲-۱-۰ لی، جو ۲۳/جون کی تعدیل مرصدی ہے، اور ۹ منٹ فصل طول مل کر ۵۲-۱۰-۰ دونوں وقت حقیقی غروب وطلوع پر زائد کیے۔

دلیل یہ کہ آپ کے یہاں معدل بے تعدیل رہوے وقت غروب ۲۵-۳۷-۶ اس کا تمام ۳۵-۲۲-۵، اور طلوع ۱۹-۴۴-۵۔ تو مغروب ۳۵-۲۲-۵ = ۴۴-۲۱ نصفہ ۵۲-۱۰-۰ وہی منٹ وہی سکنڈ آگئے، جو تعدیل مرصدی ۲۳/جون میں تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے یہاں وقت حقیقی غروب ۳۳-۲۶-۶ آیا، اور طلوع ۲۷-۳۳-۵، تو آپ کے یہاں اور یہاں کے محسوب میں ۲۱ سکنڈ کا تفاوت ہے۔ خیر ایسا کثیر نہیں۔

مدراسی صاحب کا حساب یقیناً وجہ صحت نہیں رکھتا کہ غروب ساڑھے تین منٹ کم ہے، اور طلوع سوا چار منٹ زیادہ۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے

طلوع وغروب نکالنے کا قاعدہ ہی استعمال نہ کیا۔ بلکہ معمول عوام بے علم کی طرح طلوع وغروب نجومی (حقیقی مرکزی) لے کر ان میں تعدیل ریلوے ملادی۔

تتمہ میل راس السرطان ۹٫۶۳۷۲۶۴۶

+ظل عرض مدراس ۹٫۳۶۵۶۶۴۱

=۹٫۰۰۲۹۴۸۷جیب

جیب کی قوس تقریباً ۵ مر (۵-۴۷) ہے، جس کا وقت کج ح (۸-۲۳-۰)۔

غروب نجومی وکج ح (۸-۲۳-۶)

طلوع نجومی ہ لو نب (۵۲-۳۶-۵)

وردقیق تعدیل بھی انھوں نے ظاہر اوہی نب (۵۲-۱۰) لیے ہیں۔

غروب نجومی وکج ح (۸-۲۳-۶)+ی نب (۵۲-۱۰-۰)=ولد ھا (۰۰-۳۴-۶)۔

طلوع نجومی ہ لو نب (۵۲-۳۶-۵)+ی نب (۵۲-۱۰-۰)=ہ مر مد (۴۳-۴۷-۵)

یہ ان کا منشاء غلط ہے۔ رہا وقت عشاء وہ انھوں نے صحیح دیا ہے پرچہ ملاحظہ ہو۔ وقت حقیقی ۴-۴۷-۷ تعدیل ریلوے ۳۴-۱۰-۰۰ تو وقت ۳۶-۵۷-۷ ہوا سکنڈوں میں فرق ہے وبس۔ میں نے آپ کو دو المنکوں کے ... نے کو کہا تھا (الخ)۔

الحمدللہ کہ اس طرح نہ صرف حیات اعلیٰ حضرت میں مطبوعہ اغلاط کی تصحیح ہوئی بلکہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲ اور ۱۱ میں مطبوعہ اغلاط کی بھی تصحیح ہوگئی۔

کی ... سے ایڈیٹ (Edit) اور تصحیح پھر از سر نو ترتیب وتہذیب کا

کام کتنا مشکل ہے اس کا صحیح اندازہ قارئین اور ناشرین کتب کو نہیں ہوتا، اس خاردار وادی سے جو گزرا ہوگا، اور اس راہ کی مشکلات سے دوچار ہوا ہوگا وہی کچھ سمجھ سکتا ہے، پڑھنے والے تو بالعموم عیب ہی ڈھونڈتے ہیں کہ وہی ان کی نظروں کے سامنے ہوتے ہیں۔ البتہ محققین ورجن کابیاں تو پردۂ خفا میں ہوتی ہیں جن تک رسائی کے لیے ژرف نگاہی کی ضرورت ہے۔

حیات اعلیٰ حضرت تصنیف کے بعد تقریباً پچاس سال تک چھپ کیوں نہیں سکی؟ بلکہ ایک بار تو آدھی کتابت ہوجانے کے باوجود پھر مولانا محمود احمد صاحب کے پاس واپس چلی گئی۔ اس پر غور کرتا ہوں تو اس میں بڑی حکمت نظر آتی ہے۔ شاید قدرت ہی کو یہ منظور تھا کہ کتاب چھپ کر جب منظر عام پر آئے مگر انسانی جدوجہد کے مطابق تصحیح کے ساتھ آئے۔

وقت سے متعلق افادات کی تصحیح استاذ گرامی حضرت خواجہ صاحب قبلہ کی ہدایتوں کے سلسلے میں ہوئی۔ حوالوں سے متعلق بعض اشعار کی تصحیح میں گرامی قدر مولانا محمد احمد صاحب مصباحی کی کاوشیں شامل رہیں۔ پیش آمدہ عبارات کی تخریج اور ان پر اعراب لگانے کا فریضہ عزیزی مولانا افروز قادری چریاکوٹی نے انجام دیا۔ اس پر نظر ثانی اور پوری کتاب کی پروف ریڈنگ میں محب گرامی حضرت مولانا محمد عبدالمبین صاحب نعمانی کی معاونت رہی۔ تصانیف کی حضرت کی ایک فہرست مولانا موصوف کے پاس آگئی تھی جو انہیں کی مرتب کردہ تھی، مقالات میں اس سے بڑی مدد ملی۔

میرا ارادہ آیات کے ساتھ ساتھ احادیث اور روایات کی بھی تخریج کا تھا
نیز جن لوگوں کے نام کسی نہ کسی حیثیت سے کتاب میں آئے ہیں ان کی وفات وغیرہ

لکھنے اور مزید حواشی سے اضافے کا بھی تھا مگر احباب و مخلصین کے پیہم تقاضوں، نیز دوستوں کی شکایتوں حتی کہ اخبار و رسائل تک میں مراسلوں اور معاندین کی غلط بیانیوں سے مجبور ہو کر موجودہ صورت ہی میں کتاب قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

یہ ساری باتیں اس لیے سپرد قلم کر دیں تا کہ طباعت میں تاخیر کے اسباب لوگوں کے سامنے آجائیں، اور یہ بات کھل کر معلوم ہو جائے کہ اس اہم کام میں میری کتنی کوتاہی ہے، اور کتنی مجبوری۔

میں بھی انسان ہوں، بہت ہی کم علم، اور خطاؤں کا پتلا، اس لیے قوی امکان ہے کہ مجھ سے بھی فروگزاشتیں ہوئی ہوں، اور اب بھی کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں، ارباب علم نشاندہی کر کے مجھے ممنون و مشکور فرمائیں۔

نوٹ میں سابقہ مطبوعہ جلد کے جس حصے کو مقدم یا موخر کیا ہے، اس کی نشاندہی نسخۂ قدیمہ کے حوالے سے (ق) لکھ کر کر دی ہے، تا کہ قارئین وقت ضرورت اصل سے ملا کر دیکھ سکیں۔

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ

۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۵ مئی ۲۰۰۲

صاحب کتاب

صاحب کتاب ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین رضوی علیہ الرحمۃ کے حالات پر ان کے صاحب زادہ گرامی وقار ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو نے "موذن الاوقات" کے آخر میں اجمال سے اور صحیح البہاری جدید ایڈیشن کے شروع میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ہم ہر دو مضمون سے مقتبس و ملخص کر کے یہاں درج کرتے ہیں

ملک العلماء فاضل بہار حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی ہندوستان کے ان عالموں اور مصنفوں میں تھے جن کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی، اور جن کی تصانیف سے ہندوستان اور پاکستان کے رہنے والے بڑی تعداد میں مستفید ہوئے۔ وہ علمی صلاحیت رکھنے والے کامیاب اور شفیق استاذ، علمی تحریر کرنے والے شگفتہ بیان مقرر، دل نشیں باتیں کرنے والے موثر واعظ، اپنے منطقی و علمی استدلال سے فریق (مخالف) کو لاجواب کر دینے والے مناظر اور پچاسوں کتابوں کے مشہور مصنف تھے۔ جن کی تالیفات و تصنیفات کا دائرہ وسیع تھا، اور بہت سے علوم و فنون پر مشتمل۔ اگر وہ کم عمری میں ذہین، طباع اور سخت جد و جہد کرنے والے طالب علم تھے، تو اپنے عہد شباب و کہولت بلکہ کبر سنی میں بھی جفاکش استاذ اور بے مثل مصنف رہے۔ وہ عالم باعمل تھے، شریعت کے سخت پابند، طریقت کی راہ کے

مجدد اور مذہب رضا میں سرشار۔ ان کی زندگی کا نظام الاوقات سخت منضبط تھا۔ انھوں نے اپنے وقت اس طرح تقسیم کر رکھے تھے کہ گوناگوں علمی مصروفیات کے باوجود ان کا خاص وقت وظائف و اوراد، اور یاد الٰہی کے لیے مخصوص ہو۔

ان کے اساتذہ میں اگر ایک طرف حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمہما اللہ تعالیٰ تھے تو دوسری طرف حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رامپوری کے تلامذہ خاص مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی اور مولانا حامد حسن رامپوری کے اسمائے گرامی بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن جس ذات سے انھوں نے سب سے زیادہ علمی فیوض حاصل کیے، وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن کی صحبت بابرکت میں وہ برسہا برس رہے اور جو فرزند ان کے بزرگوں کی طرح ان پر شفقت فرماتے رہے۔ اس کا اندازہ کچھ ان مکاتیب و مفاوضات سے ہو سکتا ہے جو شفیق استاذ نے اپنے شاگرد کو لکھے ہیں، اور جن میں وہ انھیں کبھی ولدی الاعز لکھ کر مخاطب کرتے ہیں، کبھی حبیبی وولدی وقرۃ عینی لکھ کر، کبھی ولدی اعزک اللہ فی الدارین والدین لکھتے ہیں۔ اور کبھی ولدی الاعز حامی السنن ماحی الفتن ____ اور ایک خط میں تو 'جان پدر بلکہ از جان بہتر' لکھ کر خطاب فرمایا ہے۔

[illegible] اپنے اس شاگرد کی یہ قدر و عزت اور [illegible] جو انھوں نے ان کے

بارے میں خلیفہ تاج الدین احمد ناظم انجمن نعمانیہ ہند لاہور کو اپنی رحلت سے بارہ سال پہلے ۵ رشعبان المعظم ۱۳۲۸ھ کو تحریر کیا ہے:-

مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجان عزیز۔ ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معین ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جتنی درخواستیں آئی ہوں سب سے یہ زائد ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا

سنی خالص مخلص نہایت صحیح العقیدہ ہادی مہدی ہیں ـــــ عام درسیات میں بفضلہ تعالیٰ عاجز نہیں ـــــ مفتی ہیں ـــــ مصنف ہیں ـــــ واعظ ہیں ـــــ مناظرہ بعونہ تعالیٰ کر سکتے ہیں ـــــ علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے زواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہند بلکہ عام بلاد میں یہ علم علماء بلکہ عام مسلمین سے اٹھ گیا۔ فقیر نے بتوفیق قدیر اس میں ایجادات و اختراعات کیے ـــــ جن میں بعض نے اتقان چاہا آخر اس کی صعوبت سے عاجز رہے۔ انہوں نے بقدر حاجت اخذ کیا اور اب میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب ونصف النہار ہر روز و تاریخ کے لیے اور نیز اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کے بھی بناتے ہیں۔

فقیر آپ کے مدرسے کو اپنے نفس پر ایثار کرکے

انھیں آپ کے لیے پیش کرتا ہے۔ (مترجم)

یہ تیرھویں صدی کے آخر کی نظم ہے۔ امام احمد رضا کا رسالہ الاستمداد ۱۳۳ھ

تیس سو اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ ہے۔ جس میں ۱۳۲ قافیے تو اصلاً مکرر نہیں، باقی

میں بھی التزام ہے کہ کوئی قافیہ ۹ شعر سے پہلے مکرر نہ ہو۔ اس میں عنوان ذکر

احباب و دعائے احباب کے تحت ۱۳ شعر درج ہیں جن میں اپنے مخصوص خلفا

و تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ چند شعر یہ ہیں:

تیرے رضا پر ترکی رضا ہو ✠ اس سے غضب تھراتے یہ ہیں

بلکہ رضا کے شاگردوں کا ✠ نام سے گھبراتے یہ ہیں

حامد منی انا من حامد ✠ حمد سے حمد کماتے یہ ہیں

امجد سلم و سلامت امجد سے ✠ تحت آفات میں آتے یہ ہیں

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے ✠ اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور مولانا عبد السلام جبل پوری کے بعد

سب سے پہلے فضائل ان کا ذکر ہے۔ ان تینوں ناموں کے بعد علی الترتیب صدر

الشریعہ مولانا امجد علی، سید العلماء مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری آتے ہیں۔ اور آخر میں اس مصرعہ

پر ختم کیا ہے۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے مورث اعلیٰ سید ابراہیم بن سید

... ... ہیں۔ ان کا نسب نامہ ساتویں

... ... حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ملک العلما محمد ظفر الدین رسول پور میجرا ضلع پٹنہ (اب ضلع نالندہ) صوبہ بہار میں ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۰۳ھ / مطابق ۱۹ر اکتوبر ۱۸۸۰ء کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ خاندان کے لوگوں میں نام پر اختلاف رائے ہو کر ظفیر الدین پہ اتفاق ہوا، اور وہ عرصہ تک اسی نام سے پکارے جاتے رہے۔ جب وہ امام احمد رضا کے شاگرد ہوئے تو انھوں نے ظفیر الدین پر ظفر الدین کو ترجیح دی۔ رسالہ اقلیدس کا خطی نسخہ کتب خانہ خاص میں محفوظ ہے جو شعبان ۱۳۲۲ھ کا مکتوبہ ہے،

اس کے آخر میں عبد الفقیر محمد ظفیر الدین لکھا ہوا ملتا ہے۔ ۱۳۲۳ھ کی ان کے قلم کی ایک تحریر میں ظفیر الدین احمد درج ہے۔ بعد کو وہ محمد ظفر الدین لکھتے رہے، اور اسی نام سے وہ مشہور ہوئے۔ ان کی کنیت ابو البرکات ہے۔ جیسا کہ متعدد استفتا کے جوابات اور ان کی مملوکہ کتابوں میں ثبت کی ہوئی مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ بریلی کے قیام کے دوران ان کی تحریروں میں کہیں کہیں عبید المصطفیٰ کا اضافہ بھی نظر آتا ہے۔

ملک العلما چار سال کی عمر کے ہوئے تو ۱۳۰۷ھ میں ان کے والد ماجد نے ان کی تعلیم شروع کرادی۔ رسم بسم اللہ حضرت شاہ چاند صاحب کے مبارک ہاتھوں سے انجام پائی۔ ابتدائی تعلیم خود والد ماجد نے دی، پھر قرآن مجید اور اردو فارسی کی کتابیں اپنے گھر پر حافظ مخدوم اشرف، مولوی کبیر الدین اور مولوی عبد اللطیف سے پڑھیں۔ ۱۳۱۲ھ سے اپنی ننہیال موضع "بین" میں کئی سال رہ کر مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں تفسیر جلالین، میر زاہد وغیرہ تک کا درس لیا۔ اساتذہ ان کی ذہانت وشوق کی

وجہ سے ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سبق یاد نہ کرنے کی وجہ سے اساتذہ ان سے ناخوش ہوئے ہوں۔ اس زمانہ میں عظیم آباد (پٹنہ) علم وفن کا مرکز تھا جہاں متعدد دینی مدارس قائم تھے۔ جن میں مدرسہ حنفیہ واقع بخشی محلہ پٹنہ کی ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ اس مدرسہ کے بانی [illegible] مشہور محقق قاضی عبد الودود بی اے، کینٹب، بار ایٹ لا (۱۸۹۶-۱۹۸۴ء) کے والد گرامی قاضی عبد الوحید صدیقی فردوسی (۱۲۸۹-۱۳۲۶ھ) تھے، جو وہاں کے ایک دین دار رئیس و [illegible]فاضل بریلوی کے معتقدین میں تھے۔ (۱) انھوں نے ۱۳۱۸ھ میں یہ دینی درسگاہ قائم کی اور ایک بڑی جائیداد اس کے اخراجات کے لیے وقف کردی۔ انھوں نے نامور اساتذہ کی خدمات حاصل کیں اور تھوڑی عرصے کے بعد اس کی شہرت بہار کے قصبات و مواضع تک نہیں دوسرے صوبوں تک پھیل گئی۔

[illegible] مدرسے کے ایک استاذ حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی متوفی ۱۳۳۴ھ کی [illegible] شہرت [illegible] ۲۵ / جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ کو مدرسہ حنفیہ [illegible] مدرسہ حنفیہ پٹنہ [illegible] جہاں انھوں نے مسند امام اعظم [illegible] مشکوۃ شریف [illegible] پڑھی۔ تھوڑی دنوں کے بعد محدث صاحب بوجہ [illegible] اوائل شعبان میں مدرسہ حنفیہ سے کنارہ کش ہو کر اپنے وطن

[illegible] ''امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مرید خاص اور [illegible] ''مجدد'' کا خطاب دیا گیا تھا۔ [illegible] طبع کرایا تھا۔ انھیں کی تحریک پر اعلیٰ [illegible] میں پہلی بار دیوبندیوں کے [illegible] اور ان کو قبر میں بھی اتارا۔

[illegible]

پیلی بھیت تشریف لے گئے، تو ماہ شوال ۱۳۲۰ھ کو مولانا ظفر الدین اپنے ہم سبق حکیم ابوالحسن کے ساتھ دارالعلوم کانپور پہنچے۔ ان کی بعض تحریرات سے جو خاندان میں محفوظ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں اور سامان کے ساتھ سفر کا کچھ حصہ انھوں نے پیدل چل کر طے کیا۔ پاؤں میں آبلے پڑ گئے، لیکن طلب و شوق میں راہ علم کا مسافر آگے ہی بڑھتا رہا۔ انھوں نے مدرسہ امداد العلوم بازار مندی کانپور میں مولانا قاضی عبد الرزاق متوفی ۱۹۲۲ء مرید حضرت حاجی امداد اللہ کی وساطت سے مولانا احمد حسن کانپوری کے مدرسہ میں داخل ہو کر پڑھنا شروع کیا۔ مدرسہ فیض عام، مدرسہ ... اور مدرسہ احسن المدارس اور جامع العلوم میں پڑھتے رہے۔ گویا کانپور کے تین مدارس کے اساتذہ سے انھوں نے علمی فیض حاصل کیے۔ وہاں کے مشہور استاذ مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳ صفر ۱۳۲۲ھ سے منطق کی کتابیں پڑھیں۔ اور مولانا شاہ عبید اللہ پنجابی کانپوری متوفی ... سے ہدایہ آخرین پڑھی۔ پھر جب ... محدث سورتی پیلی بھیت سے واپس آکر ... حدیث ... گئے تو وہ ... پہنچے اور ان سے حدیث کا درس لیا۔

اس کے بعد خوب سے خوب تر کی تلاش انھیں ... اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی (۱۲۷۲–۱۳۴۰ھ) تک لے گئی۔ جن کے علم و تقویٰ کی طاقت کی شہرت ... تک پہنچی ہوئی تھی۔ وہ پہلی ہی ملاقات میں ان سے مل کر بہت متاثر ہوئے اور ان سے فیض حاصل

چاہتے تھے۔ وہاں کے علما سے مستفیض ہونا چاہتے تھے، اور درسیات کی تکمیل بھی
لیکن فاضل بریلوی ہمہ وقت مطالعہ اور تالیف وتصنیف میں مشغول رہتے
تھے اس لیے یہاں نہ باقاعدہ درس وتدریس کا کوئی سلسلہ تھا، اور نہ اس وقت
کوئی مدرسہ قائم تھا۔ مولانا ظفر الدین، اعلی حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا
حسن رضا خاں حسن بریلوی (۱۲۷۶-۱۳۲۶ھ) بڑے صاحب زادے
مولانا حامد رضا خان (۱۲۹۲-۱۳۶۲ھ) مولانا حکیم سید محمد امیر اللہ شاہ
بریلوی اور دوسرے احباب سے ملے اور ان لوگوں کے مشورے اور مساعی
سے ایک مدرسہ قائم کرنے کی راہ ہموار ہوئی۔ ملک العلما فرماتے تھے
مدرسہ کے قیام میں حضرت مولانا حسن رضا خاں اور مولانا سید محمد امیر اللہ
کی مساعی کو بہت دخل ہے۔ اور یہ مدرسہ انھیں کی کوششوں سے قائم ہوا۔
اوائل ۱۹۰۴ء، ۱۳۲۲ھ میں مدرسہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی میں قائم ہو
ا۔ یہ تاریخی نام ہے۔ اس سے ۱۳۲۲ھ کے اعداد مستخرج ہوتے ہیں۔ مولانا
حسن رضا خاں اس کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ مولانا ظفر الدین کے ایک
دوست اور ہم سبق مولانا سید عبد الرشید عظیم آبادی بھی آگئے تھے۔ صرف انھی
دو طالب علموں سے مدرسہ کا افتتاح ہوا، اور امام احمد رضا نے بخاری شریف
شروع کرائی۔ اب ملک العلما نے بہار خطوط لکھ کر مدرسہ کے قیام کی اطلاع
دی، اور دوستوں کو بھی بریلی بلالیا۔

ملک العلما نے امام احمد رضا سے بخاری شریف پڑھی، اور فتوی نویسی
[illegible] اعلی حضرت نے چھ فتوے جنھیں ظاہر او وہ اما
[illegible] تھے جس کے کچھ اوراق

اس وقت پیش نظر ہیں۔ اس میں پہلا فتوی ۸؍ رمضان ۱۳۲۲ھ کا تحریر کردہ ہے۔ بعد کو جب مدرسے میں کچھ جید علما اور مستند مدرسین کی خدمات حاصل کی گئیں، تو انھوں نے مولانا حکیم محمد امیر اللہ شاہ بریلوی، مولانا حامد حسن رام پوری، مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی سے مسلم الثبوت، صحیح مسلم شریف اور دوسری کتب درسیات کی تکمیل کی۔ اعلیٰ حضرت سے انھوں نے صحیح بخاری، اقلیدس کے چھ مقالے تصریح، تشریح الافلاک، شرح چغمینی تمام کرکے علم ہیئت ریاضی، توقیت، تکسیر وغیرہ فنون حاصل کیے۔ تصوف کی کتابوں میں ان سے عوارف المعارف اور رسالہ قشیریہ کا درس بھی لیا۔ ان سبق میں طلبہ کے علاوہ علما کی جماعت بھی شریک ہوتی تھی۔

۲۵ شعبان ۱۳۲۵ھ کی تاریخ کو علما کے ایک بڑے مجمع میں فاضل بریلوی کی درخواست پر چشتی مشرب کے مشہور بزرگ شیخ عالم حضرت مخدوم محمد عبد الحق ردولوی قدس سرہ العزیز کی درگاہ کے سجادہ نشین حضرت مخدوم شاہ الفت احمد قدس سرہ نے ان کے سر پر دستار فضیلت باندھی اور سند تدریس و افتا مرحمت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت نے اسی سال آپ کو اپنے سلاسل عالیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور ملک العلما فاضل بہار کا خطاب۔

ملک العلما کی تدریسی زندگی کا آغاز بھی مدرسہ منظر اسلام بریلی ہی سے ہوا جہاں ان کی تعلیم کی تکمیل ہوئی۔ تقریباً چار سال تک وہ وہاں درس دیتے رہے۔ اور فاضل بریلوی کی ہدایت پر فتاوی نویسی کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔ اس زمانہ میں جو فتوے انھوں نے لکھے ان میں سے کچھ ان

نقلیں جامع الازہر [illegible] مصر میں موجود ہیں۔ ۱۳۲۹ھ میں معززین شہر کے اصرار وطلب اور اعلیٰ حضرت کے حکم پر عالم وخطیب کی حیثیت سے وہ شہر گئے۔ اگلے سال مولانا عبدالوہاب الہ آبادی نے اپنے قائم کردہ مدرسہ حنفیہ کے لیے جو آرہ ضلع شاہ آباد بہار میں قائم ہوا تھا، اعلیٰ حضرت کو لکھا کہ وہ مولانا ظفر الدین کو صدر مدرس کا عہدہ پیش کرنا چاہتے ہیں، آپ انھیں آمادہ کریں۔ اعلیٰ حضرت نے صرف اس خیال سے کہ نئے دینی مدارس کا قیام اور اس کی ترقی بھی ضروری ہے، وہاں جانے کی اجازت دے دی۔ اس طرح وہ منظر اسلام بریلی سے مدرسہ حنفیہ آرہ ضلع شاہ آباد بہار تشریف لے گئے۔(۱) جہاں وہ کئی سال تک اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں عظیم آباد میں مسٹر سید نور الہدیٰ ڈسٹرکٹ سیشن جج نے اپنے والد ماجد سید شمس الہدیٰ کے نام پر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ قائم کیا، تو اس میں بحیثیت مدرس اول ان کا تقرر عمل میں آیا، جہاں وہ تفسیر وحدیث وفقہ کا درس دینے لگے۔ ۱۳۳۴ھ، ۱۹۱۶ء میں سید شاہ ملیح الدین احمد سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام کی فرمائش پر وہ صدر مدرس مدرسہ [illegible] ضلع شاہ آباد بہار چلے گئے، جہاں وہ پانچ چھ سال(۲) مقیم رہے۔ ۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء میں جب مسٹر سید نور الہدیٰ مرحوم ومغفور نے مدرسہ

---

(۱) [illegible] راست مدرسہ حنفیہ آرہ پہنچے۔ حالانکہ براہ راست [illegible]

(۲) [illegible] ۱۳۲۹ھ کو وہ شہر گئے اور وہاں سے آرہ آئے پھر [illegible]

(۳) [illegible] درمیانی مدت چار سال ہوتی ہے۔

[illegible]

اسلامیہ شمس الہدیٰ کو حکومت بہار کے انتظام میں دے دیا اور حکومت نے اس مدرسہ کا نظم اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی تنظیم جدید کی اور نئے تقررات کیے، تو مولانا ظفر الدین قادری وہاں سینئر مدرس ہو کر آ گئے۔ ۱۹۴۹ء میں وہ پرنسپل کے عہدے پر سرفراز ہوئے اور ۱۹۵۰ء میں تقریباً تیس سال علمی خدمات انجام دے کر انھوں نے سبکدوشی حاصل کی۔

حکومت بہار کی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ملک العلما کو ذہنی سکون و اطمینان قلب بھی ملا اور فراغت کا وقت بھی۔ اب وہ اطمینان سے اپنے دینی و علمی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ یہ تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

۲۱ رشعبان ۱۳۷۱ھ کو شاہ شاہد حسین عرف رمضانی میاں خلف سید شاہ حمید الدین سجادہ نشین تکیہ حضرت شاہ رکن الدین عشق متوفی ۱۲۰۳ھ متین گھاٹ پٹنہ کی مسند پر بیٹھ کر عظیم آباد پٹنہ میں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کا افتتاح فرمایا، اور مسند مدرسی سے عہدے و رونق بخشی۔ صرف اس بنا پر کہ اس علاقے میں مسلمانوں کی خاص آبادی ہے، اور کوئی قابل ذکر دینی مدرسہ نہ تھی۔

تدریسی اور دوسری انتظامی ذمہ داریوں کے باوجود ملک العلما روزانہ چھ گھنٹے پڑھاتے تھے۔ مدرسے کا خاص اوقات کھلنے کے معمول ہوتے۔ انھوں نے اپنے ذمے تفسیر مدارک، بیضاوی شریف، بخاری، مسلم، ہدایہ آخرین اور مناظرہ رشیدیہ کی تدریس رکھی تھی۔ مدرسے کی نظامت، تدریس کے ساتھ فتویٰ نویسی، تالیف و تصنیف اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری تھا۔

سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر نامور علماء و مقررین کو مدعو کیا کرتے

رہتے۔ حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، مفسر قرآن مولانا ابراہیم رضا

خاں (جیلانی میاں) وغیرہ علمائے اہل سنت سے بھی عوام و مدرسہ کے

طلبہ واساتذہ کو استفادہ کراتے رہے۔

جامعہ لطیفیہ کے قیام سے شمالی بہار کے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا، اور اس علاقہ میں دین کو فروغ ہوا۔ سیکڑوں طلبہ وہاں سے فارغ ہو کر دور دراز علاقوں میں پھیل گئے۔ جنھوں نے نئے مدارس بھی قائم کیے۔ کچھ اصحاب نے مواضع متعلقات کے ان مدارس کو اپنی خدمات سے ترقی دی، جہاں اب تک محدود پیمانہ پر تعلیم ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے ملک العلماء کا پورنیہ میں دو سال کا قیام بہت مفید رہا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ان کا لگایا ہوا پودا مضبوط و توانا ہو کر شجر بار آور بن گیا تو [illegible] شریف ۱۳۸۰ھ میں جامعہ لطیفیہ کٹیہار سے وہ ظفر منزل شاہ گنج پٹنہ مقیم ہو گئے، اور یہاں انھوں نے سلسلہ رشد و ہدایت شروع کیا۔

ملک العلماء سے مختلف مدارس کے جن طلبہ نے علمی فیوض حاصل کیے، ان کی تعداد [illegible] صرف مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے فارغین کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے۔

ملک العلماء کو مختلف علوم سے خصوصاً فنون ہیئت و توقیت سے دلچسپی [illegible] حضرت [illegible] بذریعہ خط و کتابت اپنا علمی شوق [illegible] استاذ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ اور

[illegible]

حاجی محمد ظہور حسن مرادآبادی کے استفسارات کے جواب میں متعدد خطوط مجموعہ مکتوبات میں محفوظ ہیں۔ جن علما نے پٹنہ میں قیام کرکے ان سے علوم سیکھے، ان میں مولانا حافظ عبد الرؤف نائب شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ مبارک پور متوفی ۱۹۷۱ء، مولانا نظام الدین بلیاوی مدرس مدرسہ حنفیہ الہ آباد، اور مولانا یحییٰ بلیاوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ملک العلما نے کوئی ۵۵ سال تک مسلسل تدریس کا سلسلہ قائم رکھا، اور بریلی، آرہ، سہسرام، پٹنہ اور کٹیہار، پورنیہ کے مدارس میں ہزاروں طالبان علم کو اپنے علمی فیوض سے سیراب کیا۔ تدریس کے ساتھ افتا و تصنیف کا سلسلہ بھی برابر جاری رہا۔

مجھے یاد آتا ہے کہ میرے بچپن میں وہ آریوں، قادیانیوں اور مسیحی مبلغین سے مناظرے کے لیے جلسوں میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ غیر مقلدین وغیرہم سے مناظرے کے لیے بھی...... دور دراز کے علاقوں سے مدعو کیے جاتے تھے۔ ایک مناظرے کے لیے وہ برما بھی تشریف لے گئے تھے۔

ان کی زندگی کے آخری دو سال تالیف و تصنیف...... درس حدیث اور فتاوی نویسی میں بسر ہوئے۔ جس رات انھوں نے رحلت فرمائی، اس شام کو بھی انھوں نے چار خطوط لکھے۔ والدہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ دو خطوں کے بارے میں تو یاد نہیں کہ کن کو لکھے گئے تھے، تیسرا خط تمہارے نام تھا اور چوتھا خط بہت طویل تھا، جو وراثت کے ایک پیچیدہ مسئلے کے بارے میں تھا۔

ملک العلما عرصے سے فشار الدم کے مرض میں مبتلا تھے اور بہت کمزور

ہوگئے تھے۔ لیکن ان کی عبادت و ریاضت میں کوئی کمی نہیں آئی، نہ ان کے روزانہ کے معمولات میں کوئی فرق۔ زندگی کے آخری دن تک وہ تمام ورد و وظائف حسب معمول انجام دیتے رہے۔ شب دوشنبہ ۱۹ رجمادی الآخرہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۲ء کو ذکر جہر اللہ اللہ کرتے ہوئے انھوں نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ کچھ دیر تک اہل خانہ کو اس بات کا احساس بھی نہیں ہوا کہ وہ واصل بحق ہو چکے ہیں۔

دوسرے دن حضرت شاہ محمد ایوب شاہدی رشیدی سجادہ نشین خانقاہ، رشیدیہ جونپور شریف غازی پور سے تشریف لائے اور انھی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انھیں گیارہویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ حضرت شاہ ارزاں متوفی (۱۰۲۹ھ) کی درگاہ سے متصل شاہ گنج کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ ہر سال ان کے مریدین و معتقدین و تلامذہ مختلف مقامات پر ان کے یوم وصال پر فاتحہ خوانی اور عرس و محفل سماع کا اہتمام کرتے ہیں۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے، ان کی تربت ٹھنڈی رکھے اور انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔

تصانیف

[illegible] تصانیف [illegible] کی تعداد [illegible] سے زائد ہے۔ [illegible] ۱۳۲۲ھ سے [illegible] رحلت ۱۳۸۲ھ تک [illegible] زیادہ تر [illegible] موضوعات حدیث، [illegible] تاریخ، سیرت، فضائل، مناقب،

اخلاق، نصائح، صرف، نحو، منطق، فلسفہ، کلام، ہیئت، توقیت، تکسیر اور مناظرہ پر مشتمل ہیں۔ کچھ اب تک غیر مطبوعہ ہیں، اور کچھ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں:۔

حیات اعلیٰ حضرت	سوانح
شرح کتاب الشفا ۔۔	سیرت
مولود رضوی ۔۔۔	سیرت
تنویر السراج ۔۔۔	سیرت
التعلیق علی القدوری ۔	فقہ
تحفة الاحباب ۔۔	فقہ
نافع البشر فی فتاویٰ ظفر ۔۔	فقہ
اعلام المساجد ۔	فقہ
بسط الراحة فی الحظر والاباحة	فقہ
الفیض الرضوی ۔۔۔	فقہ
نہایت المنتہی ۔۔۔۔۔	فقہ
مواهب ارواح القدس	فقہ
نصرة الاصحاب	فقہ
عید کا چاند ۔۔ ۔۔	فقہ
تنویر المصباح ۔۔	فقہ
جامع الاقوال ۔۔۔۔۔	فقہ
اصلاح الایضاح ۔۔۔۔	فقہ
مجموعہ فتاویٰ ۔۔۔۔۔	فقہ

تسہیل الوصول……	اصول فقہ
جامع الرضوی……	حدیث
نزول السکینۃ……	حدیث
الافادۃ الرضویۃ……	اصولحدیث
التعلیق علی شروح المغنی……	نحو
وافیہ	نحو
القصر المبنی علی بناء المغنی……	نحو
نظم المغنی	نحو
عافیہ……	صرف
تہذیب	فلسفہ
انوار اللامعۃ من الشمس البازغہ……	فلسفہ
توضیح الافلاک	ہیئت
شرح تشریح درست قبلہ	ہیئت
شرح کانڈ مسکت	ہیئت
الفرائض التامہ	کلام
تعریب	منطق
خیر السلوک فی نسب الملوک……	تاریخ
اعلام الاعلام……	تاریخ
المجمل المعدد لتالیف المجدد……	تاریخ
جواہر البیان……	تاریخ
مبین الہدیٰ……	فضائل

تحفه الحنفائی فضل العلما	فضائل
تحفة الاخبار	مناقب
النور والضیاء	مناقب
هدی الهداة لترك الموالات	سیاست
الحسام المسلول	مناظره
سهم الکفره	مناظره
النبراس	مناظره
رفع الخلاف من بین الاحناف	مناظره
کشف الستور	مناظره
گنجینۂ مناظره......	مناظره
ظفر الدین الجید	مناظره
شکست سفاہت	مناظره
ظفر الدین الطیب	مناظره
ندوة العلمـــــــا	مناظره
سرور القلب المحزون	اخلاق
دلچسپ مکالمہ	ضمانو
الاکسیر	تکسیر
اطیب الاکسیر	تکسیر
الجواهر والیواقیت	توقیت
موذن الاوقات	توقیت

وغیرہ ....

انتباہ: شروع میں آپ پڑھ آئے کہ علم توقیت کا حصول مسلمانوں کے لیے فرض کفایہ ہے۔ مگر یہ ایک زمانہ سے ناپید تھا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اس کو از سر نو زندہ کیا، ان سے بقدر کفایت ملک العلما نے اخذ کیا۔ چونکہ ملک العلما اس زمانہ میں تنہا اس فن سے آگاہ تھے، اس لیے بریلی شریف کے لیے رمضان کی سحری وافطار کا وقت اعلیٰ حضرت انھیں سے نکلوا کر شائع کیا کرتے تھے۔

غیر منقسم ہندوستان چونکہ ۱۲/ درجہ عرض البلد سے ۳۴/درجہ عرض البلد تک کو محیط تھا، اس لیے ضرورت تھی کہ پورے ملک کے لیے ۲۳/رسالے مرتب کیے جاتے۔ حضرت ملک العلما نے یہ کام شروع بھی کر دیا تھا، اور ۲۵/درجہ (بہار شریف) ۲۶/درجہ (کانپور) ۲۷/درجہ (آگرہ) ۲۸/درجہ (بریلی شریف) ۲۹/درجہ (نینی تال) ۳۰/درجہ (منٹگمری) ۳۱/درجہ (لاہور) کے موذن الاوقات مرتب فرما لیے تھے۔ ۲۵/ درجہ (بہار شریف) کا موذن الاوقات ۱۳۳۵ھ میں شائع بھی کر دیا تھا۔ اس موذن الاوقات میں چندوہ مقامات جو بہار شریف سے ایک ایک منٹ کے فاصلے پر واقع تھے، ان کا تفاوت وتفاضل بھی لکھ دیا تھا۔ کیوں کہ یہ مقامات اسی عرض البلد کے تحت تھے۔ مقدمہ میں ملک العلما تحریر فرماتے ہیں:-

> میں نے بہار شریف کے اوقات شمسی مہینوں سے مرتب کر کے بشکل رسالہ موذن الاوقات ۱۳۳۵ھ میں شائع کیا، اور دیگر بلاد کا جو ایک ایک منٹ کے فاصلے پر واقع ہیں تفاوت وتفاضل لکھ دیا۔
>
> دوسرے عرض البلد کے تحت واقع مقامات کے تفاوت وتفاضل کا

ہر سال بلکہ ہر تاریخ بلکہ ہر وقت میں بھی یکساں ہونا ضروری نہیں اس لیے ان کا تفاوت وتفاضل نہیں دیا تھا، ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ۲۳ رعرض البلد کے لیے ۲۳ ر موذن الاوقات لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی، ایک ہی موذن الاوقات میں تمام عرضوں کے تحت واقع ہونے والے مقامات کا تفاوت وتفاضل دے دیا جاتا۔ خود ملک العلما فرماتے ہیں:-

> چونکہ تفاوت بلاد مختلف العرض کے دیے جاتے تھے اس لیے ایک ہی دن ایک ہی تاریخ کے مختلف اوقات میں تفاوت مختلف ہوتا۔ عام مسلمانوں کے خیال میں تو یہ ہے کہ۔ جو تفاضل طلوع کے وقت رہے گا وہی نصف النہار کے وقت وہی غروب کے وقت بھی رہے گا، وہ نہیں جانتے کہ نصف النہار (کے علاوہ) بقیہ اوقات میں طول کے ساتھ ساتھ عرض کا بھی لحاظ ہوتا ہے اور مختلف العرض کے ایام مختلف ہوا کرتے ہیں، اس لیے مختلف اوقات کے تفاوت بھی مختلف ہوں گے۔

مگر ملک العلما کے بعد ایک صاحب جو غالبًا اس فن میں کامل نہیں تھے، انھوں نے دوسرے عرض البلد کے تحت واقع ہونے والے بہت سے مقامات کا تفاوت بھی اس میں شامل کر دیا ہے۔ جیسا کہ 'موذن الاوقات' مطبوعہ کتاب منزل سبزی باغ پٹنہ کے آخری صفحات سے واضح ہے، جو کسی طرح صحیح نہیں۔ مثلاً یکم جولائی کو بہار شریف میں ابتدائے فجر ۵ ربجکر ۱۳ رمنٹ، طلوع آفتاب ۶ ربجکر ۳۵ رمنٹ، غروب آفتاب ۵ ربجکر ۹ رمنٹ اور ابتدائے عشا ۶ ربجکر ۳۰ رمنٹ مرقوم ہے۔ اور بہار شریف سے مظفر پور کا تفاوت ۲ رمنٹ کم بتایا گیا ہے، تو یکم جنوری کو مظفر پور میں ابتدائے فجر ۵ ربجکر ۱۱ رمنٹ،

طلوع آفتاب ۶ بجکر ۳۳ منٹ، غروب آفتاب ۵ بجکر ۷ منٹ اور ابتدائے عشا ۶ بجکر ۲۸ منٹ ہوا۔ حالانکہ اس اٹلس (Atlas) کے مطابق جو ملک العلماء کے وقت میں رائج تھا، اور جس کے مطابق وہاں کا عرض البلد ۲۶ درجہ ۷ دقیقہ شمالی، اور طول البلد ۸۵ درجہ ۲۶ دقیقہ شرقی ہے، ابتدائے فجر ۵ بجکر ۱۲ منٹ، طلوع آفتاب ۶ بجکر ۳۵ منٹ پر، غروب آفتاب ۵ بجکر ۸ منٹ، اور ابتدائے عشا ۶ بجکر ۲۷ منٹ ہے۔ اس لیے کہ:

عرض البلد شمالی	26' 07
میل شمس جنوبی	-23' 05
بعد فوقانی	49' 12
بعد کوکب بوقت طلوع و غروب	90' 49
میزان	140' 01
نصف میزان	70' 00' 30
بعد کوکب	90' 49' 00
نصف میزان	-70' 00' 30
حاصل تفریق	20' 48' 30
سکنٹ عرض	10' 0467722
سکنٹ میل	10' 0362426
سائن نصف	9' 9730088
سائن حاصل تفریق	9' 5505254
مجموعہ	9' 6065490

	طلوع	غروب
جیبی جدول سے	6' 44' 10	5' 15' 50
تعدیل ایام زائد	+03' 11	+03' 26
مقامی وقت	6' 47' 21	5' 19' 16
تعدیل عروج ناقص	-11' 44	-11' 44
وقت عروج	6' 35' 37	5' 07' 32
بعد فوقانی	49' 12	
بعد کوکب بوقت فجر وعشا	108' 00	
میزان	157 12	
نصف میزان	78' 36	
بعد کوکب	108' 00	
نصف میزان	78' 36	
حاصل تفریق	29, 24	
سکنٹ عرض	10' 0467722	
سکنٹ میل	10' 0362426	
سائن نصف	9' 9913452	
سائن تفریق	9' 6864816	
مجموعہ	9' 7608416	

	فجر	عشا
جیبی جدول سے	5' 24 50	6' 35' 10
تعدیل ایام زائد	+03' 11	+03' 26
مقامی وقت	5' 28' 01	6' 38' 36

تعدیل مرورج ناقص	-11' 44	-11' 44
وقت مرورج	5' 16' 17	6' 26' 52

یعنی ختم سحری میں بہار شریف سے مظفر پور کا تفاوت 3 منٹ زائد، طلوع آفتاب میں کچھ نہیں۔غروب میں 2 منٹ کم، اور عشا میں 3 منٹ کم ہے، جسے حضرت ملک العلماء کبھی بھی گوارا نہیں فرماسکتے تھے۔ابھی حال ہی میں ان کے صاحب زادہ گرامی وقار جناب مختار الدین احمد آرزو سابق صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جیسے محقق نے نئی ترتیب سے شائع کرا کر مفت تقسیم کیا ہے۔تو باوجودیکہ اس میں ملک العلما کا وہ مقدمہ بھی شامل ہے،جس کا حوالہ اوپر گزر چکا پھر بھی اس میں ان تمام مقامات کے تفاوت وتفاضل جو قطعا الحاقی ہیں، موجود ہیں، جو نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔

فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ

دیباچہ

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ○ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ○ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ○ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ○ والصلاةُ والسلامُ الاتمانِ الاکملانِ
❖ علی سید وُلد عدنان ❖ سید الانس والجان ❖ سید جمیع ما
خلقه الرحمٰن ❖ الذی قال فی حقه فی القرآن :

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ما کان
ومایکون کا بیان انہیں سکھایا (۱)۔ سورج اور چاند حساب سے ہیں (۲)۔ اور سبزے اور پیڑ سجدے
کرتے ہیں (۳)۔ اور آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا (۴)۔ اور ترازو رکھی (۵)۔ کہ ترازو میں بے
اعتدالی نہ کرو (۶)۔ اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو۔ اور وزن نہ گھٹاؤ ــــــ اور کامل و اکمل درود
سلام اولاد عدنان کے سردار پر۔ جو جن وانس کے سردار ہیں بلکہ اللہ کی تمام مخلوقات کے سردار ہیں جن
کے بارے میں اللہ نے قرآن میں فرمایا۔

---

(۱) انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہیں اور بیان سے ما کان و مایکون
کا بیان۔ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے (۲) کہ تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج
و منازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خلق کے لئے منافع ہیں۔ اوقات کے حساب سالوں مہینوں کا شمار انہیں پر
ہے (۳) یعنی حکم الٰہی کے مطیع ہیں (۴) اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا (۵) جس سے
اشیاء کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہوں تاکہ لین دین میں عدل قائم رکھا جائے (۶) تاکہ کسی کی حق
تلفی نہ ہو۔ ۱۲ منہ

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين (۱) وقال تعالى: وما ارسلنك الا رحمة للعلمين ○ وقال تعالى:

يايها النبي انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا (۲)

[illegible] اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول (۱)

[illegible] ان کی آیتیں پڑھتا اور اس کی کتاب مجید وفرقان حمید ان کو سناتا ہے اور انہیں (۲) پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (۳) [illegible] اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے [illegible] ہوتا ہے [illegible] غیب کی خبر بتانے والے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا [illegible] (۵) اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (۶) اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب (۷)۔

---

(۱) سید عالم [illegible] محمد مصطفے ﷺ (۲) کفر وضلالت اور ارتکاب محرمات ومعاصی وخصائل [illegible] (۳) [illegible] اور خبیث اور طیب میں امتیاز نہ رکھتے تھے (۴) کوئی ہو جن ہو یا انس، [illegible] دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ [illegible] کے عذاب اٹھا دیئے [illegible] بصیرت کے ساتھ۔ اور گواہ [illegible] کو بیان کرتا ہے (۶) یعنی ایمان داروں کو [illegible] درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ [illegible] نبوت نے [illegible] اور کفر وشرک [illegible] شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور

[illegible] تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں۔ ۱۲ منہ

وقال تعالیٰ: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَ
مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝
ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ
قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝

اور فرمایا: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (۱)۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے (۲) پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا (۳) پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا (۴) پھر خوب اتر آیا (۵) تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم (۶)

---

(۱) تو حضور [illegible] راہ چلنا [illegible] آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے (۲) شدید القویٰ ذو مرۃ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے [illegible] سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی (۳) سید عالم ﷺ نے افق اعلیٰ [illegible] حضرت جبریل سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے آگے نہ بڑھ سکے [illegible] تو تجلیات جلا ڈالیں [illegible] اور حضور سید عالم ﷺ آگے بڑھ گئے [illegible] مستوی عرش سے بھی آگے گزر گئے (۴) یعنی اللہ تعالیٰ [illegible] حبیب ﷺ [illegible] حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت [illegible] اپنے حبیب [illegible] زیادتی فرمائی۔ (۶) یعنی قرب اپنے کمال کو پہنچا اور [illegible] پہنچی ہے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ؕ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا یَرٰى ؕ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ؕ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ؕ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ؕ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى ؕ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ؕ

اب وحی فرمائی اپنے بندہ کو جو وحی فرمائی (۱) دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا (۲) تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

---

(۱) یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ خدا اور رسول کے درمیان اسرار ہیں جن پر سوا اس کے کسی کو اطلاع نہیں۔ (۲) یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا یعنی آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے راہ نہ پائی۔ ۱۲ منہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وبارک وسلم الی یوم الدین

میرے مالک ومولیٰ! تو نے فرمایا اور سچ فرمایا: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو احاطہ نہیں کر سکتے۔ خداوندا! تیری حمد وثنا وشکر ونعت کس زبان سے ادا کی جائے کہ تیرے صفات وکمالات اور احسانات وانعامات غیر متناہی وغیر محدود۔ اور روز آفرینش سے مرتے دم تک تیری تعریف وتوصیف وشکریہ انعامات میں اگر تمام وقت ایک ایک آن صرف کیا جائے جو ایک فرض کلی وتقدیر عقلی ہے پھر بھی قصور ومحدود۔ ولقد صدق من قال ؎

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد ✽ احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئے ✽ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

تو نے اشرف المخلوقات اکرم الموجودات بنی آدم میں خلق فرمایا۔ جس کے سر پر تاج وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ کا رکھا۔
پھر اس سے مزید یہ کہ حضرت سید ابراہیم (۱) بن سید ابوبکر غزنوی

---

(۱) آپ ۱۳ ذی الحجہ ۷۵۳ھ ملک رہتاس کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور نعش مبارک وہاں سے قصبہ بہار شریف لائی گئی۔ اور آبادی شہر سے ایک میل پچھم پہاڑی پر مدفون ہوئی۔ مزار شریف پر عالی شان گنبد بنا ہوا ہے، جو زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضرت قطب ربانی، غوث صمدانی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اشعار کہ دروازۂ جنوبی گنبد مزار شریف پر کندہ ہیں، حسب ذیل ہیں ؎

دریں گنبد کہ ہست از روئے معنی ✽ بقدر از گنبد افلاک برتر
عقدہ است شیر روئے کہ کیش ✽ نہفتہ شیر اندر جبل شہر
مدار الملک ابراہیم بوبکر ✽ کہ تیغ از غرق ہمچوں حیدر

(باقی صفحہ آئندہ)

ملقب ملقب مدار الملک مخاطب بہ خطاب ملک بیو غازی عرف ملک بیو بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی

(گزشتہ صفحے کے حاشیہ کا بقیہ)

چنیں لشکرکش و کشورکشائے ❖ ظہیر دودمان و دولت کشور
کنوں چوں بر درِ رحمت فتادی ❖ ز راہِ لطف بکشائے بر و در
مشک رحمت و کافور رافت ❖ کی دیوار خاکش را معطر (۱)

دوسرا کتبہ جو صدر دروازہ مشرق پر کندہ تھا یہ ہے

عہد دولت شاہ جہاں گیر ❖ کہ بادا در بہار ملک نوروز
شہنشاہ جہاں فیروز سلطان ❖ کہ بر شاہان لقب گشت فیروز
[illegible] ❖ کہ [illegible] ابراہیم [illegible]
[illegible] شہزادہ ❖ بدے چوں [illegible]
[illegible] ❖ مسافر شد ملک در جنت امروز
[illegible] ❖ کی آساں حساب آخریں روز

[illegible] صاحبزادوں کے بھی مزارات ہیں۔

---

(۱) اس مصرعہ میں حضرت ملک بیو قدس سرہ کی ایک کرامت کی طرف اشارہ ہے۔ روضے کے باہر اگر آپ شمالی مشرقی جانب کی دیوار کو سونگھیں تو ایک خوشگوار خوشبو محسوس ہوئی۔ ۱۲ منہ

اولاد(۱) امجد سے کیا۔

ان نعمتوں سے بڑھ کر تیرا احسان یہ ہے کہ دولت ایمان واسلام سے سرفراز فرمایا، اس لئے کہ دولت اسلام سے محروم فقط صورت کا انسان ہے۔ مرزا غالب نے خوب کہا

ع آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

گر بصورت آدمی انساں بدے ٭ احمد و بوجہل ہم یکساں بدے

آدمی بہت ہیں مگر انسان وہی ہے جسے معرفت پروردگار ہو، رسول اللہ کا مطیع وفرماں بردار ہو۔ ﷺ۔

پھر مزید برآں فرقۂ ناجیہ اہل سنت وجماعت سے کیا۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ناجی کون جماعت ہوگی؟ ارشاد ہوا ما انا علیہ واصحابی

---

(۱) نسب نامہ فقیر قادری غفرلہ کا حسب ذیل ہے۔ ملک محمد ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد عبد الرزاق بن ملک کرامت علی بن ملک احمد علی بن ملک غلام قادر بن ملک سعادت یار بن ملک حمید بن ملک رزاق بن ملک محمد علی بن ملک فتح اللہ بن ملک غلام نبی بن ملک محمد معصوم بن ملک محمد سعید الدین عرف ملک صدق بن ملک احمد اللہ بن ملک تاتار بن ملک بہاء الدین بن ملک محمد اسمٰعیل بن ملک داؤد بن ملک علاء الدین عرف ملک گدن بن ملک خطاب الملک (کہ مزارش اندرون گنبداست) بن ملک عبد الملک (کہ مزارش اندرون گنبداست) بن ملک داؤد پسر اکبر (کہ مزارش ہم اندرون گنبداست) بن حضرت سید ابراہیم ملک بیا غازی عرف ملک بیو شہید بن حضرت سید ابو بکر (کہ مسکن ومزارش مقام محبت گرامت در غزنی بفاصلہ سہ فرسنگ بجانب شرق واقع است) ابن سید ابو القاسم عبد اللہ بن سید محمد دوق بن سید ابو منصور عبد السلام بن سید عبد الوہاب بن غوث الثقلین وغیث الکونین حضرت سید نا شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدس سرہ

اسرارھم ونفعنا اللہ ببرکاتھم۔ ۱۲ منہ

جو میرے اور میرے اصحاب کے مسلک پر رہے گی یعنی اہل سنت وجماعت۔

پھر ان تمام نعمت ہائے الٰہیہ پر مستزاد کہ بعض وجوہ سے میرے لئے بہت اعلی وبہتر کہ اس دور انگریزی میں کہ ہر شخص سلطنت کی زبان سیکھنے سکھانے کا گرویدہ ہے، حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجھے مذہبی عربی تعلیم دلانے کی توفیق بخشی، باوجودیکہ بعض خاص اعزہ واحباب نے حد سے زیادہ اصرار کیا کہ زمانہ انگریزی سلطنت کا ہے، اپنے بچہ کو انگریزی تعلیم دلوایئے۔ مگر انھوں نے پرواہ نہ کی، اور مجھے مذہبی عربی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا۔ انھیں کی نیک نیتی وخلوص قلبی کا اثر ہے کہ زمانہ طلب علمی سے دینی خدمات، درس وتدریس، تالیف وتصنیف، وعظ وتبلیغ، فتاوی نویسی وغیرہ کا شوق وذوق میرے دل میں جاگزیں ہوا۔ اور برابر انھیں دینی خدمتوں میں انہماک وشغف کے ساتھ منہمک رہا۔

اور پھر ان تمام نعمتوں پر مزید گویا سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حاجی قاری حافظ شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی کی بیعت وتلمذ وارشاد وخلافت کے شرف سے مشرف فرمایا، جو شریعت مطہرہ وطریقت منورہ کی مجسم تصویر تھے۔ جن کا ہر قول شریعت کا رہنما، جن کا ہر فعل احکام الٰہی کا اتباع، جنھوں نے بلا خوف لومۃ لائم، مسائل شرعیہ واحکام فقہیہ کی تعلیم وتبلیغ فرمائی، اور عمر بھر تالیف وتصنیف، افتا وتدریس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت ورہنمائی فرمائی۔ جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔

افسوس صد ہزار افسوس کہ یہ آفتاب عالمتاب غروب ہوئے آج ۱۹۳۸ء میں سترہ سال ہوئے۔ مگر سوائے ایک مختصر منظومہ رسالہ [۱۹۲۱ء] اعلیٰ [illegible] دین وملت مولانا مولوی محمود جان صاحب جو موجودہ پیر ہیں سے کوئی مفصل سوانح عمری آپ کی شائع نہ ہوئی۔ پھر بھی ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ آپ کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی اور برادران طریقت کو توجہ دلائی۔ ان کی تحریک سے بعض صاحب نے کچھ حالات ان کے پاس بھیجے، اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے جمع [illegible] جب ان کو یہ حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) کی خبر ہوئی تو جو کچھ مواد ان کے پاس تھا سب مجھے عنایت فرمادیا۔ [illegible] عرصہ بارہ سال میں یہ کتاب چار جلدوں میں مکمل ہوئی۔ اور باعتبار ختم تالیف مظہر المناقب ۱۳۶۹ھ تاریخی نام تجویز ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور سب سنیوں کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ آمین

ہر کہ خواند طمع دعا دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ [illegible]

اجمعین

فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ

خـــانـدانی حـــالات

حضور (اعلیٰ حضرت) کے آباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے۔ لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے دہلی آئے اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ چنانچہ حضرت محمد سعید اللہ خاں شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے، اور شجاعت جنگ انہیں خطاب عطا ہوا تھا۔

ان کے صاحبزادے سعادت یار خاں صاحب منجانب سلطنت ایک مہم سر کرنے کے لیے بریلی روہیل کھنڈ بھیجے گئے۔ فتحیابی پر ان کو بریلی کا صوبہ دار بنانے کے لیے فرمان شاہی آیا، لیکن وہ ایسے وقت آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے۔ ان کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) اعظم خاں (۲) معظم خاں (۳) مکرم خاں، جو بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے، جو ایک ہزار ماہوار سے کم نہ تھا۔

اعظم خان صاحب بریلی تشریف فرما ہوئے، اور متبتّل الی اللہ ہو کر بعد خانقاہ ترک دنیا اختیار فرمایا۔ شہزادہ کا تکیہ جو محلہ معماران بریلی میں ہے آپ ہی کی نسبت سے مشہور ہے۔ انہوں نے وہیں قیام فرمایا تھا، اور وہیں ان کا مزار ہے۔

ان کے صاحبزادے جناب حافظ محمد کاظم علی خاں صاحب ہر پنجشنبہ کو سلام کے لیے ان کی خدمت اقدس میں حاضری کرتے۔ ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں آپ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ محمد اعظم خاں

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس موسم سرما میں یک دھونی کے دھرے کے پاس تشریف فرما ہیں، اور اس کڑاکے کے جاڑے میں جسم پر کوئی سرمائی پوشاک بھی نہیں۔ حافظ کاظم علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیش بہا دوشالہ اتار کر اپنے والد ماجد صاحب کو اوڑھا دیا۔ حضرت موصوف نے نہایت ہی استغنا سے اتار کر آگ کے دھرے میں رکھ دیا۔ حافظ صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا: کاش! اسے اور کسی کو عطا فرما دیا جاتا۔ حافظ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ آنا تھا کہ حضرت شاہ صاحب نے اس آگ کے بھڑکتے دھرے میں سے دوشالہ کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا "کاظم! فقیر کے یہاں دھکڑ پکڑ معاملہ نہیں، لے اپنا دوشالہ" دیکھا تو اس دوشالہ میں آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا ویسا ہی صاف وشفاف برآمد ہوا۔

یہ کرامت اس معجزۂ نبوی ﷺ کا مظہر و نمونہ تھی کہ جس دسترخوان پر حضرت انس ﷜ کے یہاں حضور اقدس ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور دست اقدس، دہن مبارک اس سے مس فرمایا تھا۔ حضرت انس ﷜ نے یک دعوت میں جبکہ وہ دسترخوان کثرت استعمال سے میلا ہوگیا تھا، اسے دہکتے تنور میں ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب اسے نکالا تو صاف وشفاف تھا، کہیں چرک اور میل کا نام ونشان بھی نہ تھا (۱) یہ کرامت اسی معجزہ کی مظہر تھی۔ (تحفہ قادریہ ص ۳۰۲)

حضرت کاظم علی خاں: حضرت حافظ کاظم علی خاں صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے، اور یہ عہدہ آج کل کی کلکٹری کے قائم مقام تھا۔ دوسو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہتی تھیں۔ آٹھ گاؤں جاگیر کے رئیس اور

شاہی دربار سے دوامی اخراجی معافی عطا ہوئے تھے۔ وہ اس جدوجہد میں دب گئے تھے۔ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو جو منقشات تھے، ان کا تصفیہ ہو جاتے۔ چنانچہ اسی تصفیہ کے لیے حضرت حافظ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے تھے۔

حضرت مولانا رضا علی خاں

حضرت حافظ صاحب کے نامور جد امجد حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ الکاملین قطب الوقت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی مختصر حالت تذکرہ علمائے ہند مصنفہ رحمن علی خاں صاحب ممبر کونسل ریاست ریواں مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ بار دوم میں درج ہے۔ چونکہ وہ کتاب فارسی زبان میں ہے اس لیے عام فہم و کثیر النفع ہونے کے خیال سے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

> مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی بن حافظ محمد کاظم علی خاں بن محمد اعظم خاں بن محمد سعادت یار خاں بہادر بریلی ملک روہیل کھنڈ کے بزرگ [illegible] قندھار افغان بڑیچ سے تھے۔ ان کے آبا و اجداد [illegible] منصب شش ہزاری [illegible] تھے۔ مولانا رضا علی خاں صاحب ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور [illegible] خلیل [illegible] صاحب مرحوم و مغفور سے علوم درسیہ [illegible] ۱۲۴۷ھ [illegible] فارغ [illegible] کرکے [illegible] خصوصاً فتو

تصوف میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔ بہت پُر تاثیر تقریر فرماتے۔ آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں، خصوصاً نسبت کلام، سبقت سلام، زہد و قناعت، علم و تواضع، تجرید و تفرید آپ کی خصوصیات سے تھے۔ ۲ رجمادی الاولیٰ ۱۲۸۶ھ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ بڑھیچ ایک گروہ افغان کا ہے۔ ان کو روہیلہ بھی کہتے ہیں۔ (ن-م-ر)

کرامات

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات و کرامات میں بیان فرماتے تھے کہ:-

پہلا واقعہ حضرت کا گزر ایک روز کوچہ سیتا رام کی طرف سے ہوا۔ ہنود کے تیوہار ہولی کا زمانہ تھا۔ ایک ہندوانی بازاری طوائف نے اپنے بالا خانہ سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا۔ یہ کیفیت شارعِ عام پر ایک جوشیلے مسلمان نے دیکھتے ہی، بالا خانہ پر جا کر تشدد کرنا چاہا، مگر حضور نے اُسے روکا اور فرمایا۔ بھائی! کیوں اس پر تشدد کرتے ہو؟ اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے خدا اُسے رنگ دے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بے تابانہ قدموں پر آکر گر پڑی، اور معافی مانگی، اور اُسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضرت نے وہیں اُس نوجوان کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔

دوسرا واقعہ: دوسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے مرہ

میں ایک صاحب مسمی بہ وارث علی خاں محلہ سوداگران میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی۔ اُن کے شباب کا زمانہ تھا، اور مزاج آزاد واقع ہوا تھا۔ اسی لیے حضور نے فرمادیا تھا کہ اس رقم کو بے جا صرف نہ کیا جائے۔ اقرار کیا اور چلے گئے۔ (مگر) اُسی روز اس روپیہ کو لے کر ایک طوائف کے یہاں گئے، جب زینہ پر پہنچے، دیکھتے ہیں کہ حضرت کا عصا اور چھتری رکھی ہے۔ اُلٹے پاؤں واپس ہوئے۔ دوسرے بالا خانہ پر گئے۔ وہاں بھی یہی کیفیت دیکھی، واپس ہوئے۔ تیسری جگہ گئے، یہی ماجرا دیکھا، بالآخر واپس ہوئے اور حاضر خدمت اقدس ہو کر صدق دل سے توبہ کی۔

تیسرا واقعہ : تیسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ایک برہمن ایک مسلمان لڑکے پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ ایک روز وہ لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور حضرت کی پناہ لی۔ اُس برہمن نے تلوار سے حملہ کیا جس سے کچھ خراش حضرت کے آ گئی۔ اُس زمانے میں دو پہلوان متصل مکان حکیم عبد الصمد صاحب رہتے تھے۔ اُن دونوں اور ایک روہیلہ مسلمان نے مل کر اُس برہمن کو خوب زدوکوب کی۔ آپ نے فرمایا: یوں مارتے ہو، اللہ سزا دے گا۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ سڑکوں کی نالیوں کا پانی منہ لگا کر پیتا تھا۔ جب تک زندہ رہا، یوں ہی خراب خستہ مارا مارا پھرا کیا۔

چوتھا واقعہ : فقیر قادری جامع حالات رضوی غفرلہ کہتا ہے غدر ۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا، اور انھوں نے شدید مظالم کیے، تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے۔ بڑے لوگ اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے۔ لیکن حضرت مولانا رضا علی خاں

صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلّہ ذخیرہ، اپنے مکان میں برابر تشریف رکھتے، اور پنج وقتہ نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اُدھر سے گوروں (انگریزوں) کا گزر ہوا۔ خیال ہوا کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو اس کو پکڑ کر پیٹیں۔ مسجد میں گھسے، ادھر اُدھر گھوم آئے، بولے کہ مسجد میں کوئی نہیں ہے۔ حالانکہ حضرت مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو اندھا کر دیا کہ حضرت کو دیکھنے سے معذور رہے۔

یہ کرامت حضرت کی اس معجزۂ صادقہ نبویہ ﷺ کی تصدیق ہے کہ شب ہجرت کفار کے مجمع میں سے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور اُن کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھک دیا تو اُنہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ (ترجمہ کنز الایمان، پارہ ۲۲، سورۂ یٰس، رکوع ۱) حضور باہر تشریف لے آئے اور وہ لوگ کھڑے حضرت دیکھتے رہے، مگر حضور اقدس ﷺ کسی کو نظر نہ آئے۔

علامہ محمد حسن صاحب علمی جن کا خطبہ ہندوستان میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ شہر تو شہر، دیہات تک مساجد میں وہی خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ وہ حضرت ہی کے شاگرد و مرید تھے، اور یہ خطبہ ان کی نظر انور سے گزرا ہوا ہے۔ اور آج تک جو خطبہ علمی چھپتا ہے اس کے اخیر میں مصنف کی یہ عبارت ضرور ہوتی ہے۔

اس مؤلف عاصی محمد حسن علمی کو امیدواری جناب باری عز اسمہ سے
یہ ہے کہ اپنے فضل عمیم اور طفیل رسول کریم ملقب بہ انک علی

خُلقِ عظیم دے ہم سب مومنین کو بعفو جرائم وعصیان اور فیضِ توفیق واحسان کے عزت بخشے۔ اور ہمارے مرشد ومولی، عالم علم ربانی، مقبول بارگاہ سبحانی مخزن اسرار معقول ومنقول، کاشف استار فروع واصول، مطلع العلوم، مجمع الفہوم، عالم باعمل، فاضل بے بدل، ہتیع الخدق، منبع الاشفاق، مصدر احسان، مظہر امتنان، مولانا ومخدومنا، لوذعی زمن، مولوی رضا علی خان کو بیچ دونوں جہان کے رحمت خاصہ میں اپنے رکھ کر اقصیٰ مراتب قبولیت کو پہنچائے۔ اس رب العلمین (ق ۲،۴)

مولانا نقی علی خاں

حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کے صاحبزادہ حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی آل رسول ہیں۔ جن کے مختصر حالات رسالہ مبارکہ **جواھر البیان فی اسرار الارکان** مطبوعہ مطبع حسنی محلہ سوداگران میں محرّرہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز حسب ذیل ہیں۔

وہ جناب افضل ماب تاج العلماء، راس الفضلا، حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا ومنی عن عرف العصیان سواہ سلخ جمادی الآخرہ یا غرۂ رجب ۱۲۴۶ھ مارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولانائے اعظم، مرشد معظم، فضائل پناہ، عارف باللہ، [illegible] کرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی رضا علی

خاں صاحب روح اللہ روحہ و نور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا۔ بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذروۂ علیا کو پہنچا۔

ع راست می گویم و یزداں نہ پسندد جز راست

جودت اذہان و جدت افکار، فہم صائب و رائے ثاقب، حضرت حق جل وعلا نے انہیں عطا فرمائی، ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی۔ فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا، وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں سے دیکھا۔ علاوہ ازیں سخاوت، شجاعت، علو ہمت، کرم، مروت، صدقات خفیہ، مبرات جلیہ، بلندی اقبال، دبدبہ جلال، موالات فقرا، امر دینی میں عدم مبالات باغنیا، حکام سے عزلت، رزق موروث پر قناعت، وغیرہ ذالک فضائل جلیلہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔

ع ایں نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید

مگر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس ذات گرامی صفات نے نہایت دل سے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس ﷺ کے اعدا پر غلظت و شدت سے یہ بنایا تھا۔ بحمد اللہ اُن کے بازوئے ہمت و حفظ و حمایت سے اس شہر کو فتنۂ مخالفین سے ہمیشہ بچائے رکھا، مولیٰ تعالیٰ ان کو

اُٹھ گئے یا آنکھ ملانے۔ یہاں تک کہ شعبان ۱۲۹۲ھ کو مناظرہ دینی کا
عام اعلان کسی کی بنام تاریخی اصلاح ذات بین طبع کرایا، اور سوائے مہر
سکوت یا عار فرار، دغو غائے جہال، و عجز و اضطرار کے کچھ جواب نہ
دیا۔ فتنہ کش مش کا شعلہ کہ سب سے سر بفلک کشیدہ تھا، اور تمام
اقطار ہند میں بل تمام اُس کے اطفا پر عرق ریزو گرویدہ، اُس جناب کی
ادنی توجہ میں بحمد اللہ! سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے
کان ٹھنڈے ہیں، اہل فتنہ کا بازار سرد ہے۔ خود اُس کے نام سے چھپتے
ہیں۔ مصطفے ﷺ کی خدمت روز ازل سے اُس جناب کے سپرد
ودیعت تھی، جس کی قدرے تفصیل رسالہ **تنبیہ الجہال بالہام**
الباسط المتعال میں مطبوع ہوئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من
یشاء۔

تصانیف

تصانیف شریفہ اُس جناب کی سب علوم دین میں، نافع مسلمین، دافع
مفسدین، والحمد للہ رب العلمین۔ ازاں جملہ **الکلام**
الاوضح فی تفسیر شرح الم نشرح کہ مجلد کبیر ہے، علوم
غریبہ پر مشتمل۔ **وسیلۃ النجاۃ** جس کا موضوع ذکر حالات سید
کائنات ﷺ مجلد وسیط۔ **سرور القلوب فی ذکر**
المحبوب کہ مطبع نولکشور میں چھپی۔ اور یہ کتاب مستطاب
جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق

رکھتی ہے۔

ع ذوق ایں مے نشناسی بخدا تانہ چشی

فقیر غفراللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمّٰی بہ **زواهر الجنان من جواهر البيان** ملقب بنام تاریخی **سلطنة المصطفى فى ملكوت كل الورىٰ** تالیف کیا۔ **اصول الرشاد لقمع مبانى الفساد** جس میں وہ قواعد ایقان ثابت فرمائے جن سے بحمدہ تعالیٰ ہر سنت کو قوت و بدعت جدیدہ کو موت و حسرت۔ **هداية البرية الى الشريعة الاحمديه** کہ دس فرقوں کا رد ہے۔ یہ تینوں شیخ صادق سیتاپور میں مطبوع ہوئیں۔ **اذاقة الآثام لمانعى عمل المولد والقيام** اس مسئلہ عزیز میں عجیب کتاب ہے۔ **فضل العلم و العلماء** ایک مختصر رسالہ بریلی میں طبع ہوا۔ **ازالة الاوهام** ردِ نجدیہ **تزكية الايقان** ردِ تقویۃ الایمان کہ یہ شرح کامل زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں چھپ چکا۔ **الكواكب الزهراء فى فضائل العلم و آداب العلماء** جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ **النجوم الثواقب فى تخريج احاديث الكواكب** لکھا۔ **الرواية الرويه فى الاخلاق النبويه** —— **النقاوة النقوية في الخصائص النبويه** —— **لمعة النبراس فى آداب الاكل واللباس**

ـــــ التمكن فی تحقیق مسـائل التزین ـــــ
احسن الوعا فی آداب الدعاء ـــــ خیر
المخاطبة فی المحاسبة والمراقبه ـــــ هدایه
المشتاق الی سرالانفس والآفاق ـــــ ارشاد
الاحباب الی آداب الاحتساب ـــــ اجمل
الفکر فی مباحث الذکر ـــــ عین المشاهده
لحسن المجاهده ـــــ تشرق الاؤاه الی طریق محبة
الله ـــــ نهایة السعاده فی تحقیق الهمة و
الارادة ـــــ قوی الذریعه الی تحقیق الطریقة
والشریعة ـــــ ترویح الارواح فی تفسیر سورة
الانشراح ان پندرہ رسائل مائتین وجیزہ وبسیط کے مسودات،
موجود ہیں جن کے تبییض کی فرصت حضرت قدس سرہ نے نہ
پائی۔ فقیر عفی عنہ کا قصد ہے کہ انھیں صاف کرکے ایک مجلد
میں طبع کرادے۔ انشاء اللہ تعالیٰ:

ع کہ حلوا تنہا نہ بایست خورد

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے، بستوں میں ملتے ہیں، مگر
منتشر ہیں بعض کے اجزاء ناپید، اکثر ناتمام ہیں۔ ان کے بارے
میں سخت مجبوری ہے۔ غرض عمر اس جناب کی ترویج دین، وحمایت
سنن و ازالۂ بدعت میں گزری۔ جزاہ اللہ عن

الاسلام و المسلمین خیر الجزاء آمین۔(ق ۸۰۶)

بیعت و خلافت جمادی الآخرہ ۱۲۹۴ھ مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت، دریائے رحمت، سید الواصلین، سند الکاملین، قطب اوانہ، امام زمانہ، حضور پرنور، سیدنا و مرشدنا و مولانا و ماوانا، ذخرنا لیومنا و غدنا، حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی تاجدار مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا و افاض علینا من برکاتہ و نعمائہ پر شرف بیعت حاصل کیا۔ حضور پرنور مرشد برحق نے مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔ یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اسی جناب سے بطفیل ان کی برکات سے شرف یاب ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(ق ۸۰)

حج وزیارت ۲۶ شوال ۱۲۹۵ھ بشدت اشتیاق خلف اکبر حضور اقدس ﷺ نے اس جناب سے سبب من رانی فی المنام فقد رانی رواہ الامام احمد والبخاری ومسلم عن انس ﷺ زیارت حج مشہور فرمایا یہ غلام اور چند اصحاب وخدام ہمراہ رکاب تھے۔ ... جب مرض کی علامات پیدا ہوئیں تب ... ارشاد فرمایا مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازے سے باہر رکھ چکا ہوں اب روح اسی وقت پرواز کر جائے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ ... کسی بات میں کمی نہ فرمائی۔ بلکہ وہ مرض خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ...

[illegible] من رانی فقد رأی الحق رواہ احمد
والشیخان [illegible] رضی اللہ عنہ حدیث [illegible] وہاں حضرت اجل
[illegible] سیدنا احمد بن زینی دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ
معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔ (ق ۹۰۸)

وصال [illegible] ذیقعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۲۹ [illegible] قدسیہ کو
[illegible] مہینے [illegible] میں عارضہ اسہال دموی، شہادت پا کر
[illegible] والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے کنار میں
جگہ پائی انا للہ وانا الیہ راجعون!

روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی، اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال
[illegible] میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے
متواتر [illegible] تھے۔ جب چند انفاس باقی رہے، ہاتھوں کو
[illegible] پھیرا گویا وضو فرما رہے ہیں۔ یہاں تک کہ
[illegible] سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں
[illegible] وقت روح پر فتوح نے جدائی فرمائی
[illegible] تھی۔ واللہ العظیم ایک نور صبیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ
سے [illegible] تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا، اور جس طرح لمعان خورشید
[illegible] غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی
[illegible] زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ 'اللہ'
[illegible] مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمن

رحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے یہ غذا پیتی تھی۔

بعدہٗ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رویا (خواب) میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے۔ خادم نے عرض کیا حضور یہاں کہاں؟ او کما قال۔ فرمایا آج سے یا جب سے یہیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ!

ذهب الذين يعاش في اكنافهم

وبقيت في الناس كجلد الاجرب

ليهن دعاء الناس وليضرح الجهل

معدت لا يرجو البقاء من له عقل

اللّٰهم ارحمهما وارض عنهما واكرم نزلهما وافض علينا من بركتهما آمين برحمتك يا ارحم الراحمين وصلى الله تعالى على سيدنا ومولينا محمد وآله واصحبه اجمعين آمين!

فقیر غفر لہٗ نے چند تاریخیں اس جناب کی وفات و ولادت و وصال خیر مآل بجہد غیب سے پائیں۔ جن میں التزام ہے کہ باوجود التزام سلسلہ عبارت، ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف سے تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو، جس کے سبب جو اب پیدا ہے تنہا کسی تاریخ میں نہ سمائے کہ تعداد مواد کا سیچ محصل بھی ہے۔ اس کے ساتھ یہ التزام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھے بعض جگہ یہاں

فرحان پ حضو و فوار

تواريخ ولادت جاء ولى نفى الثياب على الشان ـــ فيه اشارة الى اسمه قدس سره والثياب الاعمال قال تعالى وثيابک فطهّر رضى الاحوال بهى المكان ـــ هواجل محققى الافاضل ـــ شهاب المدققين الاماثل ـــ قمر فى برج الشرف ـــ برى من الخسوف والكلف ـــ افضل سباق العلماء ـــ اقدم حذاق الكرماء ـــ!

تواريخ وفات كان نهاية جمع العظماء ـــ خاتم حلة الفقه ـــ امين اللّٰه فى الارض ابدا ـــ عن النبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم العالم امين الله فى الارض اخرجه الامام ابو عمر فى كتاب العلم ـــ ان موتة العالم موتة العالم ـــ وفات عالم الاسلام ثلمة فى جمع الانام ـــ وفى الخبر موت العالم ثلمة فى الاسلام لاتنسد الىٰ يوم القيمة ، كما ورد والله تعالى اعلم ـــ خلل فى باب العباد لاينسد الىٰ يوم القيام ـــ يا غفور ـــ كمل له ثوابک يوم النشور ـــ امنحه جنة اعدت للمتقين ـــ صلى اللّٰه تعالىٰ على سيدنا محمد و آله واهله اجمعين ـــ كتبه عبده المذنب احمد رضا المحمدى السنى الحنفى

القادری البرکاتی البریلوی غفر اللہ لہ و حقق امله (ق ۱۰۹)

حالات۔ "تذکرۂ علمائے ہند" فارسی مطبوعہ مطبع نولکشور میں اعلیٰ حضرت اور ان کے والد ماجد صاحب قدست اسرارہما کے مختصر حالات درج ہیں۔ عام فہم ہونے کے لیے اس جگہ اس کا اردو ترجمہ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

مولوی نقی علی خاں بریلوی ابن مولوی رضا علی خاں ساکن بریلی روہیلکھنڈ غرہ رجب ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد سے تعلیم و تربیت پائی، اور علوم درسیہ سے فراغت حاصل فرمائی۔ ذہن ثاقب و رائے صائب رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو عقل معاش و معاد دونوں میں ممتاز اقران بنایا تھا۔ علاوہ شجاعت جبلی کے حضرت صفت سخاوت، تواضع، استغنا سے موصوف تھے۔ اپنی تمام قیمتی عمر اشاعت سنت وازالہ بدعت میں صرف فرمائی۔ چنانچہ مسئلہ امتناع نظیر میں ایک دینی مناظرہ کا اعلان بنام تاریخی **اصلاح ذات البین** ۲۶ رشعبان ۱۲۹۳ھ میں شائع فرمایا، اور مسئلہ امتناع نظیر حضور نبی اکرم ﷺ میں بہت زبردست کوشش فرمائی اور تحقیق کا حق ادا کیا۔ جس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ **تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال** میں طبع ہو کر شائع ہو چکا۔ ۱۲۹۴ھ میں تاجدار مارہرہ مطہرہ حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے، اور جملہ سلاسل جدیدہ وقدیمہ

وسند حدیث شریف اور خلافت سے معزز و ممتاز ہو کر ۱۲۹۵ھ میں زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے، اور حضرت سیدی زین دحلان و دیگر علمائے حرمین شریفین سے اجازت وسند حدیث حاصل فرمائی۔ ۲ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ کو داعی اجل کو لبیک کہی، اور حیات شیریں جان آفریں کے سپرد فرمائی۔ اور روضۂ رضوان میں آرام و اطمینان وسکون حاصل فرمایا۔

جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اس کے بعد ان پچیس تصنیفات کا ذکر ہے، جو اوپر مذکور ہوئیں۔ اس لیے دوبارہ ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔ (ق۱۰،۱۱)

شجرۂ آباء واجداد اعلیٰ جاہ شجاعت جنگ بہادر جناب مستغنی خان ملقب شاہ سعید اللہ خاں صاحب قندھاری بزمانہ سلطان محمد شاہ نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب شش ہزاری پر ممتاز ہوئے۔ ان کو سلطان محمد شاہ کے یہاں سے بہت سے مواضعات، جو زیر زمین ریاست رامپور میں معافی میں مدد معاش ملے تھے، یہ مواضعات ان کی اولاد کے پاس اب موجود نہیں۔ ان کا ایک شیش محل لاہور میں تھا، جس کا ابھی تک کچھ اثر باقی ہے۔ اُن کے ایک صاحبزادے تھے، جو سلطان محمد شاہ کے یہاں وزیر دولت تھے۔ جن کو سلطان سے [illegible] تصحیح بداؤں کے معافی میں ملے تھے۔ وہ اب تک انہیں کی نسل میں [illegible] سعادت یار خاں تھے۔ اُن کی نرینہ اولاد تین تھی۔ بڑے [illegible] خاں صاحب ہیں، اور یہی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

قدس سرہ العزیز کے مورث اعلیٰ ہیں۔ یہ اپنی وزارت کے عہدہ سے علیحدہ ہو کر زہد و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے۔ (ق ۱۳،۲)

سعادت یار خاں صاحب کے دو فرزند اور تھے۔ ایک شاہزادہ معتصم خاں صاحب۔ ان کی اولاد میں مولوی بخش اللہ خان صاحب وغیرہ ہیں۔ تیسرے صاحبزادہ مکرم خاں صاحب۔ اُن کی اولاد نرینہ اب نہیں ہے۔ البتہ ان کی نسل (میں) ان کی نواسیوں کی اولاد ہے۔ (ق،۴)

اعظم خاں صاحب نے دو عقد کئے۔ پہلی زوجہ سے حافظ کاظم علی خاں صاحب ہیں اور دوسری بیوی سے چار صاحبزادیاں ہوئیں۔

حافظ کاظم علی خاں صاحب آصف الدولہ کے یہاں وزیر تھے۔ انھوں نے تین شادیاں کیں۔ زوجہ اولیٰ سے تین اولادیں۔ دو لڑکے (امام العلماء مولانا رضا علی خاں، رئیس الحکماء حکیم مرتضیٰ علی خاں) اور ایک لڑکی (زینت عرف موتی بیگم)۔ زوجہ ثانیہ سے تین لڑکیاں (بدر النساء، صدر النساء، قمر النساء ہوئیں) اور تیسری بیوی جو حرم تھی اس سے ایک لڑکا (یعنی جعفر علی خاں ہوا) جس کی نسل ختم ہو گئی۔ (ق،۴)

حضرت امام العلما مولانا رضا علی خاں صاحب علیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے جد مکرم ہیں۔ یہ اپنے زمانے کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے دو عقد کئے۔ پہلی بیوی سے رئیس الاتقیا مولانا نقی علی خاں صاحب والد ماجد اعلیٰ حضرت، اور ایک صاحبزادی جو رئیس الحکماء کے بڑے فرزند مہدی علی خاں صاحب کو منسوب تھیں۔ اور دوسری جس کا

نام مستجاب بیگم تھا، وہاب علی خاں صاحب آنولوی سے بیاہی گئیں اور لاولد فوت ہوئیں۔ (ق ۱۴، ۵)

رئیس الحکماحکیم محمد نقی علی خاں یہ امام العلماء کے حقیقی بھائی تھے۔ بہت بڑے قوی ہیکل، بہادر اور فن طب میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے دہلی کے خاندان اطبا کے سرپرست حکیم محمد واصل خان صاحب کی صاحبزادی سے عقد کیا تھا۔ یہ مہاراجہ جے پور کے یہاں طبیب خاص تھے۔ ابتداء ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سالے کے بڑے حکیم محمد سیم خاں صاحب کو، جو جے پور کے مشہور اطبا سے ہیں اور بہرے حکیم کے نام سے مشہور خاص و عام ہیں، متبنیٰ کیا تھا۔ ریاست جے پور سے تین لاکھ سالانہ منافع کی جائداد رئیس الحکما کو انعام میں ملی تھی۔ جو رئیس الحکما نے اس فراخ دلی سے اپنے متبنیٰ حکیم محمد سلیم خان صاحب کو دیدی تھی۔ حالانکہ اس وقت اپنی اولاد بھی تھی۔ چنانچہ اب تک وہ جائداد حکیم صاحب موصوف کے نواسوں کے پاس ہے، اور وہ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ان کو حکیم واصل خان صاحب کی صاحبزادی کے بطن سے چار لڑکے ہوئے۔ مہدی علی خان صاحب، حکیم ہادی علی خان صاحب، فتح علی خان صاحب، فدا علی خان صاحب۔ ان میں سے [illegible] مہدی علی خان صاحب کا عقد رئیس الاتقیا کی ہمشیرہ حقیقی سے [illegible] محمد حسن خان صاحب تھے۔ دوسرے فرزند حکیم ہادی علی [illegible] ریاست ٹونک میں جناب عبدالحکیم خاں صاحب کی لڑکی سے [illegible] ہدایت علی خاں، [illegible] خاں، محبوب علی خاں

صدیق النسا بیگم، اور تیسرے فرزند فتح علی خان صاحب کی اولاد تین لڑکے، بابو حاجی فرحت علی خاں، امرادوں خاں، اصغر علی خاں اور چار لڑکیاں ہیں۔ اور چوتھے فرزند فدا علی خاں کی اولاد، فراست علی خاں، مصاحب بیگم، قدری بیگم، حیدری بیگم ایک اور لڑکی پانچ افراد پر مشتمل ہے۔ (ق ۱۵،۱۶)

حافظ کاظم علی خاں کی صاحبزادی زینت، جن کو موتی بیگم کہتے تھے، ان کی شادی محمد حیات خاں سے ہوئی یہ یوسف زئی سے ہیں۔ (ق ۱۶)

رئیس الاتقیاء حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب والد ماجد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی شادی اسفندیار بیگ کی بڑی صاحبزادی (حسینی خانم) سے ہوئی، جن سے حسب ذیل اولادیں ہوئیں۔ (۱) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان (۲) مولانا حسن رضا خاں (۳) مولانا محمد رضا خاں (۴) حجاب بیگم زوجہ وارث علی خاں (۵) احمدی بیگم زوجہ شاہ ایران خاں (۶) محمدی بیگم زوجہ کفایت اللہ خاں۔ (ق ۱۷)

ولادت باسعادت (اعلیٰ حضرت)

اور

بزرگوں کی پیشن گوئیاں

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت اعلیٰ حضرت قبلہ بطن مادر میں تھے، آپ کے والد ماجد صاحب نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا، جس کی وجہ سے کچھ پریشانی سی لاحق ہوئی۔ رات بھر اس خواب کی فکر میں رہے، اور صبح ہوتے ہی جس کی تشویش باقی تھی تو حضرت مرجع فیض و برکت علامہ مولانا رضا علی خاں صاحب نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے خواب بیان فرمایا۔ حضرت ممدوح نے فرمایا: "یہ مبارک خواب ہے۔ بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہارے صلب سے ایک فرزند عطا فرمائے گا، جو علم کے دریا بہائے گا، جس کا شہرہ مشرق ومغرب میں پھیلے گا"۔ (ق۳۲)

ولادت باسعادت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب کی آپ کے شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں اس مکان میں ہوئی جو آپ کا آبائی مکان تھا اور حضرت جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب قدس سرہ کی قیام گاہ تھی۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء مطابق ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی۔ (ق۱)

مولانا حسنین رضا خاں صاحب اعلیٰ حضرت کے بھتیجے فرماتے تھے کہ میری والدہ ماجدہ اعلیٰ حضرت کی ولادت کی باتیں سنایا کرتی تھیں کہ جب اعلیٰ حضرت

پیدا ہوئے تو میرے والد ان کو جناب دادا صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے۔ دیکھ کر گود میں لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا، اور جب منجھلے میاں مولوی حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ میرا بیٹا مستان ہوگا۔ (ق،۲۱)

(اعلیٰ حضرت کا) تاریخی نام المختار ہے۔ حضور نے اپنا سن ولادت ملفوظات شریف میں حسب ذیل آیہ کریمہ سے استخراج فرمایا ہے۔

أُولٰئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوبِہِمُ الاِیمَانَ وَ اَیَّدَہُم بِرُوحٍ مِّنْہُ ۱۲۷۲ھ

تحقیق کہ اس وقت آفتاب منزل غفر میں تھا، جو علم نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے۔ ولنعم من قال ؎

دنیا، مزار، حشر، جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

ملفوظات حصہ سوم میں اپنے ولادت کی تاریخی مادہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے

أُولٰئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوبِہِمُ الاِیمَانَ وَ اَیَّدَہُم بِرُوحٍ مِّنْہُ ۱۲۷۲ھ

ترجمہ یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی ہے۔ اور اس کا صدر ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَہُمْ اَوْ اَبْنَآءَہُمْ اَوْ اِخْوَانَہُمْ اَوْ عَشِیْرَتَہُمْ ...

سورہ ۵۸ آیت ۲۲ میں ہے آپ ان لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں نہ

پائیں گے کہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا ان کے

بھائی یا ان کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں۔

اسی کے متصل فرمایا اُولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان○

بحمد اللہ تعالیٰ! بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے۔ اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اُولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان ○ بحمد اللہ! اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الٰہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ ﷺ ...... اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی۔ رب العزت جل جلالہ نے روح القدس سے تائید فرمائی، اللہ تعالیٰ پورا فرمائے

وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (ترجمہ رضویہ مسمی بہ

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ۵۸ رکوع ۳)

پھر فرمایا یہ سب برکات ہیں حضرت جد امجد ﷺ کی۔ قرآن

عظیم میں خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے، اس کی دیوار گرنے والی تھی ور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ خضر علیہ الصلوۃ و السلام نے اُس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے **وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا** اور اُن کا باپ نیک آدمی تھا۔ (ترجمہ رضویہ پارہ ۱۶ سورہ کہف رکوع ۱۰) اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ باپ اُن کی چودھویں پشت میں تھا۔ صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں، تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے، دیکھئے کب تک برکات اس سلسلہ میں رہیں۔

بچپن کے حالات

مولوی عرفان علی صاحب قادری رضوی بیسلپوری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا۔ اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی، ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ میں نے فصیح عربی میں اُن سے گفتگو کی۔ اُس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔ (ق،۲۲)

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور کی عمر شریف تقریباً د ۲ سال ہوگی، اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف زنان بازاری گزریں۔ آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چہرہ مبارک کو چھپایا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ان میں کی ایک عورت بول اٹھی 'واہ صاحبزادے! منہ تو چھپ لیا اور ستر کھول دیا'۔ آپ نے برجستہ جواب دیا 'جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے'۔ ـــــ یہ جواب سن کر وہ سکتے کے عالم میں ہوگئی۔ (۲)، ق ۲۳

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ محلّہ سوداگران کی مسجد کے قریب آپ کی طفولیت کے زمانہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور کئی بار دیکھا۔ پھر فرمایا

تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو؟ حضور نے جواب دیا: میں ان کا پوتا ہوں، فرمایا 'جبھی' اور تشریف لے گئے۔ (ق ۲۲)

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز مولوی صاحب موصوف حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے سلام کیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا، جیتے رہو۔ اس پر حضور نے عرض کیا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وعلیکم السلام کہنا چاہیے تھا۔ مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔ (ق ۲۲)

جناب سید محمد خان صاحب علی حضرت سے جو بیان ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ ایک روز کسی نے دروازہ پر آواز دی۔ اعلیٰ حضرت [illegible] اس وقت [illegible] تشریف لے گئے۔ دیکھا ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں۔ آپ کو دیکھتے ہی فرمایا آؤ! آپ تشریف لے گئے، سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: تم بہت بڑے عالم ہو۔ (ق ۲۲)

ملفوظات حصہ اول میں ہے:-

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے مکان قریب دس بجے دن کے جا رہا تھا۔ میری عمر اس وقت [illegible] حضرت مدظلہ کے پوتے حسنی برخوردار ابراہیم رضا خاں [illegible] کے برابر تھی (یعنی دس سال) کہ سامنے سے ایک [illegible] نہایت شکیل، وجیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا [illegible] قل [illegible] اس کے بعد [illegible] کے بعد [illegible]

رشد و فیض) اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔ (ق ۲۴)

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حاجی منتھن خاں صاحب جن کا اسم گرامی حاجی محمد شاہ خاں صاحب تھا محلہ سوداگران میں جاروب کشی فرما رہے تھے۔ چونکہ ہم لوگوں کو یہ پہلا اتفاق دیکھنے کا ہوا، برادرم قناعت علی صاحب کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک بزرگ ہستی جو نہ صرف ایک معمر، دین دار، اہل علم ہیں، بلکہ معقول زمینداری بھی رکھتے ہیں، وہ جاروب کشی کریں، اور میں کھڑا دیکھتا رہوں۔ اس لیے بڑھ کر اس خدمت کو خود انجام دینا چاہا۔ مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے، صاحبزادے! یہ میرا فخر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں (۳) میں عمر میں حضور سے بڑا ہوں۔ ان کا بچپن دیکھا، جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں۔ ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا۔ تب ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے۔ انہیں بچپن میں ضرب المثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔ (ق ۲۵)

(ایک مرتبہ خود) اعلیٰ حضرت نے فرمایا:-

دہلی میں ایک مجذوب بشیر الدین اخوند زادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے، مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا۔ میرے والد ماجد قدس سرہ کی خوشی کہ میں بغیر آدمی کے ساتھ لیے نہ جاتا۔ ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا اُن کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔ مجھ کو بغور

پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے، آخر مجھ سے پوچھا، تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو؟ میں نے کہا: میں اُن کا پوتا ہوں۔ فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے، اور چار پائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آپ یہاں تشریف رکھیے۔ پوچھا کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو؟ میں نے کہا: مقدمہ تو ہے، لیکن میں اس کے لیے نہیں آیا ہوں، میں تو صرف دعائے مغفرت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے۔ اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اُن سے خود ہی پوچھا، کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو؟ عرض کی جی ہاں! فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے: نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ۝ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔ (ق، ۴۳)

تقریب روزہ کشائی

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے: رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضور اعلیٰ حضرت کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے۔ کاشانۂ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے، ایک مخصوص کمرے میں فیرنی کے پیالے جمانے کے لیے چنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے۔ ٹھیک تمازت کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور کواڑوں کی جوڑیں بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ اُسے کھا لو۔ عرض کرتے ہیں کہ میرا تو روزہ ہے۔ کیسے کھاؤں؟ ارشاد ہوتا ہے: بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھا لو۔ میں نے کواڑ بند کر دیے ہیں کوئی

[illegible] آپ [illegible] کرتے ہیں جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے

[illegible] حضور کے والد ماجد کی چشمان مبارک سے اشکوں کی

[illegible] کر بہہ نکلے۔ (ق ۲۲)

تعلیم

بسم اللہ خوانی و سلسلۂ تعلیم

صحیح طور پر نہ معلوم

[illegible] حضور کی بسم اللہ خوانی کی [illegible] عمر میں ہوئی۔ مگر وقت بسم اللہ خوانی عجیب
واقعہ پیش آیا۔ حضور کو [illegible] محترم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد
[illegible] پڑھایا [illegible] پڑھایا۔ حضور [illegible] پڑھانے کے
[illegible] (لا) کی نوبت آئی استاد نے فرمایا [illegible]
[illegible] نہیں کہا۔ استاد نے دوبارہ کہا کہو میاں! لام
[illegible] یہ دونوں تو پڑھ چکے ہیں [illegible] بھی پڑھ چکے ہیں، الف
[illegible] اس وقت حضور کے جد امجد اعلیٰ حضرت مولانا
[illegible] قدس سرہ العزیز نے جو جامع کمالات ظاہری و باطنی
[illegible] ہیں پڑھو۔ حضور نے اپنے جد امجد کی تعمیل
[illegible] کی طرف نظر کی۔ حضور نے اپنی فراست
[illegible] سمجھا کہ [illegible] یہ حروف مفردہ کا بیان ہے اب
[illegible] دونوں حرف الگ الگ تو پڑھ ہی چکے
[illegible] مناسب نہ تھی، اور مجھ
[illegible] چھپے چھپے بات حضرت جد امجد نے

نور باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے، اس لیے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر اُن کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا بیٹا! تمہارا خیال درست اور سمجھنا بجا ہے، مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس حرف کو پڑھا حقیقۃً وہ ہمزہ ہے، اور یہ درحقیقت الف ہے۔ لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن۔ اس لیے ایک حرف یعنی لام اول میں لا کر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے۔ حضور نے فرمایا تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا، اتنے دور کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے؟ با، تا، دال، سین بھی اول میں لا سکتے تھے۔ حضرت جد امجد نے غایت محبت و جوش میں گلے لگا لیا اور دل سے بہت دعائیں دیں، اور پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃً سیرۃً مناسبت خاص ہے۔ ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے۔ لاـــیـــلا اور سیرۃً اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے، یعنی یہ اُس کے بیچ میں ہے وہ اس کے بیچ میں۔ گویا ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کہنے کو حضور کے جد امجد نے اس لام الف مرکب کی وجہ بیان فرمائی، مگر باتوں بات میں سب کچھ بتا دیا، اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اُسی وقت سے پیدا کر دی، جس کا ثمرہ سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم ہیں، تو طریقت میں حضور پرنور (۴) سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نائب اکرم ہیں

رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔(ق ۳۱،۰)

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ کاشانۂ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔حضور بھی ان سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۂ کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور کو بتاتے تھے، مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔وہ زبر بتاتے تھے، اور آپ زیر پڑھتے تھے۔یہ کیفیت حضور کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب قطب وقت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر حضور کو اپنے پاس بلالیا، اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہوگئی تھی، زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا، اور اسی طرح بے صحیح طبع ہوگیا تھا، یعنی جو حضور رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا، وہی صحیح تھا۔حضور سے حضرت جد امجد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا کہ اس طرح پڑھوں، مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز نے فرمایا خوب، اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا، اور دعا دی۔پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا، حقیقتاً کاتب نے غلط لکھ دیا ہے۔پھر قلم لے کر اس کی تصحیح فرمادی۔(ق ۳۲،۰)

اعلی حضرت خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا۔روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا

جن؟ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔(ق،۳۲)

جناب علی محمد خان صاحب اعلیٰ حضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ جناب والدہ، جدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اعلیٰ حضرت نے کبھی پڑھنے میں ضد نہیں کی۔ خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے، جمعہ کے دن بھی چاہا کہ پڑھنے کو جائیں، مگر والد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے، اور سمجھ لیا کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن کی بہت اہمیت کی وجہ نہیں پڑھنا چاہیے، باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔(ق،۳۶)

نواب وحید احمد خاں صاحب رضوی بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی احسان حسین صاحب مرحوم جو نہایت خلیق، بے لوث اور حد درجہ دیندار تھے، جامع مسجد بریلی میں محض لوجہ اللہ درس حدیث بعد نماز ظہر دیتے تھے، اور اپنا زیادہ وقت جامع مسجد ہی میں مطالعہ حدیث شریف، اور دوظائف میں گزارتے تھے۔ انھوں نے فقیر کو جامع مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی نہ صرف تلقین کی بلکہ شوق دلایا۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ فقیر جامع مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنے لگا۔ یہ فقیر انگریزی اسکول کی جماعت ششم میں پڑھتا تھا، تو یہی مولوی صاحب فارسی زبان کی تعلیم کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔ مولوی صاحب موصوف سے ایک مرتبہ فقیر نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی بابت استفسار کیا۔ تو مولوی صاحب موصوف نے اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کی بہت تعریف کی، اور فرمایا کہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کا ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں۔ شروع ہی سے اعلیٰ حضرت کی ذہانت کا یہ

سال تھی کہ استاد سے بھی ربع (چوتھائی) کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی۔ ایک ربع کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب خود پڑھ کر یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔ (ق،۳۵)

درسیات سے فراغت جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے حضور فارغ ہوئے، تو تمام درسیات کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۷ھ سے تمام فرمائی اور تیرہ برس دس مہینہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغ پایا۔ بزبر و بینات سے تعویذ تاریخ فراغت ہے۔ اور اس میں صاف بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حضور کو دشمنوں کے شر سے پناہ میں رکھے گا۔ اور دوسرا مادہ تاریخ غفور ہے۔ اس میں خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور اور حضور کے وابستگان دامن کے لیے غفور ہے۔

دنیا، مزار، حشر، جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے (ق،۳۳)

اساتذہ ابتدائی کتابیں ان مولوی صاحب سے جب حضور نے ختم کیں تو میزان منشعب وغیرہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے پڑھنا شروع کیا۔ (ق،۳۲)

آپ حضرت فرماتے تھے کہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہو کر تعلیم طریقت حضور پیر و مرشد برحق سے حاصل کیا۔ ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو بعد وصال مجھے حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری

اپنے ابن الابن ولی عہد وسجادہ نشین کے سپرد فرمایا۔ حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت وعلم تکسیر، علم جفر وغیرہ علوم میں نے حاصل کیے۔ (ق ۳۴)

الغرض! اعلیٰ حضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے۔ حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے علاوہ پنجتن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوس قدسیہ ہیں۔

1. اعلیٰ حضرت کے وہ استاد جنہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔
2. جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
3. جناب مولانا عبدالعلی صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
4. حضرت مخدوم خاندان برکاتیہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس اللہ سرہ العزیز
5. اور والد ماجد۔

پیر و مرشد قدس سرہ سے اسرار علم کو شامل کرکے چھ نفوس قدسیہ ہوتے ہیں۔

ان چھ حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا۔ مگر خداوند عالم نے محض اپنے فضل وکرم و آپ کی محنت وذہانت کی وجہ سے اتنے علوم وفنون کا جامع بنادیا کہ پچاس فن میں حضور نے تصنیفات فرمائیں۔ اور علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے کہ خدام ومعتقدین کا تو کہنا کیا! مخالفین مخاصمین کرتے، اپنی سیہ قلبی کی وجہ سے برائیاں کرتے مگر ساتھ ساتھ ٹیپ کا یہ بند ضرور کہنے پر مجبور ہوتے کہ یہ سب کچھ ہے مگر۔

احمد رضا خاں صاحب قلم کے بادشاہ ہیں۔ جس مسئلہ پر قلم اٹھایا، نہ موافق کو ضرورت افزائش، نہ مخالف کو دم زدن کی گنجائش ہوتی ہے۔(ق،۳۵)

شادی واولاد

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز کی شادی ۱۲۹۱ھ میں افضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی (ارشاد بیگم) صاحبہ سے ہوئی۔ شیخ صاحب موصوف شیخ عثمانی تھے۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ احمد حسین تھا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز کی سات اولادیں ہوئیں۔ دو شہزادے (۱) حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب ملقب بلقب حجۃ الاسلام (۲) حضرت مولانا شاہ مفتی مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم۔ پانچ صاحبزادیاں، بڑی مصطفائی بیگم، ان کی شادی اعلیٰ حضرت کے بھانجے جناب حاجی شاہد علی خاں سے ہوئی۔ ان کی صرف ایک لڑکی ہوئی [illegible] بی بی، جو مولوی سردار علی خاں سے منسوب ہوئیں۔ یہ صاحبزادی اعلیٰ حضرت کی حیات میں فوت ہوگئیں۔ دوسری صاحبزادی کنیز حسن جن کو منجھلی بیگم کہتے تھے، ان کی شادی جناب حمید اللہ خاں صاحب ولد حاجی محمد اللہ خاں صاحب رئیس شہر کہنہ سے ہوئی۔ ان کی دو اولادیں ہوئیں عتیق اللہ خاں اور ایک صاحبزادی رفعت جہاں بیگم۔ تیسری صاحبزادی کنیز حسین، جن کو سنجھلی بیگم کہتے تھے، جناب حکیم حسین رضا خاں صاحب بن مولانا حسن رضا خاں صاحب سے منسوب ہوئیں، ان کے تین لڑکے ہوئے (۱) مرتضیٰ رضا خاں (۲) مولوی ادریس رضا خاں (۳) حرجیس خاں، امام اہل سنت کے وصال سے اکیس دن بعد اُن کا انتقال ہوا۔ چوتھی صاحبزادی کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم کی شادی، مولوی حسنین رضا خاں صاحب (ابن استاذ زمن مولانا حسن

رضا خاں) سے ہوئی، ان کی صرف ایک لڑکی ہوئی تمیم بانو، جو جرجیس میں کو منسوب ہوئیں۔ پانچویں صاحبزادی مرتضائی بیگم عرف چھوٹی بنو، مجید اللہ خاں پسر خرد جناب حاجی احمد اللہ خاں صاحب رئیس شہر کہنہ سے منسوب ہوئیں۔ ان کے تین لڑکے رئیس میاں، سعید میاں، فرید میاں اور دو لڑکیاں مجتبائی بیگم، مقتدائی بیگم ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام کی شادی پھوپھی زاد بہن کنیز عائشہ ہمشیرہ جناب حاجی شاہد علی خاں صاحب سے ہوئی۔ ان کے چھ اولادیں ہوئیں۔ دو صاحبزادے مولوی ابراہیم رضا خاں صاحب عرف جیلانی میاں، مولوی حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں، اور چار لڑکیاں، ام کلثوم زوجہ ثانیہ حکیم حسین رضا خاں، کنیز صغریٰ بیگم زوجہ تقدس علی خاں، رابعہ بیگم عرف نوری زوجہ مشہود علی خاں سلمیٰ بیگم زوجہ مشاہد علی خاں۔

جیلانی میاں کا عقد مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی بڑی صاحبزادی سے ہوا۔

نعمانی میاں کا نکاح جناب سید حسن صاحب محلہ ملوکپور کی صاحبزادی سے ہوا۔

جیلانی میاں کی پانچ (زندہ) اولادیں ہیں، (۵) اور نعمانی میاں کی [illegible] ہیں۔

حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی شادی [illegible] مولانا محمد رضا خاں صاحب کی اکلوتی صاحبزادی

سے ہوئی۔ اسی لیے مولانا محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں نے ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا، اور شادی کے بعد ان کا رہنا سہنا سب چچا جان کے مکان پر رہا۔ اور اس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں۔ ان کی سات صاحبزادیاں ہیں۔ ایک لڑکا ہوا تھا جو کمسنی ہی میں داغ مفارقت دے کر راہی ملک بقا ہوا۔ جس کا نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان بلکہ جملہ متوسلین و اہل قرابت کو صدمہ ہوا۔

سلسلہ اولاد اعلیٰ حضرت

(۱) مولانا حامد رضا خاں (۲) مولانا مصطفیٰ رضا خاں (۳) مصطفائی بیگم (۴) کنیز حسن (۵) کنیز حسین (۶) کنیز حسنین (۷) مرتضائی بیگم

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں

(۱) ابراہیم رضا خاں (۲) حماد رضا خاں (۳) ام کلثوم (۴) کنیز صغریٰ (۵) رابعہ (۶) سلمیٰ

مولانا ابراہیم رضا خاں

(۱) ریحان رضا خاں (۲) تنویر رضا خاں (۳) اختر رضا خاں (۴) قمر رضا خاں (۵) منان رضا خاں (۶) سرفراز بیگم (۷) سرتاج بیگم (۸) [illegible]۔

حماد رضا خاں

(۱) مسرت بی بی (۲) نصرت بی بی (۳) حمید رضا خاں

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں

(۱) صاحبزادہ مرحوم (۲) نگار فاطمہ (۳) انوار فاطمہ (۴) برکاتی بیگم (۵) رابعہ بیگم (۶) ہاجرہ بیگم (۷) شاکرہ بیگم۔

سلسلہ اولاد مولانا حسن رضا خاں برادر اوسط اعلیٰ حضرت

(۱) حکیم حسین رضا خاں (۲) مولوی حسنین رضا خاں (۳) فاروق رضا خاں

حکیم حسین رضا خاں

از زوجۂ اولیٰ، کنیز حسین، صاحبزادی اعلیٰ حضرت

(۱) مرتضیٰ رضا خاں (۲) ادریس رضا خاں (۳) جرجیس رضا خاں۔

از زوجہ ثانیہ صاحبزادی حضرت حجۃ الاسلام

(۱) غوثیہ بیگم زوجہ خلیق میاں (۲) یونس رضا خاں

مرتضیٰ رضا خاں

(۱) بدر رضا خاں (۲) ادریس رضا خاں (۳،۴) صاحبزادیاں

مولوی حسنین رضا خاں

از زوجۂ اولیٰ بنت اعلیٰ حضرت

(۱) شمیم بانو زوجہ جرجیس میاں

از زوجۂ ثانیہ

(۱) تحسین رضا خاں (۲) سبطین رضا خاں (۳) حبیب رضا خاں (۴) صاحبزادی۔

مولانا محمد رضا خاں عرف ننھے میاں، برادر خورد، اعلیٰ حضرت

ان کی صاحبزادی زوجۂ مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم۔

مارہرہ شریف کی حاضری اور بیعت

بیعت جس غرض سے کی جاتی ہے اور اس کی جو شرعی حیثیت ہے اس کے بیان کی نہ یہاں ضرورت اور نہ ہی اس کی حاجت، وہ اپنی جگہ پر مدلل ہے، اور زمانہ حضور اقدس ﷺ سے الیٰ زماننا ھٰذا نیکوکاروں کا تعامل رہا ہے۔ بالشبہ خلیفہ مجاز سے بیعت کرنے والے آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ○ (پ ۱۱، التوبہ) بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ (کنزالایمان) اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ○ (پ ۲۶، الفتح) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (کنزالایمان) کی رو سے اپنی جان و مال کو اللہ کے ہاتھ جنت کے عوض بیع کرتے ہیں اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ لوگ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بیعت میں ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے اور مضمون لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ ○ (پ ۲۶، الفتح) بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ (کنزالایمان) وہ لوگ رضائے الٰہی کی بشارت پائے ہوئے ہیں۔ اسی آیہ کریمہ کے بموجب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ۱۲۹۵ھ میں بمعیت اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز سرکار مارہرہ مطہرہ حاضر ہو کر حضرت سید الاولیاء اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز کے شرف بیعت سے

مشرف ہوئے۔

اللہ کیسی نظر کیمیا اثر پیر و مرشد کی تھی اور کس درجہ قلب صافی لے کر بیعت ہوئے تھے کہ اسی جلسہ میں پیر و مرشد برحق نے تمام سلسلہ کی اجازت وخلافت عطا فرما کر خلیفہ ومجاز بنا دیا، اور تمام طریقوں میں بیعت لینے کی اجازت عامہ تامہ عطا فرمائی۔

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب مارہروی فرماتے ہیں کہ مولانا بدایونی (حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر علیہ الرحمہ) کے ہمراہ مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب مارہرہ شریف حاضر ہوئے تھے۔ یہ لوگ تجدید غسل اور کپڑے بدلنے کے لیے پہلے مارہرہ میں سرائے میں جا کر فروکش ہوئے۔ مگر راستے میں یکہ سواری کا الٹ گیا اور مولانا نقی علی خاں صاحب کو چوٹ لگی۔ پھر اس حالت میں انہوں نے نہا دھو کر کپڑے پہنے، اور سب خانقاہ برکاتیہ میں حاضر ہوئے، اور فقیر ہی کے مکان موسومہ بہ مدرسہ جو درگاہ معلی برکاتیہ کے دروازے کے سامنے تھا، اور اس وقت ٹوٹا پڑا ہے، میں فروکش ہوئے۔ فقیر کے جد امجد حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب اور حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہما بھی ان دنوں مارہرہ ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ اسی دن ظہر کے وقت مولانا بدایونی مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اور مولانا احمد حسن صاحب کو ہمراہ لے کر حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ فقیر ... حضرت سید شاہ محمد صادق ... میاں صاحب (حضرت نوری

میاں) بھی ہمراہ گئے۔ حضرت خاتم الاکابر نے مولانا نقی علی خاں صاحب پھر مولانا احمد رضا خاں صاحب پھر مرزا عبد القادر بیگ صاحب کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ فرمایا۔ اور اسی جلسہ میں حضرت نے خلافت و اجازت جملہ سلاسل و اسناد و تبرکات خاندان عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بھی مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب کو مشرف فرمایا۔ بیعت و خلافت کے بعد ان سب حضرات نے کچھ عرصہ تک فقیر کے مکان پر قیام فرمایا۔ اور اسی دوران میں مولانا تاج الفحول بدایونی نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کا حضرت سے بیعت ہو جانا ان کے لیے بھی اچھا ہوا اور میرے لیے بھی اچھا ہوا۔

تدریس

اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریس وافتا وتصنیف کی طرف توجہ فرمائی۔ ابتدا میں تدریس کی طرف توجہ بہت زائد تھی۔ بریلی شریف میں کوئی مدرسہ نہ تھا۔ اس لیے فقط اعلیٰ حضرت کی ذات مرجع طلبہ وعلما تھی۔ جن کو اس چشمہ سے فیضیاب ہونا ہوتا، وہ اعلیٰ حضرت کا قصد کرتے، اور کامیابی حاصل کرتے۔ [illegible]

غرض اعلیٰ حضرت کا ایک زمانہ تدریس وتعلیم کا بڑے زور وشور کا گزرا ہے۔ جس میں دور دور سے طلبہ دوسرے مدرسوں کو چھوڑ کر یہاں حاضر ہوتے، اور اس چشمۂ علم وفضل سے فیضیاب ہوتے۔ چنانچہ اس زمانہ کا ایک واقعہ جناب مولوی محمد شاد خاں عرف محسن خاں صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک دن تین طالب علم نئے آئے، اور اعلیٰ حضرت سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آپ لوگ آئے ہیں، اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے؟ وہ لوگ بولے دیوبند پڑھتے تھے، وہاں سے گنگوہ گئے، اس کے بعد یہاں آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ [illegible] کا مرض ہوتا ہے۔ یعنی وہاں بہتر پڑھائی ہے۔ اسی لیے [illegible] لوگ پڑھتے ہیں [illegible] جگہ جگہ [illegible] دیکھا کرتے ہیں [illegible] جہاں کی تعریف انسان سنتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ بات نہیں کہ آپ لوگوں نے دیوبند یا گنگوہ میں بریلی کی تعریف سنی ہو،

اور اس وجہ سے یہاں کے مشتاق ہو کر تشریف لائے ہوں۔ بولے یہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مختلف مذہب واختلاف خیال کی وجہ سے شہر تو بریلی کی برائی ہی ہوا کرتی تھی۔ مگر یہ آپ کا بندہ ضرور ہوتا کہ قلم کا بادشاہ ہے، جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا، پھر کسی کی مجال نہیں کہ ان کے خلاف کچھ لکھ سکے۔ یہی دیوبند میں سنا، اور یہی گنگوہ میں بھی۔ تو ہم لوگوں کے دلوں میں شوق وذوق ہوا کہ وہیں چل کر علم حاصل کرنا چاہئے، جن کے مخالفین فضل وکمال کی گواہی دیتے ہیں۔ والفضل ماشهدت به الاعداء (ق۲۱۱،۲۱۲)

مشاهیر تلامذه اعلیٰ حضرت نے چونکہ باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا، (۲۲) جو رجسٹر داخلہ سے طلبہ کا نام معلوم کیا جائے، یا فارغ التحصیل طلبہ کا نام رجسٹر فراغ التحصیل سے حاصل کیا جا سکے۔ اس لیے حضور کے شاگردوں میں جو مشہور ہوئے اور تصنیفات وغیرہ سے دینی خدمت کی۔ ان میں بعض لوگوں کے اسمائے گرامی اس جگہ لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت کے شاگردوں میں خصوصیت کے ساتھ فقہ سے توغل اور تصنیفات کی طرف توجہ اور وعظ وتقریر کا رنگ غالب ور موجود ہے۔

- جناب مولانا مولوی نواب سلطان احمد خان صاحب محلہ بہاری پور۔
- جناب مولانا مولوی سید امیر احمد صاحب محلہ ذخیرہ بریلی۔
- جناب مولانا مولوی حسن رضا خاں صاحب حسن برادر اوسط اعلیٰ حضرت
- جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب برادر خرد اعلیٰ حضرت۔
- جناب مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب حجۃ الاسلام صاحبزادہ اکبر
- جناب مولانا مولوی حافظ یقین الدین صاحب محلہ جوگی پور بریلی۔

- جناب مولانا مولوی حافظ سید عبدالکریم صاحب محلہ ذخیرہ بریلی۔
- جناب مولوی منور حسین صاحب بریلوی۔
- جناب مولوی حاجی سید نور احمد صاحب چاٹگامی۔
- جناب مولوی واعظ الدین صاحب مصنف 'دفع زیغ زاغ'
- جناب مولوی سید عبدالرشید صاحب عظیم آبادی۔
- جناب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی۔
- جناب مولوی عبدالاحد صاحب سلطان الواعظین پیلی بھیتی (صاحب زادہ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ)
- حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی۔
- حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی دامت برکاتہم وعم فیضہم

ملفوظات حصہ اول میں ہے۔ ایک روز حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے، رخصت کے وقت انہوں نے عرض کی کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کر دوں، حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں، یہاں فتویٰ لکھیں، اور مدرسہ میں درس دیں۔ [illegible] فقہ یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے۔ ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا۔ مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جانفشانی سے نکالا، اور اس کی تائیدات مع تنقیح

آٹھ ورق میں جمع کیں۔ مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا۔ تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے۔ وہی جملے اب تک کانوں میں پڑے ہوئے ہیں، اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔ خودستائی جائز نہیں۔ مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ و السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا اجْعَلْنِي عَلٰى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ زمین کے خزانے میرے ہاتھ میں دے دیجئے میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں۔ بفضل ورحمت الٰہی مجھ بعون وعنایت رسالت پناہی ﷺ افتا اور رد وہابیہ کے دونوں کامل فن، دونوں نہایت عالی فن یہاں سے چھانٹے، اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پائے گا۔ غیر ممالک کی بات نہیں کہہ سکتا۔ میں تو ہر شخص کو بہ طیب خاطر سکھانے کو تیار رہوں۔ سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انھیں کے جد امجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا صدقہ وعطیہ ہے۔ آپ یہاں کے موجودین میں سے جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سناتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں، لکھتے ہیں۔ طبیعت خداداد ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔ اسی طرح علم توقیت بھی ایک فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں۔ حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے۔ علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا، اور کب غروب؟ بہت سی عمر گزر گئی، تھوڑی باقی ہے۔ جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کر لیں سلونی قبل ان تفقدونی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ

معاصی وغیرہ چھوڑتے نہیں۔ اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا قول بالکل ٹھیک ہے۔
قدر قیمت یہی اور ... پڑھنے والے کو یہ چاہئے کہ جب کسی چیز کے حاصل
کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو، اپنے تمام کمالات کو
دروازے پر چھوڑ دے، اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔ خالی ہو کر آئے گا،
تو کچھ پائے گا۔ ورنہ ویسے کو تم سمجھے کا تو

ع: انائے پر شد دگر چوں پرد

بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جا سکتی۔ اور آج کل تو حاصل
کرنے والے ایسے ہیں کہ۔ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا، اس
میں ایک زینہ ہے جو باہر سے چھت پر گیا ہے۔ اس زمانہ میں ایک مدرس
صاحب نے ہدایہ آخرین پڑھنا چاہا۔ یہ کوئی آسان کتاب نہیں۔ جب انہوں
نے دام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا۔ مگر شرط یہ کہ اس باہر کے زینہ سے
چھت پر پہنچ جایا کیجئے، اور وہاں تنہائی میں پڑھا دیا کیجئے، کسی کو معلوم نہ ہو۔
میں نے جواب دیا کہ دین کا سبق کوئی سرقہ نہیں، جو لوگوں سے چھپ کر ہو
مجھ سے یہ نہ ہوگا۔

ایک صاحب یہیں سے فتویٰ نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے تھے
کہ انہوں نے جواب لکھ کر بھیج دیئے، میں نے اصلاح دے کر بھیج دیئے۔ ایک روز ان
سے کہا کہ مولانا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا، مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ
آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے
بڑھائی گئیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بعد عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح

سے لیا کریں۔ انہوں نے کہا اُس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط کہا، وہ غلط کہا، اور مجھے اس میں ندامت ہوگی۔ اس بندۂ خدا کے نام افریقہ، امریکہ تک سے استفتاء آتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو وہ انہیں کے نام استفتاء بھیجتے۔ اس زمانہ میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولانا سید معین خلیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ علیہ فقیہ کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیہ کے لیے [illegible] تذکرہ ہوا، فرمایا یہ شخص برکت علم سے محروم رہتے ہیں [illegible] چھوڑ کر بیٹھ رہتے [illegible] پاس [illegible]۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتا [illegible] تشریف فرما ہوتے [illegible] دروازہ پر [illegible] لیٹ رہتا، ہوا سے [illegible] منہ پر پڑتی [illegible] جب حضرت زید [illegible] قدس سے تشریف لاتے تو فرماتے اے ابن عم رسول [illegible] آپ نے [illegible] تکلیف کیوں گوارا کی؟ میں عرض کرتا مجھے اسی طرح [illegible] یہی ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ: [illegible] بہت کو عقل نہیں اور [illegible] صبر کرتے یہاں تک کہ آپ [illegible] تشریف [illegible] اور اللہ بخشنے والا [illegible]

مہربان ہے۔(سورہ حجرات ۵/۴۹)

ایک مرتبہ حضرت زید ﷺ گھوڑے پر سوار ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے؟ اے ابن عم رسول اللہ ﷺ! انہوں نے کہا: ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں۔ اس پر حضرت زید ﷺ گھوڑے سے اترے، اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا، اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔

ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لیے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء وقراء سبعہ میں سے ہیں) عرض کیا۔ فرمایا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا، شہزادہ میرے مکان پر آجایا کرے۔ ہارون رشید نے عرض کی، وہ وہیں حاضر ہوجایا کرے گا، مگر اس کا سبق پہلے ہو۔ فرمایا: یہ بھی نہ ہوگا، بلکہ جو پہلے آئے گا، اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاق ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں، اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے۔ بادشاہ غضبناک ہوکر اترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا، اور کہا، او بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لیے دیئے ہیں؟ ایک ہاتھ سے پانی ڈال، دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔

ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابومعاویہ ضریر کی دعوت کی۔ وہ آنکھوں سے معذور تھے۔ جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لیے لائی گئی تو چلمچی خدمتگار کو

دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے، اور کہا کہ آپ نے جانا، کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے؟ کہا نہیں۔ کہا ہارون۔ کہا جیسی آپ نے علم کی عزت کی، ویسی اللہ آپ کی عزت کرے۔ ہارون رشید نے کہا۔ اسی دعا کے حاصل کرنے کے لیے یہ کیا تھا۔

ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے، بادشاہ ان کی تعظیم کے لیے سروقد کھڑا ہوتا۔ ایک بار درباریوں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین! رعب سلطنت جاتا ہے۔ جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے، تو جانے ہی کے قابل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجہ اتم تھا۔ سلاطین نصاریٰ ان کا نام لیتے تھراتے تھے۔

تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمراں تھی، اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی، جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج حاضر نہ کیا۔ ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوا، تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی۔

وہ عورت مرگئی جو خود پیادہ کی تھی، اور آپ فرزیں بنایا تھا۔

یہ تحریر لے کر جب ایلچی دربار میں حاضر ہوا، وزیر کو حکم ہوا سنا دو۔ وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی، حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں۔ فرمایا مجھے دے۔ اور اس تحریر کو پڑھا۔ بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا کہ جو دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا۔ صرف وزیر اور وہ ایلچی رہ گئے۔ وزیر کو حکم ہوا، جواب لکھ۔ کہ

ارادہ لکھنے کا کیا، مگر رعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا، اور قلم نہ چلا۔ پھر فرمایا! مجھے دے۔ اور یوں لکھا

یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فاسق و کافر کو، او کافرہ کے بچے، جواب وہ نہیں جو تو سنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا۔

یہ فرمان ایلچی کو دیا۔ اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ایلچی کے ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت گریہ و زاری کی، ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے کا وعدہ کیا۔ چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے۔ ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی کہ پھر اس نے سرتابی کی۔ فوراً واپس گئے، اور پھر فتح کیا، اور اسے گرفتار کیا۔ پھر اس نے ہاتھ جوڑے، اور خوشامد کی۔ پھر چھوڑ دیا۔ اپنے جبار بادشاہ کی علماء کے ساتھ یہ طرز عظیم تھی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم (ق ۲۱۲، ص ۲)

حج و زیارت (اول)

۱۲۹۵ھ میں حضرت والد ماجد کے ساتھ زیارت حرمین طیبین زادھما اللہ شرفا و تعظیما سے شرف افتخار و امتیاز حاصل فرمایا۔ اور اکابر علمائے دیار مثل حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و حضرت عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ سے سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر و دیگر علوم حاصل فرمائی۔ ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی، بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمال اللیل نے بے تعارف سابق آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیت ہوتے اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے، اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین بے شک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں۔ اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔

اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک صرف گیارہ واسطے ہیں۔ نیز حضور نے بایمائے حضرت شیخ جمال اللیل موصوف ان کی تصنیف لطیف جوھرہ مضیہ مناسک حج شافعیہ کا اردو ترجمہ کیا۔ اور ایک شرح عربی میں تحریر فرمائی۔ جس کا نام النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ رکھا۔ جس وقت اس ترجمہ اور شرح کو حضرت شیخ جمال اللیل کی خدمت میں پیش کیا، حضرت شیخ بہت خوش ہوئے، اور بہت تعریف فرمائی۔ اور مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ

صاحبزادہ مولانا محمد بن محمد بن عرب نے اعلیٰ حضرت کی دعوت کی۔ اثنائے طعام مسئلہ افضلیت مدفونین بقیع شریف پر گفتگو چھڑ گئی۔ اعلی حضرت نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دونوں حضرات نے اپنے اپنے قول پر دلائل پیش کئے۔ آخر مولانا نے فرمایا: دونوں قول صحیح اور موجہ ہیں۔ اعلی حضرت نے فرمایا: وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا عین اسی وقت عصر کی اذان حرم شریف میں ہوئی۔ ختم اذان پر اعلی حضرت نے فرمایا: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ غرض جلسہ برخاست ہوا، اور سب لوگ نماز کے لیے حرم شریف میں پہنچے۔ شب کے وقت اعلیٰ حضرت نے تنہا مسجد خیف میں اقامت کی، اور مغفرت کی بشارت سے مبشر ہوئے۔

حج و زیارت (دوم)

جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب برادرِ اصغر اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر ور حضور کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۳ھ حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئیں۔ تو حضور جھانسی تک ان کو پہنچانے تشریف لے گئے کہ وہاں سے بمبئی میل پر وہ لوگ روانہ ہوں گے، جو سیدھا بمبئی جائے گا۔ اور کہیں بدلنا نہ ہوگا۔ اس وقت تک اعلیٰ حضرت کا قصد حج و زیارت کے لیے سفر کا بالکل نہ تھا کہ حج فرض ادا ہو چکا تھا۔ زیارت سے مشرف ہو چکے تھے صرف ان کی مشایعت مقصود تھی۔ اسی درمیان میں اعلیٰ حضرت کو اپنی نعتیہ غزل یاد آ گئی جس کا مطلع ہے ؎

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

وائے محرومیٔ قسمت کہ میں پھر اب کے برس
رہ گیا ہمرہ زوّارِ مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا کہ دل بے چین ہو گیا اور وہی ہو جس کو حضور نے دوسری غزل میں فرمایا ہے ؎

پھر اٹھا ولولہ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

اسی وقت حج و زیارت بلکہ خاص زیارت سرور عالم ﷺ کا قصد مصمم فرمایا۔ لیکن والدہ ماجدہ کی بغیر اجازت سفر مناسب نہ جانا، اس لیے ان کی گاڑی چھوٹنے کے بعد بریلی واپس تشریف لائے، اور والدہ ماجدہ سے اجازت کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ جب اجازت مل گئی تو مطمئن ہوئے۔ ورنہ جھانسی سے واپسی کے بعد بہت پریشان نظر آتے تھے۔ اجازت مل جانے کے بعد سامان سفر مکمل فرمایا اور روانہ ہوئے۔ حسن اتفاق کہ اعلیٰ حضرت کے پہنچنے تک وہ جہاز روانہ نہ ہوا تھا۔ سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے اور یہ سفر مبارک بخیر و خوبی انجام پایا۔ اسی سفر کے متعلق اعلیٰ حضرت کا شعر ہے ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

حدیث شریف میں ہے **انما الاعمال بالنیات و انما لکل امریٔ ما نوی** عام طور پر بھی زبان زد ہے 'جیسی نیت ویسی برکت' یہ سفر اعلیٰ حضرت کا چونکہ خاص حضور اقدس ﷺ کی زیارت پاک کے لیے تھا، اس لیے ویسا ہی ہوا۔

بیداری میں زیارت نبوی : مولوی سید شاہ جعفر میاں صاحب خطیب جامع مسجد کپورتھلہ نے اپنے والد صاحب کے عرس کے موقع پر یہ واقعہ نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا تھا۔ کہ جب جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ دوسری مرتبہ زیارت نبوی ﷺ کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، شوق دید میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے

یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار ﷺ عزت افزائی فرمائیں گے، اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں ✠ تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اسی کی طرف اشارہ کیا۔ فرماتے ہیں ؎

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ میں عرض کر کے منتظر مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی، اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔ رزقنا اللّٰہ و جمیع المسلمین زیارۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ببرکتہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و عن جمیع علماء الاسلام و المشائخ الکرام والمنتمین الیہ الیٰ یوم القیام اٰمین (ص ۴۳، ۴۴)

عادات و اوصاف

حضور اس قدر سادہ وضع میں رہتے کہ کوئی شخص یہ بھی نہیں خیال کرسکتا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کی شہرت شرق سے غرب، شمال سے جنوب تک پہنچی ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب کاٹھیاواڑ سے حضور کی شہرت سن کر تشریف لائے تھے، ظہر کا وقت تھا، اعلیٰ حضرت مسجد میں وضو فرما رہے تھے، سادی وضع تھی، خالتہ دار پائجامہ، ململ کا چھوٹا کرتا، معمولی ٹوپی، مسجد کی فصیل پر بیٹھے ہوئے، مٹی کے لوٹوں سے وضو فرما رہے تھے کہ وہ صاحب مسجد میں تشریف لائے، اور السلام علیکم کہا، اعلیٰ حضرت نے جواب دیا۔ انھوں نے اعلیٰ حضرت ہی سے دریافت کیا کہ احمد رضا خاں صاحب کی زیارت کو آیا ہوں، وہ کہاں ہیں؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ احمد رضا میں ہی ہوں۔ انھوں نے کہا میں آپ کو نہیں، میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ملنے آیا ہوں۔

یہ اس لیے کہ آپ کبھی قیمتی لباس، قیمتی عبا، قیمتی عمامہ وغیرہ استعمال نہیں فرماتے تھے، نہ خاص مشائخانہ انداز، خانقاہ، چلہ حلقہ وغیرہ یا خدام کا مجمع۔

(…)

جناب … اللہ خان صاحب تحریر کرتے ہیں کہ خادم نے حضرت کی حیات ظاہری میں اندازاً بارہ یا چودہ سال خدمت کی یا اس سے زائد۔ حضرت کی

عادت کریمہ تھی کہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ پھاٹک میں تشریف رکھتے تھے۔ بعد نماز مغرب مکان میں تشریف لے جاتے، اور روزانہ عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں تشریف رکھتے۔ علوم وفیوض وبرکات کے دریا جاری ہوتے، اور خاصان آستانہ عوام اہل سنت وعلمائے اہل سنت مستفیض ہوا کرتے۔ البتہ موسم سرما میں عصر مغرب کے درمیان مسجد ہی رہتے، تمام حاضرین بھی اعتکاف کے ساتھ مسجد شریف ہی حاضر خدمت رہتے اور دینی تعلیم وتلقین کا سلسلہ جاری رہا کرتا۔ مغرب کی نماز پڑھ کر زنانہ مکان میں تشریف لے جاتے۔ یہ حضرت کا معمول تھا۔ علاوہ اس کے حضرت پانچوں وقت نماز میں تشریف لاتے، اور ہمیشہ نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے۔ اگر کوئی صاحب کسی کام کے لیے شہر سے آتے یا کسی دوسرے شہر سے حضرت کی ملاقات کو تشریف لاتے، اطلاع ہوتے ہی حضرت باہر تشریف لے آتے۔

ایک صاحب جن کا نام حاجی کفایت اللہ صاحب ہے وہ حضرت کے خاص خادم تھے اور سفر حضر میں برابر سایہ کی طرح ساتھ رہتے۔ ایک سید صاحب مدنی حضرت سے علم جفر سیکھنے کی غرض سے مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے، اور بہت عرصہ تک قیام کر کے علم جفر حاصل کیا۔ جب مدنی صاحب کلکتہ جانے لگے تو حضرت سے فرمایا: میرے ساتھ کوئی شخص ہوتا تو بہتر ہوتا۔ حضرت نے حاجی کفایت اللہ صاحب کو ہمراہ کیا، اور حاجی صاحب نے مجھ خادم سے کہا کہ میں کلکتہ جاتا ہوں، اور اعلیٰ حضرت کی خدمت تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور حضرت سے بھی یہی عرض کیا۔ حضرت نے مجھے خدمت کے لیے قبول فرمایا۔ روزانہ

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ وقت تعمیر مسجد شریف کے ستے

غسل خانہ شمالی، عمارت خانہ متصل تھا۔ چنانچہ مستری علی حسین قادری

رضوی مرحوم نے ستونوں کی تعمیر شروع کی تھی کہ ظہر کے وقت حضور نے دیکھ کر

فرمایا جناب علی حسین! یہ ستون تو چھوٹے نہیں معلوم ہوتے ہیں، خوبصورت

نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت بھی دخل نہیں دیا۔ البتہ

معماروں کے لیے ضرور کہا تھا، اور وہ بھی اس لیے کہ نماز میں محفوظ رہیں۔

انہیں کا بیان ہے کہ سب خدائی کا یہ حال تھا کہ جب بھی حضور کے چلنے میں

پائے مبارک کی چاپ سننے میں نہ آئی۔ بسا اوقات ایسا ہوا کہ میں اور برادرم

قناعت علی پھاٹک میں سہ دری کے اندر کام کر رہے ہیں، اور حضور کاشانۂ اقدس

سے باہر تشریف لے آئے، اور پورا صحن بیرونی نشست گاہ کا طے فرما کر خود تقدیم

سلام فرمائی، تب خبردار ہوئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ حضور سے میری جب بھی فرمائش ہوتی ہے میں بہ ہمراہی

شہزادہ معظم حضرت مولانا مولوی شاہ محمد آل الرحمن مصطفیٰ رضا خان صاحب

مدظلہ الاقدس بعد مغرب وہاں پہونچتا ہوں۔ شہزادہ ممدوح اندر مکان میں

جاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں، جبھی حضور کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں۔ مگر

باہر نہیں آتا کہ حضور تشریف لاتے ہوتے ہیں، تقدیم سلام سرکار ہی

فرماتے ہیں۔ اس وقت دیکھتا ہوں کہ حضور بالکل میرے قریب جلوہ فرما ہیں۔

انہیں کا بیان ہے کہ حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربہ

جوکی کا جس میں ترکاری نہ ہو، اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ سوجی کا، اور وہ بھی روزانہ نہیں

بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوتا تھا۔ [illegible]

ایک روز حکیم عبدالسبحان صاحب [illegible]
تھے۔ اور مقیم آستانہ شریف تھے۔ ایک چھوٹی [illegible]
ڈال [illegible]
صاحب نے [illegible]
نے [illegible]
اطمینان [illegible]
کے [illegible]
غرض [illegible]
وقت [illegible]
حضور [illegible]
صاحب [illegible]
نے [illegible]
پڑھ [illegible]
العظیم [illegible]

[illegible]
[illegible] شریف تبدیل [illegible] تھے [illegible]
[illegible] پڑے تو دونوں دن [illegible] تبدیل [illegible]
مبارک [illegible] تھیں، تب بھی دونوں دن تبدیل [illegible]

کے علاوہ سوائے معین کے اور کسی وجہ سے لباس تبدیل نہ فرماتے۔ حتی کہ جیلانی میاں مرحوم کے ختنہ کی تقریب ایسے روز ہوئی کہ تبدیل لباس کا دن نہ تھا، وہی لباس زیب تن رکھا، تبدیل نہ فرمایا۔ اگرچہ بعض اقربا و اعزہ و روسائے شہر مکلف لباس پہن کر آئے تھے۔ مگر حضور اپنا لباس سابق پہنے ہوئے شریک تقریب رہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ امام کو نماز میں سہو سے مطلع کرنے کے لیے اللہ اکبر نہ فرماتے۔ مثلاً تیسری رکعت میں قعدہ کرنا چاہتا۔ تو سبحان اللہ فرمایا کرتے۔

کتب احادیث پر دوسری کتاب نہ رکھتے۔ اگر کسی حدیث کی ترجمانی فرماتے ہیں اور درمیان میں کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت کبیدہ اور ناراض ہوتے۔

ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے طریق نشست عرض کردوں۔ چونکہ کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا اس لیے گاؤ تکیہ پشت مبارک کے پیچھے رکھا کرتے تھے۔ اس سے پیشتر کہ یہ مرض نہ تھا، کبھی گاؤ تکیہ استعمال نہ فرمایا۔ تب بھی بیٹھتے وقت پاؤں مبارک سمیٹ کر دونوں زانو اٹھائے رہتے، یا داہنا زانوئے مبارک اٹھا رہتا، اور دوسرا بچھا رہتا۔ اور کبھی بایاں زانو اٹھا لیتے، تو داہنا بچھا دیا کرتے تھے۔ آخر عمر مبارک میں ابتدائے [illegible] فرماتے [illegible] چار پانچ گھنٹے کامل دوزانو ہی [illegible] تشریف رکھتے۔

[illegible] میں پاؤں پھیلا [illegible] بہت کثرت سے بغیر

زردہ کے استعمال فرماتے۔ مگر بوقت وعظ پان مطلق ملاحظہ نہ فرماتے، بلکہ ایک چھوٹی صراحی شیشہ کی پاس رکھی جاتی۔ اس سے خشکی رفع فرمانے کے لیے غرارہ کرلیا کرتے۔

انھیں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض عادات کریمہ یہ تھے۔

- بشکل نام اقدس (محمد) ﷺ استراحت فرمانا۔
- ٹھٹھا نہ لگانا۔
- جماہی آنے پر انگلی دانتوں میں دبالینا، اور [illegible] نہ ہونا۔
- کلی کرتے وقت دست چپ ریش مبارک پر رکھ کر [illegible] پانی منہ سے گرانا۔
- قبلہ کی طرف رخ کر کے کبھی نہ تھوکنا، نہ قبلہ کی طرف پائے مبارک دراز کرنا۔
- نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا۔
- فرض نماز باعمامہ پڑھنا۔
- بغیر صوف پڑی دوات سے نفرت کرنا، یوں ہی ڈوب کے لکھنے سے اجتناب کرنا۔
- خط بنواتے وقت اپنا کنگھا و شیشہ استعمال فرمانا۔
- مسواک کرنا۔
- سر مبارک میں چنبیلی ڈلوانا۔ (ص۔۲۹۲)

انھیں کا بیان ہے کہ حضور کے ایک مرید [illegible] چوہدری [illegible] تھے۔ ریلوے اسٹیشن بریلی جنکشن پر رہتے تھے۔ انھوں نے اپنی گاڑی [illegible]

[illegible] کی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا: حضور! میں [illegible]

[illegible] پوچھا اور گاڑی میں بیٹھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] علیہ الرحمۃ

[illegible]

[illegible]

تھے۔ ہر وقت تالیف وتصنیف وفتویٰ نویسی کا مشغلہ تھا۔ اسی وجہ سے زنان خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ لوگوں سے باتوں میں کام نہیں ہوتا یا بہت ہی کم ہوتا۔ صرف پنج گانہ نماز کے لئے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔ یا اتفاقیہ کسی مہمان سے ملنے کو کسی وقت۔ البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر کی بیٹھک میں تشریف رکھتے۔ اور وہی وقت لوگوں کی ملاقات کا تھا۔ [illegible]

ملفوظات حصہ اول میں ہے کہ حضرت مولانا مفتی احمد صاحب محدث سورتی [illegible] حضرت مدظلہ الاقدس نے الاسعد الاشد الارشد سے مخاطب فرمایا تھا۔ اور جناب مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible] کو بھی [illegible] قدس کے ہمراہ ہیں۔ [illegible] حضرت قبلہ [illegible] [illegible] ہمراہ [illegible] فرماتے ہیں۔ [illegible] صاحب بھی [illegible] ارشاد فرمایا۔

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ [illegible] قرآن حکیم [illegible] پر منت رکھی، اور ایک جگہ خاص [illegible] ہدایت فرمائی أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ۝ أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ۝ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ [illegible]

بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے؟ [illegible]

[illegible]

حضور [illegible] ﷺ [illegible]

نہ فرمائی۔ مگر ٹھنڈا پانی دو بار طلب فرمایا، ایک بار فرمائش کی: رات کا باسی لاؤ۔

میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پیا، خدام حرم محترم حاضرین بارگاہ کے لیے زورقوں (مٹکوں) میں پانی بھر کر رکھ دیتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں بھی شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔ عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں، اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو، اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ اگر خنکی نہ ہو تو پیتے وقت اس کا حلق سے اترنا بالکل معلوم نہ ہو۔ دوسری صفت شیرینی، وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے۔ ایسا شیریں میں نے کہیں نہیں پایا۔ تیسری خنکی، یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے —— میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں، کھانا مکان پر کھایا جاتا اور وہ جگہ قریب باب مسجد شریف میں تھی۔ کھانے میں پانی نہ پیتا، کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا، اور اس آب حیات سرکاری سے دل و جان سیراب کرتا۔ اعتکاف تو مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے، پانی کے لیے اعتکاف نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس کی منفعت یہ ہے۔ (ورنہ) غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔ ق ۲۰۰)

اطاعت والدین حضرت سیدنا شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جامع صفات ظاہری و باطنی، صوری و معنوی بنایا تھا۔ اوصاف و کمالات میں جس وصف کو دیکھئے مولانا کی ذات میں بدرجہ کمال اس کا ظہور تھا۔ والدین کی اتباع کا یہ حال تھا کہ جناب مولانا کے والد ماجد جناب مولانا نقی علی خاں صاحب کا

انتقال ہوا، اپنے حصہ جائداد کے خود مالک تھے۔ مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے سپرد تھا۔ وہ پوری مالکہ و متصرفہ تھیں۔ جس طرح چاہتیں صرف کرتیں۔ جب مولانا کو کتابوں کی خریداری کے لیے کسی غیر معمولی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ ماجدہ صاحبہ کی خدمت میں درخواست کرتے اور اپنی ضرورت ظاہر کرتے۔ جب وہ اجازت دیتیں اور درخواست منظور کرتیں تو کتابیں منگواتے۔ (ق ۴۲)

تعظیم اکابر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت جس طرح أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کے مصداق تھے، اسی طرح رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی بھی مثال و تصویر تھے۔ علمائے اہل سنت کی عزت و قدردانی کرتے۔ بالخصوص حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے۔ قصیدہ آمال الابرار و آلام الاشرار میں علمائے اہل سنت کی تعریف میں فرمایا ہے۔

اذا جاؤا [illegible] ● [illegible]

یہ علمائے کرام [illegible]

[illegible]

جس زمانہ میں میں محض برکت کے لیے یہ قصیدہ اعلیٰ حضرت سے پڑھا کرتا تھا (اس شعر [illegible]) جب اس شعر پر پہنچا [illegible] یہ تو محض مبالغہ شاعرانہ معلوم ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا نہیں، بلکہ اصل واقعہ ہے۔ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان تھی۔

جب تشریف لایا کرتے تو شہر کی حالت بدل جایا کرتی، عجیب رونق چہل پہل ہو جاتی۔ اور جب تشریف لے جاتے تو باوجودیکہ سب لوگ موجود رہتے، مگر ایک ویرانگی اور اداسی چھا جاتی۔

اس محبت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں باہم اختلاف بھی تھا اور بعض اختلافی مسائل میں گفتگو اور پھر تعلق بھی ہو جاتا تھا۔ حضرت مولانا سید [illegible] صاحب [illegible] قدس سرہ العزیز کا بیان ہے کہ ایک بار ان دونوں حضرات میں مسئلہ عینیت و غیریت صفات باری تعالیٰ پر بحث ہوئی۔ مولانا عبدالقادر صاحب فرماتے کہ صوفیہ کے صفت و عین ذات ماننے اور فلسفہ کے عین ذات ماننے میں فرق ہے۔ اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اس فرق کے ماننے میں [illegible] فرماتے تھے۔ آخر [illegible] اور [illegible] سید [illegible] صاحب قدس سرہ العزیز [illegible] کتاب [illegible] کی جلد [illegible] مدینہ کے کتب خانہ میں ہے اور [illegible] کتب صوفیہ بھی موجود ہیں [illegible] فرق [illegible] دونوں حضرات تشریف لے [illegible] قدس سرہ العزیز [illegible] حضرت [illegible] قدس سرہ [illegible] سلسلہ سے ہیں، مولانا عبدالقادر [illegible] حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے [illegible] صوفیہ [illegible] فلسفہ [illegible] فرق [illegible] فرماتے ہیں [illegible] نہیں جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں۔

اگرچہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں اب تک نہیں آیا ہے۔ (۲) لیکن چونکہ میرے مرشدان عظام یہ فرماتے ہیں۔ اس لیے اپنے مرشدان عظام کے ارشاد پر سر تسلیم خم کیے دیتا ہوں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں جب بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ حسب دستور ایک بار ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا حضرت صاحبزادہ صاحب انگوٹھی اور چھلے مجھے دیدیجئے۔ میں نے اتار کر دیدیے اور [illegible] وہیں سے ممبئی چلا گیا۔ ممبئی سے مارہرہ واپس آیا تو [illegible] نے فرمایا کہ بریلی سے مولانا صاحب نے [illegible] یہاں سے [illegible] میں چھلے اور انگوٹھی تھے۔ (یہ [illegible]) [illegible] صاحب یہ دونوں طلائی اشیا آپ کی ہیں۔

یہ تھی اعلیٰ حضرت کی امر بالمعروف ونہی عن المنکر
(باقی صورت) [illegible] تعظیم وتوقیر۔ (ق [illegible])

تواضع وانکسار حضرت سید شاہ [illegible] میاں صاحب مارہروی کا بیان ہے کہ حضرت جد امجد سید شاہ [illegible] صاحب قدس سرہ العزیز مارہرہ شریف ایک زمانہ میں [illegible] صاحب قدس سرہ نہایت [illegible] انتظام واہتمام [illegible]

حضرت مولانا بھی تشریف لائے اور میرے اصرار سے بیان بھی فرمایا۔ مگر اس طرح کہ حاضرین مجلس سے فرماتے: میں ابھی اپنے نفس کو وعظ نہیں کہہ پایا، دوسروں کو وعظ کے کیا لائق ہوں؟ آپ حضرت مجھ سے مسائل شرعیہ دریافت فرمائیں۔ ان کے بارے میں جو حکم شرعی میرے علم میں ہوگا، چونکہ بعد سوال اسے ظاہر کر دینا حکم شریعت ہے، میں ظاہر کردوں گا۔ فقیر قادری غفرلہ عرض کرتا ہے اتنا سن کر حاضرین سے کوئی صاحب حسب حال سوال کر دیتے حضور پر نور اپنی تقریر دلپذیر سے، ایک موثر بیان اس مسئلہ پر فرما دیتے۔

حضرت سید صاحب موصوف قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک بار میرے اصرار سے مولانا نے مزار صاحب البرکات قدس سرہ پر اپنے والد ماجد قبلہ کا موضوعہ مولد شریف سرور القلوب فی ذکر المحبوب بھی پڑھا ہے۔

جامع حالات غفرلہ کہتا ہے۔ تواضع وانکسار کی یہ حد ہے۔ اس لئے کہ کتاب دیکھ کر مجلس میں ایک معمولی مولوی بھی پڑھنا پسند نہیں کرتا، بلکہ اس کو لوگ شان علم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ میں نے بہتیروں کو دیکھا ہے کہ مبلغ علم اُن کا اردو میں میلاد کی چند کتابیں، مگر اُن کو دیکھ کر نہیں پڑھا کرتے بلکہ ایک مسلسل مضمون یاد کر لیا اور اسی کو زبانی جا بجا پڑھا کرتے ہیں۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت شریف حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہ العزیز کے یہاں قدس سے واپسی صبح کی گاڑی سے ہوئی۔ حضور نے اس وقت اسٹیشن پر نماز وظیفہ میں حاجی کفایت اللہ صاحب سے طلب فرمائی۔ کسی نے جلدی

سے آرام کرسی ویٹنگ روم سے لاکر بچھادی۔ ارشاد فرمایا: 'یہ تو بڑی متکبرانہ کرسی ہے'۔ جتنی دیر تک وظیفہ پڑھا آرام کرسی کے تکیہ سے پشت مبارک نہ لگائی۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک سال بریلی میں رمضان المبارک کی ۲۰ رتاریخ سے اعتکاف کیا۔ اعلیٰ حضرت مسجد میں آتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں۔ مگر فرصت نہیں تی۔ آخر ۲۶ رماہ مبارک کو فرمایا: آج سے میں بھی معتکف ہی ہو جاؤں۔ اعلیٰ حضرت بعد افطار پان نوش فرماتے، شام کو کھانا کھاتے میں نے کسی دن نہیں دیکھا۔ سحر کو صرف ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی، وہ نوش فرمایا کرتے۔ ایک دن میں نے دریافت کیا حضور فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ؟ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے، اس لیے یہ چٹنی آتی ہے۔ ایک دن شام کو پان نہیں آیا۔ ورنہ یہ بہت پختہ عادت تھی کہ کھانے کی کوئی چیز طلب نہیں فرماتے خاموش رہے۔ مگر چونکہ پان کے از حد عادی تھے ناگواری ضرور پیدا ہوئی۔ مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم ایک بچہ پان لایا۔ حضرت نے اُسے ایک چپت مار کر فرمایا کہ اتنی دیر میں لایا۔ بعدہ سحر کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازہ پر تشریف لائے۔ اس وقت رحیم اللہ خاں ملازم اور میں دو شخص مسجد میں تھے۔ فرمایا: آپ سب میرے کام میں مخل نہ ہوں۔ میں گھبرایا اور عرض کی حضور ہم تو خدام ہیں، مخل ہونا کیا معنی؟ بعدہ اس بچے کو بلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا، اور فرمایا کہ شام کو میں نے غلطی کی، جو تمہارے چپت ماری۔ دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا۔ لہذا تم میرے سر پر

چپت مار دو اور ٹوپی اتار کر سر اڑا رہے ہیں۔ ہم دونوں بہت مضطرب اور ہم دونوں پریشان اور وہ بچہ بھی بہت پریشان اور کانپنے لگا، اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔ حضور! میں نے معاف کیا۔ فرمایا تم نابالغ ہو، تمہیں معاف کرنے کا حق نہیں۔ تم چپت مارو۔ مگر وہ نہ مار سکا۔ بعدہ اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالے، وہ پیسے دکھا کر فرمایا، میں تم کو یہ دوں گا، تم چپت مارو۔ مگر وہ بیچارہ یہی کہتا رہا، حضور میں نے معاف کیا۔ آخر کار اعلیٰ حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سی چپتیں اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ سے لگائیں اور پھر اس کو پیسے دے کر رخصت کیا۔ (ق۳۰،۳۳،۳۴)

مساواتِ اسلامی جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے

ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت بھی کبھی ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ان کے یہاں تشریف فرما تھے کہ ان کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی، جھجکتے ہوئے بیٹھ گیا تو صاحبِ خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اٹھ کر چلا گیا۔ حضور کو صاحبِ خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد وہ صاحب حضور کے یہاں آئے۔ حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام جو حضور کا خط بنانے آئے تھے، وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو، مسلمان آپس میں

بھائی بھائی ہیں۔ اور اُن صاحب کے برابر بیٹھنے کو ارشاد فرمایا۔ وہ بیٹھ گئے۔ پھر اُن صاحب کے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے۔ اور فوراً اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر کبھی نہ آئے۔ خلاف معمول جب عرصہ گزر گیا، تو حضور نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے متکبر مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔ (ق ۰)

اصاغر پر شفقت جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے۔ ایک مسلمان ساکن محلہ قروالان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے۔ ان سے حضور نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا۔ اور یہ واقعہ بچپن میں آپ کے زمانہ کا ہے۔ میں اور برادرم قناعت علی کتب کے وقت کام کر کے وہیں آ گئے، تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر جو ہے میں نے جو رکھا ہے، اٹھا لاؤ۔ یہ دو پڑیاں اٹھا لائے۔ حضور نے دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے۔ میں پیچھے ہٹا۔ حضور آگے بڑھتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتے۔ یہاں تک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا۔ حضور نے ایک پڑیا دے دی۔ میں نے کہا حضور یہ کیا؟ ارشاد فرمایا حلوہ سوہن ہے۔ میں نے نیچی نظر کئے ہوئے عرض کیا، حضور ابھی تو معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا تم نے یہ بات کہی؟ جیسے مصطفیٰ (بڑی بہن کے بیٹے) ویسے تم۔ سب بچوں کو حصہ دیا ہے۔ آپ دونوں کے لیے بھی میں نے دو حصے رکھے تھے۔ یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھ کر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا، اور مجھ سے بھی عرض کیا حضور اس نے جسارت اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے لیں ...

سے بیان کرتے ہیں۔ حضور نے تبسم فرمایا۔ بعدہ ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان
چلے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا۔ اور ہم نابکار کچھ
خدمت نہ کر سکے۔

جامع حیات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ ۱۳۲۲ھ
میں سب سے پہلے جو فتویٰ میں نے لکھا، اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں صلاح
کے لیے پیش کیا۔ حسن اتفاق سے بالکل صحیح نکلا! اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز
اس فتویٰ کو لیے ہوئے خود تشریف لائے اور ایک روپیہ دست مبارک سے فقیر کو
عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا مولانا! سب سے پہلے جو فتویٰ میں نے
لکھا، اعلیٰ حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز نے مجھے شیرینی کھانے کے
لیے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا۔ آج آپ نے جو فتویٰ لکھا، یہ پہلا فتویٰ ہے، اور
ماشاء اللہ بالکل صحیح ہے۔ اس لیے اسی اتباع میں ایک روپیہ آپ کو شیرینی کھانے
کے لیے دیتا ہوں۔ غایت مسرت کی وجہ سے میری زبان بند ہوگئی، اور میں کچھ
جواب نہ دے سکا۔ میں یہ فتویٰ پیش کرتے وقت میں خیال کر رہا تھا کہ خدا جانے
جواب صحیح لکھا ہے یا غلط۔ مگر خدا کے فضل سے وہ صحیح اور بالکل صحیح نکلا۔ اور پھر اس
پر انعام، اور وہ بھی ان الفاظ کے ساتھ کہ میرے والد ماجد صاحب نے مجھے اول
فتویٰ صحیح پر عطا فرمایا تھا اس لیے میں بھی اول فتویٰ صحیح پر انعام دیتا ہوں۔ حق یہ
ہے کہ یہ انعام کیا تھا وہ عزت افزائی ہے، جس کی حد نہیں، اور اس کے بعد اس کو
[illegible] سے زیادہ مکاتیب ہیں جو وقتاً فوقتاً بریلی
شریف سے [illegible] میں بنام مخدومی مولانا مولوی محمد ظفر الدین

معلہ اللہ تعالیٰ کا سمہ ظفر الدین سے شروع فرمایا۔ فتاوی شریف جلد اول میں میرا نام انہیں لفظوں سے تحریر فرمایا سمہ اللہ تعالیٰ عمر سعد۔

اسی سلسلہ میں یہ بات بھی مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب بھی ماہ مبارک رمضان شریف میں بریلی شریف رہنا ہوا اور تعطیل میں مکان نہ آیا، تو عید الفطر کے دن جس طرح تمام عزیزوں کو عیدی تقسیم فرماتے، مجھے اور دوسرے خاص طلبہ مثلاً مولوی سید عبدالرشید صاحب کو وی عظیم آبادی ـــــ مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف ـــــ مولوی محمد ابراہیم صاحب اوگانوی ـــــ مولانا مولوی محمد نذیر الحق صاحب رمضان پوری ـــــ مولوی اسمٰعیل صاحب بہاری سب کو علی قدر مراتب تہواری عطا فرماتے۔

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے یہاں بڑکیاں ہی پیدا ہوئیں، اس لیے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا ہوتا کہ اس کے ذریعہ اعلیٰ حضرت کا نسب و حسب و فضل و کمالات کا سلسلہ جاری رہتا۔ خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب کی ولادت ہوئی۔ نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ تمام خاندان بلکہ متوسلین کو بے حد خوشی ہوئی۔ اس خوشی میں منجملہ اور باتوں کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلبہ مدرسہ اہل سنت وجماعت منظر اسلام کی، ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔ بنگالی طلبہ سے دریافت فرمایا۔ آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا مچھلی بھات۔ چنانچہ روہو مچھلی بہت وافر مقدار میں منگائی گئی اور ان لوگوں کی

حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا۔ آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا بریانی، زردہ، فیرنی، کباب، میٹھا ٹکڑہ وغیرہ۔ بہاریوں کیلیے پرتکلف کھانا تیار کرایا گیا۔ پنجابی اور ولایتی طلبہ کی خواہش ہوئی دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں۔ غرض ان لوگوں کے لیے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا۔ اس وقت خاص عزیزوں، مریدوں کے لیے جوڑ بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے لکھتا ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں میں ہوں، جن کے لیے جوڑا بھی تیار کرایا تھا۔ وہ کرتا، پائجامہ، جوتا، ٹوپی تو اسی زمانہ میں پہن لیا تھا، مگر انگرکھا بہت قیمتی کپڑے کا تھا، گاہے گاہے اس کو پہنا کرتا تھا۔ وہ بہت دنوں تک رہا، یہاں تک کہ چھوٹا ہو گیا، تو اس کو تبرکاً رکھ دیا۔

جب مدرسہ خانقاہ سہسرام میں مدرس ہوا، اور مخلص قدیم مولوی سید غیاث الدین صاحب چشتی ابوالعلائی رجھتی بہاری کو حسب طلب مخلص محترم حامی دین متین جناب حاجی محمد حسن خاں صاحب کلکتہ بھیجنے لگا۔ اس وقت میں نے وہ انگرکھا مولوی صاحب موصوف کے نذر کر دیا، جو مجھ سے دبلے پتلے تھے۔ وران کے ٹھیک آ گیا۔ اس وقت ان کے بڑے بھائی مولوی محمد یونس صاحب نے کہا کہ تم کو لینا نہ چاہئے تھا۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ اولاً مولانا کے میرے تعلقات دوستانہ قدیم زمانہ طالب العلمی کے ہیں۔ ثانیاً یہ انگرکھا تاریخی تبرک ہے یہ تو حضرت کا عطیہ ہے۔ یہ مولانا ظفر الدین صاحب کی محبت و خلوص ہے، جو انہوں نے مجھے عنایت فرمایا، جو قیمتی ہونے کے علاوہ تبرک، اور عزیزی مولوی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کی پیدائش کی یادگار ہے۔

۱۳۲۴ھ میں جب میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں مدرس اول تھا۔ رمضان شریف کی تعطیل میں اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت علم ہیأت میں ایک کتاب تصنیف فرما رہے تھے، اور میں اُسے صاف کر رہا تھا۔ ارادہ تھا کہ ماہ رمضان المبارک تمام کر کے بعد ششم عید کے جب مدرسہ کھلے گا، پٹنہ واپس ہوں گا۔ لیکن اواخر رمضان شریف میں جناب حاجی لعل خاں صاحب مرحوم کا خط پہنچا کہ یہاں ولی اللہ نامی ایک وہابی آیا ہوا ہے، اور جگہ جگہ مناظرہ کا چیلنج دیتا ہے۔ حضور، مولانا محمد ظفر الدین صاحب کو روانہ فرما دیں۔ اس وقت وہ کتاب قریب ختم کے تھی، تو حضرت نے دو دن میں اس کو تمام کر دیا۔ لیکن مجھے نقل کرنا اور صاف کرنا بہت باقی تھا۔ اس لیے حضرت نے فرمایا کہ آپ اس کو اپنے ساتھ لیتے جائیے اور نقل کرنے کے بعد اصل اور نقل دونوں رجسٹری سے واپس کر دیجئے گا۔ جب چلنے کا وقت ہوا اور اسٹیشن جانے کے لیے سواری آ گئی، اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے اور دو نوٹ دس دس روپے کے مجھے عنایت فرمائے، اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ مسلمان عید میں آپ یہیں رہیں گے۔ بچوں کے لیے کپڑے جوتوں کا تو آپ نے ہی بھیجوا دیا، میں خود بنواؤں گا۔ لیکن دینی ضرورت سے آپ کلکتہ جا رہے ہیں، اس لیے یہ روپے آپ کی نذر ہیں۔ مجھے بہت شرم آئی کہ طالب علمی کا زمانہ تو ضرورت کا زمانہ تھا، اب تو میں نوکر ہوں۔ میں پیر کی خدمت کیا کرتا اور ان کی نذر کرتا۔ الٹے پیر ہی سے روپے وصول کروں۔ میں نے کچھ تامل کیا۔ اعلیٰ حضرت نے باصرار عنایت فرمایا۔ میں نے قدم بوسی کرتے ہوئے وہ روپے لے لیے اور کلکتہ روانہ

ہوا میں ہے پہنچنے کی خبر ملتے ہی سارا جوش ٹھنڈا ہوگیا۔ اب کس میں مناظرہ کا دم

ہے اعلیٰ حضرت کی دعا کا اثر ہے ؎

میرے تمہرو پنی خنفر دے ● اس سے شکستیں نمایاں یہ ہیں

اس کی مفصل کیفیت اسی زمانہ میں حاجی عبد الرحمن مارواڑی کے نام سے رسالہ آئینہ مناظرہ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ کلکتہ کے قیام میں میں نے اس رسالہ مبارکہ کو جس کا نام تسهيل التعديل ہے، صاف کرکے اصل و نقل دونوں بنام حاجی حضرت جمیعۃ رحمۃ کی روانہ کردیا۔ جس کی رسید بنام حاجی لعل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائی۔

جناب سید محمود علی خاں صاحب کا اس مریض کے زخم و آپریشن کی مفصل کیفیت بیان فرمانے پر سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ اس وقت ان کے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کی گئیں مگر ان کا اثر نہ ہوا۔ جب اعلیٰ حضرت نے ان کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھ کر اپنا رومال ہلایا فوراً ہوش آ گیا اور آنکھیں کھول دیں۔ اعلیٰ حضرت کے زانوئے مبارک پر سر دیکھ کر بعد تعظیم اٹھنا چاہا مگر ضعف کی وجہ سے نہ اٹھ سکے۔ حضور نے ازراہ شفقت فرمایا لیٹے رہئے لیٹے رہئے۔

یہ شفقت اعلیٰ حضرت کی خاص بہترین مثال ہے۔

جناب مولانا مولوی ... صاحب صدر مدرس و مہتمم مدرسہ ... نے فرمایا کہ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا، میں ٹونک میں پڑھتا تھا ... تعویذات ... ثابت ... شہود ...

حد سے زیادہ چرچا تھا۔ جس کو جس مقصد کے لیے تعویذ دیا تیر بہدف ثابت ہوا۔ جو جس مقصد کے لیے تعویذ مانگتا کامیابی اس کا قدم چومتی۔ کامیاب ہونے کے بعد وہ نذر بھی کافی پیش کرتا۔ ایک دن خود مجھ سے فرمایا کہ تم کوئی تعویذ نہیں مانگتے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس نذر دینے کو روپے کہاں ہیں کہ اس کی ہمت کروں۔ فرمایا، تم سے کچھ نذر نہیں۔ اس کے بعد نقش مجھے عطا فرمایا۔ اور فرمایا کہ سونے کے پتر پر شرف آفتاب میں کندہ کرا کے انگوٹھی میں جڑا کر پہنو، تسخیر و کیمیا ہوگی۔ خدا کی شان کندہ کرنے والے بھی مل گئے، اس قدر سونے کا بھی سامان ہوگیا۔ رہا شرف آفتاب معلوم کرنے کا مسئلہ مجھے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی مدظلہ اس فن میں کامل ہیں۔ چنانچہ ان کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا۔ اور دریافت کیا کہ امسال شرف آفتاب کب ہے، اور کس وقت سے، اور کب تک رہے گا؟ خدا کی شان کہ جس دن یہ عریضہ وہاں پہنچا اس کے دوسرے ہی دن شرف آفتاب تھا ورنہ ہر جب کہ عریضہ پہنچ جاتا تب بھی اگر حضرت جواب تحریر فرماتے، تو بریلی سے ٹونک شرف آفتاب ختم ہو جانے کے بعد خط ملتا۔ اس وقت مجھے جو صدمہ ہوتا ہر عقل والا اندازہ کر سکتا ہے کہ بیان سے باہر ہوتا۔ اور ایک سال کامل پھر اس وقت کا انتظار کرنا پڑتا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک طالب علم کی اس تکلیف و صدمہ کا خیال فرماتے ہوئے بریلی سے تار پر جواب دیا کہ کل نو بجے سے شروع ہوگا، اور ایک رات دن رہے گا۔ ٹھیک وقت پر مجھے تار مل گیا اور میں وقت مقررہ پر تعویذ کندہ کرا لیا۔ وہ تعویذ کی انگوٹھی ہر وقت میرے ہاتھ میں رہتی ہے۔ جس وقت اس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں، اعلیٰ حضرت

کی اس شفقت اور احسان کو یاد کرتا ہوں کہ ایک طالب علم کی ضرورت کا انہوں نے کس درجہ خیال کیا۔ ورنہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ معمولی غیر شناس آدمی جوابی خط لکھتا تب بھی اس کو جواب دینے کی زحمت برداشت نہیں کی جاتی، نہ کہ اپنے پاس سے تار دینا۔ اور یہ خیال کرنا کہ وقت گذر جانے کے بعد اگر جواب دیا گیا تو کس کام کا؟ واقعی بڑوں کی بڑی بات ہے۔ (ق ۳۶، ۵۰)

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز نماز عشاء کے لیے خلاف معمول حضور کو بہت دیر ہوگئی۔ اکثر لوگ نماز پڑھ پڑھ کر چلے گئے صرف میں (ایوب علی) اور برادرم قناعت علی اور دو چار دیگر حضرات انتظار کرتے رہے، حتیٰ کہ حضور تشریف لے آئے، جماعت قائم ہوئی، حضور نے امامت فرمائی۔ اور بعد سلام ہم سب کی طرف نظر کرم سے دیکھتے ہوئے فرمایا:۔ جزاکم اللہ تعالی خیرا الجزاء فی الدنیا والآخرۃ پھر سب کو شمار کیا، پھر فرمایا: نماز با جماعت کے لیے آپ حضرات کو بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔ اور فرمایا: انتظارِ نماز بھی داخل عبادت ہے۔ (ق ۹/۱۷)

اخلاق کریمہ

میں نے علمائے کرام ومشائخ عظام کی جہاں تک زیارت کی اور معززین دنیاداروں کو دیکھا اکثر ایسا ہی پایا کہ اُن کی تعریف کیجئے تو بہت خوش، اور جہاں کسی بات پر اعتراض کیا اس درجہ خفا ہوئے کہ اُس کی صورت بھی دیکھنی نہیں چاہتے۔ ان میں سب سے اول نمبر جسے مستثنیٰ دیکھا، وہ ذات گرامی صفات اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی تھی۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کے سب کام محض اللہ تعالیٰ کے لیے تھے۔ نہ کسی کی تعریف سے مطلب، نہ کسی کی ملامت کا خوف تھا۔ حدیث شریف من احب للّٰہ وابغض للّٰہ و اعطی للّٰہ و منع للّٰہ فقد استکمل الایمان کے مصداق تھے۔ آپ کسی سے محبت کرتے، تو اللہ ہی کے لیے، مخالفت کرتے، تو اللہ ہی کے لئے، کسی کو جو کچھ دیتے، تو اللہ ہی کے لیے، اور کسی کو منع کرتے، تو اللہ ہی کے لیے۔ جیسا خود ایک رباعی میں فرماتے ہیں

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد دروے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت کا صیغہ معمول تھا کہ تصنیف، تالیف، کتب بینی، اوراد واشغال کے خیال سے خلوت میں تشریف رکھتے۔ پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز، باجماعت ادا فرمایا کرتے۔ اکثر مکان ہی سے وضو کر کے تشریف لاتے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں آکر مٹی سے

لوٹے سے، اُس طرف کی فصیل پر بیٹھ کر وضو فرماتے۔ مسجد کے لوٹے عموماً متوسط درجہ کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت وضو و غسل میں بہت احتیاط فرمایا کرتے۔ خاص طور پر خیال کر کے ایک ایک عضو کو تر کیا کرتے، ورو وہ بھی اس طرح کہ ہر جگہ سے سیلان آب ہو جائے۔ اس لیے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا۔ اور اگر کثرت مصلیوں کی وجہ سے لوٹے فارغ نہ ہوتے تو ایک لوٹے پانی سے وضو شروع فرماتے، جب تک کوئی لوٹا خالی ہوتا، پھر اس میں پانی لا کر دیا جاتا۔ وضو کے بعد سنت و نوافل قبلیہ مسجد ہی میں پڑھتے۔ وقت جماعت ہو جانے پر فرض نماز با جماعت پڑھنے کے بعد سنت بعدیہ مسجد ہی میں ادا کر کے مکان تشریف لے جایا کرتے۔ سوائے عصر کے اس لیے کہ عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں چارپائی پر تشریف رکھتے، اور چاروں طرف کرسیاں رکھدی جاتیں۔ زائرین تشریف لاتے، کرسیوں پر بیٹھتے۔ جب کرسیاں باوجود کثرت تعداد ناکافی ہوتیں، تو چند بنچ و تخت سائبان میں رہتے، وہ صحن مکان میں کھینچ لیے جاتے۔ بقیہ لوگ اس پر بیٹھتے۔ زائرین حاجتیں پیش کرتے، اُن کی حاجتیں پوری کی جاتیں۔ حقہ پان سے ہر ایک کی تواضع کی جاتی۔ پان کا طریقہ اعلیٰ حضرت کے یہاں ہم لوگوں کے پوربی طریقہ کے بالکل خلاف تھا۔ یہاں کھلی لگانے کا دستور ہے، اور وہاں پان پر نصف میں چونا اور دوسرے نصف میں کتھا لگاتے ہیں اور پھر اُسے موڑ دیتے ہیں کہ چونا اور کتھا علیحدہ علیحدہ رہتا ہے۔ چھالیا الگ ترشی ہوئی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص ایک ایک پان اور چھالیا حسب خواہش لے لیا کرتا۔ اعلیٰ حضرت زردہ نہیں استعمال فرماتے تھے، اس لیے پان کی تھالی میں زردہ نہیں رکھا جاتا۔

حقہ عام طور پر لوگ، بپاس ادب، اعلیٰ حضرت کے سامنے نہیں پیا کرتے تھے۔ البتہ بعض بوڑھے یا سادات کرام، حضرت کے سامنے بھی حقہ نوش کرتے۔ ان کے سامنے حقہ بڑھا دیا جایا کرتا تھا۔

اعلیٰ حضرت کو خطوط کے جواب کا بہت اہتمام تھا اس خیال سے کہ خطوط ضائع نہ ہوں۔ حاجی کفایت اللہ صاحب (۷) ساکن محلہ بہاری پور خادم خاص اعلیٰ حضرت نے ایک خوبصورت بکس ٹین کا بنوا کر رنگ کرا آویزاں کر دیا تھا، جس میں ڈاکیہ خطوط، پیکٹ وغیرہ ڈال دیا کرتا تھا۔ اس میں برابر تالا لگا رہتا کہ کوئی ان خطوط کو نکال نہ لے۔ کنجی اس کی اعلیٰ حضرت کے پاس رہتی۔ عصر کی نماز پڑھ کر جب باہر آ کر تشریف رکھتے تو کنجی مجھے عنایت فرماتے۔ بکس کھول کر اس روز کی ڈاک سب لا کر حاضر کر دیتا، اور ایک ایک خط پڑھنا شروع کرتا۔ اگر خط تصوف کے متعلق ہوتا، اعلیٰ حضرت خود رکھ لیتے اور اس کا جواب بنفس نفیس خود تحریر فرماتے۔ تعویذات کے متعلق ہوتا، تو میرے یا حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے حوالہ کیا جاتا۔ استفتا ہوتا، تو حسب مراتب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی ــــ مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری ــــ راقم الحروف جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی ــــ مولوی حکیم سید عزیز غوث صاحب ــــ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے حوالہ فرماتے۔ بہت پیچیدہ اور اہم ہوتا، خود اعلیٰ حضرت ہی جواب تحریر فرماتے۔ فرائض کا مسئلہ زیادہ تر حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں برادر اصغر اعلیٰ حضرت کے حوالہ ہوتا۔ مدرسہ کے متعلق جو خط ہوتا

حضرت حجۃ الاسلام کے پاس بھجوایا جاتا۔ مطبع کے متعلق خطوط بھی میرے حوالہ کیے جاتے۔ غرض تعویذات واستفتا حسب حصہ رسدی اور مطبع کا سب کام میرے ذمہ تھا۔

ان سب قسموں کے علاوہ بعض مہذب حضرات نے گالی نامہ بھی بھیجے۔ وہ ان حضرات کے فرزندان روحی ومعنوی ہیں، جنہوں نے باتباع شیطان رجیم اللہ ورسول جل وعلا و ﷺ کی توہین کرکے اپنا دین ایمان بگاڑا، اور اپنے کو دائرہ اسلام سے الگ حدود مسلمین سے جدا کرلیا ہے۔ ان کے متعلق جب حکم شرعی خدا اور رسول کا، اعلیٰ حضرت نے ظاہر فرمایا؛ اور تقریراً وتحریراً اس کا اعلان کیا۔ بات حق تھی انکار کرتے نہ بنی، نہ کچھ جواب ہی ہوسکا، سوائے سکوت چارہ کار نہ تھا۔ ذریت نے اگرچہ بعد کو اس زخم کے اندمال کی کوشش کی، مگر جو بات ان کے بزرگوں سے نہ بن سکی، تو اب اسے کیا بناتے۔ آخر اسی غم میں مار دم بریدہ کی طرح پیچ وتاب کھاتے، دل ہی دل میں جلتے۔ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ جب غصہ تاب سے باہر ہوجاتا، ایک دو گالی نامہ لکھ کر حضرت کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیا کرتے۔ اور سمجھتے کہ بہت بڑا کارنمایاں کیا۔ غرض، اسی قسم کا ایک خط گالیوں سے بھرا ہو، کسی صاحب کا آیا۔ میں نے چند سطریں پڑھ کر اس کو علاحدہ رکھ دیا۔ اور غرض کیا کہ کسی وہابی نے اپنی شرارت کا ثبوت دیا ہے۔ ایک مرید صاحب نے جو نئے نئے حلقہ ارادت میں آئے تھے، اس خط کو اٹھالیا، اور پڑھنے لگے۔ اتفاق وقت کہ بھیجنے والے کا جو نام اور پتہ لکھا واقعی یا فرضی، وہ ان صاحب کے اطراف کے تھے۔ اس لیے ان کو اور بھی بہت زیادہ رنج ہوا۔ اس وقت تو خاموش رہے

لیکن جب اعلیٰ حضرت مغرب کی نماز کے بعد مکان تشریف لے جانے لگے،
حضرت کو روک کر کہا۔ اس وقت جو خط میں نے پڑھا، جسے مولانا ظفرالدین صاحب
نے ذرا سا پڑھ کر چھوڑ دیا تھا، کسی بدتمیز نے نہایت ہی کمینہ پن کو راہ دی ہے۔ اُس
میں گالیاں لکھ کر بھیجی ہیں۔ میری رائے ہے کہ ان پر مقدمہ کیا جائے۔ ایسے لوگوں کو
قرار واقعی سزا دلوائی جائے تاکہ دوسروں کے لیے ذریعۂ عبرت و نصیحت ہو۔ ورنہ
دوسروں کو بھی ایسی جرأت ہوگی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ تشریف رکھیے۔ اندر
تشریف لے گئے اور دس پندرہ خطوط دست مبارک میں لیے ہوئے تشریف
لائے اور فرمایا کہ ان کو پڑھے۔ ہم لوگ متحیر تھے کہ کس قسم کے خطوط ہیں؟ خیال
ہوا کہ شاید اسی قسم کے گالی نامے ہوں گے۔ جن کے پڑھوانے سے یہ مقصود ہوگا
کہ اس قسم کے خط آج کوئی نئی بات نہیں، بلکہ زمانہ سے آرہے ہیں۔ میں اس کا
عادی ہوں۔ لیکن خط پڑھتے جاتے تھے اور ان صاحب کا چہرہ خوشی سے دمکتا جاتا
تھا۔ آخر جب سب خط پڑھ چکے، تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ پہلے ان تعریف کرنے
والوں بلکہ تعریف کا پل باندھنے والوں کو انعام و اکرام جاگیر و عطیات سے مالا
مال کر دیجیے، پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجیے گا۔ انہوں نے اپنی
مجبوری و معذوری ظاہر کی اور کہا کہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اتنا انعام و
اکرام دیا جائے کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشہا پشت کو کافی ہو۔ مگر میری
وسعت سے باہر ہے۔ فرمایا: جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے، تو مخالف کو
نقصان بھی نہ پہنچایئے۔ کُلُّ امْرِیءٍ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ۔ (۸) (ص ۶۶، ۷۰)

جناب سید ایوب علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کمسن صاحبزادے

نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کی۔ میری بوا (یعنی والدہ) نے تمہاری دعوت کی ہے۔ کل صبح کو بلایا ہے۔ حضور نے ان سے دریافت فرمایا۔ مجھے دعوت میں کیا کھلایئے گا؟ اس پر ان صاحبزادے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے، پھیلا دیا، جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں۔ کہنے لگے، دیکھئے نا! یہ دال لایا ہوں۔ حضور نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا: اچھا۔ میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کل دس بجے دن آئیں گے۔ اور حاجی صاحب سے فرمایا: مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے۔ غرض صاحبزادے مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے۔ یہ ہے حدیث شریف لودعیت الی کراع لأجبته کی تعمیل۔ دوسرے دن وقت متعین پر حضور عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا: چلئے۔ انھوں نے عرض کیا کہاں؟ فرمایا: ان صاحبزادے کے یہاں، دعوت کا وعدہ جو کیا ہے۔ آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے یا نہیں؟ عرض کیا۔ ہاں حضور! ملوک پور میں ہے۔ ساتھ ہوئے۔ جس وقت مکان پر پہنچے، تو وہ صاحبزادے دروازہ پر کھڑے انتظار میں تھے۔ حضور کو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے بھاگے۔ ارے لو مولوی صاحب آگئے۔ اور مکان کے اندر چلے گئے۔ دروازہ میں ایک چھپر پڑا تھا، وہاں کھڑے ہو کر حضور انتظار فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈھلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکاب میں وہی ماش کی دال، جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے، لا کر رکھ دی۔ اور کہنے لگے۔ لو کھاؤ۔ حضور نے فرمایا:۔

بہت اچھا! کھاتا ہوں۔ ہاتھ دھونے کے لیے پانی لے آئے۔ ادھر وہ صاحبزادے پانی لانے کو گئے اور ادھر حاجی صاحب نے کہا کہ حضور یہ مکان نقارچی کا ہے۔ حضور یہ سن کر کبیدہ ہوئے، اور طنزاً فرمایا۔ ابھی کیوں کہا، کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا۔ اتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر آ گئے۔ حضور نے دریافت فرمایا: آپ کے والد صاحب کہاں ہیں، اور کیا کام کرتے ہیں؟ دروازہ کے پردے میں سے ان صاحبزادے کی والدہ صاحبہ نے عرض کیا۔ حضور! میرے شوہر کا انتقال ہو گیا، وہ کسی زمانہ میں نوبت بجاتے تھے، اس کے بعد توبہ کر لی تھی۔ اب صرف یہ لڑکا ہے، جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے۔ حضور نے الحمد للہ کہا، اور دعائے خیر و برکت فرمائی۔ حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود ہاتھ دھو کر شریک طعام ہوئے۔ مگر دل ہی دل میں حاجی صاحب کے یہ خیال گشت کر رہا تھا کہ حضور کو کھانے میں بہت احتیاط ہے، غذا میں سوجی کے بسکٹ کا استعمال ہے، یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی۔ اور اس پر ماش کی دال۔ کس طرح تناول فرمائیں گے؟ مگر قربان اس اخلاق اور دلداری کے کہ میزبان کی خوشی کے لیے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حاجی صاحب فرماتے تھے کہ میں جب تک کھاتا رہا، حضور بھی برابر تناول فرماتے رہے۔ وہاں سے واپسی میں پولیس کی چوکی کے قریب حاجی صاحب کے شبہہ کو رفع فرمانے کے لیے ارشاد فرمایا اگر ایسی خلوص کی دعوت روز ہو تو میں روز قبول کروں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کے زمانہ میں بھی ایک واقعہ اسی قسم کا پیش آیا تھا۔

محلہ بانسمنڈی کے قریب ایک صاحب اعلیٰ حضرت کو دعوت دے کر چلے گئے۔ دوسرے دن گاڑی آئی، اعلیٰ حضرت نے مجھ سے فرمایا: مولانا آپ بھی چلیں۔ گرمی کا زمانہ تھا، اور بعد مغرب کا وقت۔ مکان پر گاڑی پہنچی تو میزبان صاحب منتظر تھے۔ باہر بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اندر مکان کے تشریف لے گئے۔ آنگن میں ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی، اور اس پر دری تھی۔ چلتے وقت میں نے خیال کیا تھا کہ پلاؤ ضرور ہوگا۔ اب جو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ دھلانے کے بعد ایک ڈھلیا میں چند روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اور قیمہ غالباً گائے کے گوشت کا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے الجھن ہوئی، نگاہ اوپر اوٹھائی تو سامنے خس پوش مکان نظر پڑا۔ سمجھ کہ آدمی غریب ہے اس لیے اس سے جو ہو سکا حاضر کیا۔ لیکن ساتھ ساتھ خیال ہو رہا تھا کہ اعلیٰ حضرت تو گائے کا گوشت تناول نہیں فرماتے۔ اگر شوربہ دار ہوتا، تو شوربے ہی پر اکتفا فرماتے۔ میں اسی خیال میں تھا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ پڑھ کر مسلمان جو کچھ کھا لے، ہرگز ضرر نہ دے گا۔ میں سمجھ گیا کہ میرے شبہہ کا جواب ہے۔ میزبان صاحب میرے ملاقاتی تھے۔ جب کھانے کے بعد میں ہاتھ دھونے لگا، تو ان سے کہا کہ اس غربت کی حالت میں آپ کو اعلیٰ حضرت کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی؟ بولے کہ غربت ہی کی وجہ سے تو اعلیٰ حضرت کی دعوت کی تا کہ اعلیٰ حضرت کا قدم مبارک میرے یہاں پہنچے، نان نمک جو کچھ ہو سکے حاضر خدمت کروں، حضور کھانے کے بعد دعا فرمائیں، تو گھر کا دلدر دور ہو، اور خوشحالی آئے۔ اور

برکات دین و دنیا حاصل ہوں۔

ذکاء اللہ خاں صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک زمانہ میں حسن میاں والے مکان میں تشریف رکھتے تھے ایک روز شہر میں کسی جگہ حضرت کا تشریف لے جانا ہوا۔ خادم ہمراہ گیا، واپسی پر دوپہر کے کھانے کا وقت تھا۔ فرمایا: ذرا ٹھہریے گا۔ یہ کہہ کر مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ چند منٹ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میرے لیے سینی میں کھانا لیے ہوئے تشریف لا رہے ہیں، اور مجھ سے فرمایا: کھایئے۔ میں شرم اور ندامت کے مارے ہمت نہیں کرتا تھا۔ آخر حضرت کے اصرار کی وجہ سے کھانا دست مبارک سے لے لیا، اور کھا لیا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ فقیر کا لڑکا یعقوب علی عرف جیلانی میاں بیان کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کچھ ہلکی سی صورت یاد ہے۔ ایک واقعہ میں مجرم کی حیثیت سے حضرت کے سامنے، میں پیش کیا گیا تھا۔ کیونکہ والدہ اپنے ساتھ مجھ کو اور میری خالہ زاد بہن کو جو میری ہم عمر تھیں، لے گئی تھیں۔ اس کو میں بلا کہہ کر چڑایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس دن بھی میں نے چڑھایا، اور شاید مارا بھی۔ وہ شکایت لے کر حضرت قبلہ کے پاس گئی کہ دیکھئے حضرت! جیلانی میاں نے مجھے مارا ہے۔ حضرت نے جب سنا تو ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ فرمایا: بلاؤ جیلانی کو۔ وہ سمجھے کہ ان کے پوتے جیلانی میاں نے یہ شرارت کی ہے۔ مگر جب مجھے حاضر کیا گیا، میری بہن نے کہا کہ اس نے مجھے مارا ہے، تو حضرت نے مسکرا کر پوچھا۔ بھئی! تم نے کیوں مارا؟ میں نے کہا حضرت یہ بلا ہے اس لیے مارا ہے۔ اس پر حضرت نے اپنے ہاتھ سے ہم دونوں کو ایک نوالہ کھلایا

اور ہم دونوں ان کے ہاتھ سے ایک ایک نوالہ کھا کر بھاگ آئے۔ اللہ اللہ مہمان کی کتنی خاطرداری ملحوظ ہے۔

جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی عام غذا روٹی چکی کے پسے ہوئے آٹے کی، اور بکری کا قورمہ تھا۔ گائے کا گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ایک شخص نے حضور کی دعوت کی، وہ باصرار لے گئے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے تھے، ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے، ان کی بھی دعوت تھی۔ میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند روپے گائے کے کباب بنے تھے اور حلوائی پوریاں۔ یہی کھانا تھا۔ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ گائے کے گوشت کے عادی نہیں ہیں، اور یہاں اور کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے۔ میں نے کہا میری عادت نہیں۔ وہی پوریاں، کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا تھا، اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قراءت سریہ بھی میسر نہ تھی۔ سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا۔ اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قراءت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا، لکھ دیتا۔ حرارت شدید اور کان کے پیچھے گلٹیاں۔ میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے۔ ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا۔ یہ وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون۔ میں بالکل کلام

نہ کرسکتا تھا، اس لیے انھیں جواب نہ دے سکا۔ حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے اور نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے، جسے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا۔ اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے: **الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاک به وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلاً** جن جن امراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا۔ الحمد اللہ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں، اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے۔ مجھے نوعمری میں اکثر آشوب چشم ہو جایا کرتا تھا، اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا۔ ۱۹ سال کی عمر ہوئی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی، جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہیں ہوا۔ اس مدت میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبتی معلوم ہوئی۔ دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی۔ دوسری دبی وہ بھی صاف ہوگئی، مگر درد، کھٹک، سرخی، کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں۔ افسوس اس لیے کہ حضور پر نور دافع البلاء ﷺ سے حدیث ہے۔ تین بیماریوں کو مکروہ نہ جانو زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کھجلی، کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا سد باب ہو جاتا ہے۔ آشوب چشم، نابینائی کو دفع کرتا ہے۔ اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا۔ ایک اور مرض پیش آیا۔

جمادی الاولیٰ ۱۲۰۰ھ میں، بعض اہم تصنیف کے سبب ایک مہینہ

باریک خط کی کتب میں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا۔ گرمی کا موسم تھا۔ دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا۔ اٹھائیسواں سال تھا، آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا۔ ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا۔ سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز سر سے دہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کر کے دہنی سے دیکھا، تو وسط شئی مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ اس کے نیچے شئ کا جتنا حصہ ہوا۔ وہ نا صاف اور دبا ہو، معلوم ہوتا۔ یہاں ایک ڈاکٹر اس زمانہ میں علاج چشم میں بہت سربرآوردہ تھا۔ سنڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا۔ میرے استاد جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمة الله علیه (۹) نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے، علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کہ کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے۔ پندرہ دن کتاب نہ دیکھئے۔ مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔

حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے۔ فرمایا: مقدمہ نزول آب ہے، بیس برس بعد (خدا ناکردہ) پانی اتر آئے گا۔ میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب ﷺ کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا۔ ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا۔ کہا چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا۔ انہوں نے بیس برس بعد کہے تھے، انہوں نے سولہ برس بعد، چار برس کہے۔

مجھے محبوب ﷺ کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا۔ الحمد للہ بیس در کنار تیس برس سے زائد گذر چکے ہیں، اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا، نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے گا، نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی، نہ کمی کروں۔ یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے دائم و باقی معجزات ہیں، جو آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے۔ گر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کئے، تو ایک دفتر ہو۔ مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا، میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اللھم صدق الحبیب و کذب الطبیب کسی نے میرے دہنے کان پر منہ رکھ کر کہا مسواک اور سیاہ مرچیں، لوگ باری باری میرے پاس جاگتے تھے۔ اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارہ سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا۔ وہ مسواک تو سمجھ گئے، گول مرچ کس طرح سمجھیں۔ غرض بمشکل سمجھے۔ جب دونوں چیزیں آئیں۔ بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا، اور دانتوں میں مسواک رکھ کر سیاہ مرچ کا سفوف چھوڑ دیا کہ دانتوں نے بند ہو کر دبا لیا۔ پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچیں۔ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی، مگر کوئی تکلیف و اذیت محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی اور بحمد اللہ کلیاں جاتی رہیں، منہ کھل گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہو گیا۔ دو تین روز میں بخار بھی جاتا رہا۔ (ج ۲۸، ص ۹۳)

جناب حافظ یقین الدین صاحب قادری رضوی کا بیان ہے غالباً ۱۲۹۵ھ یا ۱۲۹۶ھ کا واقعہ ہے کہ میں اور حافظ عبد الکریم صاحب قضا وقدر کے مسئلہ کو دریافت کرنے کی غرض سے مولانا نقی علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور میں گئے، اور دریافت کیا۔ حضرت ممدوح نے اس کا جواب دیا۔ جس سے اس کے متعلق پھر کچھ سوال کیا، تو وہ برافروختہ ہوئے۔ ہم دونوں اٹھ کر مولانا یعقوب علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گئے اور وہی سوال کیا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ دوبارہ دریافت کرنے پر وہ بھی خفا ہوگئے۔ تو اعلیٰ حضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے، اور وہی سوال کیا۔ اول حضور نے بھی وہی جواب دیا، دوبارہ دریافت کرنے پر اس قدر سمجھایا کہ خوب اطمینان ہوگیا۔ اور انتہا درجہ کی خوشی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد، اکثر ہم دونوں حاضر ہوا کرتے تھے اور بے حد فرحت ومسرت حاصل ہوتی تھی، بلکہ جب کبھی راحت میں کسی طرح کا انتشار یا فکر ورنج ہوتا تھا، تو اس کی دفع کی تدبیر وہاں کی حاضری ہی ہوتی تھی۔ حضور کے فیض وبرکت سے وہ فکر ورنج، فرحت وسرور سے بدل جاتے تھے۔ ص ۵۹

کرم و سخاوت جناب ذکاء اللہ خان صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا۔ بعد مغرب اعلیٰ حضرت حسب معمول پھاٹک میں تشریف لا کر سب لوگوں کو رخصت کرتے تھے۔ خادم نے عرض کیا آپ کے پاس رضائی نہیں ہے ... اس وقت جو رضائی اعلیٰ حضرت اوڑھے تھے، خادم کو ... فرمایا کہ اوڑھ لیجئے۔ خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی،

اور حضرت کے فرمان مبارک کی تعمیل کی اور رزائی اوڑھ لی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت نے جب رزائی مجھے عنایت فرمائی، اُس کے دو تین دن کے بعد حضرت کی نئی رزائی تیار ہو کر آگئی۔ نئی رزائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ مسجد میں ایک مسافر صاحب رات کے وقت آئے اور اعلیٰ حضرت سے عرض کیا۔ میرے پاس کچھ اوڑھنے کو نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے وہی نئی رزائی اُن مسافر صاحب کو عطا فرمادی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے [illegible] تھے۔ عسرت کی حالت تھی، حضور نے دس روپے مجھے عطا فرمائے اور میری طبیعت کا اندازہ کرتے ہوئے فرمایا۔ میں آپ کو نہیں دیتا ہوں، بلکہ اپنے دوست کی [illegible] دے رہا ہوں۔

انہیں کا بیان ہے کہ موسم برسات میں بعض وقت مسجد کی حاضری بحالت ترشح ہوا کرتی تھی۔ حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے ایک چھتری خرید کر نذر کی، اور اپنے ہی پاس رکھی کہ جب حضور کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے، تو حاجی صاحب چھتری لگا کر مسجد تک لے جاتے۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک حاجت مند نے چھتری کا سوال کیا، حضور نے فوراً چھتری حاجی صاحب سے دلوادی۔

انہیں کا بیان ہے کہ موسم سرما میں ایک مرتبہ ننھے میاں صاحب (برادر خورد اعلیٰ حضرت جناب مولانا محمد رضا خاں صاحب قدس سرہ) نے حضور کے واسطے خاص طور پر ایک فرد تیار کرا کر پیش کی۔ حضور کی عادت کریمہ تھی [illegible]

فردیں تیار کرا کے غربا کو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اس سال کی سب تقسیم ہو چکی تھیں کہ ایک صاحب نے درخواست کی۔ حضور نے بلا تاخیر اپنی وہ فرد جو حضرت ننھے میاں صاحب نے تیار کر کے حاضر خدمت کی تھی اور اسی وقت اُس کو اوڑھا تھا، اُتار کر دے دی۔

نبیس کا بیان ہے کہ علامہ شیریں زبان واعظ خوش بیان مولانا مولوی حاجی قاری شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی قادری رضوی میرٹھی حرمین طیبین سے واپسی پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھ کر سنائی۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو
غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت
محب خاص منظور حبیب کبریا تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیا تم ہو
یہاں آ کر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو
حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو
مزین جس سے ہے تاج فضیلت تاج والوں کی

وہ لعل پرضیا تم ہو وہ دُرِّ بے بہا تم ہو
عرب میں جا کے ان آنکھوں سے دیکھا جسکی صورت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

ہیں سیارہ صفت گردش کناں اہل طریقت یوں
وہ قطب وقت اے سرخیل جمع اولیا تم ہو
عیاں ہے شان صدیقی تمہاری شان تقوی سے
کہوں اتقیٰ نہ کیوں سنجیدہ خو متقی تم ہو

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حربۂ تیغ خدا تم ہو
أشداء علی الکفار کے ہو بس مظہر
مخالف جس سے تھرائیں وہی شیر وغا تم ہو
تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رموز قرآنی

یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو
خلوص مرتضی خلق حسن عزم حسینی ہیں
عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو
تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہل سنت نائب غوث الوری تم ہو
بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

وفی اموالہم حق ہے سائل کا حق ٹھہرا
نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے با سخا تم ہو
علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

جب مولانا اشعار پڑھ چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا مولانا! میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟ (ایک عمامہ کی طرف اشارہ کر کے جو بیش قیمت تھا فرمایا) اگر یہ عمامہ پیش کروں تو آپ اس دیار پاک سے تشریف لا رہے ہیں، یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں۔ البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت یہ جبہ ہے، وہ حاضر کیے دیتا ہوں۔ اور کاشانۂ اقدس سے سرخ کاشانی جبہ لا کر عطا فرمایا، جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہوگا۔ مولانا ممدوح نے سرو قد کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا۔ آنکھوں سے لگایا، ہونٹوں سے چوما، سر پر رکھا، سینے سے دیر تک لگائے رہے۔

جناب مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی کو جبہ عطا فرمانے کا یہ واقعہ مجھے اپنا بھی یاد آ گیا، جو حضور کے جود و سخا اور اس فقیر پر نظر شفقت و مہربانی کی دلیل ہے۔ ۱۳۳۲ھ تک میوات میں وہابیہ دیوبندیہ نے بہت اودھم مچا رکھا تھا اور بیچارے سیدھے سادے میواتیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا رہے تھے۔ تو جناب مولانا صوفی رکن الدین صاحب الوری نے مولانا محمد حسین خان صاحب رامپوری مقیم درگاہ معلی اجمیر شریف کو عریضہ دے کر، جناب میواتیوں کی خاطر مناظرہ کو بھیجنے کے لیے بریلی شریف بھیجی۔

مولوی صاحب موصوف بریلی حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت سے وہاں کے حالات عرض کیے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت نے مجھے یاد فرمایا۔ اور حکم دیا کہ ملک میوات تحصیل نواں فیروز پور جھرکا میں وہابیوں سے مناظرہ کرنا ہے۔ آپ مولانا کے ساتھ تشریف لے جائیے، اور وہابیہ کو شکست دیجیے۔ میں نے عرض کیا، تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ حضور کی دعا کی ضرورت ہے، حضور کی دعا شامل حال رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہابیہ کو ضرور شکست ہوگی۔ اس وقت اعلیٰ حضرت مکان کے اندر تشریف لے گئے اور ایک اونی جبہ لا کر مجھے عنایت فرمایا، اور ارشاد ہوا کہ یہ مدینہ طیبہ کا ہے۔ میں نے اسے دونوں ہاتھوں سے لے کر سر پر رکھا، آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھا، آنکھوں سے لگایا اور پہن لیا۔ اعلیٰ حضرت کی دعا اور اس جبہ مبارکہ کی یہ برکت ہوئی کہ وہابیوں کی طرف سے متعدد صاحبان مناظرہ کے لیے آئے تھے۔ ان میں ایک صاحب ایسے بھی تھے جو بقول خود مکہ معظمہ میں تین چار سال قیام بھی کر چکے تھے، اور اسی بنا پر بڑے زور سے دعویٰ کیا تھا کہ تقریریں سب عربی میں ہوں، اس پر سے کہا گیا کہ مولانا یہ بھی منظور ہے، دونوں طرف کے عوام بکثرت شریک جلسہ ہوتے ہیں، عربی میں فریقین کی تقریر ہونے سے یہ کیا سمجھیں گے؟ لیکن وہ نہیں مانے اور اسی پر مصر رہے۔ دو تین مرتبہ فریقین کی تقریریں ہوئی تھیں، کہ مولوی صاحب موصوف تقریر کرتے ہوئے اٹھے سو السلام علی من اتبع الہدیٰ مولوی احمد حسین خاں صاحب رامپوری نے فوراً ٹوکا۔ مولانا! یہ تو فصیح عربی نہیں ہوئی، فصیح عربی والسلام علی من اتبع الہدیٰ ہے۔ کیا یہی عربی مکہ معظمہ سے سیکھ کر آئے ہیں؟ اس پر زبردست قہقہہ پڑا۔ اور مولوی صاحب

کھسینے سے ہو گئے۔ اُس کے بعد بقیہ تقریر اُردو میں کی۔ پھر فریقین کی تقریریں عربی کی جگہ اردو ہی میں ہونے لگیں۔ جب ابتدائی مباحث طے ہو گئے اور علمی سوالات کی نوبت آئی تو پہلے ہی سوال کے جواب میں سبھوں نے ایک خاموشی اختیار کی کہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے۔ تقاضے پر تقاضے ہوتے، مگر ان کا سکوت نہ ٹوٹتا۔ تین گھنٹے تک سب کے سب خاموش محض رہے۔ آخر ثالث و حکم صاحب نے کہا۔ مولانا! کچھ تو بولیے، تا کہ ہم لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع ملے۔ اس پر بھی وہ لوگ خاموش محض رہے۔ آخر مجبوراً اُن لوگوں نے بھی اعلان کیا۔

صاحبو! آپ لوگوں کے سامنے سب ابتدائی باتیں طے ہوئیں۔ جب علمی باتوں کی نوبت آئی، مولانا ظفر الدین صاحب نے جو سوالات کیے، ان کے جواب میں ان تمام علما نے سکوت محض سے کام لیا، اور بالکل خاموشی میں تین گھنٹہ وقت صرف کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے، اور یہ لوگ جواب سے قاصر ہیں۔ ورنہ کس دن کے لیے اُٹھا رکھتے۔ ان لوگوں کا مذہب باطل اور مولوی شاہ رکن الدین صاحب و مولوی شاہ رشاد علی صاحب و مولانا مولوی ظفر الدین صاحب و مولوی احمد حسین خاں صاحب وغیرہ علما کا مذہب حق ہے۔ آپ لوگ آتے وقت دو دروازے سے الگ الگ داخل ہوتے تھے، اب سب لوگ متفق ہو کر اس دروازہ سے مولوی ظفر الدین صاحب کے ساتھ مناظرہ گاہ سے باہر تشریف لے جائیے۔ چنانچہ اُن چند مولویوں کے علاوہ بقیہ سب لوگ علمائے اہل سنت کے ساتھ ساتھ آئے۔ الحمد للہ علی منہ۔ سب بخیر و خوبی کامیابی کیساتھ ہم لوگ بریلی شریف

واپس ہوئے اور اعلیٰ حضرت کو اس مناظرہ کی روداد سنائی، اور اُن لوگوں کی خواہش کا اظہار کیا کہ میوات والے چاہتے ہیں کہ مناظرہ کے پورے حالات کتابی شکل میں شائع کر دیے جائیں، وہ لوگ اس کی طباعت کے مصارف برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اسے پسند فرمایا اور اس رسالہ کا تاریخی نام 'کیفرِ نجدیہ کا چیپ مناظرہ' رکھا۔ اور جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تاریخی نام 'شکست سفاہت' رکھا۔ چنانچہ یہ رسالہ اسی زمانہ میں چھپ کر تمام ملک میں شائع کر دیا گیا۔ (ق ۵۴، ۵۶)

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ کاشانۂ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی نہ پھرتا۔ اس کے علاوہ بیوگان کی امداد، ضرورت مندوں کی حاجت روائی، ناداروں کے سو کئی علیٰ اللہ مہینے مقرر تھے۔ اور یہ اعانت فقط مقامی ہی نہ تھی، بلکہ بیرون جات میں بذریعہ منی آرڈر رقوم امداد روانہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ پچاس روپے روانہ کرنے تھے، اتفاق وقت کہ حضور کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ حضور نے بارگاہ رسالت میں رجوع کیا کہ سرکار! میں نے کچھ بندگان خدا کے مہینے حضور کے بھروسے پر اپنے ذمہ مقرر کر لیے ہیں۔ اگر کل منی آرڈر پچاس روپیہ کا روانہ ہو جائے گا، تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا، ورنہ تاخیر ہو جائے گی۔ یہ رات حضور کی اسی کرب و بے چینی میں گزری۔ علی الصباح ایک سیٹھ صاحب حاضر آستانہ ہوئے، اور مبلغ اکاون روپے مولوی حسنین رضا خاں صاحب کے ذریعہ مکان میں بطور نذر حاضر خدمت کیے۔ اس وقت حضور پر بہت رقت

طاری ہوئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا۔ ارشاد ہوا: یہ یقیناً سرکاری غلطی ہے۔ اس لیے کہ اکاون روپے ملنے کے کوئی معنی نہیں۔ سوائے اس کے کہ پچاس بھیجنے کے لیے فیس منی آرڈر بھی تو چاہیے۔ چنانچہ اسی وقت منی آرڈر کا فارم بھرا گیا، اور ڈاکخانہ کھلتے ہی منی آرڈر کر دیا گیا۔

نہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک ضرورت مند صاحب حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے پیسے ہیں، اور وہ بھی بعض خطوط کے جوابات کے لیے رکھے تھے۔ اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دیے جائیں۔ حالانکہ آج ڈاک سے ایک منی آرڈر ڈھائی سو روپے کا آیا تھا، اور وہ سب تقسیم کر دیے گئے۔ پہلے سے آپ آ جاتے، تو آپ وہیں مل جاتا۔ اُن بیچارے نے آبدیدہ ہو کر نظر نیچی کر لی، اور حضور نے وہ ساڑھے تین آنے اُن کے حوالے کر دیے۔

یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ حضور نے ڈھائی سو روپے کے [illegible] کیوں فرمایا؟ [illegible] اس خیال سے کہ عوام مخیر جانیں، نام [illegible] نہ تھا۔ حقیقۃً یہ بات تھی کہ ڈھائی سو روپے [illegible] اس لیے بعض لوگوں کے وسوسہ رفع کرنے کو [illegible] بیان فرمایا۔ [illegible] کی بات نہ تھی، اور یہ دیکھا گیا کہ جس وقت [illegible] اپنے پاس سے خرچ کر دیا کرتے۔

[illegible] اعلیٰ [illegible] اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت سید: [illegible] العصر کا عرس سراپا قدس [illegible] قل شریف کے بعد نذر کی رقم خدام وغیرہ،

پر تقسیم ہونا شروع ہو جاتی، اور اسی وجہ سے خلف اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب مدظلہ العالی فقیر سے تفصیل مصارف وغیرہ کا حساب تیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے۔ اور خود فقیر بھی جلد تر تعمیل ارشاد کرتا، مگر پھر بھی کافی رقم تقسیم ہو جایا کرتی تھی، اور بالآخر دست بردار قوم سے مطالبات خود اپنے پاس سے ادا فرمایا کرتے۔ ایک مرتبہ ایک ہی موقع پر تقسیم کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی میں نے ایک پیسہ زکوۃ کا نہیں دیا اور یہ بات [illegible] ارشاد فرمایا کہ حضور پر زکوۃ فرض ہی نہیں ہوتی تھی زکوۃ فرض تو جب ہو کہ مقدار نصاب مال کے پاس سال تمام تک رہے اور یہاں تو یہ حال تھا ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے گیا۔ ع:

یہ خوب [illegible] اس ہاتھ سے آیا اس ہاتھ سے [illegible]

۱۳۳۴ھ کے زمانے کا ہے، میں ایک دن بازار [illegible] کے لیے گیا۔ ایک دکان پر سبز زمین پر بیل دار چھینٹ نظر پڑی [illegible] تھان دیکھا، جو بہترین چھینٹ تھی [illegible] دونوں تھانوں [illegible] کی دوہائی ہوئی جسے، اور یہ خیال آیا میں ہاتھ جائے [illegible] احباب ساتھ تھے، انہوں نے بھی [illegible] کو بہت پسند کیا [illegible] میں یہ بات آئی کہ واقعی یہ دوہائی بہت ہی نفیس ہے [illegible] بہتر ہی شخص کے لیے ہے، اور میں نے ارادہ مصمم کر لیا [illegible] کی خدمت میں بصیغہ رجسٹری پارسل روانہ کر دوں گا۔ احباب [illegible] ایک رنگ کی خرید لیجئے۔ میں نے اپنا قصد [illegible]

صندلی رنگ کا استر مناسب ہے۔ چنانچہ گفش ململ لے کر مراد پور ہی میں صندلی رنگنے کو دے دیا۔

الغرض جیسا میں چاہتا تھا بہتر سے بہتر وہ دلائی سل کر تیار ہوئی۔ میں نے پارسل سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں روانہ کر دی اور اُس پر حضرت حسن میاں صاحب مرحوم مغفور کا یہ مصرعہ لکھ دیا۔ ع

سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو

جناب مولوی امجد رضا صاحب عرف ماموں میاں صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ جس وقت وہ پارسل بریلی پہنچا، اس وقت میں بھی حاضر خدمت تھا۔ سیل و مہر جدا کرنے کے بعد پارسل کھولا گیا اور دولائی برآمد ہوئی۔ اعلیٰ حضرت اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، اور جتنے لوگ اس وقت کاشانہ اقدس میں موجود تھے، سب نے بہت پسند کیا، اور بہت تعریف کی۔ اور واقعی وہ دولائی ہر حیثیت سے قابل تعریف تھی۔ اعلیٰ حضرت نے سب کے اصرار سے اُسے اوڑھا، ور مسہری پر تشریف فرما ہوئے کہ میری زبان سے بے اختیاری میں یہ فقرہ نکلا۔ واقعی بہت عمدہ دولائی ہے، جوانوں کے لائق ہے۔ یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت نے وہ دولائی مجھے عطا فرمادی کہ تم اسے اوڑھو، حالانکہ میں نے اس غرض سے یہ جملہ نہیں کہا تھا۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے باصرار مجھے عنایت فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ میری خوشی اسی میں ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کے جود وسخا کا ادنیٰ نمونہ ہے۔ (ق ۵۸، ۵۹)

قناعت و توکل

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں

صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں نے اعلیٰ حضرت کے پاس ایک خط بھیجا، جس کا جواب بڑی تاخیر سے آیا۔ والا نامہ میں مذکور کہ حضرت شاہزادہ صاحب! چونکہ میرے پاس ٹکٹ کے دام نہیں تھے، اسلیے غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ ان دنوں مولانا صاحب کے پاس داموں کی کمی ہے لہٰذا کچھ فتوحات سے بھیج دوں۔ میں نے سو یا دو سو (صحیح مقدار یاد نہیں) کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج دی، جسے مولانا صاحب نے وصول کرلیا اور رسید بھی آگئی۔ کچھ دنوں کے بعد اعلیٰ حضرت کا منی آرڈر آیا۔ جس میں میری بھیجی ہوئی رقم بھی شامل تھی۔ والا نامہ میں مذکور تھا کہ فقیر کی عادت ہے کہ اپنے ضرورت کے مطابق تھوڑے روپے رکھ لئے، باقی زنان خانے میں بھیج دیئے۔ آپ کے گرامی نامہ کی وصولی سے پہلے وہ روپے خرچ ہو چکے تھے، اور گاؤں سے رقم آئی نہیں تھی، اور میں اپنی ضرورت کے لیے کسی سے طلب نہیں کرتا ہوں۔ حضرت شاہزادہ صاحب! یہاں جو کچھ ہے، وہ سب آپ ہی کے یہاں کا ہے۔ اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو حضرت میاں صاحب کے بیاض سے شجرہ زر کا عمل نقل کرکے بھیج دیجئے۔ چنانچہ میں نے بیاض سے نقل کر کے بھیج دیا۔ اس کے بعد بریلی جانا ہوا، اعلیٰ حضرت سے ملاقات ہوئی، اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ۔

> مکہ معظمہ سے ایک صاحب کا والا نامہ آیا کہ میری [illegible] ہے، اس کے لیے آپ امداد کیجئے۔ میں نے خیال کیا [illegible] کے لیے ایک ہزار کی رقم کافی ہوگی۔ اسی مقصد سے میں نے شجرہ زر کا عمل کیا۔ عمل کا چالیسواں دن تھا کہ میں معمول سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا۔ حامد رضا آئے، اور ایک بندھا ہوا رومال دیا، اور کہا کہ ایک صاحب

ملنے کی خاطر آئے تھے۔ میں نے کہا، اس وقت بالا خانہ پر معمول میں مشغول ہیں۔ دوسرے وقت تشریف لائیے گا۔ وہ صاحب یہ رومال دے کر چلے گئے۔ میں نے جب وہ رومال کھولا اس میں ایک بطور زادِ راہ رقم تھی۔ خیال کیا کہ زادِ راہ کیوں ہے؟ معاً ذہن میں آیا کہ مکہ معظمہ تک پہنچنے کے مصارف ہیں۔ میں نے فوراً اس عمل کو ہٹا دیا کہ اس سے توکل میں فرق آتا ہے۔ (ق۔د،۵۸)

اتباع شرع و تقوی

حضرت سیدنا شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب نے فرمایا: ایک بار میں اور حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی اور حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی خیرآباد گئے۔ مولانا عبد القادر صاحب نے مولوی عبد الحق صاحب خیرآبادی سے ملنے کے لیے جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہ کہہ کر ہمراہ جانے سے عذر کیا کہ مولوی عبد الحق صاحب خیرآبادی سے متعلق مسموع ہوا کہ وہ فقہائے کرام، علمائے اعلام کے خلاف شان غیر مناسب کلمات کہا کرتے ہیں۔ مجھ سے اس کی برداشت نہ ہوگی اور مجلس میں بے لطفی پیدا ہو جائے گی۔ آپ وہاں تشریف لے جائیں، اور میں مولانا حسین بخش صاحب سے ملنے جاتا ہوں۔ یہ مولانا حسین بخش صاحب خیرآباد میں فقیہ تھے اور حضرت چھوٹے مخدوم صاحب حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہ کی اولاد امجاد میں تھے۔

انہیں کا بیان ہے کہ سیتاپور میں مولانا احمد رضا خان صاحب نے ایک درود شریف نقل کرایا۔ حضور سید عالم ﷺ کی صفت میں [illegible] ہے۔ مولانا نے نقل میں یہ دو لفظ تحریر نہ فرمائے اور فرمایا [illegible] اور زاہد اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ حضور اقدس ﷺ کی شان میں ان الفاظ کا لکھنا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک بار مولانا فضل رسول صاحب کے عرس کے زمانے میں مجھے معلوم ہوا کہ مولوی نام قطب الدین برہمچاری صاحب آئے

ہوئے ہیں، اور بعد نماز جمعہ جامع مسجد بدایوں میں وعظ فرمائیں گے۔ ان کے بیان کا شہرہ سن کر مجھے بھی اشتیاق ہوا، میں نے مولانا عبدالقادر صاحب سے کہا کہ ہم اور آپ نماز جمعہ جامع مسجد میں چل کر پڑھیں، وہاں بیان بھی سنیں گے۔ مولانا عبدالقادر صاحب اور میں جامع مسجد جانے لگے، تو مولانا احمد رضا خان صاحب نے مولانا بدایونی صاحب سے اجازت طلب کی کہ درگاہ شریف ہی میں جمعہ قائم کرلیں، اس لیے کہ امام جامع مسجد کی نسبت کچھ قراءت وغیرہ ضروریات نماز میں نقصان وقصور مسموع ہوا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز فریضۂ فجر ادا کرنے کے لیے خلاف معمول کسی قدر حضور کو دیر ہوگئی۔ نمازیوں کی نگاہیں بار بار کاشانۂ اقدس کی طرف اٹھ رہی تھیں کہ عین انتظار میں جلد جلد تشریف لائے۔ اس وقت برادرم قناعت علی نے بنا یہ خیال مجھ سے کہا کہ اس تنگ وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ حضور سیدھا قدم مسجد میں پہلے رکھتے ہیں یا بایاں۔ مگر قربان اس ذات کریم کے دروازہ مسجد کے زینہ پر جس وقت قدم مبارک پہنچتا ہے تو سیدھا، توسیعی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا، آگے صحن مسجد میں ایک صف بچھی تھی اس پر قدم [illegible] تو سیدھا [illegible] صف پر تقدیم سیدھے ہی قدم سے [illegible] تک [illegible] قدم پاک سیدھا ہی پہنچتا ہے۔ اور اسی پر [illegible] سوا حضور کے ہر فعل کی ابتد[illegible] ہوتی تھی۔ چنانچہ عمامہ مبارک کا شملہ سیدھے شانہ پر رہتا [illegible] کی بندش اس طور پر ہوتی

کہ بائیں دست مبارک میں گردش اور داہنا دست مبارک پیشانی پر ہر پیچ کی گرفت کرتا تھا۔

ایک روز جناب سید محمود جان صاحب نوری مرحوم و مغفور نے حضور کے عمامہ باندھنے پر عرض کیا کہ حضور عمامہ باندھنے میں الٹا ہاتھ کام کرتا ہے۔ فرمایا اگر سیدھا ہاتھ ہٹالیا جائے، تو الٹے ہاتھ سے باندھ تو لیجئے۔ اصل بندش تو سیدھے ہی ہاتھ سے ہوتی ہے۔

اگر کسی کو کوئی شے دینا ہوتی، اور کسی نے الٹا ہاتھ لینے کو بڑھایا۔ فوراً اپنا دست مبارک روک لیتے اور فرماتے، سیدھے ہاتھ میں لیجئے، الٹے ہاتھ سے شیطان لیتا ہے۔

اعداد بسم اللہ شریف '۷۸۶' عام طور سے لوگ جب لکھتے ہیں، تو ابتدا '۷' سے کرتے ہیں۔ پھر '۸' لکھتے ہیں، اس کے بعد '۶'۔ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے '۶' تحریر فرماتے، پھر '۸' تب '۷'۔

یونہی نقش کے خطوط سیدھی ہی جانب سے شروع فرماتے، اور تعویذ موڑنے میں بھی اس کا لحاظ تھا کہ نقش کے سیدھے رخ کی طرف سے ختم کرتے ... ۷۸۶ سے ادھر سے نیچے کی طرف تہ کرتے ہوئے آتے، پھر سیدھی جانب سے لپیٹ کر تعویذی صورت میں کردیتے۔

یہاں ایک ضروری ارشاد عرض کردوں، وہ یہ کہ جو تعویذ جس کو موم جامہ کرنا ہو پہلے اس پر خوشبو لگالی جائے یا لوبان کی دھونی دی جائے اس کے بعد سادہ کاغذ لپیٹ کر (کاغذ رول دار نہ ہو) پاک کپڑے میں سی دیں۔

موم جامہ کیا جائے۔ یہ احتیاط اس لیے ہے کہ موم جامہ سیاہی کو جلد چاٹ لیتا ہے۔ تو جب نقش ہی نہ رہا، ظاہر ہے کہ اثر کیا ہوگا؟ مسجد سے باہر آتے وقت پہلے الٹا قدم نکالنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس لیے حضور اس موقع پر الٹا قدم جوتے کے بائیں حصہ پر قائم فرما کر سیدھے پاؤں میں پہلے جوتا پہنتے، پھر الٹے میں۔ بیت الادب میں داخل ہوتے وقت عصائے مبارک باہر بازو کو کھڑا فرما کر جاتے۔ شاید اس میں دو مصلحت مضمر تھیں۔ ایک تو یہ کہ دوسرا شخص آنے نہ پائے دوسرے عصائے مبارک مسجد میں ساتھ رہتا تھا۔ بلکہ اس کے سہارے سے قیام میں قیام فرماتے۔ اس لیے احتیاط محفوظ رکھتے۔ والحمد للہ۔ (ق ۲۔۱۰۱۔)

نہیں کا بیان ہے کہ نماز جمعہ کے لیے جس وقت تشریف لاتے، فرش مسجد پر قدم رکھتے ہی حاضرین سے تقدیم سلام فرماتے۔ اور اسی پر بس نہیں، بلکہ جس درجہ میں وارد مسعود ہوتے، تقدیم سلام ہوتی جاتی۔ میری بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے ہر درجہ میں وسط در سے داخل ہوا کرتے، اگرچہ آس پاس کے درون سے داخل ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو۔ نیز بعض اوقات وراء حوض صحن مسجد شریف میں جماعت ختم ہو جانے پر نماز پڑھا کرتے۔ مگر منتہائے فرش مسجد سے درون مسجد ہمیشہ قبلہ رو تشریف لاتے، کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔

... کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور بہ نیت اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے۔ شب کا وقت، جاڑے کا زمانہ، اس وقت دیر سے شدید بارش مسلسل ... حضور کو وضو کی حاجت ... حضور کو فکر ہوئی کہ پانی تو ... مسجد میں ... تجدید وضو کیا جائے؟ با آخر مسجد کے اندر لحاف،

گدے کی چادر تہ کرکے اس پر وضو کیا، اور ایک قطرہ فرش مسجد پر نہ گرنے دیا، اور پوری رات جاڑوں کی، اور اس پر باد و باراں کا طوفان، یونہی جاگ کر ٹھٹھر ٹھٹھر کر کاٹ دی۔ **جزاہ اللّٰہ عن الاسلام خیر الجزاء۔**

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ تین چار فوجی آدمی عقیدتاً خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حضور نے نیچی نظر کر لی۔ انہوں نے کچھ عرض کیا۔ حضور نے بغیر نظر اٹھائے جواب دیا۔ چونکہ ہم خدام حضور سے سنے ہوئے تھے کہ ناف سے زانو تک مرد کا جسم عورت ہے، اور اس کا چھپانا واجب ہے، اور یہ لوگ نیکر پہنے ہوئے تھے جس میں ان کے زانو کھلے ہوئے تھے فوراً ایک چادر لاکر سب کے زانو ڈھک دیئے۔ اس کے بعد حضور نے نظر اٹھا کر کلام فرمایا۔

نیز حضرت محدث سورتی مولانا قاری احمد صاحب کا بیان ہے کہ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے سالانہ جلسہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ پیلی بھیت تشریف لائے۔ ایک روز صبح کو حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پیلی بھیت کے مشہور بزرگ شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ سے ملنے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ شاہ صاحب بے حجابانہ عورتوں کو بیعت کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت مقتضائے کمال تقویٰ بے حجابی عورات کو خلاف شرع سمجھتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔ [illegible] حضرت شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible] اس طرح جلوہ گر ہوا کہ شام کو جب اعلیٰ حضرت پیلی بھیت تشریف لے جانے [illegible]

تو شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسٹیشن تک پہونچانے گئے، اور صبح کے واقعہ پر اظہار افسوس کر کے فرمایا کہ مولانا! اب آئندہ میں عورتوں کو پس پردہ بٹھا کر ان سے بیعت لیا کروں گا۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے ان سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا۔ یہ تھے ان حضرات کے مابین وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ کے جلوے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ وللہ الحمد

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا سید دیدار علی صاحب الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے جماعت کا وقت تھا مسجد کے کنویں پر ایک بہشتی کا لڑکا پانی بھر رہا تھا جلدی کی وجہ سے اسی لڑکے سے پانی طلب فرمایا، اس نے کہا کہ مولانا میرے بھرے ہوئے پانی سے آپ کو وضو کرنا جائز نہیں اور نہیں دیا مولانا کو غصہ اور فرمایا کہ ہم جب تجھ سے لے رہے ہیں تو کیوں جائز نہیں اس نے کہا کہ مجھے دینے کا اختیار نہیں میں تابع ہوں مولانا کو اور غصہ آیا جماعت ہو رہی تھی اور یہاں اور دیر لگ رہی ہے فرمایا آخر تو جہاں جہاں پانی دیتا ہے ان کا وضو کیسے جائز ہو جاتا ہے اس نے کہا وہ [illegible] پیتے ہیں۔ اور غصہ آیا مگر اس نے نہیں دیا آخر کار خود بھرا اور [illegible] نماز میں شریک ہوئے تو غصہ کم ہوا اور سلام پھیرا تو خیال [illegible] فقہ بتا رہا تھا۔ دیدار علی! تم سے تو اعلیٰ حضرت کے [illegible] خدمت گاروں کے بچے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔ یہ سب اعلیٰ حضرت [illegible] یہ خیال آکر بہت شرم آئی اور پھر ادب وعقیدت [illegible] حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت

([illegible] ۱۹۸۱ء)

احتیاط فی الدین جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ نقشہ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ کے اوقات صلاۃ خمسہ فقیر استخراج کرتا ہے، اور تکمیل کے بعد بغرض ملاحظہ کاشانہ اقدس میں بوقت صبح حاضر کرتا ہے۔ جو دس پندرہ منٹ میں واپس آجاتا ہے۔ دیکھتا ہوں کہ ہر نماز کے کالم میں صحیح رقم ہے، بجز ایک کالم کہ اس کے اخیر میں لفظ (خیر) تحریر فرمایا تھا۔ اور جس تاریخ کے وقت میں خامی تھی اس پر نشان (×) بنا دیا تھا۔ چنانچہ جانچ کرنے سے وہ غلطی دور ہوگئی۔ جو سہو کے ہزارویں حصہ میں تھا۔ اگرچہ وقت پر اس کا اثر نہ آتا تھا، مگر غلطی تو تھی، اس لیے بعد تصحیح کے لفظ (خیر) رقم فرمادیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ پایہ تحقیق سے وابستہ مثل محتاط، صادق القول غوث وقت ہے جن کی تحریر ہو اور تقریر یا لکھا ہوا جملہ، کوئی لفظ، کوئی حرف نعوذ باللہ قابل گرفت نہیں۔

انہیں کا بیان ہے کہ شعبان المعظم کا اخیر ہفتہ ہے، نقشہ اوقات صلوٰۃ خمسہ ماہ مبارک کا تیار ہو چکا ہے۔ حضور نماز عصر کی تیاری فرما رہے ہیں، جس میں تنگ وقت تھا، اس سے ایک اور گھڑی میں چھ منٹ کم یا بیش کر کے ہم سے اور ... قدعت علی کے حوالے فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ شہر سے باہر بلند مقام پر جا کر غروب آفتاب مشاہدہ کرو، اور یہ دیکھو کہ بوقت غروب اس گھڑی میں کیا وقت ہوتا ہے؟ حسب الارشاد ہم دونوں روانہ ہوئے۔ یہ اطلاع ملتے ہی ہمارے ساتھ نواب سعید محمد خان صاحب اور نواب وحید احمد خان صاحب قادری رضوی بھی تشریف لے گئے۔ ہم لوگوں کے پاس ایک گھڑی تھی جو وقت کی تار گھر سے ملی ہوئی اور صحیح تھی۔ نیز اس روز کا وقت غروب بھی معلوم تھا۔ مختصر یہ کہ بوقت غروب

ہم چاروں شخص کی آنکھیں شاہد ہیں کہ قرص آفتاب کا باریک کنارہ جھلک دے رہا ہے، تو وقت میں بھی سکنڈ باقی ہیں، یہاں تک کہ ادھر وقت پورا ہوا، اور ادھر آفتاب نظروں سے اوجھل تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر حاضرین کی زبان سے بے ساختہ سبحان اللہ سبحان اللہ نکل گیا۔ اب فکر صرف یہ رہ گئی کہ حضور کی مقررہ گھڑی میں جتنے منٹ کا تفاوت ہوا، حضور کے روبرو صحیح ثابت ہو جائے۔ چنانچہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ غروب کے وقت اس گھڑی میں یہ وقت تھا۔ حضور نے تبسم فرمایا، اور فرمایا کہ بحمد اللہ تعالیٰ نقشہ کے مطابق غروب ہوا۔

انہیں کا بیان ہے کہ برسات کا موسم تھا، عشاء کے وقت ہوا کے تیز جھونکے مسجد کے کڑوے تیل کا چراغ بار بار گل کر دیتے تھے۔ جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت دقت ہوتی تھی۔ اور اس کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ خارج مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا۔ اس زمانے میں ناروے کی دیا سلائی استعمال کی جاتی تھی، جس کے روشن کرنے میں گندھک کی بدبو نکلتی تھی۔ لہٰذا اس تکلیف کی مدافعت حضور کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ کی، کہ لالٹین میں معمولی چار شیشہ لگوا کر کپی میں انڈی کا تیل ڈالا، اور روشن کر کے [illegible] ساتھ ساتھ مسجد کے اندر لے جا کر رکھ دی۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضور [illegible] پڑی۔ ارشاد فرمایا حاجی صاحب! آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہوگا کہ [illegible] تیل نہیں جلانا چاہیے۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور! اس میں [illegible] سمجھیں گے کہ اس لالٹین میں انڈی کا [illegible] جاتا ہے کہ مٹی کا

بدبودار تیل مسجد میں نہ جلاؤ، اور خود مسجد میں لالٹین جلوا رہے ہیں۔ ہاں! اگر آپ برابر اس کے پاس بیٹھے ہوئے یہ کہتے رہیں کہ اس لالٹین میں رانڈی کا تیل ہے، اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے، تو مضائقہ نہیں۔ چنانچہ حاجی صاحب نے فوراً اس لالٹین کو گل کر کے خارج مسجد کر دیا۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ گرچہ اس لالٹین میں شرعاً مضائقہ نہ تھا، مگر غایت احتیاط فی الدین کی وجہ سے ایسا فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا کہ **اتقوا مواضع التھم** بچو تہمت کے مواقع سے۔ یعنی اگرچہ وہ بات درست ہو مگر لوگوں کو خواہ مخواہ طعن و تشنیع کا موقع اس سے ملتا ہو، اس سے احتیاط کرو۔ نیز اس میں یہ حکمت تھی کہ عامہ مخلصین و معتقدین اس لالٹین کو دیکھ کر اپنی غلط فہمی سے اس میں مٹی کا تیل جلتا ہوا سمجھ کر یہ غلط بات باور نہ کر لیں کہ جب اعلیٰ حضرت کی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا ہے تو مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز ہی ہوگا۔ یہ ہے شان امامت اہل سنت و غلامی سرکار رسالت کا جلوہ۔

والله العبد

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی آنکھیں دکھنے آ گئی تھیں۔ اس زمانہ میں بوقت حاضری مسجد متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلایا، اور فرمایا سید صاحب! دیکھئے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے؟ ورنہ وضو کر کے نماز اعادہ کرتا ہوں۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت نماز میں اس قدر احتیاط اور جزئیات مسائل کا ایسا خیال فرماتے۔

عام لوگ نہیں، بلکہ اکثر علماء اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔ ایک سال میں بیس رمضان شریف سے اعلیٰ حضرت کی مسجد میں معتکف ہوا۔ چھبیس رمضان شریف سے اعلیٰ حضرت نے بھی اعتکاف فرمایا۔ ایک دن قبل اعتکاف عصر کے وقت تشریف لائے اور نماز پڑھا کر تشریف لے گئے۔ میں مسجد کے اپنے کونے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں مجھ سے ایک صاحب نے فرمایا: آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی؟ میں نے کہا کہ میں نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت تو اب پڑھ رہے ہیں۔ مجھے اس وجہ سے یقین نہیں آیا کہ بعد عصر نفل نہیں، اور اگر کسی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا ایسا حافظہ نہیں کہ بھول جاتے اور مطلع نہ فرماتے۔ انہوں نے مجھ سے پھر کہا کہ دیکھ لیجئے، وہ پڑھ رہے ہیں۔ میں نے بڑھ کر دیکھا تو واقعی پڑھ رہے تھے۔ مجھے بے حد حیرت ہوئی اور آگے بڑھ کر کھڑا رہا، سلام پھیرنے پر عرض کیا حضور! میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں سانس کی حرکت سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا، چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے، اس وجہ سے میں نے آپ سے نہیں کہا، اور گھر جا کر بند درست کرا کر اپنی نماز پڑھ لی۔

یہ ایسا قصہ ہے کہ اکثر صاحبان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ صرف ایک بزرگ [illegible] کی بڑی عظمت کی۔ یہ بزرگ پیر عبدالحمید صاحب بغدادی [illegible] تشریف لائے اور جامع مسجد میں ایک دن مغرب کی نماز پڑھائی۔ [illegible] شریف پڑھنے کا [illegible] بعدہ معلوم کیا کہ یہ کون [illegible] گیا۔ اب ذوق قرآنی کے سلسلے میں فرمایا:

میں ایک مرتبہ ایران گیا، وہاں آتش پرستوں کا ایک آتش کدہ بہت پرانا ہے، اس کی پرستش کرتے ہیں۔ ان سے مباحثہ کے لیے لوگوں نے میرا نام لے دیا۔ میں نے کہا کہ یہ لوگ جسے پوجتے ہیں، اسی سے پوچھ لو۔ یعنی آتشکدہ میں جاکر آگ سے پوچھ لو کہ وہ کس کی رعایت کرتی ہے؟ لوگوں نے اسے محض دھمکانا سمجھ، اور لوگوں نے میرا اور وہاں کے ایک پجاری کا نام مقرر کر کے ایک تاریخ، وقت معین کر کے مناظرے کا اعلان کر دیا۔ وقت مقررہ پر تمام شہر کی مخلوق کثرت سے موجود تھی۔ اس وقت میں نے اس پجاری سے کہا چلیے۔ اب گھبرایا اور رکا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر میں بھی رکا، تو محض دھمکی سمجھیں گے۔ اس وجہ سے تنہا اس آتش کدہ میں چلا گیا اور پورے تیس منٹ آگ میں کھڑا رہا۔ بعدہ نکل آیا۔ یہ دیکھ کر بہت سے آتش پرست مسلمان ہوگئے۔ میں نے اپنے ضعف ایمانی کی وجہ سے ان سے مکرر پوچھا کہ آپ کیسے آتش کدہ میں چلے گئے؟ فرمایا قرآن مجید لے کر، یہ سمجھ کر چلا گیا۔ جب ہم کو قرآن نار جہنم سے بچائے گا تو [illegible] آگ سے کیوں نہیں بچائے گا؟ اس وقت سے حضرت [illegible] صاحب کی بزرگی اور قوت ایمانی کا اندازہ لگائیں۔ ان بزرگ نے مجھ سے [illegible] کا یہ واقعہ عصر کی نماز کا سنایا۔ دوسرے دن ان سے پھر ملاقات ہوئی تو فرمایا آج پوری رات روتے گذری۔ یہی کہتا رہا کہ خداوندا تیرے [illegible] بندے بھی ہیں، جو اس احتیاط سے نماز پڑھتے ہیں۔ (ق ۱۰۲)

مولوی محمد حسین صاحب چشتی نظامی فرماتے ہیں۔ [illegible] حضرت [illegible] نے تمام عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی۔ اور باوجودیکہ بے حد حار مزاج تھے۔ [illegible]

گرمی کیوں نہ ہو، ہمیشہ دستار و انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے۔ خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ ادا نہ کیا۔

اعلیٰ حضرت جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے تھے، آج کل یہ بات نظر نہیں آتی۔ ہمیشہ میری دو رکعت ان کی ایک رکعت میں ہوتی تھی اور دوسرے لوگ میری چار رکعت میں کم سے کم چھ رکعت بلکہ آٹھ رکعت۔

ہر شخص حتی کہ چھوٹی عمر والے سے بھی نہایت ہی خلق کے ساتھ ملتے، آپ اور جناب سے مخاطب فرماتے۔ اور حسب حیثیت اس کی توقیر و تعظیم فرماتے۔ (ق۳۰،۳۶)

صلابت مذہبی و حق گوئی

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ ایک بار مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس میں مولانا احمد رضا خان صاحب تشریف لائے تھے۔ کسی نے مولوی سراج الدین صاحب آنولوی کو میلاد شریف پڑھنے بٹھا دیا تھا۔ انہوں نے اثنائے تقریر میں یہ کہا کہ جب حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک میں قیامت کے دن فرشتے روح ڈالیں گے۔ چونکہ اس میں حیات انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ نص سے انکار نکلتا تھا۔ یہ سن کر مولانا موصوف کا چہرہ متغیر ہوگیا، اور جناب مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: آپ اجازت دیں تو میں ان کو منبر سے اتار دوں۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے آنولوی صاحب کو بیان سے روک دیا، اور مولانا عبدالمقتدر صاحب سے فرمایا کہ مولانا! [illegible] ہوں و مولانا احمد رضا خان صاحب کے سامنے میلاد شریف پڑھنے [illegible] کیجیے [illegible] سامنے بیان کرنے والے کے لیے [illegible] نگاہ [illegible] کی ضرورت ہے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا

'مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا ہے کہ انہیں وجوہ سے آج کل کے واعظین اور میلاد خوانوں کے بیانوں و وعظوں میں جانا چھوڑ دیا' اور حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا کہ حضرت ان میں سے ہیں جن کا بیان میں بخوشی سنتا ہوں۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے عرس حضرت صاحب البرکات شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے قبل مولانا کو طلب کر لیا تھا۔ درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں قیام فرماتے۔ مبارک جان نامی ایک زمانہ کی ایک مشہور اور بڑی متمول رنڈی کسی کے یہاں مارہرہ آئی ہوئی تھی۔ درگاہ معلیٰ میں حاضر ہوئی اور روضہ شریف کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر گانا آغاز کرنا ہی چاہتی تھی، سازندوں نے ساز لگائے تھے۔ تو مولانا کی نظر پڑ گئی اور بے اختیار ہو کر حجرہ سے باہر تشریف لاکر ان سے فرمایا کہ تم یہاں کیسے آئے؟ یہ درگاہ معلیٰ ناچ گانے شیطانی کاموں کی جگہ نہیں، فوراً یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ یہ فرمایا اور درگاہ سے ان لوگوں کو باہر کر دیا۔

جناب حاجی کفایت اللہ صاحب جناب حاجی خدابخش صاحب کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے صبح کی نماز اعلیٰ حضرت کے پیچھے پڑھی۔ جب حضرت نماز پڑھ چکے، تو ایک مسافر صاحب آئے ہوئے تھے، انہوں نے اعلیٰ حضرت کو ایک خط دیا۔ وہ صاحب اعلیٰ حضرت کے مرید تھے ان کی داڑھی حد شرع سے کم تھی۔ انہوں نے خواہش کی کہ کوئی وظیفہ حضور مجھ کو تعلیم فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ جس وقت تمہاری داڑھی حد شرع کے

مطابق ہوجائے گی، اس وقت میں وظیفہ وغیرہ بتادوں گا۔ وہ صاحب اس کے متعلق ایک بزرگ کا سفارشی خط لائے تھے کہ ان کو کچھ بتادیا جائے۔ حضرت نے فرمایا: جب تک تم داڑھی حد شرع تک بڑھا کر نہ آؤ گے، اس وقت تک تم کسی کی سفارش لاؤ، تم کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ جب داڑھی تمہاری حد شرع کے مطابق ہوجائے گی، میں خود ہی بتادوں گا، اس میں کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں۔

رسالہ مبارکہ 'دربار حق وہدایت' میں حضرت مولانا ابو المسکین شاہ ضیاء الدین صاحب قادری رضوی پیلی بھیتی مدیر تحفہ حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: مجلس علمائے اہل سنت وجماعت پٹنہ کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۷؍رجب المرجب لغایۃ ۱۳؍رجب المرجب ۱۳۱۸ھ میں حضور اعلیٰ حضرت قبلہ شرکت فرماتے ہیں۔ جلسہ مذکورہ کے اخیر روز ایک شاعر آزاد، نیچری وضع، داڑھی صفائے، جن کے ساتھ اسی وضع کے آٹھ دس حضرات اور بھی تھے، خدمت اقدس حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حاضر ہوکر اپنا ایک فارسی ترکیب بند، تیرہ بند کا مدح جلسہ سہمہ (جس سے بخوبی واضح نہ ہوتا تھا کہ کس جلسہ کی تعریف ہے) اس اظہار کے ساتھ کہ میں نے اس مجلس مبارک علمائے اہل سنت وجماعت کی مدح میں لکھا ہے، اس جلسہ میں پڑھ کر فخر حاصل کرنے کی اجازت مانگتا ہوں، پیش کیا۔ حضرت والا نے فرمایا: مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے پاس لے جائیے انہیں دکھا دیجیے۔ اگر وہ بعض الفاظ کی تبدیلی کو کہیں بدل دیجیے، وہ [illegible] اعلیٰ حضرت کے پاس آئے،

اپنی نظم دکھائی۔ حضور نے بعض الفاظ مخالف شرع میں اصلاح دی۔ آزاد صاحب نے قبول کی۔ حضور نے ان کی وضع قطع وترکیب سے سراپا نیچری اور داڑھی منڈی دیکھ کر فرمایا، آپ مولوی سید اعظم شاہ صاحب کو اجازت دیجئے کہ وہ آپ کی طرف سے جلسہ میں پڑھ دیں۔ کہا میں ایرانی لہجہ میں پڑھوں گا، شاید مولوی صاحب نہ پڑھ سکیں۔ مولوی اعظم شاہ صاحب نے فرمایا عربی، مصری، ایرانی جیسا لہجہ کہئے، میں پڑھ دوں۔ پھر ایک بند ایرانی لہجہ میں پڑھ کر سنایا۔ آزاد صاحب نے پسند کیا، ور [illegible] راضی ہوئے کہ یہی پڑھ دیں۔ [illegible] مولوی سید محمد صاحب [illegible] کا وعظ ہو رہا تھا، ان کے ختم کا انتظار تھا کہ حافظ عبد المجید صاحب رئیس [illegible] تشریف لائے، اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ سے عرض کیا [illegible] ہے، [illegible] میں تشریف لے چلیے۔ ارشاد فرمایا جلسہ وعظ سے اٹھ کر جانا کیا مناسب ہے، اگر کوئی ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو خیر، ورنہ ختم وعظ کا انتظار کیجئے۔ کہا کچھ وقت کی ضرورت ہے۔ حضور [illegible] جہاں صرف مولوی سید شاہ [illegible] صاحب [illegible] آپ کی تشریف [illegible] الفاظ تمہید شروع کی کہ یہ آزاد [illegible] نیچری جو [illegible] ہیں، سب ندوی تھے۔ اس داڑھی منڈے نے [illegible] سے بیزار کیا، اور جلسہ اہل سنت کا [illegible] حضور [illegible] تعلق ہے یہاں [illegible] اس وقت مقصود کیا ہے [illegible] پڑھے، اس میں ان کی سخت دل شکنی ہے، اجازت دیجئے [illegible] کا میں ذمہ لیتا ہوں کہ یہ پوری [illegible] ہے۔ یہاں تک کہ ندوہ کا بھی [illegible]

آپ اس کی نیچری وضع پر نہ جائیں۔ جب زیادہ اصرار ہوا، اور مولوی سید شاہ بشیر صاحب سے بھی حافظ صاحب نے سفارش چاہی تو حضور نے فرمایا: بہت اچھا یہی پڑھیں۔ مگر ایک شرط یہ ہے کہ کھڑے ہوکر برسر جلسہ اعلانیہ فرمائیں۔ صاحبو! میں سنی صحیح العقیدہ ہوں۔ نیچریوں، وہابیوں، رافضیوں، غیر مقلدوں، سب گمراہوں سے جدا ہوں۔ اس وضع کو بھی خلاف شرع شریف جانتا ہوں۔ میں نے اپنے علمائے اہل سنت وجماعت کی مدح میں کچھ نظم عرض کی ہے، اسے سنانا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد پڑھ دیں، ہمارا حرج نہیں۔ حافظ صاحب اس شرط پر راضی ہوگئے۔ وہاں سے جا کر یہ شرط آزاد صاحب سے بیان کی۔ یہ انہیں منظور نہ ہوئی۔ حافظ صاحب پھر آئے اور کہا کہ آپ مجھ سے حلف اٹھوالیں کہ یہ داڑھی منڈا سنی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب وہ برسر جلسہ اعلان کردیں گے، آپ کے حلف کی حاجت نہ رہے گی۔ کہنے لگے کہ آپ اس کا بھی خیال نہیں کرتے کہ میں نے اتنے لوگوں کو ندوہ کا مخالف بنا دیا ہے۔ اس پر حضور نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ قُلْ لَا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o ؁ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ کہئے آپ علانیہ کہہ دیجئے کہ میں سنی ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا سنی ہونا [illegible] اعلیٰ حضرت قدس سرہ [illegible] تک آفتاب سے زیادہ روشن ہے [illegible] تصنیفات تمام ہندوستان میں شائع ہیں، جو میری سنیت پہ شاہد عدل ہیں۔ اور یہیں [illegible] تک فقیر نے یہی بیان کیا کہ میں سنی ہوں۔

و بحمد اللہ نیچریہ، وہابیہ، رافضیہ، وغیر مقلدین، وندویہ وغیرہم سب بد مذہبوں سے بیزار ہوں۔ اور جب تک زندہ رہوں گا، بعونہ تعالیٰ تقریر تحریراً یہی بیان واعلان کرتا رہوں گا۔ فقیر پر بحمد اللہ کسی تہمت واتہام کا وہم نہیں، جس سے تبریہ کی حاجت ہو۔ حافظ صاحب ساکت ہوکر گئے۔ مگر آزاد صاحب بہت گرم ہوتے ہوئے تشریف لائے کہ مجھ پر وجہِ احتمال وتہمت کیا ہے؟ مولوی سید اعظم شاہ صاحب نے آزاد صاحب کی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ یہ ہے! کہ آپ داڑھی منڈاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: اس سے جو زیادہ ثابت ہو، یہ جلسہ ندوہ کی سنت نہیں، جس میں سب کی کھپت ہے۔ یہاں آکر اگر اپنی نظم سنانا چاہتے ہیں، تو پہلے وہ اعلان کرنا ضرور ہوگا، ورنہ اجازت نہ ہوگی۔ آزاد صاحب وحافظ صاحب وجملہ نیچری خفا ہوکر چلے گئے۔ دوسرے دن معلوم ہوا کہ یہ پورے آزادی پسند اور ندوہ کے خادم ورپابند ہیں۔ اسی جلسہ ندوہ میں ان کی اردو نظم مدحِ ندوہ میں چھپ چکی ہے۔ جو انہوں نے ندوہ کے جلسہ میں پڑھی۔ اس مہمل ومبہم ترکیب بند کے سنا دیئے میں یہ حکمت تھی کہ اعتراض کی گنجائش ہوگی کہ مجلس علمائے اہل سنت میں بھی یہ حضرات لکچراری کرتے ہیں، مگر اہل سنت کا حافظ وناصر اللہ عزوجل ہے۔ والحمد للہ۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ حضور کی سب سے چھوٹی صاحبزادی مرحومہ کی شادی عنقریب ہونے والی تھی کہ بمبئی سے تار آیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی حج کے ارادہ سے آئے ہوئے ہیں، اور مسافر خانہ میں مقیم ہیں۔ حضور نے فوراً تار کا جواب تار پر دیا کہ تحقیقی تار آنے پر

میری آمد کا تار ملنے پر، جہاز کا ٹکٹ خرید لیا جائے، اور تیاری شروع کردی۔ جب
یہ خبر عام ہوئی تو اکثر بندگانِ خدا جنہیں مقدور تھا اور پہلے سے منتظر تھے، آمادہ
ہوگئے۔ حضور کی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ نے بھی اپنے جذبۂ شوق میں عرض
کر ہی دیا کہ حضور نے میرے لیے جو سامان مہیا فرمایا ہے اسے فروخت کرکے
مجھے بھی ساتھ لیتے چلیے۔ معلوم ہوا کہ حضور نے وعدہ فرمایا۔ میں اور برادرم
قوت علی بھی عرصہ مدید سے حسبِ گنجائش پس انداز کر رہے تھے، اور جس کا
ایک موقع پر حضور کو علم ہو گیا تھا۔ اس لیے حضور نے ایک روز ہم دونوں سے
دریافت فرمایا۔ ہم دونوں نے مقدار بتا دی [illegible] اور وہ اس قدر تھی کہ مجموعی رقم
ایک شخص کے لیے کفایت کرتی۔ حضور یہ معلوم کر کے خاموش مکان میں تشریف
لے گئے اور تھوڑی دیر میں چند خطوط تحریر فرمائے، انہیں پڑھ کر ڈاک میں ڈال دو
اور خود تشریف لے گئے۔ ان خطوط میں تحریر فرمایا تھا کہ میرا ارادہ حرمین طیبین
حاضری کا ہے، میرے ساتھ چند بندگانِ خدا جانا چاہتے ہیں، اگر آپ کے امکان
میں [illegible] کا انتظام [illegible] تو بذریعہ تار مطلع کیجیے، ورنہ میرے تار کے جواب میں
تار [illegible]۔ چنانچہ ان خطوط کا جواب فوراً تار پر آیا، روپیہ کا انتظام
[illegible] تار [illegible] یہ تار ملنے پر حضور نے ہم دونوں سے وعدہ
[illegible] وقت مکرمی جناب حکیم علی احمد خاں صاحب
[illegible] تعویذات کا کام تھا، مجھے اور
[illegible] جو انہوں نے [illegible]
[illegible] حضور مجھے اپنے ہمرکاب لے چلے۔

اور حج بدل کی کوشش فرما دیجیے۔ اس پر حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ میں نے دو بندگان خدا سے وعدہ کر لیا ہے، پہلے وہ مستحق ہیں۔ اس کے بعد اگر کہیں سے اور آ گیا تو آپ کو بھی ساتھ لے لوں گا۔ حکیم صاحب کا مقصود اس درخواست کے دکھانے سے یہ تھا کہ ہم لوگوں کو شاید معلوم ہو کہ وہ دو شخص کون ہیں، جن سے حضور نے وعدہ فرمایا ہے؟ ہم دونوں نے عرض کیا کہ وہ دونوں شخص ہم دونوں ہیں۔ مختصر یہ کہ اب بمبئی سے تھانوی کی نقل و حرکت پر تار پہ تار بعد دیگرے آنے لگے۔ اب مسافر خانے سے سامان بند ہو کر جا رہا ہے، اب وہ مع ہمراہیان روانہ ہو گئے، اب جہاز پر سامان بار ہو رہا ہے، اب وہ مع ہمراہیان جہاز پر سوار ہونے کے لیے جا رہے ہیں، اس کے بعد آخری تار آیا کہ تھانوی اپنے بعض عزیزوں کو روانہ کرنے کے لیے آئے تھے، خود نہیں گئے۔ بعد حضور نے بھی ارادہ ملتوی فرما دیا۔

یہاں ناظرین کرام پر [illegible] ظاہر کرنی ہے کہ حضور نے اس سفر مبارک کو تھانوی کی روانگی پر کیوں منحصر کیا تھا؟ وجہ یہ تھی کہ [illegible] کی عیاریوں، مکاریوں، بے دینیوں [illegible] میں کوئی [illegible] گندے بروز کے اثرات ہندوستان کی فضا پر [illegible]۔

نہیں کا بیان ہے کہ حضرت ننھے میاں ([illegible]) [illegible] حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ [illegible] ایک [illegible] محض آپ سے ملنے کی غرض سے بھیجے [illegible] تشریف [illegible] بات چیت کر لیجیے۔ کہ راستے میں وہ بھی [illegible] ہمراہیوں نے [illegible]

اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ ننھے میاں نے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ بیٹھ گیا۔ حضور نے مخاطبہ نہ فرمانے سے اس کی بھی جرأت نہ ہوئی کہ تقدیم کلام کرتا۔ غرض تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ننھے میاں نے حضور کو سناتے ہوئے کہا کہ اتنی دوری سے ملاقات کے لیے آیا تھا، اخلاقاً توجہ فرما لینے میں کیا حرج تھا؟ حضور نے جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا: "میرے اکابر نے مجھے یہی خلق بتایا ہے، پھر فرمایا "امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد شریف سے تشریف لا رہے ہیں۔ راہ میں ایک مسافر ملتا ہے اور سوال کرتا ہے میں بھوکا ہوں۔ آپ ساتھ چلنے کا اشارہ فرماتے ہیں، وہ پیچھے پیچھے کاشانۂ اقدس تک پہنچتا ہے۔ امیر المومنین خادم کو کھانا لانے کے لیے حکم فرماتے ہیں، خادم کھانا لاتا ہے، اور دسترخوان بچھا کر کھانا سامنے رکھتا ہے۔ وہ کھانا کھانے میں کوئی بدمذہبی کے الفاظ زبان سے نکالتا ہے۔ امیر المومنین خادم کو حکم فرماتے ہیں: کھانا اس کے سامنے سے فوراً اٹھا لیا جائے اور کان پکڑ کر باہر کر دیا جائے۔ خادم فوراً تعمیل کرتا ہے۔ خود حضور سید عالم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے نام لے کر منافقین [illegible] یا احرج یا فلاں انک منافق [illegible] نکل جا کہ تو منافق ہے۔

[illegible] ہے۔ بدایونی مقدمہ کی فتح یابی پر مبارک بادیوں کا سلسلہ [illegible] عرس [illegible] قدس کا زمانہ آگیا۔ حضرت سید شاہ [illegible] نقشبندی دامت فیوضہ اعلیٰ حضرت قبلہ کو عرس [illegible] شریف [illegible] کے لیے مدعو فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی خبر کرتے ہیں کہ [illegible] منافقین کی ہے۔ انہوں نے یہ طے کیا ہے

کہ جس روز اعلیٰ حضرت بدایوں اسٹیشن سے گزریں گے، اس روز شہر کے کسی باغ میں پھول باقی نہ رکھیں گے۔ اس قدر کثرت سے گل ریزی کرنے کا انتظام ہو رہا ہے، اور لوگ نہایت ہی مشتاق ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا میں خود ہی ارادہ کر رہا تھا کہ بہت عرصہ سے حاضری بھی نہیں ہوئی ہے، ضرور حاضری کا قصد رکھتا ہوں۔ غرض یہ خبر مشتہر ہوتے ہی مخصوصین ہم وطنوں نے واسطے اپنے یہاں کی تاریخ تقریبات ہٹا دیں۔ عوام و خواص جس کو دیکھئے مارہرہ شریف جانے کا سامان کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کثرت کو دیکھتے ہوئے حضور [illegible] پیشگی [illegible] انتظام کر لیا جائے۔

حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب نے متوسلین حضرت قبلہ [illegible] دعوت شرکت عرس دی [illegible] اور [illegible] بھی (۱) عرس شریف کی شرکت کی [illegible] امام اہل سنت فاضل بریلوی مدظلہ بھی [illegible] تشریف لائیں گے۔ چونکہ نواب رامپور برسوں سے حضور [illegible] زیارت کا مشتاق اور کوشاں تھا [illegible] کر لیتا ہے۔ اور نیازمندی و خوش عقیدگی [illegible] ریاست سے مارہرہ شریف پہنچ جاتا ہے [illegible] کے دونوں جانب روشنی کے لیے قریب قریب [illegible] اور بہترین پر زائرین کو بیٹھنے کے لیے ریاست کی [illegible] جگہ جگہ پڑی تھیں گشت لگا رہے تھے۔ جب ریاست کی [illegible]

مارہرہ شریف پہنچ گئے، اور والی ریاست نے یہ طے کر دیا کہ جس وقت علی حضرت بریلی سے روانہ ہوں گے، میں بھی اسپیشل سے روانہ ہو جاؤں گا۔ اس وقت حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب قبلہ نے مزید رہنمائی کرنے کے لیے ایک خط حضور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بدیں مضمون بھیجا کہ ۔

میں نے سنا ہے کہ آپ نے مارہرہ آنے کے بارے میں کسی سے کہا ہے کہ میں تو پیشاب پھرنے کو بھی وہاں نہ جاؤں گا۔

جس وقت یہ خط یہاں آیا، حضور فوراً باہر تشریف لے آئے، چہرہ سے آثار جلال نمایاں تھا۔ فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ جن میاں نے یہ خط بھیجا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کسی سے کہا ہے کہ میں پیشاب پھرنے کو بھی مارہرہ نہیں جاؤں گا، یہ فقرہ محض اسی لیے دماغ سے اتارا گیا ہے کہ میں اس کے جواب میں یہ لکھوں کہ آپ کو یہ کس نے غلط باور کرایا ہے میں ضرور آؤں گا۔ مجھ سے رجسٹری کرانا مقصود ہے تاکہ نواب کو دکھانے کے لیے ہو جائے۔ میاں سمجھتے ہیں کہ میں اس چہار دیواری کے اندر بیٹھا ہوں، اسے کیا خبر ہوگی؟ میں جانتا ہوں کہ میری روانگی ہوتے ہی نواب کا اسپیشل روانہ ہو جائے گا، جو بالکل تیار کھڑا ہے۔ چونکہ وہ خط کی عبارت [illegible] آگے پڑھنے کو مصطفےٰ میاں سے [illegible] ہو گیا' فرمایا جس کا [illegible]، وہ خط لکھنے پر قادر ہو سکتا ہے۔ بس اب نہ جاؤں گا [illegible]۔

انھیں کا بیان ہے [illegible] اب [illegible] جا رہے تھے،

اسپیشل بریلی شریف پہونچے، تو حضرت شاہ مہدی حسن میاں صاحب اپنے نام سے ڈیڑھ ہزار کے نوٹ ریاست کے مدار المہام کی معرفت بطور نذرانہ اسٹیشن سے حضور کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ اور والی ریاست کی جانب سے مستدعی ہوتے ہیں، کہ ملاقات کا موقع دیا جائے۔ حضور کو مدار المہام صاحب کے آنے کی خبر ہوئی، تو اندر سے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے کھڑے مدار المہام صاحب سے فرمایا کہ میاں کو میرا سلام عرض کیجیے، اور یہ کہیے گا۔ یہ کیسی نذر ہے؟ مجھے میاں کی خدمت میں نذر پیش کرنا چاہیے نہ کہ میاں مجھے نذر دیں۔ یہ ڈیڑھ ہزار ہوں یا جتنے ہوں، واپس لے جائیے۔ فقیر کا مکان اس قابل نہیں کہ والی ریاست کو بلا سکوں، اور نہ میں والیان ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جا سکوں۔

جامع حضرت فقیہ ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ بعض حضرت امام اہل سنت کی اس عادت مبارکہ و دینی غیرت سے ناواقف لوگ تمکنت وغلظت طبیعت، یا مقتضائے قومیت (یعنی پٹھان ہونے) پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ خاص اتباع شریعت ہے اور علمائے کرام کا معمول تھا۔ چنانچہ رسالہ 'عرصہ ظہور' مصنفہ سید شاہ ابو الخیر محمد نور الحسن صاحب رضائی میں ہے۔

> بادشاہ دہلی حاضر خدمت مولانا فخر الدین صاحب ہوئے۔ موافق دستور کے آپ نے ان کی تعظیم فرمائی۔ بعدہ جو کوئی آیا، آپ سب کی تعظیم فرماتے رہے۔ بادشاہ جب وہاں سے رخصت ہو کر حضرت مرزا مظہر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے خلاف عادت کے کوئی تعظیم نہیں فرمائی، اور جو کوئی آیا اس کی بھی تعظیم نہیں فرمائی۔ بعد ازاں وہاں سے رخصت ہو کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب

کی خدمت میں آیا، آپ نے اس کی تعظیم فرمائی۔ اس کا وزیر بھی آیا، تو کوئی تعظیم نہ فرمائی۔ بعد ازاں چوبدار شاہی سامنے آیا، اس کی تعظیم فرمائی۔ بادشاہ متعجب ہو کر مستفسر ہوا کہ اس اشکال کو حل فرمائیے، اور ہر جگہ کا دیکھا ہوا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا حضرت فخر الدین چشتی مقام توحید وجودی میں ہیں، لہذا سب میں جلوۂ یار ان کو نظر آتا ہے، اور حضرت مرزا صاحب پر توحید شہودی کا غلبہ ہے، لہذا مشاہدہ عظمت الٰہی کے سبب سے کسی کی تعظیم روا نہیں رکھتے، اور فقیر پابند شرع ہے، تم والی مر ہو تمہاری تعظیم لازم ہے، اور یہ وزیر رافضی ہے، لہذا قابل تعظیم نہیں، اور چوبدار تمہارا حافظ قرآن ہے، اس واسطے میں نے تعظیم کی۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی سب صفتوں میں ایک بہت بڑی صفت جو ہر مسلمان کی شان ہونی چاہئے، یہ تھی کہ آپ کا ظاہر باطن ایک تھا۔ جو کچھ آپ کے دل میں تھا وہی زبان سے ادا فرماتے تھے، اور جو کچھ زبان سے فرماتے، اسی پر آپ کا عمل تھا۔ کوئی شخص کیسا ہی پیارا ہو یا کیسا ہی معزز ہو، کبھی اس کی رعایت سے کوئی بات خلاف شرع و خلاف تحقیق نہ زبان سے نکالتے نہ تحریر فرماتے۔ رعایت، مصلحت [illegible] مشاہیر کے یہاں اس کا رواج تھا۔

[illegible] ندوی [illegible] سیرت شبلی صفحہ ۴۹۱ پر لکھتے ہیں۔

[illegible] خلافت پر مسلسل [illegible] خدمت [illegible] حیثیت سے [illegible]

آمدنی تھی، اس لیے وہ نا تمام ہی رہا۔ ۱۹۲۰ء میں جب رکن وفد خلافت
کی حیثیت سے لندن گیا تھا، تو پروفیسر آرنلڈ اکثر اس مضمون
کو دہراتے تھے، میں کہتا تھا کہ مولانا نے کتنا مجبور کیا تھا۔

اس میں قطع نظر اس سے کہ جو شبلی صاحب کا خیال تھا، وہ حق تھا یا جو سرسید کا عقیدہ تھا، درست تھا، اتنا ثابت ہوتا ہے کہ شبلی صاحب ترکی سلطان کو خلیفۃ المسلمین وامیر المومنین جانتے تھے۔ سرسید نے عثمانی سلطان کی خلافت کے خلاف مضمون لکھا، اور اس وقت لندن ٹائمز میں چھپوایا۔ گرچہ درحقیقت اس مسئلہ میں سرسید کا عقیدہ درست تھا کہ سلطان ترکی غیر قریشی ہونے کے سبب خلیفۃ المسلمین نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے تحقیق وتحقیق اپنے رسالہ مبارکہ دوام العیش فی الائمۃ من قریش میں فرمائی ہے۔

> یوں ہی جس طرح آپ قلب وزبان میں یکسانیت و اتفاق رکھتے تھے،
> اسی طرح زبان وعمل میں بھی یکتا تھے ۔۔۔ مولانا شبلی
> قادری فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات میں جب تک
> تو آپ پورے محمدی کی تھے، ان بات میں کبھی عمل میں
> خلاف سنت نہیں کیا، نہ کسی وقت کوئی مشکل پیش آنے سے
> خلاف کوئی عمل کیا، نہ قادری مشرب سے تعلق رکھنے والے
> جس طرح دوسرے مشاہیر کیا کرتے ہیں۔ سید سلیمان صاحب
> ندوی کی کتاب کے صفحہ ۲۱۵ پر بھی ہے ۔۔۔
> میں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ شدید حنفی تھے اور یہ بھی
> خیال ہے اور غیر مقلدین سے مناظرہ کرنا ان کے
> کتاب لکھنا اس پر دال ہے ۔۔۔

> صفحہ ۲۸۷ پر شبلی صاحب کے سفر روم کے واقعہ میں لکھا۔ جہاز پر دو تین روز تک پرندے گوشت کھانے سے پرہیز کیا، پھر مسٹر رنلڈ کے کہنے پر کہ جہاز پر جانوروں کی گردن مروڑی نہیں جاتی، بلکہ ذبح کیا جاتا ہے۔ اس کو دیکھنے کے لیے گئے، اور اس ذبح کو خلاف مذہب حنفی جانتے ہوئے اس کو کھایا، اور یہ خیال ظاہر کیا کہ گرچہ حنفیوں کے یہاں یہ ذبیحہ حلال نہیں، لیکن اس مسئلے میں چند دنوں کے لیے شافعی بن گیا تھا۔ (خزانہ صفحہ ۵)

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ منشی شوکت علی صاحب سابق محرر چونگی ساکن محلہ ذخیرہ، حاجی محمد شیر صاحب پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے ازحد معتقد، کہ اکثر لوگ انہیں حضور ہی کا مرید جانتے ہیں۔ محرم حرام کی ابتدائی تاریخ میں حضور کی خدمت اقدس میں سیاہ ٹوپی اوڑھے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ ان پر نظر پڑتے ہی ارشاد ہوتا ہے۔

> منشی جی [illegible] تین رنگ کا کپڑا پہننا نہیں چاہیے ایک سبز کہ علما [illegible] سرخ کہ خوارج پہنتے ہیں، جنہوں نے [illegible] خوشی منائی تھی۔ تیسرے سیاہ یہ روافض کا لباس [illegible] آپ کے سر پر سیاہ ٹوپی ہے۔

یہ سنتے ہی منشی جی نے فوراً ٹوپی اتار لی، اور برہنہ سر بیٹھ گئے۔ ارشاد [illegible] آپ نے روافض کا اور [illegible] ور فوراً حکم ہوا کہ اندر مکان سے میری ٹوپی منگالو [illegible] ایک اپنی ٹوپی [illegible] ٹوپی [illegible] منشی جی کو پیش کرنے لگا۔ مگر کیا وہ

اس بات کو نہیں سمجھتے تھے؟ انہوں نے کسی کی ٹوپی قبول نہ فرمائی، اور اتنی دیر یوں ہی بیٹھے رہے، جب تک کہ حضور کی کلاہ مبارک حاصل نہ کر لی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں رؤیت ہلال سے پہلے رولی کی مرزئی پہنے ہوئے تھا۔ اسکے کپڑے میں یہ تینوں رنگ موجود تھے یعنی اس کی زمین سیاہ تھی، اور اس پر سرخ گلاب کے پھول اور شاخیں پتیاں سبز تھیں۔ اگر چہ اس کے پہنے رہنے سے کسی کا شبہ نہ تھا اس لیے کہ ہر ایک جدا جدا تینوں رنگوں میں سے ایک رنگ اختیار کرتا ہے، مگر میں نے احتیاطاً اس [illegible]

ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۰۰ھ میں مُفتقدہ بریلی، بدایوں، سنبھل، رامپور، وغیرہ نے متفقہ طریقہ سے مسئلہ تفضیل میں اعلیٰ حضرت سے مناظرہ کا اعلان کیا۔ اور سبھوں نے مولانا مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی مصنف **تنسیق النظام فی مسند الامام و حاشیہ ہدایہ** وغیرہ کو بہ جماعت، مناظرہ کیلئے بریلی پہنچے۔ اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت مضمحل بیمار تھے اور جواب کے دن قریب تھے۔ ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے۔ اس کی سازش سے یہ مشورہ ہوا کہ مسہل سے ایک دن قبل دعوت مناظرہ دینی چاہیے۔ اعلیٰ حضرت جب مسہل نوش [illegible] دیں گے۔ اور اگر ہمت کی بھی تو طبیب کی حیثیت سے [illegible] صاحب منع کردیں گے۔ بات بن جائے گی کہ مناظرہ سے فرار کیا۔ لیکن جسے خداوند [illegible] سربلند کرے اُسے کون نیچا دکھا سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تو چیلنج مناظرہ منظور فرمالیا۔ معالج صاحب نے بہت منع کیا کہ کل مسہل کا دن ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: مناظرہ کرتے ہوئے مجھے مرجانا منظور ہے، اور مناظرہ سے انکار کرنے

بچنا مقصود نہیں۔ آخراسی حالت میں تیس سوال لکھ کر سرگروہ جماعت جناب مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی کے پاس روانہ کردیے۔ مولانا موصوف کی دیانت نے مجرد سوالات دیکھنے کے فرمایا۔ ان سوالات کا جواب کوئی شخص تفضیلی عقیدہ رکھتے ہوئے نہیں دے سکتا ہے، اور اسی وقت ریل میں سوار ہوکر مکان تشریف لے آئے۔ اس کے بعد شرح عقائد کا حاشیہ کی بہ نظم الفرائد تحریر فرمایا۔ جس میں مذہب اہل سنت و جماعت کی حمایت وتائید کی۔ دوسرے معاونین نے یہ حال دیکھ کر من سکت سلم پر عمل کیا اور بالکل خاموشی اختیار کی۔ جس کی قدرے تفصیل رسالہ فتح خیبر میں اسی زمانہ میں مطبوع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے کئی مرتبہ ان لوگوں کو دعوت مناظرہ دی، مگر ادھر سے صدائے برنخاست۔ ذلک فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذوالفضل العظیم۔ (ق ۱۳۰۱۳)

خودداری: حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ایک سال مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے عرس میں، میں نے درمیاں صاحب بھائی قبلہ مرحوم نے مولوی حامد رضا خان صاحب اور بریلی کے ایک مرزاجی کو، جن کا نام اس وقت خیال سے اتر اہوا ہے (۱۲)، اور جن کے پاس موئے شریف بھی تھا، ور خوش آواز آدمی تھے، نعت شریف نور کی قریب بیٹھے [illegible] دی تھی۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کا دستور یہ تھا کہ وہ بعد مغرب زینے کے پاس زنانہ مکان میں بیٹھتے تھے۔ مولوی حامد رضا خاں صاحب حسب [illegible] مولانا تشریف لے آئے، مگر یہ دیکھ کر کہ مولوی حامد رضا خاں صاحب [illegible] شعر نعت شریف پڑھ رہے ہیں۔

فوراً ہی اٹھ کر قیام گاہ تشریف لے گئے اور مولوی حامد رضا خاں صاحب کو بھی ہمو الیا۔ مجھے خیال گذرا کہ کہیں مولوی حامد رضا خاں صاحب پر ناراض نہ ہوں۔ میں نے مولانا عبدالقادر صاحب سے یہ خیال ظاہر کر کے انہیں مولانا کے خیمہ میں بھیجا۔ مولوی حامد رضا خاں پہونچ چکے تھے اور مولانا عبدالقادر صاحب سے اس بارے میں گفتگو آنے پر مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت! میں علما کے لیے اس طرح ایسے مواقع پر عوام کے ساتھ آوازیں ملا کر نغمہ و ترنم سے نعت شریف پڑھنا مناسب نہیں سمجھتا، اور مجھے صاحبزادہ صاحب (یعنی فقیر کے بڑے لڑکے سید غلام محی الدین فقیر عالم) سے بھی مثنوی شریف کے ساتھ اس طریقے پر نعت شریف کے اشعار پڑھوانا نامناسب معلوم ہوا تھا ——— (فقیر عالم سے شعر رحمت مولانا عبدالقادر صاحب نے ان سے پہلے پڑھوائے تھے)

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدیونی پیڑوں کی ہانڈی پیش کی۔ حضور نے فرمایا کیسے تکلیف فرمائی؟ انھوں نے کہا۔ حضور کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ حضور جواب سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت فرمایا کوئی کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا کچھ نہیں حضور، محض مزاج پرسی کے لیے آیا تھا۔ ارشاد فرمایا عنایت و نوازش۔ اور قدرے سکوت کے بعد حضور نے پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا کچھ فرمائیے گا؟ انھوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد پھر حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوادی۔ اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے

کچھ نہ بتایا، اچھا تشریف رکھئے۔ اور اپنے بھانجے علی احمد خان صاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگا کر کہ یہ کام انھیں کے متعلق تھا، ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھ دی۔ جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا "اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے، میرے یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے" انھوں نے بہت کچھ معذرت کی، مگر قبول نہ فرمایا۔ بالآخر وہ بے چارے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔

انھیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے جہاں گیر خان صاحب قادری رضوی ساکن محلہ چھیپی ٹولہ قلعہ سے فرمایا "مجھے ایک پیپا مٹی کے تیل کی ضرورت ہے" کیوں کہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک پیپا تیل لے کر حاضر ہوئے۔ حضور نے قیمت دریافت فرمائی۔ انھوں نے اس وقت جو قیمت تھی اس کا اظہار بایں الفاظ فرمایا "ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کرکے اتنی دے دیں" اس پر حضور نے فرمایا "مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں"۔ انھوں نے کہا نہیں حضور! آپ میرے بزرگ ہیں، عالم ہیں، آپ سے عام بکری کے دام کیسے لے سکتا ہوں؟" حضور نے فرمایا "میں علم نہیں بیچتا ہوں" اور وہی عام بکری کے دام خان صاحب کو دیے۔ (ق ۲۹)

محبت وعزت علما حضرت علامہ سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں [illegible] صاحب نے حضرت مولانا رضا خان صاحب [illegible] مضمون اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ [illegible] پر سخت تھے، اسی وجہ سے اہل سنت کے لیے

ابر کرم سراپا کرم تھے۔ جب کسی سنی عالم سے ملاقات ہوتی، دیکھ کر باغ باغ ہوجاتے، اور ان کی ایسی عزت وقدر کرتے کہ وہ خود اپنے کو اس کا اہل نہ خیال کرتے۔ خصوصاً مولانا عبد القادر صاحب اور مولانا احمد رضا خان صاحب میں جو اخلاص، محبت واتحاد ووداد کے تعلقات تھے، دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ مختصر یہ کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کو مولانا عبد القادر صاحب اپنے عزیز ترین بھائی سے کسی طرح کم نہیں سمجھتے تھے۔ اپنا قوت بازو خیال فرماتے۔ اور مولانا احمد رضا خان صاحب بھی ان کو اپنا بزرگ بھائی جانتے، ان کے اعزاز واکرام میں مافوق العادہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتے۔ حتی کہ ان کے سامنے حقہ نہ پیتے، پان نہ کھاتے۔

جامع حضرت فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ جس زمانہ میں قصیدہ آمال الابرار والام الاشرار حضرت کو سنایا کرتا تھا۔ جب اس شعر پر پہونچا ؎

اذا احلوا تمصرت الایادی ۞ اذا راحو فصار المصر بید

جب وہ تشریف فرما ہوتے تو بلدہ شہر ہو جاتے اور جب واپس ہوتے تو شہر ویران ہو جاتے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ تو محض مبالغۂ شاعرانہ معلوم ہوتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا نہیں، بلکہ یہ واقعہ ہے حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی یہی شان تھی کہ جب یہاں فروکش ہوتے، عجیب رونق اور چہل پہل ہو جاتی، در و دیوار روشن ہوتے، انوار وبرکات کی بارش ہوتی۔ اور جب واپس تشریف لے جاتے

باوجودیکہ صرف وہی ایک جاتے، گھر کے سب لوگ، محلہ والے، سب کے سب رہتے، لیکن عجب اداسی و ویرانیت چھا جاتی۔

دولہا گیارہ گئے براتی (ق ۱۹۶، ۱۹۷)

جامع حالات غفرلہ کہتا ہے کہ میرے زمانہ قیام بریلی شریف یعنی ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۹ھ تک علمائے اہل سنت ومشائخ کرام و اعیان دین وملت ودیگر حضرات اہل سنت وجماعت برابر تشریف لایا کرتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ ایک دو مہمان تشریف نہ لاتے ہوں۔ ان سب کی خاطر و مدارات حسب مرتبہ کی جاتی۔ اور علمائے کرام کی تشریف آوری کے وقت اعلیٰ حضرت کے مسرت کی جو حالت ہوتی احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ خصوصاً

◁ حضرت محدث سورتی مولانا شاہ وصی احمد صاحب پیلی بھیتی۔

◁ حضرت ابوالوقت شیر بیشۂ سنت مولانا ہدایت الرسول صاحب لکھنوی

◁ حضرت مولانا سراج الدین ابوالبرکات شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رامپوری

◁ حضرت مولانا شاہ ظہور الحسین صاحب رام پوری

◁ حضرت مولانا شاہ ریاست علی خاں صاحب شاہجہاں پوری

◁ حضرت مولانا سید [illegible] شاہ عبدالسلام جبل پوری

◁ حضرت مولانا سید شاہ محمد فاخر صاحب اجملی الہ آبادی

◁ حضرت مولانا سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی کچھوچھوی

◁ [illegible] صاحب [illegible] حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب

جناب [illegible] وصی [illegible] صاحب [illegible] آبادی

- محمد عمر الدین صاحب ہزاروی نزیل بمبئی
- حضرت مولانا سید شاہ دیدار علی صاحب الوری ثم لاہوری
- جناب مولانا شاہ احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی
- مولانا شاہ حبیب اللہ صاحب میرٹھی
- حضرت استاذ مولانا شاہ عبید اللہ صاحب الہ آبادی ثم کانپوری
- مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری
- مولانا سید شاہ سلیمان اشرف صاحب بہاری ثم علیگڑھی
- مولانا رحیم بخش صاحب بہاری آروی
- مولانا سید شاہ عبدالغنی صاحب بہاری وغیرہ وغیرہ [illegible] کی

تشریف آوری کے وقت کا حال تو بیان سے باہر [illegible] میں حضرت محدث سورتی اکثر وبیشتر تشریف لایا کرتے [illegible] جناب مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب جب تشریف لاتے تو [illegible] وعظوں کی دھوم پڑ جاتی اور جگہ جگہ (وعظ) ہوتے تھے [illegible] قیام کی نوبت نہ آتی وہ زمانہ بھی عجب تھا [illegible] وشادمانی کی لہر دوڑ جاتی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ [illegible] حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی [illegible] دوران قیام میں ایک روز کسی صاحب نے [illegible] پاس میں تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا [illegible]

حضرت محدث صاحب ممدوح پیادہ پا پالکی کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ چونکہ کہاروں کی رفتار تیز تھی، آپ نے سعی فرمائی، یہاں تک کہ دوڑنا شروع کر دیا۔ اور اسی پر بس نہ کیا، بلکہ نعلین شریفین در بغلین کر لیں۔ شارع عام پر عام بلکہ تمام حضرات حیرت و تعجب سے پالکی اور مولانا ممدوح کو دیکھ رہے تھے۔ یکایک کہاروں نے کاندھا بدلنے کے لیے پالکی روکی، چونکہ حضرت محدث صاحب تیز روی سے ہمراہ تھے، لہذا روبرو پالکی کی کھڑکی کا سامنا ہو گیا۔ جس وقت اعلیٰ حضرت کی نظر حضرت محدث صاحب پر پڑی کہ برہنہ پا پالکی کے ہمراہ ہیں۔ کہاروں کو حکم فرمایا: پالکی یہیں رکھ دو۔ اور فرمایا مولانا! یہ کیا غضب کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: حضور تشریف تو رکھیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ محدث صاحب نے فرمایا آپ بہت کمزور ہیں، اور ابھی مکان دور ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اچھا تو آپ یہیں سے واپس تشریف لے جائیے، تب میں پالکی میں بیٹھوں گا۔ ورنہ میں بھی پیدل چلوں گا۔ بالآخر محدث صاحب کو واپس ہونا پڑا، تب پالکی آگے بڑھی۔ چونکہ حضرت محدث صاحب بھی وہاں مدعو تھے، اعلیٰ حضرت کے پہنچ جانے کے بعد ان رئیس صاحب نے دوبارہ پالکی حضرت محدث صاحب کے لیے بھیجی۔

حضرت محدث سورتی کو اصول و فروع کسی ایک مسئلہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے خلاف نہیں۔ صاحب ورع و تقویٰ، عالم باعمل، حق گوئی کی یہ شان تھی کہ وقت پر جو حق بات دوٹوک اور فیصلہ کن کہتے ہیں۔ اصد ہیں و پیشتر نمایاں ہے کہ اعلیٰ حضرت جب بھی ان کو خط تحریر فرماتے، آداب والقاب

اس طرح لکھتے: "الاسد الامجد الاشد الارشد کنز الکرامۃ جبل الاستقامۃ" ان کو اعلیٰ حضرت سے نہ صرف محبت بلکہ عشق تھا۔ اسی لیے شاید ہی کوئی مہینہ ایسا ہوتا کہ پیلی بھیت سے بریلی تشریف لا کر اعلیٰ حضرت سے ملاقات نہ کرتے ہوں۔ ان دونوں علم و عمل، دین و دیانت، رشد و ہدایت کے شمس و قمر کا منظر بھی قابل دید ہوتا تھا۔ پیلی بھیت سے اکثر محدث سورتی صاحب صبح کی گاڑی سے تشریف لاتے کہ دن بھر قیام کر کے شام کے وقت واپس ہو جائیں گے۔ اس کو اعلیٰ حضرت کی کرامت کہئے یا حضرت محدث صاحب کا جذب محبت، اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا کہ جس وقت حضرت محدث صاحب تشریف لاتے، کسی نہ کسی ضرورت سے اعلیٰ حضرت باہر تشریف رکھتے اور آتے ہی ملاقات ہو جاتی۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت باہر نہیں ہوتے تو اطلاع ہونے پر باہر تشریف لے آتے۔ جس وقت دونوں کی نظریں دوچار ہوتیں۔ پہلے مصافحہ، پھر معانقہ فرماتے، اس کے بعد بیٹھ کر دست بوسی کرتے۔ پھر دونوں حضرات سائبان میں قالین پر تشریف رکھتے، ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے کے بعد علمی باتیں شروع ہوتیں۔ افسوس کہ اس وقت ان کے ضبط کا خیال نہ ہوا، ورنہ خدا جانے کتنے علمی مضامین جمع ہو جاتے، جس کی قدر علما کرتے، عوام اس سے بے شمار فائدے اٹھاتے۔

ایک مرتبہ کسی ضروری فتویٰ کے لیے تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ تصنیف و تالیف، تحریر مضامین، جواب استفتا وغیرہ زنانہ مکان میں تحریر فرماتے۔ حضرت محدث سورتی صاحب کی خصوصیت تھی کہ

کی تشریف آوری کے وقت زمانہ قیام تک حضرت بھی باہر ہی تشریف رکھتے، اور جو کچھ تحریر فرمانا ہوتا، باہر ہی تحریر فرماتے۔ چنانچہ اس مرتبہ جب باہر ہی بیٹھے لکھ رہے تھے کہ حقہ بھرنے کو خادم گیا۔ اس وقت حضرت نے لکھنا چھوڑ دیا۔ عادت کریمہ تھی کہ جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے، چشمہ لگائے رہتے۔ جب لکھنا موقوف فرماتے، عینک کو پیشانی کے اوپر چڑھا لیتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نگاہ شارٹ سائٹ تھی۔ یعنی دور کی نگاہ بھی نزدیک کی کمزور تھی۔ جیسا کہ عام طور پر بوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے، اسی لیے لکھنے پڑھنے کے وقت چشمہ لگایا کرتے، اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا، اوپر چڑھا لیا کرتے تھے۔ اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت دقت ہوئی۔ چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھا لیا تھا۔ کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے، اس کے بعد پھر لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات اتر گئی کہ چشمہ پیشانی پر چڑھا لیا ہے۔ چشمہ کی تلاش شروع کی، مگر چشمہ نہ ملا۔ اتنے ہی میں [illegible] چشمہ پیشانی پر سے ڈھلک کر آنکھوں پر آ رہا (۱۳) [illegible] حضرت نے فتویٰ اسی وقت تحریر فرما دیا، مگر پہلی بات [illegible] کی اجازت نہ دی۔

تعظیم و اکرام سادات

علمائے کرام نے اپنی مستند تصانیف میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی محبت و تعظیم سے ہے کہ وہ چیز جس کو حضور اقدس ﷺ سے نسبت و علاقہ ہے، اس کی تعظیم و توقیر کرنا۔ اور ان میں سادات کرام جزو رسول ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم ہیں۔ اور اس پر پورا عمل کرنے والوں میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو پایا۔ آپ سید صاحب کو ان کی ذاتی حیثیت و لیاقت سے نہیں دیکھتے بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا جزء ہیں۔ پھر اس حقیقت واقعیہ کے بعد جو کچھ ان کی تعظیم و توقیر کی جائے، سب درست و بجا ہے۔ اعلیٰ حضرت اپنے قصیدۂ نور میں عرض کرتے ہیں

؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک کم سن صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لیے کاشانۂ اقدس میں ملازم ہوئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادے ہیں۔ لہٰذا گھر والوں کو تاکید فرما دی کہ صاحبزادے صاحب سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادہ ہیں۔ کھانا وغیرہ اور جس شے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے، جس تنخواہ کا وعدہ ہے، وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے۔ چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔

انھیں کا بیان ہے کہ فقیر اور برادرم سید قناعت علی کے بیعت ہونے پر بموقع عید الفطر بعد نماز دست بوسی کے لیے عوام نے ہجوم کیا۔ مگر جس وقت قناعت علی دست بوس ہوئے، حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ چوم لیے، یہ خائف ہوئے اور دیگر مقربان خاص سے تذکرہ کیا، تو معلوم ہوا کہ حضور کا یہ معمول ہے کہ بموقع عیدین دوران مصافحہ سب سے پہلے جو سید صاحب مصافحہ کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت اس کی دست بوسی فرمایا کرتے ہیں۔ غالباً آپ موجود سادات کرام میں سب سے پہلے دست بوس ہوئے ہوں گے۔

توشۂ غوث پاک انھیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے کسی مراد کے لیے حضور کے فرمانے پر، حضور پر نور سیدنا غوث پاک حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا توشہ شریف مانا تھا۔ جس کا نسخہ یہ ہے ـــــ توشۂ حضور برائے قضائے حاجت و نیل مرادات (تیر) بہدف ست باید کہ این توشہ [illegible] رفیق باشد پیش از حصول مقصود وا نماید۔

میدہ گندم شکر　روغن زرد (گھی)　مغز بادام پستہ

[illegible] (ماشہ)　۵ مار　۵ مار　۱ مار　۱ مار

[illegible] نارئیل　قرنفل　الائچی سفید　دار چینی

[illegible] چھٹانک　۶ چھٹانک ۶ چھٹانک

[illegible] ہمراہ [illegible] پر دو وجہ صبحا بخوراند اصل [illegible] قدرست [illegible] توشہ مختصر ست بقدر میسر بعمل آرد۔ (الفوز بالامال فی الاوفاق والاعمال)

مذکورہ بالا نسخہ کی نسبت حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس میں قرنفل اور دارچینی ہے، فی زمانہ لوگ کھانے میں تکلیف (محسوس) کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے بدلے چرونجی کیوڑا وغیرہ شامل کردیں۔ مصارف میں تخفیف کی نیت نہ ہو۔ ہاں خوش ذائقہ کرنے کے لیے اضافہ ہوجائے، تو حرج نہیں۔

راقم حروف اور اس کے احباب کے یہاں نسخہ مندرجہ ذیل مروج ہے۔

سوجی شکر روغن زرد ناریل کشمش پستہ

۵رمار ۱۰مار ۵رمار ارمار ارمار ارمار

مغز بادام الائچی سفید چرونجی زعفران کیوڑہ

ارمار ۲رچھٹانک ارمار ۲رماشہ نصف بوتل

خیر آمدم بر سر مطلب کہ جب ان کی مراد حاصل ہوئی تو وہ توشہ تیار کرا کے آستانہ عالیہ پر حضور سے فاتحہ دلانے کے لیے لائے۔ لہٰذا ایک مرد میں فرش بچھا دیا گیا۔ حضور نے فرمایا سب حضرات وضو فرمائیں اور خود بھی تجدید وضو فرمایا۔ حلوہ کا دیگچہ سامنے رکھا گیا۔ حضور بغداد مقدس کی جانب کہ سمت قبلہ سے ۱۸ر درجہ شمال کو ہے، رخ کرکے کھڑے ہوئے، اور حاضرین سے فرمایا سب صاحب بسم اللہ شریف کے بعد سات بار درود غوثیہ اللهم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم و اله و بارک وسلم، ایک بار الحمد شریف، ایک بار آیۃ الکرسی شریف، اور سات بار قل ھو اللہ شریف پھر تین بار درود غوثیہ شریف پڑھ کر سرکار بغداد کی نذر کریں۔ غرض بعد فاتحہ جنھوں نے توشہ کیا تھا، دسترخوان بچھایا، اس پر پتہ تھا، جو اس ...

جسے حضور نے دھو دیا اور سادہ دستر خوان منگوا کر بچھوایا، اور فرمایا: تحریر پر کوئی شے نہ رکھنا چاہئے۔ دستر خوان پر ظروف طعام کے علاوہ کھانا اتارنے والے بے تکلف چلتے پھرتے ہیں۔ انہیں مطلق احساس نہیں ہوتا کہ ہمارا قدم کہاں پڑتا ہے؟ اس کے بعد ہر ایک کے سامنے تشتریوں میں حلوہ رکھا گیا اور سب نے بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانا شروع کیا۔ جب سب لوگ کھا چکے فرمایا: ابھی ہاتھ نہ دھوئے جائیں، بلکہ صف بستہ رو بہ عراق ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھایئے۔ حاضرین صفیں درست کرنے لگے، فرمایا جس قدر سادات ہیں، وہ صف اول میں سب سے آگے رہیں گے۔ یہاں تک کہ خود بھی پیچھے کھڑے ہوئے۔ بعدہ فرمایا: سلیچی میں سب لوگ باحتیاط ہاتھ دھوئیں، اور مستعمل پانی محفوظ جگہ پر ڈلوا دیا جائے اور کلی کرنے کی جگہ تھوڑا تھوڑا پانی سب لوگ پی لیں۔ اس کے بعد دعا کی گئی۔

انہیں کا بیان ہے کہ حضور کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقت تقسیم شیرینی ملا کرتا تھا۔ اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں۔

ایک سال بموقع بارہویں شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود جان صاحب علیہ الرحمہ کو خلاف معمول اکہرا حصہ یعنی دو تشتریاں تبرک کی تقسیم کی گئیں۔ موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کے یہاں سے آج مجھے اکہرا حصہ ملا، فرمایا: سید صاحب تشریف رکھیے۔ اور تقسیم کرنے والے کو فوراً طلبی ہوئی، اور سخت طور پر ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

ابھی ایک سینی (خوان) میں جس قدر آسکیں بھر کر دو۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا۔ ہاں! قلب کو ضرور تکلیف ہوئی، جسے برداشت نہ کر سکا۔ فرمایا، سید صاحب! یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہوگی، ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی۔ اور قاسم شیرینی (تقسیم کرنے والے) سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کر دو، جو اس خوان کو مکان پر پہنچا آئے۔ انہوں نے فوراً تعمیل کی۔

انہیں کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضور پھاٹک میں تشریف فرما تھے، حاضرین کا مجمع ہے کہ شیخ [illegible] علی صاحب قادری رضوی [illegible] کے برادر خورد مولوی نور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے، باہر سے قناعت علی قناعت علی پکارنے کی گوش گزار ہوئی۔ انہیں فوراً طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا: سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو؟ ابھی آپ نے مجھے بھی اس طرح پکارتے ہوئے سنا؟ مولوی نور محمد صاحب نے ندامت سے نظر نیچی کر لی۔ ارشاد ہوا: آپ جائیے اور آئندہ سے اس کا لحاظ رکھیے۔

اسی تذکرہ میں فرمایا کہ شریف مکہ کے زمانہ میں حاجیوں سے ٹیکس بڑی سختی سے وصول کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے کارندے مستورات سے بھی بدتمیزی کرتے تھے۔ ایک عالم صاحب مع مستورات وہاں پہنچتے ہیں، ان کی مستورات کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا گیا۔ عالم صاحب کو یہ بات بہت شاق گزری اور انہوں نے رات بھر شریف صاحب کو برا بھلا کہا اور بددعائیں دیں۔ صبح ہوتے آنکھ لگ گئی، خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، ارشاد فرماتے ہیں

’مولوی صاحب کیا میری اولاد ہی آپ کے بدلے کرنے کو رہ گئی تھی؟‘ پھر فرمایا سید کو اگر قاضی حد لگائے تو یہ نہ خیال کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں، بلکہ یہ تصور کرے کہ شاہزادے کے پیروں میں کیچڑ بھر گئی ہے، اسے دھو رہا ہوں۔

مکتوب مولانا سید شاہ عبد المنان منعمی

محبی مخلصی حاجی ایوب منیر

مولانا مولوی سید شاہ ابوسلمان محمد عبدالمنان صاحب قادری چشتی فردوسی ابوالعلائی منعمی مفتی وصدر مدرس مدرسہ عربیہ محمدیہ عظیم آباد سے میں نے درخواست کی کہ آپ کو بھی اگر کوئی واقعہ اعلیٰ حضرت سے متعلق معلوم ہو تو تحریر کر کے مجھے عنایت کریں۔ اگرچہ میں نے اخبار ہمدرد دہلی و دبدبہ سکندری رامپور میں اس سے متعلق بھی اعلان بھی کر دیا ہے۔ لیکن خاص حضرات کو خصوصیت سے ساتھ بذریعہ خط یا ملاقات و جانے پر زبانی بھی فرمائش کر دیتا ہوں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے یہ خط مجھے تحریر فرمایا، جو بہت جامع ہے لیکن اصل واقعہ کے اعتبار سے تعظیم سادات سے اس کا تعلق ہے۔ اس لیے اس جگہ درج کرنا انسب معلوم ہوتا ہے۔

٧٨٦

محبی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اخبار ہمدرد میں یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ جناب نے ایک بڑی خدمت اور اہم کام جو مسلمانان عالم کے لیے مفید اور کارآمد ہوگا، اپنے سر لیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت ماحی بدعت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا قاری حافظ شاہ احمد رضا خاں صاحب کے سوانح حیات جمع کر کے منظر عام پر لائیں اور ان کی پاکیزہ زندگی کو سنی مسلمانوں کے لیے خصوصاً اور دیگر مسلمانوں کے لیے عموماً مشعل ہدایت بنائیں۔ چونکہ جناب نے ہمدرد میں اعلان کیا ہے کہ جن حضرات کو حالات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

معدوم ہوں، وہ بذریعہ ڈاک ارسال فرمائیں۔ جناب کی کاوشوں اور انہماک کا اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ بلاشبہہ یہ طریقت جو جناب والا نے اختیار فرمایا ہے۔ تدوین حالات کے لیے از بس مفید ثابت ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ تو آفتاب شریعت ماہتاب طریقت ہے۔ دنیا کا کون سا خطہ اور مقام ہے جو آپ کی علمی ضوفشانی سے محروم رہا ہو۔ دوست تو دوست دشمن کو بھی آپ کے تبحر علمی اور فضل و بزرگی کا قائل پایا۔ سچ ہے۔

الفضل ماشہدت بہ الاعداء

علمائے عصر و فضلائے دہر خواہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں، آپ کی تحقیقات و تدقیقات کے سامنے سرِ تسلیم خم ہی کرتے تھے۔ ہندوستان تو ہندوستان علمائے مکہ و مدینہ زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً و روم و شام و مصر و یمن سب ہی کو آپ کے علم و فضل کا مداح پایا۔

مجھ فقیر کو بھی ۱۳۳۹ھ کے موسم بہار میں زیارت کا موقع ملا۔ یوں تو عرصہ دراز سے آپ کے رسائل مفیدہ، تحریرات انیقہ دیکھا کرتا تھا۔ اور جزئیات فقہیہ پر اعلیٰ حضرت کو جو ید طولیٰ حاصل تھا، اس کا قائل بھی تھا، اور درحقیقت یہی رسائل و تحریرات نے زیارت کا ولولہ بھی اس فقیر کے دل میں پیدا کردیا تھا۔ بالآخر جب یہ فقیر درس نظامیہ کی تکمیل کر رہا تھا، اور تعلیم کا آخری سال گزار رہا تھا، تو برسوں کی تمنائے دلی بر آئی، بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا، جناب علامہ شان سے اعلیٰ حضرت کے مدرسہ میں پہنچا۔ حضرت ممدوح سے ملاقاتیں کیں، اور دلی تمناؤں کے اظہار کا موقع ہاتھ آیا۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو

کہوں گا کہ جناب مولانا مولوی قاضی رحم الٰہی صاحب مدرس مدرسہ نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت فیض درجت میں پہنچایا، اور میری پوری رہبری کی۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تحریک خلافت وترک موالات اپنے پورے شباب پر تھی، اور جماعت کثیرہ ان تحریکوں میں شامل تھی۔ بناء علیہ یہ فقیر بھی شدت کے ساتھ ان تحریکات کا حامی تھا۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی تحریروں نے جو وقتاً فوقتاً مجھے مل جایا کرتی تھیں، اور جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اور ابوالکلام (آزاد) کی باہمی گفتگو نے مجھے ان تحریکات سے برگشتہ کر دیا تھا، اور ایک قسم کی دل میں خلش پیدا ہوگئی تھی، جس نے بریلی شریف پہنچانے میں معاونت کی کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو، اور مسائل حاضرہ بھی سمجھ لوں۔ چنانچہ جیسا سنا کرتا تھا اور تحریروں سے معلوم کرتا تھا کہ علمی تبحر میں آپ کا کوئی ثانی نہیں، اور اخلاق نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زندہ مثال ہیں۔ آپ کی زیارت نے بتمام وکمال فقیر پر یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریفیں ہوتی ہیں، وہ کم ہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ فقیر سادات سے ہے، تو آپ نے بڑی عزت بخشی، اور تمام شکوک کو چند منٹوں میں اس طرح رفع فرما دیا گویا یہ شکوک [illegible] تھے۔ [illegible] اخلاق کا یہ عالم [illegible] دو دن مجھے آپ کے اخلاق [illegible] اور ان دو دنوں میں اس فقیر نے بہت کچھ فیوض وبرکات [illegible] وقت [illegible] فرمایا کہ کچھ نقد روپے جوالہ آباد کی [illegible] مرحمت فرمائے۔ فقیر نے [illegible] آپ کے [illegible] عنایت کردہ ہیں

اسے لے لیجیے، تو فقیر نے وہ رقم لے لی، اور واپسی کے بعد ان تحریکات سے کلیۃً علیحدگی اختیار کرلی۔

پھر بعد وصال اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، چند مرتبہ عرس اعلیٰ حضرت میں جانے کا اتفاق ہوا۔ بعد وصال بھی اعلیٰ حضرت کی روحانیات نے اپنے فیوض و برکات سے محروم نہ رکھا۔ **وللہ الحمد والصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔**

فقیر الی المولیٰ تعالیٰ سید شاہ ابو سلمان محمد عبد المنان قادری چشتی فردوسی منعمی ابو العلائی غفرلہ الباری مفتی وصدر مدرس مدرسہ [illegible] محمدیہ عظیم آباد پٹنہ سیٹی ۷/دسمبر ۱۹۴۷ء یوم یکشنبہ۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے دولت کدہ کی مغربی سمت جس میں کتب خانہ تیار ہو رہا تھا، عورتیں اعلیٰ حضرت کے قدیمی آبائی مکان میں جس میں حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے، قیام فرماتھیں، اور اعلیٰ حضرت کا مکان مردانہ بن گیا تھا کہ ہر وقت راج مزدوروں کا اجتماع رہتا۔ اسی طرح کئی مہینہ تک یہ مکان مردانہ رہا۔ جن صاحب کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے تکلف چلے جایا کرتے۔ جب وہ کتب خانہ مکمل ہو گیا، مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلی آئیں۔ اتفاق وقت کہ ایک سید صاحب جو بہت دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھا پھر تشریف لائے، اور انہیں خبر نہیں کہ مکان مردانہ نہیں،

بے تکلف اندر چلے گئے۔ جب نصف آنگن میں پہنچے تو مستورات کی نظر پڑی، جو زنانہ مکان میں خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں۔ انہوں نے جب سید صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر ادھر ادھر پردہ میں ہو گئیں۔ ان کے جانے کی آہٹ سے جناب سید صاحب کو علم ہوا کہ یہ مکان زنانہ ہو گیا ہے۔ مجھ سے سخت غلطی ہوئی جو میں چلا آیا۔ اور ندامت کے مارے سر جھکائے واپس ہونے لگے۔ کہ اعلیٰ حضرت دکھن طرف کے سائبان سے فوراً تشریف لائے، اور جناب سید صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے، جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے، اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے، اور سید صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے، جس میں سید صاحب کی پریشانی اور ندامت دور ہو۔ پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش رہے، پھر معذرت کی، اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ حضرت! یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں، آپ آقا زادے ہیں، معذرت کی کیا حاجت ہے؟ میں خود سمجھتا ہوں، حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں۔ غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی، پان منگوایا، ان کو کھلایا۔ جب دیکھا کہ سید صاحب کے چہرہ پر آثار ندامت کے نہیں ہیں اور سید صاحب نے اجازت چاہی ساتھ ساتھ تشریف لائے اور باہر کے پھاٹک تک پہنچ کر ان کو رخصت کیا۔ وہ مسرور ہو کر رخصت ہوئے۔ عجیب اتفاق کہ وہ وقت مدرسہ کا تھا اور رحمت اللہ خاں خادم بھی بازار گئے ہوئے تھے۔ کوئی شخص باہر کمرہ پر نہ تھا، جو سید صاحب کو مکان کے زنانہ ہونے کی خبر دیتا۔ جناب سید صاحب نے اس واقعہ کو

خود مجھ سے بیان فرمایا، اور مذاق سے کہا کہ ہم نے تو سمجھا کہ ہم ہی خوب ہیں، مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت وقدر کی کہ دل خوش ہو گیا۔ واقعی حب رسول ہو تو ایسا ہو۔

دوسرا واقعہ بھی اس سے کم نہیں۔ ایک سید صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے۔ عسرت سے بسر ہوتی تھی اس لیے سوال کیا کرتے تھے۔ مگر سوال کی شان عجیب تھی، جہاں پہنچتے، فرماتے دلاؤ سید کو۔ ایک دن اتفاق وقت کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا، سید صاحب تشریف لائے، اور سیدھے زنانہ دروازہ پر پہنچ کر صدا لگائی دلاؤ سید کو۔ اعلیٰ حضرت کے پاس اس وقت ذاتی اخراجات کے لیے یعنی کتاب، کاغذ وغیرہ اور داد ودہش کے لیے دو سو روپے رکھے تھے، جس میں نوٹ بھی تھے، اٹھنی، چونی، پیسے بھی تھے۔ کہ جس چیز کی ضرورت ہو صرف فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے وہ بکس کہ جس صندوقچی میں یہ سب روپیے تھے سید صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے لا کر حاضر کر دیا، اور خود ان کے روبرو لیے ہوئے کھڑے رہے۔ جناب سید صاحب دیر تک ان سب کو دیکھتے رہے، اس کے بعد ایک چونی لے لی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا حضور! یہ سب حاضر ہیں۔ سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے۔

الغرض! جناب سید صاحب ایک چونی لے کر رخصت ہونے لگے۔ اعلیٰ حضرت بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے، پھاٹک پر ان کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا دیکھو! سید صاحب کو آئندہ سے آواز دینے، صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے۔ جس وقت سید صاحب پر نظر پڑے، فوراً حاضر کر کے سید صاحب کو رخصت کر دیا کرو۔

سبحٰن اللہ وبحمدہ، بالتعظیم سادات ہو تو ایسی ہو۔

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو نذر لیے راہ گدا دیکھ رہا ہو

مولانا مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں نے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف کی روایت سے تحریر فرمایا کہ جب میں بریلی آتا، تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ حسب دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا حضرت شہزادہ صاحب! یہ انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے۔ میں نے فوراً اتار کر دے دیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے واپس مارہرہ آیا، تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابا! بریلی مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے۔ یہ دونوں طلائی تھے۔ والا نامہ میں تحریر تھا۔ شاہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں۔ یہ تھا اعلیٰ حضرت کا سادات اور [illegible]

[illegible] ۲۰۵

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں شب کے وقت جناب سید محمد حسن صاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ ساکن [illegible] عرض کرتے ہیں حضور! جو میں مانگوں عطا فرما دیں۔
[illegible] تو ضرور حاضر کروں گا۔
[illegible] فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں
[illegible] ۲۲ [illegible]

سے چاہتا ہوں۔ چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ گز زمین کا تھان منگوا کر سید صاحب کے نذر کر دیا۔

جناب سید ایوب علی صاحب ہی کا بیان ہے کہ ایک روز بعد مغرب میں اور برادرم قناعت علی سخت پریشان اور دونوں کے دلوں میں یہ خیال کہ کاش اس وقت بھی حضرت رضوی منزل کے سامنے مل جاتے تو ہمارے زخمی دلوں پر مرہم لگ جاتا۔ یہ خیال آیا ہی تھا کہ ان آنکھوں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ رضوی منزل کے سامنے سے اسٹیشن پیادہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ برادرم قناعت علی عالم از خود رفتگی میں بے تابانہ حضور کی طرف دوڑے مگر چند قدم چلے تھے کہ پیر ڈگمگائے، اور چت لیٹ کر بیہوش ہو گئے۔ میں نے ہمت باندھی اور قناعت علی کو ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھ کر حضور کی دست بوسی کی اور خاموشی کے ساتھ پیچھے پیچھے ہو لیے۔ دل میں سوچتے جاتے تھے کہ حضور کی نقاہت اور کمزوری کی حالت میں اتنی دور پیدل [illegible] یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ حضور کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب [illegible] کی طرح ساتھ ساتھ رہتے تھے ہمراہ نہیں ہیں۔ [illegible] مولانا مجید علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو دیکھا کہ وہ ٹفن ہاتھ میں لیے ہوئے [illegible] تھے۔ اس وقت ہم لوگ کچھ ایسے مبہوت ہو رہے تھے کہ [illegible] ہو سکی کہ مولانا کے ہاتھ سے ٹفن اپنے ہاتھ میں لے لیتے [illegible] خاموشی کے ساتھ چوپلہ تک پہونچ گئے دیکھا کہ [illegible] اس وقت چھوٹی سی [illegible] جا رہی ہے۔ ادھر [illegible]

طرف آرہی تھیں۔ اس وقت مولانا امجد علی صاحب نے حضور سے عرض کیا:
معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میاں (حضرت مہدی میاں صاحب سجادہ نشین مارہرہ
شریف) تشریف نہیں لائے، گاڑی تو رام پور والی چھوٹ گئی، جو سواریاں آنے
والی تھیں وہ بھی شہر کی طرف آچکیں، اگر تشریف لاتے تو اب تک ملاقات
ہو جاتی۔ غرض وہاں سے واپس ہوئے اور مخلوق واپس میں آکر اس راستہ سے جو
شخصوں کی جیسی والی مسجد کے سامنے سے بہاری پور کی بازار میں پہونچتا ہے، اسی
راستہ سے مکان تشریف لائے۔ اس وقت مولانا امجد علی صاحب سے پتہ چلا کہ
حضرت مہدی میاں صاحب نے حضور کو تار دی تھی کہ میں مارہرہ شریف سے
آرہا ہوں، اور رام پور جا رہا ہوں کسی کو اسٹیشن بریلی جنکشن بھیج دیا جائے۔ چنانچہ
حضور نے شاہزادگان میں سے کسی سے فرما دیا تھا کہ اسٹیشن چلے جانا۔ انھیں خیال
نہ رہا یہاں تک کہ مغرب کی نماز کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے، اور وہ کسی
پھاٹک میں آکر دریافت فرمایا کہ کوئی اسٹیشن گیا معلوم ہوا کہ نہیں، اس لیے خود تنہا
[illegible] میں پہنچا، حضور چل دیے۔ میں یہ کیفیت دیکھ کر پھاٹک سے اسٹیشن
[illegible] اور چل کر حضور کے ساتھ ساتھ ہو لیا، اس کے بعد ہم لوگوں نے
[illegible] عرض [illegible] ظاہر کیا کہ حضور چونکہ اپنے آپ کو چھپائے
[illegible] حضرت مہدی میاں صاحب کے لیے تشریف لے گئے
[illegible] سے کسی کو تکلیف کرنی تھی، اس لیے
[illegible] بہاری پور بازار میں یہ نہیں کہتے کہ
[illegible]

تعظیم حجاج و زائرین مدینہ

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے، پہلا سوال یہی ہوتا کہ سرکار میں حاضری دی؟ اگر اثبات میں جواب ملا فوراً ان کے قدم چوم لیتے۔ اور اگر نفی میں جواب ملا، پھر مطلق تخاطب نہ فرماتے۔ نہ التفات فرماتے۔ ایک بار ایک حاجی صاحب حاضر ہوئے، چنانچہ حسب عادت کریمہ یہی مستفسر ہوئے کہ سرکار میں حاضری ہوئی؟ وہ آبدیدہ ہو کر عرض کرتے ہیں۔ ہاں حضور! اور صرف دو روز قیام رہا۔ حضور نے قدمبوسی فرمائی اور ارشاد فرمایا وہاں کی تو سانسیں بھی بہت ہیں۔ آپ نے تو بحمدہ دو دن قیام فرمایا۔

انہیں کا بیان ہے کہ دوران قیام مدینہ منورہ ماہ شوال ۱۳۱۵ھ میں فقیر سے چند ہندی حجاج قیامگاہ پر ملاقات کے لیے تشریف لاتے تھے جن میں مستری غلام نبی صاحب قادری رضوی بریلوی ساکن محلہ مسجد بی بی جی بھی آتے تھے۔ میں نے اعلیٰ حضرت کے تذکرہ کے درمیان جناب صدر الشریعہ مولانا مولوی حاجی مفتی حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب رضوی مدظلہ کی ملازمت حرمین طیبین کا واقعہ بیان کیا کہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ ہنوز تک آمد پر بنفس نفیس رہے۔ اسٹیشن پر تشریف لے گئے تھے کہ ... حضور بڑی شان و شوکت کے ساتھ نعت خوانی کرتا ہوا آستانہ عالیہ پر ... حبیب ... الرحمن خاں صاحب نے ابھی نعت شریف شروع نہیں کی تھی کہ حضور نے

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

پڑھنے کی فرمائش کی۔ جس کو سن کر تمام مجمع عجیب پُرکیف حالت میں تھا۔ اس کے اختتام پر حضرت صدر صاحب ممدوح نے کچھ رقم نکال کر جناب حاجی شاہد علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خو [illegible] مغفرت) کو بغرض شیرینی دی۔ اور مدنی شیب علیہ الرحمہ سے ذکر میلاد پڑھنے کو فرمایا مجمع کافی ہو گیا تھا۔ چنانچہ شیرینی آنے پر قیام ہوا۔ دیر زائد ہو گئی تھی، عوام فاتحہ ہونے سے پہلے ہی جانے پر آمادہ تھے۔ لہذا حضور نے فرمایا نیت پڑھ رہے، یوں ہی تقسیم شروع کر دو۔ (ق ۲۰۹، ۲۱۰)

مزاح وظرافت

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب [illegible] کا بیان ہے۔
ایک مرتبہ حضرت جدی سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ العزیز کے عرس میں مولانا احمد رضا خان صاحب تشریف لائے [illegible] بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے میرے [illegible] سے اس کی ذات پوچھی۔ اس نے جواب دیا ہم پٹھان ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا تو تم ہمارے بھائی ہو۔ انہوں نے [illegible] سے دریافت کیا [illegible] پٹھان ہو؟ چونکہ وہ بیچارہ پڑھا لکھا نہیں تھا واقفی جواب نہ دے سکا [illegible] سے چڑھ گیا۔ اس نے کہا میں کون پٹھان؟ ہم پٹھان ہوں۔ اس پر مولانا نے از راہ مزاح اپنے بھنوئی سے فرمایا کہ یہ آپ کے ساتھی ہیں [illegible] پٹھان بتاتے ہیں تو یہ آپ کی [illegible] آج معلوم ہوا [illegible] ہیں۔

جناب سید [illegible] صاحب کا بیان ہے [illegible] تشریف لا رہے تھے۔ دیکھا کہ [illegible] پانی کا بھرا ہوا کٹورا ایک ڈورے کا سہارا [illegible] اپنے پائے مبارک سے اپنا جوتا اتار کر اس کے [illegible] اسے توڑ دے۔ بھلا وہ کیا کس سے مس کرتا [illegible] میں تشریف لے گئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ جیلانی میاں [illegible] تقریب [illegible]

سے منائی گئی تھی۔ عزیز و اقارب اور شہر کے رؤسا و عمائد و خواص سب شریک تقریب تھے۔ جس مکان میں ختنہ ہونے والا تھا، سب کو وہاں چلنے کے لیے کہا گیا۔ سب لوگ روانہ ہوئے تو کسی نے حضور سے بھی تشریف لے چلنے کے لیے عرض کیا۔ ارشاد فرمایا: میں تو اس موقع پر بھی جاتا نہیں ہوں، اپنی دفعہ میں مجبوری تھی۔ (ق ۳۹،۴۰)

ادبی لطیفے

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے جہاں دوسرے علمی کارنامے حد احصا سے فزوں ہیں، ادبی لطیفے بھی اپنی شان میں خاص جدت رکھتے ہیں۔ اگر سب قلم بند ہو جاتے، تو شائقین ادب کے لیے وہ مجموعہ ایک نایاب تحفہ ہوتا۔ مگر جو کچھ یاد ہیں، لکھے جاتے ہیں۔

کسی آریہ نے اپنے مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی، اور اس کا نام 'آریہ دھرم پرچار' رکھا۔ جب وہ کتاب چھپی تو مصنف نے ایک نسخہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھی ارسال کیا۔ حضرت نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر جگہ جگہ پر نشان کر کے حاشیہ پر لکھا، اور اسی طرح جلی قلم سیاہ روشنائی سے 'پرچار' کے بعد 'حرف' بڑھا دیا۔

(اس طرح کتاب کا نام [illegible] دھرم پرچارک ہو گیا۔ ۱۲ منہ)

ایک رافضی نے اپنے مذہب کی حمایت میں ایک کتاب لکھی، اور اپنی [illegible] دب کا اپنے جانتے اس میں بہت تحقیق کیا، [illegible] نہ دیا۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام 'جنات [illegible]' رکھا، اور ایک تحفہ اعلیٰ حضرت کے پاس بھیجا۔ حضرت نے ملاحظہ فرمانے کے بعد [illegible] سے یہ کتاب [illegible] کی ہے۔ اب جو میں اس کا نام پڑھتا ہوں، تو [illegible] حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا ہے؟ جب غور سے دیکھا تو جنات کے اول 'ان' بڑھا ہوا ہے، اور جنات کو ملا کر 'ان' کا شوشہ غائب ہو گیا۔ دوسرے [illegible] سے اکر سیاہی سے بھر دیا کہ پھول معلوم ہونے لگا [illegible] سے اوپر 'ان' بڑھا دیا، خاصہ 'انسی [illegible] الجن [illegible]' ہو گیا۔

مولوی خرم علی صاحب بلہوری مشہور وہابی ہیں۔ ان کی ایک کتاب مشہور مشرک گر ہے، جس کا نام نصیحة المسلمین ہے۔ یہی باتیں وہی ہیں جو تقویۃ الایمان میں ہیں۔ مطبع والے نے مصنف کا نام اس طرح لکھا ہے خرم علی۔ ہم نے جس زمانے میں حضرت کا کتب خانہ درست کرنا شروع کیا ایک کتاب دیکھی جس کا نام فضیحة المسلمین ہے، اور مصنف کا نام خر[illegible] علی ذلیل بھی [illegible] ہوئی کتاب مذاق کی ہے، اس میں نام کی اصلاح ہے، اور مصنف کا نام بھی ویسا ہی ہے۔ اب جو غور کر کے دیکھتے ہیں تو نصیحة کے نون کو نقطے کے ذریعہ فاء بنا دیا گیا، اور صاد پر نقطہ لگا کر ضاد۔ اس طرح اس کتاب کے نام و مضمون کی قدر ہو گئی ہے، اور مصنف کا نام کاتب نے بد اخلاق خرم کے میم کو [illegible] علی کا [illegible] حضرت نے اس پر اعراب لگا دیا ہے۔

تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی معروف و مشہور کتاب ہے جو شروع سے ختم تک شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے ق کے دو نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ ایک نقطہ معلوم ہونے لگا، اور بجائے تقویۃ الایمان، تفویت الایمان نام بن گیا۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور اقدس ﷺ کی توہین آمیز کتاب کا نام حفظ الایمان رکھا۔ اعلیٰ حضرت نے ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو، اور ح کو خ (کوئی نقطہ [illegible] نقطہ [illegible]) کا تب کا نام خبط الایمان کر دیا۔

[illegible] حضرت نے [illegible] سنت کو زندہ کیا۔

(کیونکہ [illegible] حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین [illegible]

سے زمانہ تک یہاں مسجد [illegible] تھی [illegible] ثابت [illegible] مسجد [illegible]

[illegible]) اور خلاف [illegible]

اصلاح چاہتی [illegible] سنت [illegible] کا خلاف [illegible]

پیش جناب مولانا عبد الغفار خان صاحب رامپوری تھے [illegible]

اپنی [illegible] جس کا مفصل حال ان رسائل سے معلوم [illegible]

مبحث میں تحریر [illegible] اور چھپ [illegible]

خیمہ میں [illegible] عبد الغفار خان صاحب رامپوری [illegible]

رسالہ [illegible] کا نام [illegible] حبل اللّٰه المتین لهدم آثار المبتدعین [illegible]

دائرہ میں اس طرح لکھا حبل اللّٰه المتين

لهــــــــــدم

آثار المبتدعين

[illegible] حضرت [illegible]

عبد الغفار خان صاحب [illegible]

متوجہ ہوئے [illegible] حضرت [illegible] فرماتے [illegible]

سامنے تھے [illegible] لوگوں کا شوق [illegible]

آثار المبتدعين لهدم حبل اللّٰه المتين [illegible]

لکھا جاتا ہے [illegible] پڑھنے کا [illegible]

[illegible] کا نام آثار المبتدعين لهدم حبل اللّٰه المتين [illegible]

جب حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب نے اس رسالہ کا رد لکھا، تو اس میں ان کے رسالہ کا یہی نام تحریر فرمایا۔ اور حاشیہ میں یہی وجہ لکھی۔ جب رسالہ چھپ کر شائع ہوا، اور جناب مولانا عبد الغفار صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا، تو انہوں نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا کہ مولانا کا ظلم دیکھئے میرے رسالہ کا نام انہوں نے **آثار المبتدعین** قرار دیا، اور ہم لوگوں کو مبتدع بنادیا۔ مخلص مولانا مقبول احمد خان صاحب دربھنگوی بہرری سابق مدرس حدیث مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ حال ناظم وصدر مدرس مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: جناب! مبتدع تو پہلے آپ ہی نے ان کو بنایا۔ رسالہ کا نام **حبل اللہ المتین لھدم آثار المبتدعین** رکھا، انہوں نے اس کو لوٹ دیا۔ عطائے تو بلقائے تو، رہا نام کا بدل دینا۔ یہ خود آپ کے مطبع کی غلطی تھی۔ نام دائرہ میں لکھ کر انہوں نے خود اس کا موقع دیا۔ مولانا پر کیا الزام ہے؟۔

فقیر غفرلہ کہتا ہے کہ بعض حضرات جن میں دینی تصلب نہیں، وہ ان ناموں کے تبدیل سے شاید خوش نہ ہوں گے، بلکہ سمجھیں گے کہ نامناسب بات ہوئی۔ [illegible] معلوم ہونا چاہئے کہ برے ناموں کو بدل دینا خود حضور اقدس ﷺ کی عادت [illegible] تھی۔ اور خلاف واقعہ بات سے کون سی بات بری ہوگی۔ خلاف واقعہ نام بالکل اس مصرع کا مصداق ہے:

ع: کار شیطاں می کند نامش ولی

[illegible] رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے خیالات کا آئینہ ایک رسالہ [illegible] سبیل الرشاد نام، مطبع مجتبائی میں طبع ہوا تھا۔

اعلیٰ حضرت کی خدمت میں جب وہ رسالہ آیا، اس کو ملاحظہ فرما کر ٹائٹل پر اس کے نام کے اوپر بڑھا دیا قَالَ فِرْعَوْنُ مَا اُرِیْكُمْ اِلَّا مَا اَرٰى وَمَا اَهْدِيْكُمْ، الآ تو سب مل کر فرعون کا مقولہ ہوگیا، جو سورہ مومن (۲۹/۴۰) میں ہے قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ۔ فرعون بولا، میں تو تمہیں وہی سجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے، اور تمہیں نہیں دکھاتا ہوں مگر سبیل الرشاد۔(ق۵۹،۱۲)

ایک مرتبہ دیوبند سے ایک رسالہ کسی نے بھیج دیا، اس کا نام تھا القاسم اعلیٰ حضرت نے قلم سے وہیں لکھ دیا۔ معدوم یہ قصہ شہر میں مشہور ہو، تو ایک بہت بڑے وہابی نے بڑے تاسف کے ساتھ کہا کہ رسالہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا، اور رکھا گیا تھا، تو اعلیٰ حضرت تک کیوں پہنچایا گیا؟۔(ق ۹۵)

حاضر جوابی

پہلی بھیت میں ایک دعوت میں حضرت محدث صاحب اور اعلیٰ حضرت تشریف فرما تھے۔ دسترخوان بچھانے سے پیشتر میزبان نے آفتابہ وتشت لیا کہ ہاتھ دھلایا جائے۔ حضرت محدث صاحب نے عام عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا کہ:-

> آپ محدث ہیں اور علم بانتے ہیں، آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے، کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے، اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے، تاکہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسرے کے ہاتھ دھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے، اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے ــــ میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کھانے کے بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی۔

مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی کا بیان ہے کہ اس دسترخوان پر میں بھی حاضر تھا۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر حضرت محدث صاحب کا ہاتھ سے طشت کو اپنی طرف کھینچنا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائے جائیں اور اعلیٰ حضرت کا مسکراتے ہوئے یہ فرمانا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف عمل اور آپ کی شان کے خلاف ہے۔ یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو ... لطف تازہ ہو جاتا ہے۔ (... ۲۵)

مولوی اعجاز ولی خاں صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی عمر کا چودھواں سال تھا، افتا کا کام حضرت نے اپنے ذمہ لے لیا تھا کہ ایک شخص رامپور سے حضرت اقدس امام المحققین مولانا نقی علی خاں صاحب ﷫ کی شہرت سن کر بریلی تشریف لائے، اور جناب مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کا فتویٰ، جس پر اکثر علمائی مواہیر و دستخط ثبت تھے، پیش خدمت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کمرہ میں مولوی صاحب ہیں، ان کو دے دیجیے، جواب لکھ دیں گے

وہ کمرہ میں گئے اور آ کر عرض کیا کہ کمرہ میں مولوی صاحب نہیں ہیں، فقط ایک صاحبزادہ صاحب ہیں۔

فرمایا انہیں کو دے دیجیے، وہ لکھ دیں گے۔

انہوں نے کہا حضور میں تو جناب کا شہرہ سن کر آیا تھا۔

حضرت نے فرمایا آجکل وہی فتویٰ لکھا کرتے ہیں، انہیں کو دے دیجیے ——— اعلیٰ حضرت نے جو اس فتویٰ کو دیکھا تو ٹھیک نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت نے اس جواب کے خلاف جواب تحریر فرمایا اور اپنے والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش فرمایا۔ حضرت نے اس کی تصدیق و تصویب فرما دی۔

پھر وہ صاحب اس فتویٰ کو دوسرے علماء کے پاس لے گئے۔ ان لوگوں نے حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب کی شہرت دیکھ کر اس کے فتویٰ کی تصدیق کی۔

جب والی رامپور نواب کلب علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں وہ فتویٰ پہنچا۔ آپ نے شروع سے اخیر تک اس فتویٰ کو پڑھا،

اور تمام لوگوں کی تصدیقات دیکھیں۔ دیکھا کہ سب علماء کی ایک رائے ہے صرف بریلی کے دو عالموں نے اختلاف کیا ہے، حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب کو یاد فرمایا۔ حضرت تشریف لائے، نواب صاحب نے فتویٰ ان کی خدمت میں پیش فرمایا۔

حضرت مولانا کی دیانت اور انصاف پسندی دیکھیے کہ صاف فرمایا: فی الحقیقۃ وہی حکم صحیح ہے، جو ان دو صاحبوں نے لکھا۔ نواب صاحب نے پوچھا: پھر اتنے علما نے آپ کے فتویٰ کی تصدیق کس طرح کی؟ فرمایا. ان لوگوں نے مجھ پر اعتماد میری شہرت کی وجہ سے کیا؛ اور میرے فتویٰ کی تصدیق کی، ورنہ حق وہی ہے، جو انہوں نے لکھا ہے ——— یہ سن کر نواب صاحب کو اعلیٰ حضرت کی ملاقات کا شوق ہوا۔ (ق ۳۳،۳۴)( )

جناب شیخ افضل حسین صاحب اعلیٰ حضرت کے خسر افسر ڈاکخانہ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ ان سے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں، یہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کون شخص ہیں؟

جناب شیخ صاحب موصوف نے فرمایا. وہ حضور کا عزیز ہے۔ جناب شیخ صاحب موصوف ریاست رامپور میں گورنمنٹ کی طرف سے ڈاکخانہ میں ملازم تھے، اور نواب صاحب اور ریاست کے بہت ہمدرد تھے۔ جس کی وجہ سے نواب صاحب کے دل میں ان کی بڑی وقعت تھی۔ جب نواب صاحب کو معلوم ہوا کہ مفتی مولانا احمد رضا خاں صاحب شیخ صاحب کے خویش ہیں، اور مصدق جناب مولانا نقی علی خاں صاحب شیخ صاحب کے سمدھی ہیں۔ تو نواب صاحب نے فرمایا

کہ آپ اپنے خویش کو بلوایئے، ہم ان کو دیکھنا چاہتے ہیں —— چنانچہ حسب طلب و دعوتِ جناب شیخ صاحب، اعلیٰ حضرت قبلہ رامپور تشریف لے گئے۔ جناب شیخ صاحب اپنے ساتھ نواب صاحب کے یہاں اعلیٰ حضرت کو لے کر گئے۔

جس وقت اعلیٰ حضرت نواب صاحب کے یہاں پہنچے۔ چونکہ دبلے پتلے تھے۔ نواب صاحب نے دیکھ کر بہت تعجب کیا، اور اپنے ساتھ پلنگڑی پر بٹھالیا، اور بہت لطف و محبت سے باتیں کرنے لگے۔ اسی درمیان میں نواب صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ ماشاء اللہ آپ فقہ و دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں، بہتر ہو کہ مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی سے منطق کی اونچی کتابیں پڑھ لیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ جناب والد ماجد صاحب نے اجازت دی تو تعمیل ارشاد کی جائے گی —— اتفاق وقت کہ اسی درمیان میں جناب مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی بھی تشریف لے آئے۔ نواب صاحب نے اعلیٰ حضرت کا ان سے تعارف کرایا، اور اپنی رائے کا اظہار فرمایا۔

جس طرح بعض متمول صاحب صرف مالدار ہی نہیں ہوتے بلکہ مال ان کے سر پر سوار رہتا ہے۔ اسی طرح بعض علما بھی صرف عالم ہی نہیں ہوتے، بلکہ علم ان کے سر پر سوار رہتا ہے۔ ایسے لوگ دوسرے عالم کی کوئی وقعت و عزت کرنی جانتے ہی نہیں۔ بلکہ دوسرے کی شان میں بلاوجہ توہین و تحقیر آمیز کلمات و الفاظ استعمال کرنا شان علم خیال کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت سے علامہ خیرآبادی نے دریافت کیا —— منطق کی

کتاب کہاں تک پڑھی ہے؟

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ـــــــ قاضی مبارک!

یہ سن کر علامہ خیرآبادی نے دریافت کیا ـــــــ تہذیب پڑھ چکے ہیں؟

جس دماغ و روشن ضمیری سے مولانا نے یہ سوال کیا، اسی انداز پر جواب دیا گیا ـــــــ آپ کے یہاں قاضی مبارک کے بعد تہذیب پڑھائی جاتی ہے؟

یہ جواب سن کر مولانا نے خیال فرمایا کہ ہاں یہ بھی کوئی شخص ہے، اس لیے اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسرا سوال کیا ـــــــ بریلی میں آپ کا کیا شغل ہے؟

فرمایا ـــــــ تدریس، افتا، تصنیف۔

فرمایا ـــــــ کس فن میں تصنیف کرتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ـــــــ جس مسئلہ دینیہ میں ضرورت دیکھی اور رد وہابیہ میں۔

علامہ خیرآبادی مرحوم سنی تھے، مگر سنی گر نہ تھے۔ خصوصی حمایت دین کا ذوق شوق وہ دوسروں میں نہ رکھتے تھے، فرمایا ـــــــ آپ بھی رد وہابیہ کرتے ہیں؟ ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اسی خبط میں مبتلا رہتا ہے۔ یہاں حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی کی طرف اشارہ تھا۔

تاج الفحول کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا علامہ خیرآبادی کو زیبا تھی یا نہیں؟ یہ [illegible] ممکن ہے۔ دونوں میں بے تکلفی اور آپس کی محبت [illegible] حضرت تاج الفحول [illegible] علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

کے شاگرد رشید اور علامہ عبدالحق صاحب مرحوم کے استاد بھائی، رفیق اور ساتھی تھے۔ لیکن اعلیٰ حضرت ان کی نہایت ذہانت وذکاوت مفسدین کی وجہ سے بہت عزت کرتے تھے۔ اس لفظ کو سن کر بہت سنجیدہ ہوئے اور فرمایا ـــــ جناب والا! سب سے پہلے وہابیہ کا رد حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور کے والد ماجد نے کیا۔ اور تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ مستقل کتاب مولوی اسمٰعیل کے رد میں تصنیف فرمائی۔

یہ سن کر مولانا عبدالحق صاحب نے فرمایا ـــــ اگر یہی حالت جوابی میرے مقابلہ میں رہی تو مجھ سے پڑھنا نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ـــــ آپ کی باتیں سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا کہ جس شخص سے منطق پڑھنی اپنے علماء اہلسنت، حامیان سنت کی توہین وتحقیر سننی ہوئی۔ اس وقت پڑھنے کا نہیں بلکہ ان سے [illegible] تب حضور کی بات کا ایسا جواب دیا۔

اس کے بعد چند دنوں رامپور میں قیام فرمایا، اور جناب مولانا عبدالعلی صاحب بیاتی سے شرح چغمینی پڑھی۔ (۱۴) پھر وطن واپس تشریف لے [illegible]

قوت حافظہ

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہ رمضان شریف میں اعلیٰ حضرت کی مسجد میں اعتکاف کیا۔ میں نے سحر کے وقت قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کی۔ حضرت آرام فرما رہے تھے، مگر بیدار تھے۔ مجھے وہ غلطی بتائی۔ میں نے دوبارہ پڑھا۔ فرمایا۔ اب مجھ سے سنو! وہی رکوع پڑھا۔ کچھ دیر کے بعد صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا کوئی رکوع ایک بار پڑھ کر مجھے سنادیں، دوبارہ مجھ سے سن لیں۔ بس ایک ترتیب ذہن نشیں کرلینا ہے۔ اور اسی روز سے دور شروع فرمادیا۔ جس کا وقت غالباً عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا۔ اس لیے کہ پہلے روز کاشانہ اقدس سے آتے وقت سورۂ بقرہ شریف تلاوت میں تھی۔ اور تیسرے روز تیسرا پارہ قراءت میں تھا، جس سے پتہ چلا کہ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ سننے میں آیا۔ چنانچہ آئندہ ایک موقع پر اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔ الفاظ ارشاد عالی کے یاد نہیں ہیں۔ مگر کچھ اسی طرح فرمایا کہ بحمد اللہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کرلیا، اور یہ اس لیے کہ ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ثابت ہو۔

مولوی محمد حسین میرٹھی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ میرٹھ سے بریلی گیا۔

معلوم ہوا طبیعت ناساز ہے، ڈاکٹروں نے ملنے اور باتیں کرنے کو منع کر دیا ہے، اس وجہ سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں مقیم ہیں، اور وہاں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر چونکہ مجھ سے لوگ واقف تھے، مجھے پتا بتا دیا۔ جب میں پہونچا تو دیکھا کہ کوٹھی کا دروازہ بند ہے، دستک دینے پر ایک صاحب آئے اور نام پوچھ کر اندر اطلاع کو گئے۔ جب وہاں سے اجازت ملی، تب آکر دروازہ کھولا۔ دیکھا بڑا مکان ہے، اور صرف دو ایک آدمی ہیں۔ نماز پڑھ کر حضرت اپنے پلنگ پر رونق افروز ہوئے، ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے بعد کو چار صاحب پہونچے۔

① مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب۔
② صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب۔
③ جناب مولوی حشمت علی خان صاحب۔
④ ایک اور کوئی صاحب۔

یہ چاروں صاحب حضرت کے پلنگ کے پاس جو کرسیاں تھیں، ان پر بیٹھ گئے۔ اعلیٰ حضرت نے ایک گڈی خطوط کی مولانا امجد علی صاحب کو دے کر فرمایا: آج کتنے خط آئے تھے، ایک میں نے تھوڑا دیکھا ہے۔ یہ اکتیس گن لیجئے۔ انہوں نے اکتیس گن کر ایک لفافہ کھولا، جس میں کئی ورق پر چند سوالات تھے۔ وہ سب سنائے۔ حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرما دیا۔ وہ لکھنے لگے، وہ لکھ کر عرض کی حضور! حضرت نے اس کے آگے کا ایک فقرہ فرمایا۔ وہ لکھ کر پھر حضور! کہتے۔ وہ مسلسل اس کے آگے کا فقرہ فرما دیا کرتے۔ اور دوسرے صاحب نے حضور کے درمیان میں اپنا خط سنانا شروع کیا۔ جب یہ حضور! کہتے وہ دوسرے صاحب

اور جب یہ فقرہ [illegible] کر لیتے تھے، تو وہ اپنا خط سنانے لگتے۔ اسی طرح انہوں نے [illegible]

[illegible] ان [illegible] کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ مناسب تھا، وہ ارشاد

فرمایا۔ جب دونوں صاحب اپنا اپنا فقرہ ختم کرنے کے بعد حضور [illegible]

[illegible] میں ان دو حضرات سے جتنا وقت

[illegible] میں تیسرے صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کیا۔ اور اسی طرح ختم

[illegible] شروع کیا۔ اب چوتھے صاحب نے ان تینوں حضرات [illegible]

[illegible] شروع کیا۔ اور اسی طرح ختم کر کے جواب

[illegible] گیا۔ اور ایک صاحب جو میرے

[illegible] پوچھے، جنہیں سن کر مجھے بہت ملال

[illegible] کچھ خیال نہیں۔ مگر

حضرت نے [illegible] اور بہت اطمینان سے ان کو بھی [illegible]

[illegible] نہیں دیکھی) اسی طرح وہ انتیس خط

[illegible]

[illegible] حضرت نے [illegible] شب کو اپنے ہاتھ سے تحریر

[illegible] تھے۔ اور اس قدر

[illegible] حضرت کے ایک دن کے لکھے کو نقل کر

[illegible]

[illegible] جب دارالافتاء میں کام

[illegible] ایک واقعہ

سامنے آتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہو جاتے۔ ان حاضر جوابیوں میں حیرت میں ڈال دینے والے واقعات وہ ہیں جن میں حاضر جوابی تھی جس کی مثال کسی بھی نہیں کی۔ مثلاً استفتا آیا دار الافتاء میں کام کرنے والوں نے پوچھا ایسا معلوم ہوا کہ اس قسم کا حال دریافت کیا گیا اور جب ہم اس شکل میں نظر کرتے ہیں تو مشکل سوال سامنے آتے مشتبہ کرنا پڑتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا جناب نے ختم سے متعلق ارشاد کیا ہے، اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں؟ فرمایا: یہ تو بڑا پرانا سوال ہے۔ ابن ہمام نے فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں، ابن عابدین نے رد المحتار کی فلاں جلد و فلاں صفحہ پر، فتاوی ہندیہ میں، خیریہ میں، یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے۔ اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں۔ اس خداداد فضل و کمال نے علماء کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں مولانا سید محمد صاحب نے فن حساب کی تکمیل حضرت سے کی تھی، وہ ایسے مسائل کا حساب بالکل آسانی سے کرتے تھے، لہذا یہ مناسخہ انہیں دے دیا گیا۔ مولانا سید محمد صاحب کا بیان ہے کہ ان کا سارا دن اسی مناسخہ کے حل میں لگ گیا۔ شام کو اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ کے مطابق جب بعد نماز عصر پھاٹک میں نشست ہوئی اور فتوے پیش کیے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بند کیا ہوا جواب اس امید کے ساتھ پیش کیا کہ آج اعلیٰ حضرت سے داد لوں گا۔ پہلے استفتا سنایا۔

فلاں مرا، وہ اتنے وارث چھوڑے، اور پھر فلاں مرا، اور اتنے
چھوڑے۔ غرض پندرہ موت واقع ہونے کے بعد زندوں پر ان کے
حق شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا۔ مرنے والے تو پندرہ تھے، مگر
زندہ وارث کی تعداد پچاس سے اوپر تھی۔ استفتا ختم ہوا کہ اعلیٰ حضرت
نے فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا، فلاں کو اتنا حصہ دیا۔

اس وقت کا یہ حال دنیا کی کوئی لغت ظاہر نہیں کر سکتی۔ علوم اور معارف
کی یہ غیر معمولی حاضر جوابیاں جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آئی۔ (ق ۶۵، ۲۶)

مولوی محمد حسین میرٹھی کا بیان ہے کہ میرے بریلی قیام کے زمانہ میں حضرت
کا ماء الجبن ہوا۔ جس میں بیس مسہل ہوتے ہیں۔ مگر کام مسلسل جاری رہا۔ عزیزوں
نے یہ دیکھ کر منع کیا، مگر نہ مانے۔ انھوں نے طبیب صاحب سے کہا کہ مسہل کے دن
بھی برابر لکھتے ہیں، اور قریب بیس مسہل ہوں گے۔ آنکھوں کو نقصان پہونچنے کا
اندیشہ ہے۔ طبیب صاحب نے بہت سمجھایا تو یہ ارشاد فرمایا: اچھا مسہل کے دن میں
خود نہیں لکھوں گا، دوسروں سے لکھوایا کروں گا، اور غیر مسہل کے دن میں خود لکھوں
گا۔ طبیب صاحب نے کہا۔ اس کو غنیمت سمجھو۔ اس کا یہ انتظام کیا گیا کہ ایک مکان
میں چند الماریاں لگا کر ان میں کتابیں رکھ دی گئیں۔ مسہل کے دن حضرت اس
مکان میں تشریف لے گئے، اور صرف دن میں، دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب جو فتوی
آتا تو حضرت اس کا مضمون لکھا کر مجھ سے فرماتے کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال
لو۔ شامی کتابیں ساری کی ساری کئی جلدوں میں تھیں، مجھ سے فرماتے، اتنے صفحے
الٹ دو، وہ صفحہ اس میں اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع ہوتا ہے، اسے نقل کردو۔

میں وہ فقرہ دیکھ کر پورا مضمون لکھتے، اور سخت متحیر ہوتا کہ وہ کون سا وقت ملا تھا کہ جس میں صفحہ اور سطر گن گن کر رکھے گئے تھے۔ غرضیکہ ان کا حافظہ اور دماغی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت استاذی مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ کے مہمان ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں **عقود الدرية فى تنقيح الفتاوى الحامديه** کا ذکر نکلا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا میرے کتب خانہ میں ہے۔ اتفاق وقت باوجودیکہ اعلیٰ حضرت کے کتب خانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا، اور ہر سال معقول رقم کی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت تک عقود الدریہ منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے، جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجیے گا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا، اور کتاب کر دینی ضروری ہے، مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجیے گا۔ اس لیے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں۔ میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں، جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اچھا۔ اعلیٰ حضرت کا قصد اسی دن واپسی کا تھا، مگر اعلیٰ حضرت کے ایک جاں نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی، اس وجہ سے رک جانا پڑا۔ شب کو اعلیٰ حضرت نے عقود الدریہ کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی، ملاحظہ فرمایا۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر گاڑی کا وقت تھا۔ بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا۔

جب اسباب درست کیا جانے لگا تو عقود الدریہ کو بجائے سامان میں رکھنے کے فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ۔ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لے جانے کا تھا، واپس کیوں فرما رہے ہیں؟ لیکن کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت محدث سورتی صاحب کی خدمت میں میں نے حاضر کیا، وہ اعلیٰ حضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک ساتھ جانے کے لیے زنانہ مکان سے تشریف لا ہی رہے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا۔ فرمایا: (تم کتاب لیے میرے ساتھ چلو) میں اس کتاب کو لیے ہوئے حضرت محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا۔ حضرت محدث صاحب نے (اعلیٰ حضرت سے) فرمایا کہ میرے اس کہنے کو "جب ملاحظہ فرما لیں تو بھیج دیجیے گا" ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا۔ فرمایا: قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا، اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا۔ لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی۔ اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا: بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو ان شاء اللہ عمر بھر کے لیے محفوظ

[illegible]

تبحر علمی

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار بزمانہ عرس حضرت جدی شاہ برکت اللہ قدس سرہ درگاہ معلٰی میں، میاں جی صاحب کے مکتب کے متصل کوٹھری میں، جہاں ہماری ہمشیرہ والدہ مسعود حسن کی اب قبر ہے، مولانا تشریف فرما تھے۔ ہم نے مولانا عبد المجید صاحب بدایونی کا شجرہ عربی درود شریف میں دکھایا، اور کہا کہ ہمارا شجرہ بھی عربی میں درود شریف میں لکھ دیجیے۔ اسی وقت میاں صاحب بھائی مرحوم سے قلم دوات لے کر قلم برداشتہ بغیر کوئی مسودہ کیے ہوئے، ہمارے وظیفہ کی کتاب پر نہایت خوشخط [illegible] کے مرصع و مسجع صیغہ درود شریف میں شجرۂ قادریہ برکاتیہ جدیدہ تحریر فرمایا اور پھر اسے حضرت میاں صاحب بھائی کی کتاب پر بھی نقل فرمایا۔

فقیر جامع حالات غفرلہ کہتا ہے کہ یہ شجرہ [illegible] کے ضمن میں جہاں شجرۂ طیبہ کا ذکر ہے، ثبت ہے۔ یہ تحریر [illegible] جمعہ کا ہے۔

جناب عبد الرحیم خان صاحب قادری رضوی [illegible] جس زمانہ میں میں دہلی میں تھا، حضرت مولانا شاہ [illegible] خدمت میں حاضر ہو کرتا تھا۔ ایک دن اعلیٰ حضرت [illegible] فرمایا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کی وہ ہستی ہے کہ [illegible] ہیں۔ علمی تبحر کا کمال یہ ہے کہ کوئی کتاب تصنیف فرمائیں اور چار [illegible] جائیں، تو جس قدر وہ تصنیف فرمائیں گے، یہ چاروں حضرات [illegible]

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کا حسن ادب بارگاہ رسالت میں اس قدر تھا کہ ایک درود میں لفظ حسین وزاہد تھا۔ آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے نقل کرنا بھی پسند نہیں کیا۔ بلکہ نہایت لطافت کے ساتھ اسے وہاں اس طرح استعمال فرمایا ہے کہ یہی صیغہ تصغیر حضور اقدس ﷺ کی عظمت شان ظاہر کر رہا ہے۔

جامع حالات غفرلہ کہتا ہے کہ درود شریف کی عبارت یہ ہے۔ **اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا محمد ن المصطفیٰ رفیع الشان، المرتضی علی الشان، الذی رجیل من امته خیر من رجال السابقین وحسین فی زمرته حسن من کذا وکذا (۱)، حسنا من السابقین**

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ مولانا کو علم تکسیر کی تشویق وتحریک کا سبب میں ہوا۔ اس کے بہت تذکرے کرتا، کتابیں دیکھتا، ایک بار کسی خاندانی کتاب میں ایک نیا وفق 'سپر مرتضوی' نظر سے گذرا مولانا کو بھی دکھایا، اس کے قواعد کی شرح وتوضیح میں کچھ گفتگو رہی۔ مولانا نے وہ کتاب رکھ لی، اور ایک دو روز کے بعد ایک مفصل رسالہ میں اس وفق کے بہت سے طور اور اس کے لیے کئی ضابطے کا یہ مفصل وشرح (رسالہ) تحریر فرما کر مجھے دیا جو میرے پاس بفضلہ تعالیٰ اس وقت بھی محفوظ ہے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ اس رسالہ کی نقل فن تکسیر میں مہارت کے بیان میں ہوگی۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں،

اور اعلیٰ حضرت کی خداداد قابلیت وجامعیت کا اندازہ کریں۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔**

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے ایک بار کسی نماز کی دو رکعتوں میں آخر سورہ کی چند آیتیں پڑھیں۔ بعد ختم نماز کے میں نے کہا کہ مولانا یہ مکروہ ہے۔ اس وقت خاموش رہے، پھر فرمایا بے شک فلاں کتاب میں یہ صورت مکروہ ہے۔ مگر فلاں فلاں معتمد نے اسے جائز غیر مکروہ بتایا ہے۔ کتابوں کے نام موصوف نے بتائے تھے، مجھے یاد نہ رہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بریلوی ثم میرٹھی کا بیان ہے کہ میرٹھ کے ایک بہت بڑے رئیس اور بڑے دیندار، جنہوں نے کئی حج کیے جناب حاجی علاء الدین صاحب نے اپنی کوٹھی میں پاخانہ بنایا، اور اس کی دیوار جو کوٹھی میں مسجد کی جانب تھی، دیوار بلند کی۔ بعدہ یہ خیال ہوا کہ یہ دیوار کہیں مسجد کی نہ ہو۔ یہاں کے علماء سے تحقیقات کے بعد مجھ سے فرمایا۔ میں اعلیٰ حضرت سے اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ان کا تعارف نہیں ہے۔ آپ میرے ہمراہ چلیے۔ میں ان کے ہمراہ بریلی گیا، وہ اسٹیشن پر ایک ہوٹل میں مقیم ہوئے۔ اور شب کو وہاں سے حاضر ہوئے۔ حضرت بعد عشاء کچھ دیر تشریف رکھتے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ آپ کے خطوط آتے ہیں، ان میں ٹکٹ زیادہ لگے ہوتے ہیں۔ حالانکہ (۱۰) میں لفافہ آتا ہے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ حضور ہمارے ٹکٹ تو عام لوگوں کے خطوط میں لگائے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ بلا ضرورت روپیہ ضائع کیسا؟ حاجی صاحب نے تسلیم کیا اور چھوڑنے کا وعدہ کیا۔ پھر حاجی صاحب نے

ایک مسئلہ ہیئت کا دریافت کیا۔ فرمایا ان سبھوں میں جو سب سے پہلی قسم ہے، اس کی بیس قسمیں ہیں۔ پہلی کا نام یہ ہے، دوسری کا نام یہ، تیسری کا یہ، اسی طرح بیسوں کا نام نمبروار بتایا۔ پھر فرمایا ان بیس میں جو سب سے پہلے ہے، اس کی چالیس قسمیں ہیں۔ اتنا سن کر حاجی صاحب نے عرض کیا، میں سب کو معلوم نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس ترتیب سے بتانے پر اس قدر حیرت ہوتی ہے کہ گویا یہی مسئلہ ملاحظہ فرما کر تشریف لائے تھے۔ پھر مسجد کی دیوار کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا کہ اس دیوار میں کوٹھی کی جانب طاق ہیں، یا مسجد کی جانب؟ حاجی صاحب نے فرمایا: کوٹھی کی طرف۔ فرمایا کہ یہ دیوار کوٹھی کی ہے۔ مگر اس پر دیوار بلند کرنے میں مسجد کے منارے دب گئے ہوں گے، ان کو بلند کرنا چاہئے۔ چنانچہ حاجی صاحب نے آتے ہی بلند کرا دیئے۔ (ق ۳۰)

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار امام اہل سنت مسلم الثبوت مطالعہ فرما رہے تھے کہ حضرت کے والد ماجد صاحب کا تحریر کیا ہوا اعتراض و جواب نظر پڑا۔ جو کہ مولانا [illegible] صاحب نے صاحب مسلم الثبوت پر کیا تھا، اور اس کا جواب دیا تھا۔ امام اہل سنت نے اس اعتراض کو دفع فرمایا اور متن کی تحقیق فرمائی کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ تھا۔ جب پڑھنے کے [illegible] حضرت [illegible] والد ماجد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو حضرت کی نظر امام اہل سنت کے حاشیہ پر پڑی۔ [illegible] مسرت ہوئی کہ اٹھ کر سینے سے لگا لیا [illegible] احمد رضا! تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو، بلکہ تم مجھ کو پڑھاتے ہو۔ [illegible] حضرت [illegible] مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے

فرمایا کہ آپ کا شاگرد احمد رضا مجھ سے پڑھتا نہیں، بلکہ مجھ کو پڑھاتا ہے۔ (ق-۱۳)

جامع حالات فقیہ ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے۔ مسلم الثبوت کا قلمی نسخہ مُعَرّیٰ، جسے اعلیٰ حضرت نے اپنے پڑھنے کے زمانہ میں محشی کیا تھا۔ اس پر کہیں کہیں اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کا بھی حاشیہ تھا۔ ۱۳۲۴ھ میں جب میں اپنے استاد محترم جناب مولانا سید بشیر احمد صاحب علی گڈھی تلمیذ رشید حضرت استاذ الاساتذہ مولانا لطف اللہ صاحب علی گڈھی سے مسلم الثبوت پڑھتا تھا، میرے مطالعہ میں رہتا تھا۔ حالانکہ اس زمانہ میں مسلم الثبوت محشی مطبع مجتبائی دہلی کے علاوہ شرح مسلم الثبوت علامہ بحر العلوم مسمّٰی بہ فواتح الرحموت وشرح مسلم علامہ عبد الحق خیرآبادی وشرح مسلم مولانا [illegible] حسن مسمّٰی بہ کشف المبہم بھی تھی، بلکہ ان سب سے مزید مجموعہ مطبوعہ مصر مختصر علامہ ابن حاجب اور اس کی شرح عضدیہ مع حواشی ہروی وغیرہ کہ اسی زمانہ میں چھپی تھی، جو اصل اور ماخذ مسلم الثبوت ہے، یہ سب کتابیں میرے مطالعہ میں تھیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے حاشیہ مبارک کی شان ہی کچھ اور تھی۔ اسی طرح میرے بخاری شریف پڑھنے کے زمانہ میں مصری بخاری محشی بحاشیہ سندھی کے علاوہ جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کے تحشیہ والی بخاری، بلکہ شروح بخاری مثل عینی، فتح الباری، ارشاد الساری، سب کتابیں تھیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی وہ قلمی بخاری شریف جس میں اعلیٰ حضرت نے پڑھا تھا، اور اپنے پڑھنے کے زمانہ میں معرّیٰ سے محشی کیا تھا۔ اس کے مضامین وافادات ونکات کی لطافت کا رنگ ہی کچھ اور تھا

اور پھر لطف یہ کہ جو کچھ تحریر فرمایا تھا، سب ذہن رسا کی جودت وجدت تھی۔ عام محشین کی طرح نہیں، کہ عنایہ، بنایہ، نہایہ، کفایہ، فتح القدیر وغیرہ سے ہدایہ، شرح وقایہ (پر) حاشیہ لکھ ڈالا۔ اگرچہ یہ خدمت بھی بہت ہی قابل ستائش اور طلبہ ومدرسین کی بہت شکر گزاری کا باعث ہے، مگر ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مجھے شیر بیشہ اہل سنت، ناصر دین وملت، سیف اللہ المسلول مولانا ابو الوقت شاہ محمد ہدایت الرسول صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مقولہ نہیں بھولتا، بلکہ ہر وقت یاد آتا ہے۔ جب میں نے اعلی حضرت، اور بعض معاصرین اعلی حضرت محشی کتب کثیرہ درسیہ میں فرق دریافت کیا تھا۔ فرمایا میاں ان دونوں کا کیا مقابلہ؟ اعلی حضرت کے حواشی خود ان کے افاضات وافادات ہوتے ہیں۔ اور ان کی مثال وہی ہے جیسے بنیا کیا کرے اس کوٹھی کا دھان اس کوٹھی میں، اس کوٹھی کا دھان اس کوٹھی میں۔ کسی کتاب کی چند شرحیں، چند حواشی آگے رکھ کر کچھ اس سے، کچھ اس سے لے کر ایک شرح لکھ ڈالی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضور پھاٹک میں تشریف فرما ہیں، حاضرین کا مجمع ہے، لوگ مسائل پوچھتے جاتے ہیں، حضور جواب دیتے جا رہے ہیں۔ اس وقت جناب سید محمود خان صاحب قادری برکاتی [illegible] علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں۔ حضور! میں دیکھتا ہوں کہ ہر مسئلہ کا جواب حضور نوک زبان پر ہے، کبھی کسی مسئلہ کی نسبت حضور کو یہ فرماتے نہ سنا کہ کتاب دیکھ کر جواب دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضور کسی قدر آبدیدہ ہوئے، اور ارشاد فرمایا۔ سید صاحب! قبر میں [illegible] ہر مسئلہ کی نسبت سوال ہوگا کہ اس میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟

تو وہاں کتابیں کہاں سے لاؤں گا۔ (ق۔۳، ۳۹)

ریاضی دانی : مولوی محمد حسین صاحب بریلوی ثم المیرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے وائس چانسلر، جنھوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں تعلیم پائی تھی، اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا، اور ہندوستان میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتباہ ہوا، ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا۔ چونکہ صاحب حیثیت تھے اور علم کے شائق، اس لیے قصد کیا کہ جرمن جاکر اس کو حل کریں۔ حسن اتفاق سے جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ بریلی جاکر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے دریافت کیجیے، وہ ضرور حل کر دیں گے۔ ان صاحب نے کہا: مولانا! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ میں جہاں تعلیم پاکر آیا ہوں، وہاں حل نہیں کر سکا؛ اور آپ ان صاحب کا نام لیتے ہیں جو نہ کہیں گئے اور نہ کسی کالج میں بھی تعلیم حاصل کی۔ بھلا ان سے کیا معلوم ہو سکتا ہے؟ دو چار دن کے بعد مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ان کو پریشان دیکھ کر پھر یہی مشورہ دیا۔ پھر ان صاحب نے وہی جواب دیا، اور سفر یورپ کا سامان شروع کر دیا۔ مولانا موصوف نے پھر ان سے فرمایا، تو غصہ بھرے لہجہ میں کہا کہ مولانا! آخر کیا بھی کوئی چیز ہے، آپ مجھ کو کیا رائے دیتے ہیں؟ اس پر مولانا نے فرمایا آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟ اتنے بڑے سفر کے مقابلے میں بریلی جانا تو کوئی چیز نہیں۔ سیدھی گاڑی جاتی ہے، کے گھنٹے کا سفر ہے؟ آپ ہو تو آئیے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کا زمانہ ہے یعنی ۱۳۲۹ھ کے قبل، ایک مرتبہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے علم المربعات کا ایک سوال اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں شائع کیا کہ کوئی ریاضی دان صاحب اس کا جواب دیں۔ اخبار دبدبہ سکندری اعلیٰ حضرت کے یہاں آتا تھا، اور مدیران اخبار مذکور کو جو خلوص وعقیدت اعلیٰ حضرت اور ان کے وابستگان کے ساتھ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب تک ضرور آتا ہوگا۔ خیر! بہر کیف اعلیٰ حضرت نے جب اس سوال کو ملاحظہ فرمایا تو اس کا جواب تحریر فرمایا، اور ساتھ ساتھ اسی فن کا ایک سوال بھی جواب کے لیے تحریر فرمایا، اور مجھے حکم ہوا کہ اس کی ایک نقل رکھ لی جائے۔ میں اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کا رسالہ الموہبات فی المربعات نقل کر رہا تھا، اس لیے کچھ دلچسپی تھی۔ جب وہ جواب اور یہ سوال اخبار میں چھپا، تو ڈاکٹر صاحب موصوف کی نظر سے گزرا۔ ان کو حیرت ہوئی کہ ایک عالم دین بھی اس علم کو جانتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس کا جواب اخبار دبدبہ سکندری میں چھپوایا۔ اتفاق وقت کہ وہ جواب غلط تھا، اعلیٰ حضرت نے اس کی تغلیط کی۔ متحیر تو ڈاکٹر صاحب پہلے ہی تھے، اب ان کو سخت تعجب ہوا کہ ایک عالم دین صرف جانتا ہی نہیں [illegible] میں کمال رکھتا ہے۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کو اعلیٰ حضرت سے [illegible] ہوا، اور [illegible] اپنے احباب کے حلقہ میں اس کا تذکرہ [illegible] ۔ وہ بہت ہی سخت مولوی ہیں۔ اور آپ [illegible] بات بھی نہ کریں گے۔

لیکن انہوں نے اپنا ارادہ نہ بدلا اور جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری سے (کہ بڑے زبردست سنی اور اعلیٰ حضرت کے ہم خیال ، ہم عقیدہ تھے اور اس زمانہ میں وہاں پروفیسر دینیات تھے) مشورہ کیا۔ انھوں نے بہت زبردست طریقہ سے نہ صرف مشورہ دیا ، بلکہ بہت زور دیا ، اور فرمایا کہ ضرور جائیے۔ مخالفین نے اعلیٰ حضرت کو مشہور کر رکھا ہے کہ وہ بہت سخت ہیں ، تیز مزاج ہیں۔ آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے ، اور ان کا اخلاق دیکھ کر تعجب کریں گے۔ یہ مشورہ دے کر ایک خط احتیاطاً حضرت صاحبزادہ اکبر مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب حجۃ الاسلام کے نام لکھ دیا کہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب ایک مسئلہ ریاضی کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ ان کی حسب شان خاطر داری ہونی چاہیے۔ جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کا خیال تھا کہ جب اس غرض سے جاتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کے یہاں ٹھہریں گے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ سر موصوف ریاضی میں نصاریٰ تیسری قوت سے زیادہ کا سوال حل کرنے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ [illegible] بھی اسی قدر واقفیت تھی ، مگر حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جس قوت تک [illegible] حل کر دوں گا۔ اس کے بعد مجھے اور برادرم قناعت علی [illegible] چار مثالیں بھی حل کرا دیں۔

اس کے بعد ہی ایک خط جناب سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج کا حضور کی خدمت میں بدیں مضمون آیا کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو ریاضی میں تقریباً ہندوستان کی [illegible]

حاصل کیے ہوئے ہیں، عرصہ سے حضور کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ چونکہ ایک
جنٹلمین انگریزی وضع قطع کے آدمی ہیں، اس لیے آتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ مگر
اب میرے کہنے اور اپنے اشتیاق ملاقات سے آمادگی ظاہر کی ہے۔ قیام نواب
ضمیر احمد صاحب کے بنگلہ پر ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ پہنچیں، تو انھیں باریابی کا موقع دیا
جائے۔ حضور نے مولانا صاحب کو جواب دیا کہ وہ بلا تکلف تشریف لے آئیں۔
فقیر منتظر رہے گا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بدایونی مقدمہ چل رہا تھا۔ دو چار روز کے بعد
ڈاکٹر صاحب نے نواب صاحب کے بنگلہ سے اطلاع کی کہ میں پانچ بجے حاضر
خدمت ہوں گا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر موٹر آ گئی، ہم دونوں اس وقت موجود تھے۔
ڈاکٹر صاحب کو اندر بلایا گیا۔ نماز عصر ہونے والی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے
بھی وضو کیا، اور موزوں پر مسح کیا، مگر نماز پڑھنے کے وقت موزے اتار ڈالے۔
اعلیٰ حضرت نے ان سے پھر پیروں کو دھلوایا۔ بعد نماز کچھ باہمی گفتگو رہی۔
حضور نے ایک قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دوائر کے بنے تھے
ڈاکٹر صاحب کو دکھایا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نہایت حیرت
و تعجب سے دیکھ رہے تھے، اور بالآخر فرمایا: میں نے اس علم کو حاصل
کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کیے، مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں۔
میں تو اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا! یہ تو فرمائیے آپ کا اس
فن میں استاد کون ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں
نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب،
تقسیم محض اس لیے سیکھے تھے کہ ترکے کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔

شرح چھیننی شروع کی تھی کہ حضرت والدِ ماجد نے فرمایا کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو؟ مصطفیٰ پیارے ﷺ کی سرکار سے یہ تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھ کر خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکارِ رسالت ﷺ کا کرم ہے۔ اس کے بعد سور اعشاریہ متوایہ کی قوت کا تذکرہ آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی وہی فرمایا کہ تیسری قوت تک ہے۔ اس پر حضور نے مسکراتے ہوئے قلم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں۔ جتنی قوت تک آپ کہیں، یہ حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا کہ حضور کیا سبب ہے کہ آفتاب حقیقۃً طلوع نہیں ہوتے مگر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ طلوع ہو گیا۔ اس کا جواب علمی اصطلاحات میں حضور نے دیا جسے فقیر بیان کرنے سے قاصر ہے۔ (۱۵) ہاں! جو مثال بیان فرمائی، وہ یہ تھی کہ

کسی بند کمرے میں جھروکوں سے اگر روشنی پڑتی ہو تو دیوار پر باہر سے چلنے پھرنے والوں کا سایہ الٹا نظر آتا ہے۔ جتنی دیر چاہیں، بارہا کر کے دیکھیں اور مشاہدہ کیجیے۔

حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا حاجی صاحب! کسی طشت میں تھوڑا سا پانی ڈال کر ایک روپیہ اس میں ڈال دو۔ انہوں نے فوراً تعمیل کی۔ تب حضور نے ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ ذرا سے ہٹ کر دیکھئے کہ برتن میں روپیہ نظر آ رہا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کچھ فاصلے سے دیکھا، نظر نہ

ہاں! نظر آرہا ہے۔ فرمایا: ذرا اور پیچھے ہٹ آیئے۔ وہ کچھ پیچھے ہٹ آئے اور فرمایا اب دکھائی نہیں دیتا ہے۔ حضور نے حاجی صاحب کو اشارہ کیا۔ انہوں نے تھوڑا سا پانی برتن میں ڈال دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا: اب نظر آنے لگا۔ فرمایا اور دو قدم پیچھے کو آجایئے۔ پھر روپیہ نظر سے غائب تھا۔ حاجی صاحب نے اور پانی ڈالا، روپیہ پھر نمایاں تھا ـــــ بعدہٗ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

افسوس یہ ہے کہ میں عربی سے ناواقف ہوں اور آپ انگریزی سے۔ کیا اچھا ہوتا کہ عربی کتب کا ترجمہ اردو میں ہو جاتا۔ پھر میں انگریزی کر کے شائع کر دیتا۔

اور فرمایا میرے یہاں کالج کی لائبریری میں ایک کتاب عربی میں ہے۔ جس کا وجود دنیا میں محدود سے چند نسخوں پر ہے۔ یعنی ایک تو میرے یہاں، اور ایک ایک جلد انگلینڈ، کیمبرج، بھوپال، ریاست رام پور میں، اور ایک نسخہ قسطنطنیہ میں ہے۔ ویسے میں چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ انگریزی میں ہو جاتا۔ لہٰذا اگر حضور فرمائیں تو میں ایک مولوی صاحب کو وہ کتاب دے کر خدمت والا میں بھیج دوں۔ تاکہ وہ حضور سے آکر سمجھ لیں۔ پھر ان سے میں سمجھ لوں گا۔

حضور نے فرمایا بہتر ہے ـــــ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے۔ حضور نے کچھ مٹھائی تازہ موٹر میں رکھوا دی۔ چند روز کے بعد ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مولوی صاحب وہ کتاب لے کر آئے، اور حضور سے پڑھنا شروع کیا۔ تعجب کی بات یہ تھی کہ حضور اس کمیاب بلکہ نایاب کتاب کو بغیر دیکھے بے تکلف مولوی صاحب کو اس طرح سمجھاتے جاتے جیسے حضور نے اس کو بار بار پڑھا ہے۔

یہ بھی دیکھا کہ مولوی صاحب پڑھ رہے ہیں، اور حضور پیش پیش فرماتے جاتے ہیں کہ اس کے بعد یہ ہونا چاہیے، اس کے بعد یہ بات ہوگا۔ اور وہی نکتہ، مگر حضور کے سمجھاتے وقت معلوم ایسا ہوتا تھا کہ خالی ہاں ہاں کہنے کے سوا سمجھ میں ان کے کچھ بھی نہیں آرہا ہے۔ غرض مشکل سے تین چار روز رہ کر واپس چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب بیچارے کے سمجھ میں کیا آیا ہوگا؟ اور اگر کچھ ذہن میں آیا بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ بریلی کے اسٹیشن تک۔ علی گڈھ پہنچتے پہنچتے بالکل کورے ہی ہوں گے۔ پھر فرمایا [illegible] صاحب کے آنے سے پہلے، ایک قسم کا خیال آتا تھا کہ انہوں نے [illegible] کے حصول میں اپنی زندگی صرف کردی ہے [illegible] کیا سوالات کریں گے؟ بخلاف اس کے یہاں تو صدہا مسئلے [illegible] خدا جانے میں جواب بھی دے سکوں گا یا نہیں؟ مگر الحمد للہ پروردگار [illegible] تشفی کرادی، وہ بہت مسرور گئے۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے [illegible] صاحب [illegible] اشرف صاحب کو لے کر [illegible] شریف پہنچے [illegible] جناب سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین [illegible] شریف [illegible] کی حضرت کو لے کر بریلی شریف پہنچے۔ [illegible] حضرت نے حضرت [illegible] صاحب کی تعظیم و توقیر شایان شان فرمائی اور جناب مولانا سید [illegible] صاحب کی بوجہ سیادت تعظیم کی، جناب وائس چانسلر صاحب [illegible] اور تشریف آوری کی غرض دریافت کی۔ وائس چانسلر صاحب موصوف [illegible]

کہ میں ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں۔ ارشاد ہوا فرمائیے۔ انہوں نے کہا وہ ایسی بات نہیں ہے، جسے میں اتنی جلدی عرض کردوں۔ فرمایا: آخر کچھ تو فرمائیے۔ غرض وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کردیا۔ اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے۔ یہ سن کر ان کو حیرت ہوگئی، اور گویا آنکھ سے پردہ اٹھ گیا، بے ساختہ بول اٹھے، میں سنا کرتا تھا کہ علم لدنی بھی کوئی شئی ہے، آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلہ کے حل کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا کہ ہمارے دینیات کے پروفیسر جناب سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہبری فرمائی۔ مجھے جواب سن کر تو ایسا معلوم ہو رہا ہے، گویا جناب اسی مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے، سنتے ہی فی البدیہ تشفی بخش نہایت اطمینان کا جواب دیا ـــــ اور بہت شاداں وفرحاں علی گڈھ واپس ہوئے۔

(میں) ۱۳۲۹ھ ہی میں برادر دینی منشی عزیز الدین صاحب قادری رضوی بریلوی مقیم شملہ کی کوشش سے شملہ چلا گیا تھا۔ (اس لیے عینی مشاہدہ نہیں) کہ ڈاکٹر صاحب کب گئے اور کیا کیا باتیں ہوئیں؟ تاہم سید ایوب علی صاحب کا بیان زیادہ قابل وثوق ہے کہ ڈاکٹر صاحب نواب ضمیر احمد صاحب کے یہاں ٹھہرے اور ایک وقت خاص پر حاضر ہوئے، اور سوالات کیے، اور تشفی بخش جوابات پائے۔

بہرحال، ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کا مسئلہ ریاضی کی تحقیق میں بریلی آنا اور اعلیٰ حضرت سے وہ مسئلہ دریافت کرنا، اور اس کا تشفی بخش جواب پانا مسلم ہے جس میں مجال شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

(کیوں کہ میرے قیام شملہ کے دوران ہی) وہ وائس چانسلر صاحب بھی حسن اتفاق سے شملہ آئے، اور اسپیشل ہوٹل میں مقیم ہوئے۔ میں وہاں گیا، اور ان سے ملا، اور کہا کہ میں ایک امر کی تحقیق و تفتیش آپ سے چاہتا ہوں، فرمایا: کل صبح بعد نماز فجر۔ دوسرے دن سویرے ہی گیا اور ان سے دریافت کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ریاضی کا کوئی مسئلہ معلوم کرنے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بریلی تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو کیسا پایا؟ فرمایا بہت ہی خلیق و منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی جانتے تھے، باوجودیکہ کسی سے پڑھا نہیں ان کو علم لدنی تھا۔ میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاحل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا، گویا اس مسئلہ پر عرصے سے ریسرچ کیا ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں ہے۔

بریلی سے واپس ہونے پر پروفیسر صاحب نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پورے پابند ہوگئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ [illegible]

ہیئت و توقیت وغیرہ میں کمال

واضح ہو کہ اعلیٰ حضرت نے ۱۳ رسال ۱۰ رماہ کی عمر میں کتب درسیہ مروجہ سے فاتحہ فراغ حاصل فرمایا۔ اس عمر میں انسان کی جیسی عقل ہوتی ہے، جیسی محنت عام طلبہ کرتے ہیں خصوصاً ریاست رئیس کبیر کے صاحبزادے سے جس محنت کی توقع کی جا سکتی ہے اس کے مقابلہ میں حضور کی لیاقت، فنی قابلیت جو دیکھی جاتی ہے، تو سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ اعلیٰ حضرت کا علم کسبی نہ تھا، بلکہ محض وہبی، لدنی (تھا) [illegible] نہیں۔ [illegible] صرف میرا خیال نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کا بھی میرے گمان میں یہی عقیدہ تھا۔ [illegible]

حضور نے اپنے فتاوی شریف کا نام **العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ** رکھا تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ واللہ ذو الفضل العظیم اسی لیے نہ صرف فقہ اور دینیات بلکہ جس فن کی طرف توجہ فرمائی اپنے شعر کو سچ کر دکھایا اور حقائق ودقائق کے دریا بہادیئے ؎

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

علم ہیئت میں اعلیٰ حضرت نے شرح چغمینی حضرت مولانا عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رامپوری سے پڑھی۔ لیکن اس فن میں ایسا کمال پیدا فرمایا کہ تصریح شرح چغمینی پر حاشیہ لکھا۔ اس کے مغلق مقامات کو حل فرمایا پھر اعلیٰ حضرت کا کسی کتاب پر حاشیہ لکھنا عام معاصرین کی طرح نہ تھا کہ کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے نقل کیا اور کسی ایک کتاب پر چسپاں کر دیا بقول شخصے ؎

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا — بھان متی نے کنبہ جوڑا

بلکہ جو تحریر فرماتے اپنے علم اور فیضان الٰہی سے۔ علم ہیئت کو اگر [illegible] چند اصطلاحات جاننے کے فقط اس سے کوئی کارآمد نتیجہ نہیں [illegible] اعلیٰ حضرت نے ہیئت کے ساتھ علم توقیت اور نجوم کی طرف بھی [illegible] توقیت [illegible] حیثیت سے زیادہ بھی [illegible] نجوم کی طرف توجہ فرمائی تو مشاہیر فن کو اعلیٰ حضرت کی بات ماننی پڑی۔

ایک مرتبہ مولوی غلام حسین صاحب عرف مولوی محمد حسین صاحب بریلوی

موجد طلسمی پریس کے والد ماجد تشریف لائے، جو علم نجوم میں کامل اور اس فن کے ماہر تھے، اور فرمایا مولوی! سنتے ہو (۱۶) لاہور فتح، دہلی پر دھمک'

اعلیٰ حضرت نے فرمایا .... یہ کیسے؟۔

انہوں نے ایک زائچہ پیش کیا، جو تیار کر کے لائے تھے، اس کو اعلیٰ حضرت کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت نے اس کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا یہ نہ ہوگا، بلکہ اس کا حاصل فقط تبدیل سلطنت ہے۔

انہوں نے کہا ہاں ابھی نتیجہ اس سے ختم کیا ہے

اعلیٰ حضرت نے فرمایا مجھے اس سے تعلق نہیں، اس کا میرے خیال میں یہ نہیں۔

یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے، اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد مکان تشریف لے گئے۔ پھر کئی مہینے بعد وہ تشریف لائے۔

اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا حضرت! کہاں لاہور فتح اور دہلی پر دھمک ہوئی؟

انہوں نے کہا آپ کا حکم کہاں تک ٹھیک رہا، کہاں تبدیل سلطنت ہوئی؟

ارشاد فرمایا سلطنت تو بدل گئی، پہلے سلطنت تھی ملکہ وکٹوریہ کی، یعنی ولیم کے خاندان میں اور آج کل ایڈورڈ ہفتم بادشاہ ہیں، اس کا خاندان دوسرا ہے۔ دادیہال سے خاندان بیان کیا جاتا ہے ۔۔۔

شرعاً نسب کا اعتبار باپ کی طرف سے ہوتا ہے، نہ ماں کی جانب سے۔

تب مولوی غلام حسین صاحب خاموش ہو گئے۔

ایک اور واقعہ انھیں کا ہے۔ یک دن تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا ——— فرمائیے! بارش کا کیا انداز ہے، کب تک ہوگی؟

انھوں نے ستارا کی وضع سے زائچہ بنایا، اور فرمایا ——— اس مہینہ میں پانی نہیں ہے، آئندہ ماہ میں ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھا دیا۔ اعلیٰ حضرت نے دیکھ کر فرمایا ——— اللہ کو سب قدرت ہے، چاہے تو آج بارش ہو۔

انھوں نے کہا ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے، آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے؟

حضرت نے فرمایا ——— میں سب دیکھ رہا ہوں، اور اس کے ساتھ ساتھ ستاروں کے واضع اور اس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔

(یعنی ان مشکل مسئلوں کو قدرتی آسان طریقہ پر سمجھا دیا) سامنے کلاک لگی ہوئی تھی،

اعلیٰ حضرت نے ان سے پوچھا ——— وقت کیا ہے؟

بولے ——— سوا گیارہ بجے ہیں۔

فرمایا ——— ۱۲ر بجنے میں کتنی دیر ہے؟

بولے ——— پون گھنٹہ۔

حضرت نے فرمایا ——— اس سے قبل؟

کہا ——— نہیں، ٹھیک پون گھنٹہ۔

اعلیٰ حضرت اٹھے، اور بڑی سوئی کو گھما دیا۔ فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔

حضرت نے فرمایا ——— آپ نے فرمایا تھا ٹھیک پون گھنٹہ بارہ بجنے میں ہے۔

بولے ——— آپ نے اس کی سوئی گھما دی، ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹے ہی بعد ۱۲ ار بجتے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ——— اسی طرح رب العزۃ جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے، پہنچا دے۔ وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن کیا؟ ابھی بارش ہونے لگے۔

اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھٹا چھا گئی، اور پانی برسنے لگا۔

غرض اعتقاد علم نجوم پر اس قسم کا تھا، ستاروں کے اثرات کے قائل تھے، مگر اصل فاعل مختار حضرت عزوجل شانہ کو جانتے تھے۔ ستاروں کی وضع اور رفتار بدلنے کی بھی ضرورت نہیں۔ یفعل اللہ ما یشاء، و یحکم ما یرید۔

مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب عرف جیلانی میاں کی ولادت کا زائچہ بنایا، اور فن کے اعتبار سے اس پر احکام مثبت فرمائے، جو مستقل ایک رسالہ کی شکل میں خود دست مبارک کا لکھا ہوا، کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس کے اوپر تحریر فرمایا: الغیب عند اللہ۔

ہیئت و نجوم میں کمال کے ساتھ علم توقیت میں مہارت تو حد ایجاد کے درجہ پر تھا۔ یعنی اگر اس فن کا موجد کہا جائے، تو بے جا نہ ہوگا۔ علمائے جستہ جستہ اس کو مختلف مقامات پر لکھا ہے۔ لیکن میرے علم میں کوئی مستقل کتاب

اس فن میں نہ تھی۔ اس لیے جب میں نے اور میرے ساتھ مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری ——— مولانا مولوی حکیم سید شاہ عزیز غوث صاحب بریلوی ——— مولوی سید محمود جان صاحب بریلوی ——— حضرت حجۃ الاسلام صاحب زادہ والا جاہ مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی ——— مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی نے اس فن کو حاصل کرنا شروع کیا، تو کوئی کتاب اس فن کی نہ تھی، جس کو ہم لوگ پڑھتے۔ اس وجہ سے اعلیٰ حضرت خود ہی اس کے قواعد زبانی ارشاد فرماتے۔ اسی کو ہم لوگ لکھ لیتے۔ اور اسی کے مطابق عمل کر کے اوقات نصف النہار، طلوع، صبح صادق، عشاء، ضحوۂ کبریٰ، عصر نکالتے۔ ایک زمانہ تک تو وہ قواعد ہم لوگوں کی کاپیوں میں لکھے رہے۔ پھر میں نے ان سب کو ایک کتاب میں جمع کر کے پوری توضیح و تشریح کے ساتھ مع مثال [illegible] اس کا نام **الجواهر واليواقيت في علم التوقيت** معروف بہ **توضیح التوقیت** رکھا۔ الحمد للہ کہ یہ رسالہ مطبع حسنی مرادآباد میں چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ اور اس سے بہت لوگوں نے اس علم کو حاصل کیا۔

اس زمانہ میں مجھے بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا، تو ایک نسخہ [illegible] مولانا حکیم سید شاہ عزیز غوث صاحب کے لیے لیتا [illegible] نے دیکھ کر بہت خوشی ظاہر کی [illegible] مولوی صاحب بھی فارسی زبان [illegible] میں نے اس طرح [illegible] توضیح التوقیت [illegible] ضرورت نہیں

معلوم ہوتی ہے۔ میں نے بہت اصرار کیا کہ آپ ہرگز ایسا خیال نہ فرمائیں، آپ اس کتاب کو ضرور مرتب کر دیجیے۔ یہ بھی اعلیٰ حضرت کا فیض اور ان کے علم کی اشاعت ہے۔

ع: ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کتاب ان کی زندگی میں چھپ گئی تھی یا نہیں؟ اور اب ان کے صاحب زادوں کا ان کی تصنیفات کی طباعت و اشاعت کے متعلق کیا خیال ہے؟ غرض یہ تو اعلیٰ حضرت کے اس فن میں علمی کارنامے ہیں۔ جن قواعد کے ذریعہ یہ معلوم کر لینا کہ کس وقت آفتاب طلوع کرے گا، اور کس وقت غروب وغیرہ؟

ساتھ ساتھ ستاروں کی معرفت اور ان کی چال کی شناخت کس قدر زبردست تھی کہ۔ مولوی برکات احمد صاحب [illegible] مولوی عبد اللطیف صاحب برادر خورد حضرت محدث سورتی مولانا شاہ وصی احمد صاحب قدست اسرارہم کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت رات کو تاروں کو [illegible] کس قدر کمال تھا کہ آفتاب کو دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے تھے۔

فقیر عبید رضا غفرلہ نے بوقت شب ستاروں [illegible] وقت [illegible] اور گھڑی ملانے کے واقعات بھی سنے اور دیکھے ہیں [illegible] وقت [illegible] ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا۔

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بدایوں تشریف لے گئے۔ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی قدس سرہ العزیز کے یہاں مہمان تھے۔ مدرسہ قادریہ مسجد [illegible] میں خود حضرت [illegible]

امامت فرماتے۔ جب فجر کی تکبیر شروع ہوئی، تو حضرت مولانا عبدالقادر صاحب نے اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت فاضل بریلی کو امامت کے لیے آگے بڑھادیا۔ اعلیٰ حضرت نے نماز فجر کی امامت کی، اور قرات اتنی طویل فرمائی کہ مولانا عبدالقادر صاحب کو بعد سلام کے شک ہوا کہ آفتاب تو طلوع نہیں ہوگیا۔ مسجد سے نکل نکل کر لوگ آفتاب کی جانب دیکھنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا: آفتاب نکلنے میں ابھی تین منٹ اڑتالیس سکنڈ باقی ہیں۔ یہ سن کر لوگ خاموش ہوگئے۔

مولوی سید عبدالعزیز صاحب قادری سہسوانی حال مقامی بریلی شریف محلہ ملوک پور مسجد شاہ معشوق اللہ صاحب قدس سرہ مجھ سے فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت اور حضرت تاج الفحول میں غایت درجہ محبت تھی گویا دونوں ایک ہی تھے۔ پھر بھی مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی فجر کی نماز ابتدائے اسفار میں پڑھتے تھے جب کبھی حضرت تاج الفحول بریلی تشریف لاتے تو حسب عادت سویرے نماز پڑھا کرتے، اور اگر کوئی کہتا کہ اعلیٰ حضرت دیر کر کے پڑھتے ہیں تو فرماتے کہ وہ ہیئت وتوقیت جانتے منٹ منٹ کی خبر رکھتے ہیں ان کے لیے اس قدر اسفار زیبا ہے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی سستی پوری نے لکھا کہ مکرمی حاجی عبد المعز صاحب جامی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلی تشریف لے گئے۔ رات زیادہ ہوجانے کے سبب مولانا کو خبر نہیں [illegible] نماز کے لیے سویرے ہی اذان کہی اور تھوڑی دیر انتظار کر کے نماز شروع کی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت تشریف لائے اور اسفار میں نماز فجر ادا فرمائی۔

علم تکسیر میں مہارت علم تکسیر بھی اس زمانہ میں انہیں علوم میں سے ہے جس کے جاننے والے ہر صوبہ میں ایک یا دو شخص ہوں گے۔ عوام کو اس سے کیا دلچسپی، علما کو اس سے کیا غرض؟ مشائخ کرام جن کے یہاں ی اور جن کے کام کی چیز ہے، سیکڑے میں اسی ایسے ملیں گے، جو اپنے مشائخ کے مجموعہ عمل یا مجربات یا نافع الخلائق سے نقوش الٹے سیدھے با قاعدہ یا بے قاعدہ لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ ۱۸-۱۹ فی صدی نقش مثلث یا مربع قاعدہ مشہورہ سے بھر لینا جانتے ہیں۔ اور پوری چال سے نقوش بھرنا تو شاید چار یا پانچ سو میں ایک ہی کا حصہ ہوگا۔

عرصہ کی بات ہے کہ ایک شاہ صاحب مدرسہ شاہیہ شمس الہدیٰ تشریف لائے اور محب محترم مدرس دینیات، واقف علوم عقلیہ و نقلیہ مولانا مولوی مقبول احمد خاں صاحب دربھنگوی مدرس مدرسہ کے مہمان ہوئے۔ اپنی عزت بنانے، وقار جمانے کو ادھر ادھر کی بات کرتے ہوئے فن تکسیر کی واقفیت کا ذکر کیا۔ مولوی صاحب بہت ظریف طبیعت ہیں۔ یہ کہہ کر ایسا اندازہ برتا جس سے شاہ صاحب نے سمجھا کہ میرے فن دانی کے قائل اور معتقد ہو گئے۔ چنانچہ بہت دور دور کی باتیں ہونے لگا، اور مولانا کے یہاں ایک دو وقت تو مہمان نوازی فرماتے۔ جب ان کی ڈینگ بہت بڑھی، تو ایک دن کہا کہ میرے مدرسہ میں بھی ایک مدرس مولانا ظفر الدین صاحب ہیں، وہ بھی فن تکسیر جانتے ہیں۔ بہت حیرت ہوئی وہ تو سمجھ رہے تھے کہ مولانا مقبول احمد خاں صاحب سب میں دنیا میں، میں ہی ایک تکسیر جاننے والا ہوں

معقول ہونے پر بھی میری عزت کرتے ہیں۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ اسی پٹنہ میں مولانا کے دوستوں میں اسی مدرسہ کے مدرسوں میں، ایک شخص فن تکسیر جانتے ہیں، تو حیرت کی حد نہ رہی۔ بولے کہ ان سے میری ملاقات کرا دیجیے گا۔ انھوں نے کہا: اچھا! وہ تو روزانہ مدرسہ کے وقت ۱۰ بجے مدرسہ تشریف لاتے ہیں، اور چار بجے دریاپور واپس جاتے ہیں۔

چنانچہ ایک دن مولوی صاحب موصوف شاہ صاحب کو لیے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور ان کا تعارف کرتے ہوئے بہت سی خوبیاں بیان کرتے ہوئے خاص انداز سے فرمایا کہ سب سے بڑا کمال آپ کا یہ ہے کہ آپ فن تکسیر جانتے ہیں۔ میں سمجھ گیا۔ میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا کمال ہوگا کہ آپ وہ فن جانتے ہیں، جس کے جاننے والے روئے زمین سے معدوم و مفقود نہیں تو قلیل الوجود ضرور ہیں۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب کو بھی فن تکسیر کا علم ہے؟ میں نے کہا یہ مخلصوں کا محض حسن ظن ہے، کسی فن کے چند قواعد کا جان لینا فن کی واقفیت نہیں کہلاتی ہے۔ ہاں اس فن سے ایک گونہ دلچسپی ضرور ہے۔

اس کے بعد میں نے ان شاہ صاحب سے پوچھا ——— جناب مربع کتنے طریقہ سے بھرتے ہیں؟

بہت فخریہ فرمایا ——— سولہ طریقے سے۔

[illegible] میں

[illegible] ——— اور آپ؟

میں نے کہا ـــــ گیارہ سو بادون طریقے سے۔

بولے ـــــ سچ؟

میں نے کہا ـــــ جھوٹ کہنا ہوتا تو کیا لاکھ دولاکھ کا عدد مجھے معلوم نہ تھا گیارہ سو بادون کی کیا خصوصیت تھی؟

کہا ـــــ میرے سامنے بھر سکتے ہیں؟

میں نے کہا ـــــ ضرور، بلکہ میں نے بھر کر رکھ دیا ہے۔ آج چار بجے میرے ساتھ دریاپور شریف سے چلیں۔ مولانا مقبول محمد خاں صاحب وجیہی میں دعوت دیتا ہوں، وہیں ناشتہ چائے پیجئے، وہ کتاب میں حاضر کروں گا۔ ایک ہی نقشہ ہے جو اتنے طریقے سے بھرا ہوا ہے، جس میں کوئی ایک دوسرے سے ملتا ہوا نہیں۔

پوچھا ـــــ کس سے سیکھا؟

میں نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا نام لیا۔

حضرت کے معتقد تھے، نام سن کر ان کو یقین ہو گیا کر پوچھا ـــــ اور اعلیٰ حضرت کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟

میں نے کہا ـــــ تیئس سو طریقے سے۔

کہا ـــــ آپ نے اور کیوں نہیں سیکھا؟

میں نے کہا ـــــ وہ تو علم کے دریا نہیں سمندر تھے۔ جس فن کا ذکر آیا، ایسی گفتگو فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ عمر بھر کی وہیں اس فن کی تحقیق فرمائی ہے۔ ان کے علوم میں جہاں تک حاصل کر سکتا تھا۔

آخر ہر بجے وہ میرے ساتھ دریاپور تشریف لائے اور وہ کاغذ جس پر میں نے وہ نقوش بنائے تھے، ملاحظہ فرمایا۔ بہت تعجب سے دیکھتے رہے، اور اعلیٰ حضرت کی زیارت کے مشتاق ہو کر بعد مغرب واپس ہوئے۔ پھر نہ معلوم کہ بریلی شریف حاضر ہوئے یا نہیں۔ خیر بہر کیف۔

جملہ علوم وفنون کی طرح فن تکسیر سے اعلیٰ حضرت کو نہ صرف واقفیت ہی تھی بلکہ اس فن میں کمال اور مہارت رکھتے تھے۔ بلکہ اگر مجتہد کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اس کے ثبوت میں ایک تحریر نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔ جس کو حضرت عظیم البرکت سیدنا سید شاہ آل رسول محمد میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ قاسمیہ مدظلہ العالی نے میری طلب پر روانہ فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل فی الوفق الوحاوی

فقیر احمد رضا قادری بریلوی عفرلہ العفو در مجموعہ سیدنا نور العارفین حضرت سید ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ مدظلہم العالی نقشے بے صورت [illegible] قاعدہ مضبوط و ضابطہ مطردہ نیافتہ۔ ناچار [illegible] ضابطہ [illegible] آوردم۔ و ایں نقش را ہم بر دو ضلع تمام [illegible] وفق [illegible] نام نہادم و سیر در او دریں بیت [illegible]

[illegible] نقش [illegible] دو رخ درمیان دو فرزیں بگیر

[illegible] خاک بوس آستانہ عالیہ

برکاتیہ بتقریب عرس سراپا قدس حضور صاحب البرکات رضی اللہ عنہ دست داد۔ ذکر ایں نقش

با صاحب زادہ والا احترام حضرت سید شاہ ابو القاسم اسمٰعیل حسن میاں صاحب

دامت برکاتہم العالیہ میاں آمد۔ عرض داشتم کہ من فقیر ایں وفق را چند ضابطہ

بروئے کار آوردہ ام۔ ارشاد فرمودند بنویس۔ ۱۵ ماہ مذکور بوطن رسیدم، در

فکرے تازہ اندر شدم۔ در ساعت قلیل ہفت ضابطہ دیگر پیدا نمود، تا آنکہ ثلث

عشرۃ کاملۃ شد۔ و باعتبار وجوہ طریق رفتن زائد نہایت برد۔ فقیر اول آں سہ

قاعدہ پیشیں می نویسم، پس آں ضوابط آخرہ را خواہم نوشت و باللہ التوفیق۔

(ضابطہ اولیٰ) نقش طرح و برسہ تقسیم و در جمل تعادل کہ ہر یک را بیت چہارم

و دوم در سوم کہ بیت القطب ست و ہمیں ست طرح ثانی و ہم در سطری لہ سبعۃ

و سیر از ہر چہار بیت آتشی و بادی و آبی و خاکی ممکن ست و ہمیں و پیدا ہو شد۔

فمن النارى

	۱	
۲	۳	۴
	۵	

	۱	
۴	۳	۲
	۵	

ومن الهوائى

	۴	
۵	۳	۱
	۲	

	۲	
۵	۳	

ومن المائى

	۲	
۱	۳	۵
	۴	

	۳	۵

ومن الارضى

	۵	
۴	۳	۲

	۵	
۲	۳	۴

وهذا من عشرة فالكسر واحد

	۱	
۲	۳	۴
	٦	

وهذا من احد عشر فالكسر اثنان

	۱	
۲	۴	۵
	٦	

نقش بست در بست

	۴	
۵	۷	۸
	۹	

(صابطه ثانیه) برطبق مصدریه که عدد اسم مطلوب یا آیت مقصوده ودلی
قصب نویسندو حاصل جمع ضلع سه مثل اعداد مطلوب باشد و حاجت تکسیر نیفتد۔

یں صورت زسہ تا فوق ممکن، عد ، هو ح

	۱	
۲	۳	۴
	۵	

نقش بست در بست

	۱۸	
۹	۲۰	۲۱
	۲۲	

ضابطه ثالثه ـ خانه قصب به کتابت مقصود تهی مانده ق نقش

[illegible]

والقل ما يجرى فيه خمسة

	١	
٢	مطلب	٣
	٤	

وهذامن ستة

	١	
٢	مطلب	۴
	۵	

نقش بست در بست

	٨	
٩	مطلب	١١
	١٢	

وایں جا قاعدۂ مصاریہ جاری نتواں کرد کہ بیت قطب ندارد۔ وایں سہ قاعدہ ست کہ بنگاہ اولیں پردہ از روئے مقصود شود ۔ خصوصت ۔ قیہ ۔ نہ م ۔

(ضابطہ رابعہ مشتمل بر طرق غیر متناسبہ ۔ در تم تقی طرح ۶ بود ویر برنسق اعداد یک یک فزودن۔ وتا بائی رسد کہ ز ضعف ستہ قدر کہ خواں طرح کنی وبحساب آں در زیادت فزائی مثلاً اگر ۱۲ طرح کنی ۔ ۔ ۱۱ ل افزائی۔ ودر طرح ۱۸ اسہ گاں۔ ودر اسقاط ۲۴ چہار گاں۔ وتم ۔ نی ماننذ سرایہ له پیدا است کہ چوں تضعیف ستہ رانہایت نیست طرق ایں ضابطہ رانیز پایاں نباشد۔ وتقسیم دنما بر سہ واز حاصل شروع دوطیہ ۔ ست کہ در تم تقی گزشت ونذکر امثلة بعض الطرق۔

(طریقہ اولی) طرح ۱۲ وزیادت ۱۱گاں واقل مایجری

فیه خمسة عشر هکذا

	۱	
۳	۵	۷
	۹	

وھذا من ۱۲ فالکسر واحد

	۱	
۳	۵	۸
	۱۰	

نقش بست در بست فالکسر اثنان

	۲	
۴	۷	۹
	۱۱	

(طریقه دوم)

ط ن ۸ اوزیادت مکان واقل ما یجری فیه ۲۱

	۱	
۴	۷	۱۰
	۱۳	

نقش اسم ذات

	۱۶	
۱۹	۲۲	۲۵
	۲۸	

نقش نام پاک محمد ﷺ فالکسر اثنان

	۲۴	
۲۷	۳۱	۳۴
	۳۷	

(طریقه سوم)

ن ۴ زیادت مکان واقل ما یجری فیه ۲۷

	۱	
۵	۹	۱۳
	۱۷	

طریقه چہارم ن ۱۰ یب عددی

نقش ست زیادت بن ن ۱۳۰ تو ید میہ

	۱	
۵	۹	۳
	۱۷	

وعلیٰ ھٰذا القیاس ازیں ضابطہ طرق غیر متناہیہ تواں برآورد

کمالایخفیٰ۔

(ضابطہ خاصہ ایضاً مشتمل بر طرق غیر متناہیہ) نیستا خیہ [illegible]

ہر قدر کہ خواہی طرح نمائی، وتقسیم بر ۲ وتا بیت قطب بہ بر نظم طبعی۔ وبعد ازاں

بیت چہارم ست از عدد مطروح ہر قدر کہ باشد سہ کم نمودہ بہ نمائی۔ وظاہر ست کہ

دریں صورت سر نیشتند مگر بیک، آزاد ربیت چہارم بغیر [illegible] مثال

(**طریقہ اولیٰ**) چوں [illegible] بیت چہارم از عدد مطروح

کہ [illegible] کا [illegible] ہیچ نماند [illegible] بیت [illegible]

فیہ خمسۃ ھٰکذا

	۱	
۲	۳	۰
	۱	

نقش بست دربست

	۸	
۹	۱۰	۱
	۲	

توضیحش آنکہ از بست سہ تفریق [illegible] ماند بر دو قسمت [illegible] ہشت

صحیح برآمد، وکسر یک۔ ہشت را بخانۂ اول نہادہ تا قطب [illegible] نمودیم۔ در بیت چہارم

از مطروح سہ کاستیم، فانی شد، صفری [illegible] بیت [illegible]

افزودیم۔ یک دریں خانہ آمد، ودو در بیت پنجم۔

طریقہ سوم طرح ۴ و در خانہ چہارم [illegible]

فیہ ستۃ ھٰکذا

۲	۳	۱
	۲	

نقش بست در بست بلا کسر

	۸	
۹	۱۰	۱
	۲	

یں بعینہ شکل اول برآمد۔ اما فرق در طریقہ ست آنچہ سہ طرح کردہ بودیم، دو کسری ماند، وایں جا چہار ماندا ختیم وبے کسر یافتیم۔

نقش اسم ذات

	۳۱	
۳۲	۳۳	۱
	۲	

سم ذات پاک احمد ﷺ اعداد ش ۵۳

	۲۴	
۲۵	۲۶	۲
	۳	

طریقہ سوم طرح دایں چار خانہ چہار ۴ ودو خمسہ ۳ آید کمالا یخفی واقل

مایجری فیہ سبعۃ

	۱	
۲	۳	۲
	۳	

نقش بست در بست

	۷	
۸	۹	۳
	۴	

طریقہ چہارم، طرح ۷۸۴ تعویذ تمیہ

وہم یمیل الیٰ مالانہایۃ لہ

	۱	
۲	۳	۸۱ـ
	۷۸۲	

صحیفہ سادسہ ایضاً مشتمل بر طرق غیر متناہیہ) ایں ضابطہ

[illegible]

خواہی بہر نہجے کہ خواہی سہ پارہ کنی وآں پارہ ہا را در بیوت ثلثہ اولین تا بیت القطب نہی۔ چوں بہ بیت چہارم رسی باز از سر آغاز کنی۔ بعدہٗ از عدد خانہ اول باترتیب نوشتن گیری۔

	۵	
۷	۸	۵
	۷	

مثلاً بست را پارہ کردیم ۵،۷،۸

	۱	
۱۲	۳	۱
	۱۲	

یا ۱،۱۲،۳،

	۱۰	
۴	۲	۱۰
	۴	

یا ۱۰،۴،۲

وهكذا ایں جا اگر اختلاف بیوت در عدد خواہند بایستہ کہ ... کمترین ... اقسامہا ۱،۲،۳ ولا یمکن اقل من ذالک مختلفات ... ممکن ست كما لا يخفى۔

(ضابطہ سابعہ) ... حرف ... باقی را ... بیت چہارم آئی، جمیع باقی ... در پنجم ... كما هو مقتضى السير۔

	۱	
۲	۳	۱
	۲	

واقل ما یجری فیہ ستۃ

بلکہ در خمسہ نیز ممکن ست کہ چوں بعد حرف ... بیت چہارم صفر آمد، در رنگ آنچہ در ضابطہ خامسہ گزشت۔

۲	۳	۰
	۱	

وهذه صورته

نقش بست در بست

	۱	
۲	۳	۱۵
	۱۲	

نقش اسم ذات

	۱	
۲	۳	۱۲
	۲۳	

(تنبیہ) این ضابطہ را بعبارت دیگر ہم تعبیر توان کرد۔ مثلاً

تعبیر دوم آنکہ ہر بیت آنست کہ در وے رقمے از ارقام ہندیہ باشد وقبل آنہا یک ست۔ حالا از ہر عدد کہ خواہی شش طرح کنی، وباقی را نگاہ داشتہ تا بیت قطب از یک تا سہ بر نظم طبعی رفتہ، در چہارم جمیع باقی را با یک کہ اقل حقوق بیوت ست جمع کنی۔ مثلاً از بست بعد طرح شش ۱۴ باقی ست، در بیت چہارم ۱۵ نوشتیم ودر پنجم ۱۶ الکمارانیست۔

تعبیر سوم آنکہ ۵ مطروح وتا بیت القطب از یک تا سہ طبعی، ودر چہارم بمقتضے نظم طبعی کہ عدد ۴ ست جمیع باقی را اضافہ۔ مثلاً در نقش بدوح بعد طرح ۹ باقی ماند، ۴ جمع کردہ شد، ۱۵ بر آمد، ودر مثلث ۶ مرہ شد۔ اینہا حقیقت راجع بہمال ... تا بیت جمیع باقی در بیت چہارم ست۔ فرق این است کہ آن شامل ... ست ... جریان ... وتنہا قسم وناقص۔ باز در وے قلت ... ... تا متروک راند ہول

... ...

(ضابطه نامنه) عدد مطلوب را بر ۹ قسمت نمائی وکسر از یک تا ہشت ہر چند کہ باشد محفوظ داری، وحاصل قسمت را در خانہ مفتاح نہادہ در بیوت باقیہ ہماں حاصل برحاصل افزودہ باشی۔ مثلاً در ۹ حاصل قسمت یک ست بہر خانہ یگاں یگاں افزائی۔ ودر عدد ۱۸ حاصل ۲ است، بہر بیت دوگان زیادہ کنی۔ ودر ۲۷ حاصل ۳ ست، بہر بیت سہ گان اضافہ کنی۔ وہلذا۔ وکسر ہر قدر کہ باشد بایں حاصل در بیت چہارم جمع نمائی۔

واقل مایجری فیہ تسعة

	۱	
۲	۳	۴
	۵	

من ۷ او الکسر ۸

	۱	
۲	۳	۱۲
	۱۳	

من بدوح فالحاصل ۲ والکسر ۲

	۲	
[illegible]	۶	۱۰
	۱۴	

من اجل فالحاصل ۲ والکسر ۷

	۳	
۲	۹	۱۹
	۲۲	

من اسم محمد ﷺ فالحاصل ۱۰ والکسر ۲

	۱۰	
۳۰	۳۰	۴۲
	۵۲	

	٨٧	
٢٧٤	٢٦١	٢٥١
	٤٣٨	

من التسمية فالحاصل ٨٧ والكسر ٢

(ضابطه تاسعه) ذوالكتبة در هر سه خانه ضلع نفی حروف، اسم یا کلمات آیت هر چه خواهی نویسی، و اعداد آنها را زیر آنها نگاری، و در مفتاح از عدد بیت دوم هر چه که باشد یک کم نهی، و در مغلاق بر عدد بیت چهارم هر قدر که باشد، یک بیفزائی۔ نقش مراد بر کرسی سداد نشیند۔ مثلاً

	٢٥	
الله ٦٦	رسول ٢٩٢	محمد ٩٢
	٩٣	

من محمد رسول الله ﷺ

	٢٨٨	
الرحيم ٢٨٩	الرحمن ٣٢٩	بسم الله ١٢٨
	١٢٩	

من التسمية

	٨٩٩	
ظ ٩٠٠	ى ٩٠	ح ٨
	٩	

من اسم الحفيظ

وازطا نقش این ست که جزائے که کم از سه حرف داشته باشد تقسیم او بر بیت شته ممکن ست، و در هر اسم و عبارت جاری ست۔ تا آنکه در اسم سه حرفی که ... نف باشد، نیز راست می آید۔ حالانکه برین تقدیر در خانه دوم الف ... ممکن نباشد که در بیت اول از و ... کم کرده بنویسند۔ ... جا کم ... ت ... مثلاً ... خدا اصل حلاله

	٠	
و ا	م	ح ٦٠٠
	٦٠١	

(فائده) المطهر والمضمر چنانچه در مربع نویسند، اسے حوا

واضح ست۔ زیرا کہ بوجہ زوجیت عدد بیوت تکرار وا، دہ حروف واحد او

بروجہ کمال ممکن ست۔ اینجا عدد بیوت فرد یعنی پنج ست، چگونہ تکرار کامل

صورت بندد۔ اما ایں قدر ممکن ست کہ اسم را سہ جز کردہ در بیوت سہ گانہ

پیشیں نویسند، و باز از بیت چہارم تکرار نمودہ تا دو ثلث اعادہ نمایند، یک ثلث

باقی می ماند لانعدام المحل مثلاً از احمد

	ا	
ب ۱	د ۴	ا ۲
	ب ۸	

حاصلش راجع ست بضابطہ سادسہ کہ از گذشت۔ اگرچہ بیدہ

پارہ ولیکن معنی مناسب دارد، خالی از لطف نیست۔

مثلاً از ربی

	ر ۲۰۰	
ب ۲	ن ۵۰	ر ۲۰۰
	ب ۲	

کہ ربی رب ایں عبارت را بطور جملہ اسمیہ ہم تواں خواند، بتنوین رب یعنی

پروردگار من پروردگار ست۔ نیز بکسر بائے رب بحذف یائے متکلم یعنی

پروردگار من پروردگار من ست۔ نیز رب یعنی پروردگار من پروردگار ہم جملہ

ندائیہ تواں گفت۔ ہر دو جا بتقدیر حرف ندائش مقدر باشد۔ یعنی اے

پروردگار من اے پروردگار من۔ یا۔ رب ام از تربیت گیرند چنانچہ دعا شد۔

اے پروردگار من تربیت فرما۔ رَبُّ بفتح با خوانند، یعنی پروردگار من پرورد۔ پنج توجیہ متصورست ــــــــــ و ورزرحمٰن ایں چنیں باشد رحمٰن رحم بترکیب عجمی دعائے رحمت باشد یعنی ای رحمٰن رحم کن۔

	ر ۲۰۰	
حم ۴۸	ف ۸۰	ر ۲۰۰
	حم ۴۸	

(فائدہ) ازیں ضابطہ تاسعہ قاعدہ دیگر توان فہمید بے آنکہ ذوالکتابۃ باشد و ہمونست۔

(ضابطہ عاشرہ) کہ ہر عددے را کہ خواہی بہر صورت کہ خواہی سہ اقسام متساویہ یا غیر متساویہ یا متناسبہ یا غیر متناسبہ برآوردہ در سہ خانہ وضع عرضی نہی۔ و در خانہ اول، از دوم یک کم، و در پنجم، بر چہارم یک بیش۔ و ایں نیز بر تقدیر رعایت اختلاف بیوت فی الاعداد۔ و در کم و بیشش جاری شود ورنہ سہ بند ست۔

	۰	
۱	۱	۱
	۲	

نقش بست درست

	۳	
۴	۹	۷
	۸	

(فائدہ) دریں طریقہ لطفے آن ست کہ از اعداد بیوت اسمائے دیگر برآوردن سہل و آسان ست۔ چوں عنان تقسیم بدست خود ست، عدد مطلوب را بہر کہ ... پارہ کنند۔ ہر ایک از آنہا عدد است از اسمائے طیبہ لطفیہ یا قہریہ علی حسب ... باشد۔ ممکن کہ عدد مقدن و مفدق نیز مساعدت کند، و با عداد اسم دیگر موافق آید۔ مثلاً عدد اسم ذات را بر ۱۸، ۳۴، ۱۴، قسمت کردیم کہ اعداد حی واحد و ... ست ... در خانہ دوم آمد، و خانہ اول ر ۱۳ ماند کہ عدد احد ست، ... نقش چناں راست کردیم۔

وفق پاک اسم رحیم ایں چنیں عددش ۲۵۸

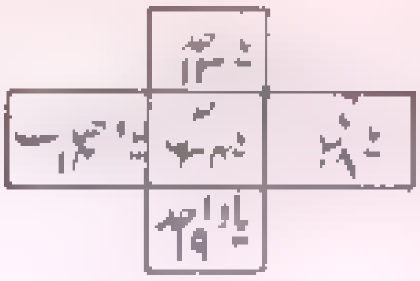

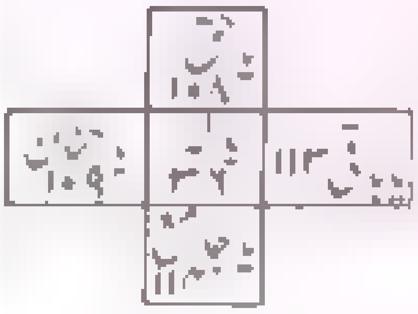

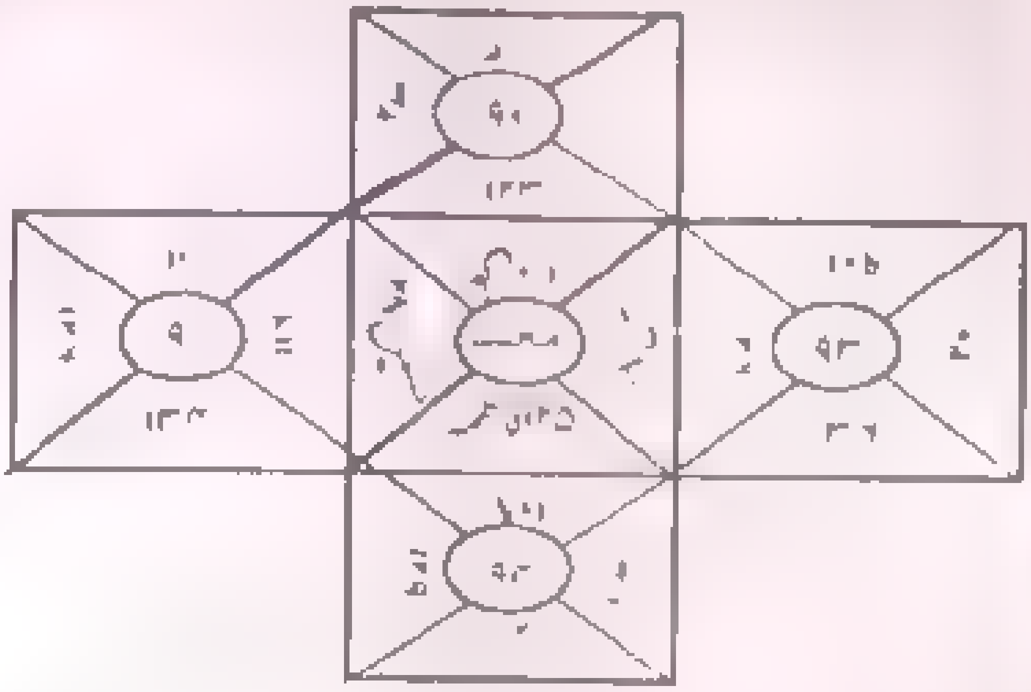

(فائدہ) نقش محیط الاسرار خود ظاہر است کہ در جمیع اقسام وفق میسر است چنانکہ باشد
مگر جمع کردن چند نقش در نقش واحد بہ تقسیم کردن بہ بیت بر حدود بیوت عدیدہ وہم
بر طبق مصادرہ ممکن وہم بروفق نظم مشہور ... نقش ... محیط الاسرار
از اسمائے حضرت پنجتن پاک صلوات اللہ وسلامہ علیہم ... نوشتہ شد۔

واللہ تعالیٰ اعلم ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ یہ دس ضابطے نقش ' دحاوی' کے ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ تک غور وفکر کا نتیجہ تھے۔ جب رسالہ مبارکہ **اطائب الاکسیر فی علم التکسیر** پر میرے پڑھنے اور علم تکسیر سیکھنے کے زمانہ میں نظر ثانی فرمائی، تو چھیالیس ضابطے استخراج فرمائے۔ اور ...

غور وتامل فرماتے تو ۵۰ تک پہونچادیتے، بلکہ اس سے بھی زائد فرمادیتے۔ اور واقعی علم لدنی وہبی کی شان یہی ہوتی ہے۔ ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔

علم جفر میں کمال ایک دن نواب وزیر احمد خان صاحب ایک کتاب جس میں انھوں نے تعریفات اشیا لکھی تھیں، اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی کو بغرض اصلاح سنا رہے تھے۔ علم جفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے فرمایا آپ نے علم زائرجہ کی تعریف نہ لکھی، یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے۔ اس میں منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف [illegible] کی ردیف میں آتا ہے، اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا، مقطع نہیں آتا۔ جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا۔ میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی، اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے۔ [illegible] میں حضور اقدس ﷺ خواب میں تشریف لاتے ہیں۔ اگر اجازت عطا ہوئی حاصل ہو گئی ورنہ نہیں۔ میں نے تین چار روز پڑھا، تیسرے روز خواب میں دیکھا۔

ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک [illegible] بچھا ہوا ہے۔
حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، اور [illegible] صحابہ [illegible] حاضر ہیں،
جن میں سے میں نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ [illegible]
سے حضور اقدس ﷺ [illegible]
ایک بڑا تختہ [illegible] میں [illegible]
سبز کپڑا چڑھا ہوا ہے، جس کے وسط میں سفید [illegible]
اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے۔
جس سے میں نے یہ مطلب نکالا۔

اس کا حاصل کرنا ھذیان فرمایا جاتا ہے۔

اس سے بقاعدہ جفر اذن نکل سکتا تھا۔ ہ کو بطور صدر موخر میں رکھا [illegible] کے عدد ۵/ ہیں، اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں [illegible]

پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے، یعنی پچاس، جس کا حرف ن ہے یوں اذن سمجھا جاتا، مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا، اس فن کو چھوڑ دیا کہ ھذے کے معنی ہیں فضول بک۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے۔ کسی نے عرض کیا: قیامت کب ہوگی، اور ظہور امام مہدی کب؟

ارشاد فرمایا: قیامت کب ہوگی، اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتانے سے اس کے رسول ﷺ۔ قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرماتا ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ۔ تو غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بعض احادیث سے حساب لگایا کہ قیامت کی ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔

امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے، اور اپنے حساب سے یہ بھی فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں ختم ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گذر گئے اور نہ قیامت آئی نہ شرائط قیامت میں سے کچھ آیا۔

امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں، مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں۔ اور بعض علامات کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گذرتا ہے۔

شاید ۱۳۴۲ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے، اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی ظہور فرمائیں۔

کسی نے دریافت کیا کہ حضور نے علم جفر سے معلوم فرمایا؟

ارشاد ہوا ہاں اور پھر کسی قدر رک کر فرمایا آج کل بچے بچے پڑھ گئے (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) کہ میں نے یہ دونوں وقت ۱۳۴۲ھ میں سلطنت اسلامی کا نہ رہنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا، سیدالعارفین حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں۔

اللہ اکبر کیسا زبردست و صحیح کشف تھا۔ سلطنت ترکی کا بانی آل عثمان پاشا حضرت کے سو برس بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ اخیر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزیر ہوں گے، رموز میں سب کا مختصر ذکر فرما دیا۔ ... نے عظیم وقت کی طرف بھی اشارے فرما دیے۔ کسی بادشاہ وقت کی تعریف میں بڑی خوبیاں لکھتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے۔ ان میں آخر حضرت ... کی نسبت خطابغیرہ فرمایا اور صاف تحقیق فرما دی۔ لا الاول اعقبہ ... من بعدہ الحفریۃ۔

میں نے ایقظ جفریہ کا حساب کیا تو ۱۳ ... ہیں ... کے دوسرے ... سے ۱۹۰۰ھ میں ظہور امام مہدی ... ہوتا ہے ... ہیں۔ رباعی ...

اذادار الزمان علی حروف بسم اللہ فالمہدی قام

ويخرج في الحطيم عقيب صوم   الافاقره من عندي سلاما

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر اذا دخل السین فی الشین ظہر قبر محی الدین جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔ سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام میں میری قبر ہے سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوادیا جو زیارت گاہ عام ہے۔

(پھر فرمایا) چند جدول ۲۸ ۔ ۲۸ خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جن میں ایک ایک خانہ تو [illegible] باقی خانے چھوڑ دیئے، اب [illegible] کا حساب لگاتے رہیے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔

ملفوظات حصہ دوم سفر حج کے بیان میں ہے۔

میں نے یہ خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام جہان کا مرجع و ملجا ہے، اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں، ممکن ہے کوئی صاحب جفر داں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے۔ ایک صاحب معلوم ہوئے جفر میں مشہور ہیں۔ نام پوچھا، معلوم ہوا مولانا عبدالرحمٰن [illegible]، حضرت مولانا احمد [illegible] کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ [illegible] یہ خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی [illegible] صاحب [illegible] ہیں، مجھ سے سند حدیث لے چکے تھے۔ میں نے [illegible] عبدالرحمٰن کو بلایا، وہ تشریف لائے۔ کئی گھنٹے خلوت رہی، جس کا [illegible] ہوئی۔

[illegible] وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن

نام ہی کے تھے، یہ عبدالرحمن عربی مکی ہیں، اور وہ عبدالرحمن آفندی ترکی شامی۔ ہر روز متصل تشریف لاتے، اور دیر تک بیٹھ کر جاتے۔ ہجوم حضرات اہل علم و معززین کے سبب انھیں بات کا موقع نہ ملتا۔ ایک دن میں نے ان سے غرض پوچھی، کہا تنہائی میں کہوں گا۔ دوسرے دن ان کے لیے وقت نکالا۔ کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے فرمایا یہاں نہ میرا زیادہ قیام ہے، نہ تیرا۔ میں خاص اس کی تحصیل کے لیے تیرے پاس ہندوستان آؤں گا۔

وہ تو نہ آئے، مگر حضرت سید حسین صاحب مدنی [illegible] حضرت مولانا سید عبدالقادر شامی مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، اور [illegible] فقیر خانہ پر قیام فرمایا، [illegible] تعلیم [illegible]۔ انھیں کے لیے میں نے رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر [illegible] بولا جاتا، اور وہ لکھتے جاتے، اور کئی [illegible] سے [illegible] دست گاہ ہوئی تھی۔ [illegible] میں نے [illegible] علم سے اجازت تعلیم کا سوال کیا [illegible] امید تھی [illegible] تسہیل جیسی [illegible] اپنی طبع [illegible] نذر کر دیں۔ خود اس فن کے ترک کا قصد کیا [illegible] سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا۔

اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئی، جس کا مذہب سنی نہ تھا۔ انھوں نے میرے آقا زادے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعے سے سوال کرایا۔ جواب نکلا۔

سنیت قبول کریں ورنہ شفا نہیں

اور اس فن کا حکم ہے کہ جو جواب نکلے، بلا رو رعایت صاف کہہ دیا جائے۔ میں نے بھی کہہ بھیجا ــــــ یہ منظور نہ ہوا، اور مرض بڑھتا گیا۔

اب حضرت ہی کے ذریعے سے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی، اپنے شہر میں یا نینی تال میں؟ کہ اس وقت تبدیل آب و ہوا کے لیے مریضہ کو وہیں لے گیا تھا ــــــ یہ سوال ۸ شوال المکرم ۱۳۲۷ھ کو ہوا۔ جواب نکلا۔

محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی

اور کہاں ہوگی؟ اس کے جواب میں، میں نے ان کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اس کے بعد ق اور اس کے بعد ۲ کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھ دیا۔

اور ان سے کہلا بھیجا کہ اس معمہ کو حل کریں۔ انھوں نے حرف نام شہر سے تو شہر لیا، اور ق سے قبر، اور آگے نہیں چلتے ــــــ حالانکہ اس حرف سے مراد تھی، اور ق سے قریب، اور ۲ سے حرف ب کہ اول لفظ بیت ہے۔ یعنی موت نینی تال میں نہیں ہوگی، بلکہ اپنے شہر میں بلکہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت [illegible] کی جگہ میں۔

[illegible] شہر [illegible] حرف سے عدد [illegible] کے خط ذی قعدہ [illegible] موت کی خبر دی تھی، اور ابھی نہیں ہوئی۔

میں نے کہا بھائیو! اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا۔ نہ کہ اس کی صحت کے لیے ابھی سے موت تلاش کر رہے ہو۔

اسی قسم کی طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کر لیا کہ یہ جواب غلط ہوا، تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہ تعالیٰ پھر غلطی نہ ہو ـــــــ یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود۔ جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین ان کا اعلان چاہتے ہیں، ان کی تو یہ حالت ہے کہ کتاب تو کچھ کہتی ہے، اور ناظر کچھ سمجھتا ہے۔ تو اس علم میں ناظر کی غلط فہمی کیا تعجب ہے؟ اور وہ بھی مجھ جیسے کے لیے، جس نے نہ کسی سے سیکھا، نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا۔ صرف ایک قاعدہ بدوح میں کہ مزدوجات سے ہے والا حضرت عظیم البرکت حضرت سیدنا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تعلیم فرمایا تھا۔ اس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور و رائج ہیں، ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا۔ اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں۔ نہ فقط دو کتابوں کی مدح کی۔ جو ان سب رائج کتابوں سے جدا ہیں۔ جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔

وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم پہنچائیں۔ انہیں مطالعہ کیا۔ جہاں تک بزور مطالعہ انکشاف ہوا، ہوا۔ اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا، اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہو سکا تھا۔ اس سے سوال کیے۔ اس نے مطلب بتایا، ایک قاعدہ ورحل ہوا۔ اب جو آگے الجھا، اس سے پوچھا۔

اس نے بتایا، اور حل ہوا۔ اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی۔ میری کتاب سفر السفر عن الجفر بالجفر انہیں مباحث میں ہے، جس میں ساٹھ سوال وجواب ہیں۔ یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب۔

اس نے ایک دوسرے علم زائرجہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا، جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے رسالہ زائرجہ میں ہے کہ زمانہ سیدنا شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے اس راز کے اخفا کا حلفی عہد (ہے)۔ رسائل فن میں نہایت غامض چیستاں کی طرح اس کے بارہ پتے دیئے گئے ہیں۔ ازاں جملہ یہ۔ خاتم ادم میور ھے۔ میں نے اس کی نسبت بھی اسی بے قاعدہ جفر سے سوال کیا۔ اس نے روشن طور پر بتادیا۔ اب جو ان بارہ پہیلیوں کو دیکھوں، تو سب خود بخود منکشف ہو گئے۔

خیال ہوا کہ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے۔ اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ چند روز کچھ اسما تلاوت کرتے جاتے ہیں۔ مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارت جمال جہاں آرائے حضور انور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوتا ہے، اگر سرکار اقدس ﷺ سے اس میں اشتغال کا اذن ملے، مشغول ہو۔ ورنہ چھوڑ دے ——— میں نے وہ اسمائے [illegible] تلاوت کئے، پہلے ہی ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا۔ [illegible] شاید میں پہلے ذکر [illegible] سے اذن کا استنباط ہو سکتا تھا۔ مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے [illegible]

[illegible] علم اولیائے کرام کا ہے۔

اہل بیت عظام کا ہے، امیر المومنین علی مرتضیٰ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچھا نہیں۔

تو اگر یہ جواب غلط گیا، کافی محنت کروں گا اور صحیح اترا تو اس فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور لئے اعتراضوں کی وقت کون سہے؟ جواب بحمد اللہ پورا صحیح اترا (۱۷) اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا۔

وہ جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنھوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے وقت حضرت سید حسین مدنی صاحب موصوف کے نذر کر دیں۔

ان سے پہلے مولانا عبد الغفار صاحب بخاری اس فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے۔ انھوں نے حیدرآباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا، حضرت نے ارشاد فرمایا مدینہ طیبہ سے بھی خود آئے۔ وہ مارہرہ تشریف لائے۔ ان دنوں حضرت ... تشریف لے گئے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خان مرحوم یہاں ... عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ... تھے۔ وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انھیں خیر و خوبی سے رکھے۔ حضرت قدس سرہ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ یہ جو چاہتے ہیں ان کو بتادو۔

میں ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ ان سے اجرت طلب نہ کر سکا کہ اگر مذمت ہوئی تو حکم حضرت کے خلاف کیوں کروں گا؟ آخر بیس منٹ انھیں سکھایا۔ ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے، وہ ...

قواعد خوب منضبط کرلیے۔ آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اُجلا باضابطہ مرتب فرمالیتے، اور جواب تلاش کرتے۔ نہ ملتا، مجھے دکھاتے۔ میں گزارش کرتا، دیکھیے یہ جواب رکھا ہے۔ اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا؟ میں گزارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی، وہ آپ کو پوری آگئی۔ رہا جواب، وہ القائے ملک ہے۔ اگر القا نہ ہوا اپنا کیا اختیار؟ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لیے انھیں سکھایا۔ آٹھ مہینے رہے، اور چلتے وقت فرما گئے: میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں۔

ان کی محبت وصلاح وتقویٰ کے سبب اکثر ان کی یاد آتی ہے۔ جزیرہ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا، اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں۔ سید حسین مدنی سا کوئی سبز چشم و بے طمع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں۔ حضرت سید اسماعیل مکی کا تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا، تو وہ فرماتے: زہے سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمہارے قلب میں ہے۔ اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیوں کر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے؟ یہاں سے ملک چین کو تشریف لے گئے پھر ان کا کوئی خط بھی نہ آیا نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط [illegible]۔ ان کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف [illegible] تھے، وہ اس زمانہ میں قزان کو گئے ہوئے تھے کہ [illegible] میں ہے، اور یہ تبت کو۔ ان کے بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے [illegible] والدہ بہت پریشان ہیں، سید حسین کہاں ہیں؟ یہاں کے پتہ معلوم تھا [illegible] تو مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ یہ سید صاحب محمد مدنی بیان ہے

جو پارسال تشریف لائے تھے۔

تاریخ گوئی: عالم الغیب والشہادۃ علیم وخبیر جل جلالہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اعلیٰ حضرت کو جملہ کمالات انسانی کو جو ایک ولی اللہ یکتائے زمانہ میں ہونے چاہئیں، بروجہ کمال جمع فرما دیا تھا۔ جس وصف کمال کو دیکھئے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اسی میں تمام عمر صرف فرما کر اس کو حاصل فرمایا ہے، اور اس میں کمال پیدا کیا ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض موہبت عظمیٰ ونعمت کبریٰ ہے۔ ایک ادنیٰ توجہ سے زیادہ اس کی طرف کبھی صرف نہیں فرمائی۔ ازاں جملہ تاریخ گوئی ہے۔ اس میں وہ کمال اور ملکہ تھا کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے، اعلیٰ حضرت اتنے ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرما دیا کرتے تھے، جس کا بہت بڑا ثبوت حضور کی کتابوں میں اکثر وبیشتر کا تاریخی نام اور وہ بھی ایسے چسپاں کہ بالکل مضمون کتاب کی توضیح وتفصیل کرنے والا، جس کا مفصل بیان ذکر تصنیفات میں ملاحظہ سے گذرے گا۔ اس جگہ چند واقعات تاریخ گوئی اور بعض قطعات تاریخ ناظرین حالات کی خدمت میں پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

۱۲۸۶ھ میں کہ حضور کی عمر شریف کا چودہواں سال تھا۔ ایک صاحب حاضر خدمت اقدس ہوئے، اور عرض کیا: ایک صاحب نے امام باڑہ بنایا ہے چاہتے ہیں کہ کوئی تاریخی نام ہو، تو دروازہ پر کتبہ کردیں۔ حضور نے فی البدیہ فرمایا ان سے کہیے بدر رفض [۱۲۸۶ھ] رکھیں۔ اس جواب کو سن کر بولے کہ امام باڑہ گذشتہ ہی سال تیار ہو چکا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ حضور دوسرا لفظ فرمائیں گے،

جس میں لفظ رفض نہ ہو۔ حضور نے فوراً ہی فرمایا: تو داررفض [١٢٨٥ھ] رکھیں۔
یہ سن کر بہت چپ ہوئے اور پھر عرض کیا کہ اس کی ابتدا ۸۴ھ ہی میں کی تھی،
اس لیے اسی سن کا نام ہونا مناسب۔ ارشاد فرمایا: تو درر فض [١٢٨٤ھ] رکھیں۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ پنج شنبہ کا دن ہے ورصبح کے وقت، حضور حجام سے خط بنوا رہے ہیں۔ میں قریب ہی تپائی پر بیٹھا ہوں کہ ڈاک میں ایک کارڈ مکرمی جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی فاضل بہاری صدر مدرس مدرسہ عالیہ خانقاہ سہسرام مدظلہ العالی کا آیا۔ حسب ارشاد فقیر نے پڑھ کر سنایا اس میں ممدوح نے فرزند ارجمند کی ولادت کی اطلاع دیتے ہوئے تاریخی نام تجویز فرمانے کی درخواست کی تھی۔ حضور نے سنتے ہی فی البدیہ فرمایا نام تو محی الدین (٣٣٦ھ) ہونا چاہیے۔ اور دیکھئے تو سید صاحب شاید تاریخ ہوگئی۔ میں نے جو شمار کیا تو پورے ١٣٣٦ھ ہوئے، اور یہی سن ولادت تھا۔

انھیں کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضور پھاٹک میں تشریف فرما ہیں۔ حاضرین کا چاروں طرف مجمع ہے ایک صاحب دریافت کرتے ہیں کہ اسم اعظم کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کے لیے اسم اعظم جدا ہے۔ اس کے بعد ہی ایک جانب سے نظر مبارک حاضرین پر [illegible] اور حضور ہر ایک سے بلا تکلف فرماتے جاتے ہیں کہ یہ تمہارے لیے اسم اعظم ہے، یہ تمہارے لیے اسم اعظم ہے۔ [illegible] یا لطیف یا اللہ پڑھا کرو۔ پھر آخر میں فرمایا کہ ہر ایک [illegible]

ہم عدد اسمائے الٰہیہ میں ایک اسم ورنہ دو اسم دوگنی مرتبہ ہر روز پڑھ کریں، یہ اس کے لیے مفید ہے۔(۱۸) اس مجمع میں صرف برادرم قناعت علی کا اسم اعظم نہیں فرمانے پائے تھے کہ عصر کی اذان ہوگئی اور جلسہ برخاست ہوگیا۔ برادرم مذکور اپنی محرومی پر دل ہی دل میں افسوس کر رہے تھے اور بار بار یہ امید لگاتے تھے کہ شاید اب حضور فرمائیں، یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہوئی۔ اس وقت حضور شمالی فصیل مسجد پر تشریف فرما تھے غرض مکبر نے تکبیر کہی حضور حسب عادت پر وہاں اٹھتے ہیں اور مصلّٰی پر سیدھا قدم رکھا اس وقت برادرم قناعت علی بالکل مایوس ہوگئے اور دل میں وسوسہ آیا کہ آج یہ پہلی مثال نظر آرہی ہے کہ میں محروم رہا جاتا ہوں۔ حضور پُر نور اس وسوسہ کو معلوم فرماتے ہیں اور قبل تکبیر تحریمہ ان کی جانب رخ انور کرکے ارشاد فرماتے ہیں۔ سید صاحب! آپ کے لیے اسم اعظم یا خالق یا اللّٰہ۔

ناظرین کرام اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کشف و تصرف حضور میں کس درجہ ملکہ تھا۔ یعنی انفرادی تاریخی و دیگر زبان پر تھے، کبھی کو خطرے کے ساتھ برجستہ ہر ایک کا اسم اعظم فرما دیا۔ پھر یہ کہ فیوض و برکات کی بارش نامحدود طور پر ہر جلسہ میں عام ہوا کرتی تھی۔ نیز شان روشن ضمیری کی بھی مثال ہو رہی تھی اور اس مسئلہ کا بھی انکشاف فرما دیا جاتا ہے کہ نماز باجماعت کی تکبیر اقامت کے وقت بیٹھے رہے، اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس ذات قدسی صفات کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا غرض کوئی فعل اتباع سنت سے خالی نہ تھا۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ معمولی...

سید شاہ ابوالحسن صاحب ابن جناب سید شاہ مظفر حسین صاحب ساکن ضلع پٹنہ کہ میرے مخلص دوستوں میں ہیں، مجھ سے ملنے کو بریلی شریف تشریف لائے۔ میں اس زمانہ بریلی میں نہ تھا، بلکہ ایک مناظرہ میں رنگون گیا ہوا تھا۔ سید صاحب موصوف نے اعلیٰ حضرت کے اخلاق کریمانہ و سادات نوازی کی وجہ سے کئی دن قیام کیا۔ ایک روز انھوں نے بھی خیر و برکت کے لیے کوئی وظیفہ اور اسم اعظم دریافت کیا، حضور نے سنتے ہی ارشاد فرمایا کہ آپ کے لیے اسم اعظم **یا محسن** ہے۔ پھر فرمایا کہ اس اسم سے غفلت نہ کیجیے یہ آپ کے لیے تسخیر ہے، اکسیر ہے۔

یہ واقعہ ۱۳۲۵ھ کا ہے۔ اس کے بعد ۱۳۵۰ھ میں جب سید صاحب موصوف یتیم خانہ خادم الاسلام پٹنہ سٹی میں منیجر کی حیثیت سے قیام فرما تھے، تو ایک دن مجھ سے اس واقعہ کو بیان کیا اور کہا کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا فرمانا لفظ بلفظ ٹھیک پاتا ہوں۔ افسوس کہ بلاناغہ اس پر عمل نہیں ہوتا، مگر جس زمانہ میں پڑھتا ہوں، اکسیری و تسخیری اثر آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہوں۔

حسن اتفاق ہے اس وقت میرے پیش نظر رسالہ مبارکہ **مواقع النجوم** مصنفہ حضرت سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز ہے، جو مطبع گلزار حسنی بمبئی میں حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قادری نقش بندی کی سعی سے چھپا ہے۔ مگر عجیب اتفاق کہ یہ کتاب پوری چھپنے نہ پائی تھی کہ حضرت مولانا موصوف کا وصال ہوگیا، اس لیے آخر کتاب میں ان کی تاریخ وصال مستخرج اعلیٰ حضرت قدس سرہما شامل کردی گئی ہے، (۹) جس کے ہر ہر مصرع سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ میں اس جگہ اس پوری عبارت کو نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

تواریخ وصال حضرت عظیم البرکۃ، عمدۃ الکاملین، زبدۃ الواصلین، العارف الجلیل مولانا المولوی محمد اسماعیل القادری النقشبندی الشاذلی علیہ رحمۃ اللہ العلی، از افادات امام البلغا، مقدام الفصحی، تاج الفقہاء والمحدثین، سراج العلما المحققین، فاضل عظیم الشان جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی دام فیضہ الصوری والمعنوی ۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم حمدا لہ وصلاۃ علی محمد الحکیم [۱۳۱۷ھ] رفعۃ الثاقبت [۱۳۱۷ھ] عام وفاۃ العلیم الثبت [۱۳۱۷ھ] الفاضل الکامل الحسن الجلیل[۱۳۱۷ھ] الرضی الاجل اسمعیل [۱۳۱۷ھ] مھایمی الحل شاذلی الحسب [۱۳۱۷ھ] قادری القدر اجل الرتب[۱۳۱۷ھ] افاض الودود علیہ احسانہ الحسیم [۱۳۰۲ھ] والسق اسمعیل بخدمۃ ابرھیم [۱۳۱۷ھ]

لاسمعیل اسمعیلَ سُنُّہ أحامیُ حالہ من کُرْ فتنہ [۱۳۱۰ھ]
لاسمعیل اسمعیل صدق أراذع کُلْ مَیْن عن عطنہ [۱۳۱۷ھ]
لاسمعیل اسمعیلُ حقٌ اتاک الحق یکب کُلْ محنہ [۱۳۱۷ھ]
لاسمعیل عنداللّٰہ انشا ءموعدۃ بمکرمۃ و منّہ [۱۳۱۷ھ]
ألا لا یُبکینْ فقدُ سمُو أیُنْتمُ رجْعُ نفسٍ مُطْمَینہ [۱۳۱۷ھ]
رواحُ الرُّوحِ من کنفِ لسُنیٌ کمُزْنۃ انجلی منھا ابن مُزْنہ [۱۳۰۴ھ]

سَنَاهُ وَ نَفْعُهُ بَاقٍ بَهِيًا   فَقَطرُ دجُنه وَقَبْرُ دُجُنَه [۱۳۱۶ھ]

يُزَفُّ الىٰ جِنَانِ حَنَانِ عَفْوٍ   لأنْوَارِ وَ أطْيَارِ مُزِنْه [۱۳۱۶ھ]

يَحُفُّ بِهِ مَلٰئِكَةٌ اعِزَّهُ   بِأجْنِحَةٍ كَسُحُبِ مُرْتَنِه [۱۳۱۶ھ]

وَانْ اُسْئَلْ لاسْمعيلُ منهُمْ   اُجِبْ ثِقَةً بِنزلِ اللّٰهِ الٰه [۱۳۱۶ھ]

لاسْمَاعِيْ لاسماعيلَ مَكماً   حلاهُ هجانة وُخلاهُ هُجُنَه [۱۳۱۶ھ]

فنحْنُ بِمَنْهِ وَهِبَاتِ يُمْنِه   نكُوْنُ مِنْ اهْلِ يُمْنِهٖ انْ يُمُنْه [۱۳۱۶ھ]

الٰهِ أعطِنَا حُسْنَ الرِضَاء   واوْلَ غَدَاةوَهَف الاَوْلِ يُمَنَه [۱۳۱۶ھ]

[۱۳۱۶ھ]

تاريخ آخر

عدث اُمُ ظلُ شرْطهاامُ اطلُت ❖ ببطْنِ بَطِيْن وَالظّلَال اقلُت

فمالى أرىٰ با لَيْلِ طوْلا كانها ❖ بَرَامُ ترُوْمُ الجُفْرَ اوْفيهِ حلُت

انكسُها اتباعُ غالِ مُغرِّب ❖ لربتهافى السّيْرامُ هِىَ ضَلُت

امُشْرِقةٌ كاست مُشرُقة الكللْ ❖ مُكلّلةٌ فيْها النوَاظِرُ كلُت

ارْجعا وَلاتَلوِيْرَ امْ دارُ مَعْهَدِ ❖ بِصَهْبَافبِالصهْبَاء اياک علُت

بلىٰ لَيْلُ ذِىْ هَمُّ طوِيْلٌ سيْنا ❖ همُوْم عَلىٰ اهْلى مَهَائمَ حِلُت

ولا غرْوَ ان ضَلُت فانٌ طريقةً ❖ تلىٰ كَالّتى فى وَجْهِها بَلْ هِىَ الّتىٰ

بسطر صِرٌ نفسه وكذا الالف ❖ فما بيْن بطُ والجيْم ظُلمَ اضلُت

الاكُلُ رُزْءِ فى دُنْياک مُنْتهٍ ❖ وَكُلُ محاق مُسْفِرٌ عَنْ اهِلّةٍ

الَمْ تَرَ انَ اللّٰه يُزجِىْ سَحَابَةً ❖ فتُسيْلُ حجما انحوت اذتجلتا

وترهر ام الزاهرات اذا ثنت ✣ تدلت تولت اذعلت اذتعلت

سوى المَوتِ بل عن كل موت خليقة ✣ ولاخلفَ عنْ فقدِ غرُ اجلةِ

شمالُ عُبيدِ اللهِ حلَتْ خليلة ✣ وَشُمْليلُ اسْمعيلَ بالتّلو صَلّتِ

قضىٰ بحيد قوم نحب ونتتظر ✣ ترحي وتحشى من شرور اصلت

مضوٰوبتبنا حلفٌ لم يكُ بيننا ✣ تَرَاءِ وَلاعَيْنٌ بِرُويا تَسَلّتِ

ونلت خيْرٌ ما نرجُوه انْ كا ن وُلّنا ✣ لخالصِ دينِ اللهِ من دونِ عِلّةِ

تحاننهم فى الله ان شاء مُوصلٌ ✣ مَنَابِرَ من نورِ بِمغْبِطِ جِلّةِ

وَمَوْعِدنا ان مِّنْ حَوْضُ نبيّنا ✣ وَمُكْرِمنا الاتى بأكرم ملّةِ

هنابالمحيا والحميا لقينا ✣ مغيا حبيب فى حميا خضلة

قَضى اللهُ فى حنانه جمع شملنا ✣ وَبوّ أنا فى روضةٍ مُخضلّةِ

فنحنُ بِهِ منه اليه له فانٍ ✣ يمُنُّ فيلُ بحرٍ يفيضُ ببلّةِ

حبا اللهُ اسماعيل فضلا ورحمة ✣ وَاَكْرَمَ مَثواهُ بمنزل خُلّةِ

فَلَمْ يكُ فيما جاءنا يَغْتَدى ولا ✣ يرُوحُ سوى فى خلّةِ اىْ خلّةِ

صيانةِ دينٍ أوْاهانةِ بِدعةٍ ✣ إبانةِ حق اوَ اعانةِ خُلّةِ

نَوَالُ مُريدٍ أوْ نَكالُ مَريدةٍ ✣ نِزالُ مُزلٍ أوْنضالُ مُضلّةِ

يرُدُّ الرّدىٰ بالرّدْعِ عن هُوّةِ الهوى ✣ يرَى من كلامى جُملة بنجلة

وَعَيْنُ الرّضا عن كل عيب كليلة ✣ فان يَكُ لم تنظرْ وان ترغلت

ولكنْ عينُ لسخط تبدى المساوى ✣ كمَنْ دخل البُستان مُختلِ جلّه

حياةُ مُواتى حَىٌّ طبعاً بسعيه ✣ فحيّاهُ حىٌّ لايموتُ بمنّةِ

مَضٰی وَھُوَ تَوَّاقٌ اِلَی الْأَمْنِ وَالْعُلٰی ✦ فَنَالَ الْعُلٰی وَالْأَمْنَ فِیْنَا مَحَلَّۃً

وَغَسَّلَہٗ صَوْبُ الصَّوَابِ بِھِلَّۃٍ ✦ وَکَفَّنَہٗ ثَوْبُ الثَّوَابِ بِحُلَّۃٍ

وَشَذْوُ شُذُوْذِ الشَّاذِلِیَّۃِ حَنَّطَہٗ ✦ وَرِفْعَۃُ قَدْرِ الْقَادِرِیَّۃِ صَلَّتِ

یُنَمِّقُ فِیْ تَارِیْخِ رِحْلَتِہِ الرِّضَا ✦ سَحَائِبُ مَیْحِ السُّفْحِ مَثْوَاکَ بَلَّتِ
[۱۲۹۷ھ]

بِأَوْفٰی نَوَالٍ فَوْزُ أَفْضَلِ مَنْزِلٍ ✦ وَأَشْرَفُ نُزُلٍ حَوْزُ أَوْفَقِ تَلَّۃٍ
[۱۲۹۷ھ] [۱۲۹۷ھ]

وَقَتْکَ مَرَاقِی اللُّطْفِ کُلَّ کَرِیْھَۃٍ ✦ سَقَتْکَ سَوَاقِی الرَّأْفِ أَرْجَ طَلَّۃٍ
[۱۲۹۷ھ] [۱۲۹۷ھ]

وَمُنْھَمِرَاتُ السُّحْبِ مِنْ صَلَوَاتِہٖ ✦ عَلَی الْمُصْطَفٰی وَالصَّحْبِ ھَلَّتْ بِھِلَّۃٍ

تُدِیْمُ مُدَاماً شَامِلاً لِعُبَیْدِہٖ ✦ وَأَبْعَدُھُمْ لَوْ نَدَّ لَمْ یَتَقَلَّتِ

وَأَرْضِ لِرِضَا اِنْ لَمْ یُصِبْ وَابِلٌ فَطَلٌّ ✦ نَدٰی مِنْکَ لِیْ کَالدِّیْمَۃِ الْمُسْتَھِلَّۃِ

اِلٰھِیْ اِلَیْکَ بِالْحَبِیْبِ تَوَسُّلِیْ ✦ بِہٖ فَاغْفِرِ اللّٰھُمَّ ذَنْبِیْ وَزَلَّتِیْ

حضرت مولانا نقی علی صاحب اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مختصر حالات رسالہ مبارکہ "جواہر البیان فی اسرار الارکان" کے آخیر میں درج فرمائے ہیں۔ اسی میں تواریخ ولادت اور تواریخ وصال بھی ہے جن سے اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی کا کمال ثابت ہوتا ہے۔ وھی ھذہ......

(تواریخ ولادۃ)

جاء ولی تقی الثیاب علی الشان [۱۲۲۶ھ] رضی الاحوال بھی المکس [۱۲۲۶ھ] وھو اجل محقق الافاضل [۱۲۲۶ھ] شہاب المدققین الاماثل [۱۲۲۶ھ] قمر فی برج الشرف [۱۲۲۶ھ]

برى من الخسوف والكلف [۱۲۴۶ھ] افضل سباق العلماء [۱۲۴۶ھ]
اقدم حذاق الكرماء [۱۲۴۶ھ]

(تواريخ وفاة)

كان نهاية جمع العظماء [۱۲۹۷ھ] خاتم اجلة الفقهاء [۱۲۹۷ھ] امين الله فى الارض ابدا [۱۲۹۷ھ] ان موتة العالم موتة العالم [۱۲۹۷ھ] وفات عالم الاسلام ثلمة فى جمع الانام [۱۲۹۷ھ] خلل فى باب العباد لاينسد الى يوم القيامة [۱۲۹۷ھ] ياغفور [۱۲۹۷ھ] كمل له ثوابك يوم النشور [۱۲۹۷ھ] امنحه جنة اعدت للمتقين [۱۲۹۰ھ] صلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد واله واهله اجمعين [۱۲۹۷ھ]۔

۱۳۲۹ھ میں، میں شہر جامع مسجد میں خطیب تھا۔ رمضان سے خط آیا اور اس میں بڑی لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری تھی میں نے اس خط کو اور اس کے ساتھ اور اس کے ساتھ ایک عریضہ لکھ کر بریلی شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت قدس میں حاضر کیا، جس میں تاریخی نام کے لیے عرض کیا تھا۔ بہ واپسی ڈاک جواب آیا جس میں مبارک باد تھی، اور بچی کے لیے دعائے خیر اور تاریخی نام ''زرینہ خاتون'' [۱۳۲۹ھ] تحریر فرمایا تھا۔ اسی طرح رجب ۱۳۳۳ھ میں دوسری لڑکی پیدا ہوئی تو میں نے پٹنہ سے عریضہ حاضر کیا اور تاریخی نام کی درخواست کی تو [illegible] ۱۳۳۳ھ زبر و بینات سے تاریخی نام تجویز فرمایا۔ پھر عزیزی محمد [illegible] سلمہ کے عقد ۱۳۳۹ھ میں سہسرام میں لڑکی پیدا ہوئی۔ میں نے ان کی ولادت کی خبر دی اور تاریخی نام کے لیے حضور نے ''ربیع خاتون'' ۱۳۳۹ھ تاریخی نام تجویز فرمایا۔

غرض یہ کہنا بالکل بلا مبالغہ ہے کہ جس طرح ہر پڑھے لکھے کے نزدیک لفظ کے تصور یا تلفظ کے ساتھ اس کے معنی ذہن نشین ہو جاتے ہیں، اسی طرح اعلیٰ حضرت کے نزدیک لفظ کے تصور کے ساتھ اعداد ذہن میں آجاتے تھے۔

اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی کے سلسلہ میں کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ مصدقہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت و دیگر علمائے کرام حامیان دین وملت قدست اسرارھم کے صفحہ ۴۶۳ سے اعلیٰ حضرت کا ایک فتویٰ مع استفتا نقل کرنا افادہ وافاضہ سے خالی نہ ہوگا۔

استفتا و فتوی الهامی

[illegible] ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ ان من المجرمین منتقمون کے اعداد (۱۲۰۲) ہیں، اور یہی عدد ابوبکر عمر عثمان کے ہیں۔ یہ بات [illegible] ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

الجـــــــــــــواب

[illegible] رحمہم اللہ تعالیٰ [illegible] مذہب ایسے ہی اوہام [illegible]

[illegible]

[illegible] عدد [illegible] اور [illegible] آیت ثواب کے (عدد) اسمائے کفار سے [illegible] وسعت وسیعہ ہے۔

[illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے تین صاحب زادوں کے نام

بوبکر، عمر، عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی سنی ادھر پھیرے گا، اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس ﷺ تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: أروني ابني ماذا سميتموه مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ مولیٰ علی نے عرض کی حرب۔ فرمایا نہیں، بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی نے عرض کی حرب۔ فرمایا نہیں، بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں، وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے شبر، شبیر، مشبر۔ حسن، حسین، محسن ان سے ہم وزن و ہم معنی۔

[illegible] مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم [illegible] اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہٰذا ان سے بعد [illegible] ابوبکر، عمر، عثمان، عباس وغیرہ نام رکھے۔

نکتہ: رافضی نے اعداد نکالا [illegible] میں الف نہیں لکھا جاتا، تو عدد ۱۲۰۱ ہیں [illegible]

۱) - ہاں او رافضی!

بارہ سو دو عدد کاہے کے ہیں؟ [illegible]

۲):- ہاں او رافضی!

بارہ سو دو عدد ان کے ہیں، ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان الطاق

کلینی بن بابویہ، قمی، طوسی، حلی۔

۳):- ہاں او رافضی!

اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ (انعام ۶/ ۱۶۰) بے شک جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیہ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں، اور یہی عدد ہیں، روافض، اثنا عشریہ، شیطنیہ، اسمٰعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسمٰعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں، روافض، اثنا عشریہ، ونصیریہ، واسماعیلیہ کے۔

۴):- ہاں ورافضی!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (رعد ۱۳/ ۲۵) ان کے لیے ہے لعنت اور ان کے لیے ہے برا گھر۔ اس کے عدد ۲۴۴ ہیں اور یہی عدد ہیں، شیطان، الطاق، طوسی، حلی کے۔

۵):- نہیں اورافضی!

بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ (حدید ۵۷/ ۱۹) وہی اپنے رب کے یہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے ان کا ثواب ہے۔ اس کے عدد (۱۳۴۵) ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، سعید کے۔

۶):- نہیں اورافضی!

بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (حدید ۵۷/ ۱۹) وہی اپنے رب کے حضور صدیق وشہید ہیں

ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔ اس کے اعداد (۱۷۹۲) ہیں، اور یہی عدد ہیں ابوبکر، عمر، عثمن، علی، طلحہ، زبیر، سعد کے۔

۷):- نہیں او رافضی!

بلکہ للہ عزوجل فرماتا ہے۔ **وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ** (حدید ۱۹/۵) جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے یہاں صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔ آیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ ہیں اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف کے۔

الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ عدد بھی پورا ہوگیا، اور حضرات عشرہ مبشرہ کے اسمائے طیبہ بھی سب آ گئے۔ جس میں اصلا تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔

کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات مدح صحابہ و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو نہ معلوم کتنی آیات نظر آتیں۔ مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد و للہ عدد ...

اس فتویٰ کو نقل کر کے مولوی صاحب موصوف ... ص ۲۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ سنی رافضی ...
... نہیں بلکہ قیمہ ہوگیا۔ اب مجال دم زدن نہیں۔

فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد ...

امام اہل سنت و جماعت بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات و اعداد کی مطابقت زبان فیض ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گذر چکی تھی، [illegible] و شمار کے اسباب سوچے اور بے تامل کے فرما دیے کہ فقیر سوا اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا ظہور بذریعہ القائے ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے پیشتر جب کہ اعلیٰ حضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ وہابیہ در معترض پر نکات عداد جس کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معاً بلا غور و تامل کے یوں فرمایا جناب سند فرمایا کہ لکھو فقیر نے تعمیل حکم اس طرح پر کی۔ آیت قرآنی:

1. یحسبونہم انہم کانوا مجرمین ۞ کے اعداد (۲۶۸) جو برابر ہیں اعداد رشید احمد گنگوہی کے۔
2. لقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم ۞ [illegible] کے اعداد (۲۶۳) ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے۔
3. شیطٰن مرید لعنہ اللہ [illegible] کے عدد (۸۴۳) ہیں جو برابر ہیں خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کے۔

سبحان اللہ وبحمدہ یہ قدرت خدا کا تماشا اور تقدیر الٰہی کا نظارہ ہے جو دیکھتے ہی تعلق ہے اپنے علم میں ان لوگوں کے حالت کی خبر دیتا ہے۔ جو عرفان رکھتے ہیں اور انسان بارگاہ خدا میں ہے تحقیقات سے یوں فرماتے ہیں اور عوام کو سمجھ سکتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

فتوی نویسی

جناب سید ایوب علی صاحب نے تحریر کیا کہ امام اہل سنت قدس سرہ نے ۸ برس کی عمر میں ایک مسئلہ فرائض تحریر فرمایا تھا۔ اتفاقاً حضرت رئیس الاتقیاء حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی نظر اس پر پڑ گئی، جب وہ گاؤں سے بذریعہ بیل گاڑی تشریف لائے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ کسی بیس (۲۰) برس والے نے لکھا ہے، ... جیسا مسئلہ کوئی بڑا لکھ کر دکھائے تو ہم جانیں۔

بتاریخ ۱۴ ماہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں فرض ... ایک دن ایک رضاعت کا مسئلہ تحریر کر کے والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد صاحب نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام ان کے سپرد کیا۔

پہلا فتویٰ مسئلہ رضاعت ... ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت سے دریافت کیا۔

اگر بچے کی ناک میں کسی عورت کا دودھ چڑھ جائے تو کیا حکم ہے؟ اس کا جواب ارشاد فرمایا: منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا ... یہ وہ فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے ... ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتاء عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمداللہ نماز فرض ہوئی اور ولادت دس شوال ۱۲۷۲ھ روز شنبہ

وقت ظہر مطابق ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء ۱۱؍جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی

تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳؍برس دس مہینہ چار دن کی تھی

جب سے اب تک برابر یہ ہی خدمت دین کی جاری

ہے۔ والحمدللہ (قلمی حیات اعلیٰ حضرت)

کمالِ فتویٰ نویسی : مولوی اعجاز ولی خاں صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی عمر کا چودھواں سال تھا۔ افتا کا کام حضرت نے اپنے ذمہ لے لیا تھا، کہ ایک شخص رامپور سے حضرت اقدس امام المحققین مولانا نقی علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت سن کر بریلی تشریف لائے، اور جناب مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کا فتویٰ جس پر اکثر علما کی مواہیر و دستخط ثبت تھے، پیش خدمت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کمرہ میں مولوی صاحب ہیں ان کو دے دیجیے جواب لکھ دیں گے وہ کمرہ میں گئے اور آکر عرض کیا کہ کمرہ میں مولوی صاحب نہیں ہیں۔ فقط ایک صاحبزادہ صاحب ہیں فرمایا: انہیں کو دے دیجیے وہ لکھ دیں گے۔ انہوں نے کہا حضور! میں تو جناب کا شہرہ سن کر آیا تھا حضرت نے فرمایا: آجکل وہی فتویٰ لکھا کرتے ہیں۔ انہیں کو دے دیجیے۔ اعلیٰ حضرت نے جو اس فتویٰ کو دیکھا تو ٹھیک نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت نے اس جواب کے خلاف جواب تحریر فرمایا اور اپنے والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش فرمایا۔ حضرت نے اُس کی تصدیق و تصویب فرمائی۔ پھر وہ صاحب اس فتویٰ کو دوسرے علما کے پاس لے گئے۔ ان لوگوں نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی شہرت دیکھ کر انہیں کے فتویٰ کی تصدیق کی۔ جب والی رامپور نواب کلب علی خاں صاحب کی خدمت میں

وہ فتویٰ پہنچا، آپ نے شروع سے اخیر تک اس فتویٰ کو پڑھا، اور تمام لوگوں کی تصدیقات دیکھیں۔ دیکھا کہ سب علما کی ایک رائے ہے، صرف بریلی کے دو عالموں نے اختلاف کیا ہے۔ حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب کو یاد فرمایا۔ حضرت تشریف لائے نواب صاحب نے فتویٰ ان کی خدمت میں پیش فرمایا۔ حضرت مولانا کی دیانت اور انصاف پسندی دیکھئے کہ صاف فرمایا، فی حقیقۃ وہی حکم صحیح ہے جو ان دو صاحبوں نے لکھا۔ نواب صاحب نے پوچھا پھر اتنے علما نے آپ کے فتویٰ کی تصدیق کس طرح کی؟ فرمایا ان لوگوں نے مجھ پر اعتماد میری شہرت کی وجہ سے کیا اور میرے فتویٰ کی تصدیق کی۔ ورنہ حق وہی ہے جو انہوں نے لکھا ہے۔ (ص [illegible])

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ فقیر کے پیش نظر فتاویٰ متقدمین و متاخرین سب ہیں۔ متقدمین میں فتاویٰ ہندیہ تو بے شک اس مقدار میں ہے، جسے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کچھ نسبت دی جا سکتی ہے۔ اور اس وقت کے علما میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس کے فتاویٰ کو حضرت کے فتاویٰ سے کوئی بھی نسبت ہو۔ یہ تو باعتبار کمیت ہے کہ دوسروں کے فتاویٰ چھوٹے چھوٹے اوراق پر ڈیڑھ سو، دو سو، تین سو صفحات زیادہ سے زیادہ [illegible] صفحات تک ہوں گے۔ اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ تقطیع کلاں، ہدایہ [illegible] بارہ جلدوں میں، ہر جلد پچاس ساٹھ نہیں، آٹھ سو، نو سو صفحات کے [illegible] اور باعتبار کیفیت و نفاست مضامین تو اس کا اور معاصروں کے فتاویٰ کا [illegible] ہو ہی نہیں۔

فتاویٰ جلد اول کو چھپے ہوئے عرصہ گزرا۔ یہ جلد آٹھ سو [illegible] صفحات پر ہے۔ اس جلد میں صرف باب التیمم تک کے مسائل ہیں۔ [illegible]

اور حقیقۃً ہزار ہا مسائل ہیں۔ اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق و تنقیح کے ساتھ کہ آج تک کسی کتاب میں نہ ملے۔ الحمد للہ کتنے معرکۃ الآرا مسائل کہ بوجہ کثرت اختلافات و اضطرابات آج تک نا منقح، اُلجھے ہوئے تھے، بفضلہٖ عز و جل یہ صاف و منقح ہوئے، جس کی قدر اہل ایمان و انصاف ہی جانیں گے۔ ولله الحمد۔ اس جلد میں ۲۸؍ رسائل ہیں۔ اور ۳۵۳۶ (تین ہزار پانچ سو چھتیس)

اقول: یعنی خاص اپنی ذات اعلیٰ حضرت امام اہل سنت۔ اور ۱۹۴۵؍ تطفل، معروضہ ورد۔ علامہ قاضی زادہ روم متوفی ۹۸۸ھ نے **نتائج الافکار تکملہ فتح القدیر** میں اپنے تین ہزار ابحاث گنائے، جن میں بکثرت شارحین پر لفظی مواخذے ہیں۔ اور پھر وہ کتاب لوکالۃ سے آخر تک اکتیس کتب فقہ میں ہیں، اور اس میں کتاب الطہارۃ بھی پوری نہیں۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ ساڑھے تین ہزار سے زیادہ ابحاث خاص مصنف ہیں، کہ اکثر تنقیح مسائل و تحقیق دلائل سے متعلق ہیں۔ ولله الحمد حاسدین جب اپنے اساتذہ و آباء و اجداد میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں پاتے، ناچار بدگوئی یا وہ سرائی سے کام لیتے ہیں۔ اور للہ حسیب اور حساب قریب ہے۔ مگر الحمد للہ زمانہ اہل انصاف سے خالی نہیں۔ ان شاء اللہ العزیز حاسدوں کی آنکھ میں خار ہے، حق پسندوں کی نگاہ میں نور، اور دل میں انشراح و سرور ہوگا۔ واللہ المستعان

خوش خطی

علمائے کرام جس درجہ علم وفضل میں کامل ہوتے ہیں، نسبتاً خوش خط نہیں ہوا کرتے۔ ایک بہت بڑے عالم کے متعلق مشہور ہے کہ ان کا خط ایسا تھا کہ دوسرے تو دوسرے بسا اوقات خود ان سے نہیں پڑھا جاتا تھا۔ اسی لیے ان کی تصنیفات کے نسخے مختلف پائے جاتے ہیں۔ کوئی شاگرد لکھنے لگے، کسی جگہ عبارت نہ چلی، حضرت سے دریافت کیا، پڑھ نہ سکے [illegible] کیا لکھا ہوں؟ کوئی لفظ جو سمجھ میں ہوا، کر سکے [illegible] دوسری مرتبہ [illegible] نقل کرنے والے نے پوچھا۔ اس وقت جو لفظ مناسب معلوم ہوا، بتا دیا [illegible] سے خود اپنے معاصرین علماء، اساتذہ زمانہ کو دیکھا، مگر خوش خط نہ پایا [illegible] سب سے الگ حضرت کی خصوصیت سے تھا۔ جس درجہ علم وفضل میں کامل تھے [illegible] نسخ، نستعلیق، شکستہ خطوط بھی بہت پاکیزہ تھے، اور صد رہا [illegible] فرماتے [illegible] نویس چار آدمی نقل کرنے بیٹھ جاتے اور حضرت ایک ایک ورق تصنیف کرکے انہیں نقل کرنے کو عنایت فرماتے۔ [illegible] نقل [illegible] ورق تیار ہو جاتا۔ چنانچہ رسالہ مبارکہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین علمائے حرمین طیبین کی تصدیق کے لیے بھیجا تھا، وہ وقت بہت [illegible] جانے والا تھا، اس وقت اس کا [illegible] ہو چکا ہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ حضور [illegible] کرتے ہیں اس کا بھی مشاہدہ کیا گیا کہ ایک سطر کا مضمون [illegible] نہیں معلوم [illegible] نقل کیا جائے تو اس کی مساوی سطر میں نہیں آتا [illegible]

اس قدر کہ ناظرین کو دست مبارک میں رعشہ کا گمان ہوتا، حالانکہ ایسا نہ تھا۔ فقیر نے خود فتاوی رضویہ کی قلمی مجلد میں ایک رسالہ بخط نستعلیق زیارت کی ہے، جو بغیر امداد مسطر تحریر فرمایا ہے۔ مگر بین السطور و دوائر اس قدر مستقیم و مساوی و دیدہ زیب ہیں کہ اگر پرکار سے پیمائش کی جائے تو سر مو فرق نہ ہو۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی بھی اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس رسالہ کا نام **مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید** ہے۔ میری رائے ہے کہ یہ رسالہ فوٹو کر کے شائع کیا جائے تو بہت بہتر ہو۔ (۲۱)

تبلیغ و ہدایت

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز جس طرح اس امر پر اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور حضور اقدس ﷺ تبلیغ و ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے، اور علمائے کرام ورثۃ الانبیاء ہیں۔ اسی طرح اس پر بھی یقین کامل رکھتے تھے کہ علماء کے ذمہ دو فرض ہیں، ایک تو شریعت مطہرہ پر پورے طور پر عمل کرنا، دوسرا فرض مسلمانوں کو ان کی دینی باتوں سے واقف بنانا، ان پر مطلع کرنا۔ وہ جہاں کہیں خلاف شرع کام ہوتے دیکھتے فرض تبلیغ بجا لاتے، اور اس کو اپنے فرائض میں داخل سمجھتے۔

مناظرہ کبیر اصول ملفوظات حصہ دوم میں ہے کہ کسی وقت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفر الدین صاحب اور مولوی محمد مختار صاحب میرٹھی اور مولوی محمد علی صاحب، مولوی ... علی صاحب، ناظم انجمن اہل سنت و مدرس اہل سنت مولانا محمد علی صاحب مدرس مدرسہ اہل سنت، مہتمم مطبع اہل سنت وغیرہ ہم حضرات حاضر خدمت تھے۔ انجمن کے دورے کے متعلق جلسے ہو رہے تھے۔ یہ سب حضرات ... گئے تھے۔ رام پور میں مناظرہ کے دن چپ رہنے اور ... کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات کٹنے کی طاقت نہیں رکھتا، بے حیائی سے کچھ نہ کچھ بکے ضرور جاتا ہے۔

اس پر ارشاد فرمایا: سخت غلطی ہے کہ جاہلوں سے کوئی بات ... کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائے گا، جس سے ... مقرر ... جواب ... انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کر دے۔

سب جیسا کہ خود منہ [illegible] سے حضور نہ چوکیں گے، وہاں بھی زبان چل ہی جائے

گی۔ یہاں تک کہ موہہ پر مہر لگا دی جائے گی، اور اعضا کو حکم ہوگا بول چلو۔ اَلْیَوْمَ

نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

دوستو! [illegible] سے ہمیشہ تحریری مناظرہ ہونا چاہیے، کہ تحریر سے بدلنے، مکرنے کی نہ

رہے۔ بہت اچھا ہوتا ہے (کیوں) کہ وہابیہ، وغیر مقلد، وقادیانی وغیرہ تو چاہتے

ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فروعی مسائل میں گفتگو ہو۔ تمہیں ہرگز یہ موقع نہ دیا

جائے۔ ان سے یہی کہا جائے کہ پہلے تم اسلام کے دائرہ میں آؤ، اپنا اسلام تو

ثابت کرو، پھر فروعی مسائل میں گفتگو ہوتی رہے گی۔ [illegible]

ایک غیر مسلم کا ایمان لانا جناب سید ایوب علی صاحب کی

روایت ہے کہ ایک روز ایک مسلمان کسی غیر مسلم کو اپنے ہمراہ لاتے ہیں اور عرض

کرتے ہیں کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔

فرمایا کلمہ پڑھوا دیجئے

[illegible]

[illegible] غیر مسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مارنے والا ایک اللہ ہے، پانی برسانے والا ایک اللہ ہے، روزی دینے
والا ایک اللہ ہے، سچا دین اسلام ہے، اور جتنے دین ہیں سب جھوٹے
ہیں۔

اس کے بعد مقراض سے سر کی چوٹی کاٹی، اور کٹورے میں پانی منگوا کر تھوڑا سا خود پیا، باقی اسے دیا، اور اس سے جو بچا، وہ حاضرین مسلمانوں نے تھوڑا تھوڑا پیا۔ اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا، بعدہ جو صاحب ہمراہ آئے تھے انھیں فہمائش کی کہ

جس وقت وہ اسلام میں آنے والے تھے اور کلمہ پڑھنا چاہتے تھے اگر کچھ بھی دیر کی، تو گویا اتنی دیر اس کے کفر پر رضامندی ہے۔ آپ کو کلمہ فوراً پڑھا دینا چاہئے تھا، اس کے بعد یہاں لاتے یا اور کہیں لے جاتے۔

ان صاحب نے کہا کہ درست ہے، مجھ سے غلطی ہوئی، یہ بات معلوم نہ تھی۔ میں توبہ کرتا ہوں۔

حضور نے فرمایا اللہ معاف کرے، کلمہ پڑھتے ہیں ——— انھوں نے کلمہ پڑھا، اور سلام کر کے چلے گئے۔

ایک آریہ کا مسلمان ہونا جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ قبل ظہر حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، و حضرت مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس مدرسہ منظر اسلام خدمت اقدس میں حاضر ہیں کہ ایک آریہ آتا ہے، اور آتے ہی کہتا ہے

سوالات ہیں۔ اگر ان کے جوابات دے دیئے گئے، تو میں اور میری بیوی بچے سب مسلمان ہو جائیں گے۔

چونکہ اذان ہو چکی تھی، نہ معلوم کتنا وقت صرف ہوگا۔ بایں خیال حضور نے فرمایا: ہماری نماز کا وقت ہے، ٹھہر جاؤ، اس کے بعد جو سوال کرو گے، ان شاء اللہ تعالیٰ جواب دیا جائے گا۔

وہ کہنے لگا: ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں؟ پرمیشور کی عبادت جتنی بھی کی جائے، اچھا ہے۔

مولانا نعیم الدین صاحب نے فرمایا: یہ اعتراض تو خود تمہارے اوپر آتا ہے۔ مولانا رحم الٰہی صاحب نے فرمایا: میرے پاس 'ستیارتھ پرکاش' مکان پر موجود ہے ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔ الغرض! طے پایا کہ جب تک کتاب آئے نماز پڑھ لی جائے ——— وہ اتنی دیر پھاٹک میں بیٹھا رہا، بعدہ مندرجہ ذیل سوالات پیش کیے۔

1. قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا، یک دم کیوں نہ آیا؟ جبکہ وہ خدا کا کلام ہے، خدا تو قادر تھا کہ ایک ساتھ اتار دیتا۔
2. آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو انہیں پھر دنیا میں [illegible] کیوں [illegible] وہ تو اس کے محبوب تھے۔

[illegible] وقت کے متعلق "ستیارتھ پرکاش" کی عبارت دیکھنا [illegible]۔

[illegible] سن کر حضور نے فرمایا میں تمہارے سوالوں کے

جوابات ابھی دیتا ہوں، مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے، اس پر قائم رہو۔ اس نے کہا: ہاں! میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے معقول دے دیے، تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور بیوی بچوں کو بھی لاکر مسلمان کرادوں گا۔

جب خوب قول وقرار اور پختہ وعدہ کرلیا، تو حضور نے فرمایا:-

پہلے سوال کا تو جواب یہ ہے کہ جو شئے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے، اس کی وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج نازل فرمایا۔

پھر فرمایا: انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا۔ اللہ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا؟

پھر فرمایا انسان کھیتی کرتا ہے، پہلے پودا نکلتا ہے، پھر کچھ عرصہ کے بعد اس میں بالی آتی ہے، اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے۔ وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غلہ کیوں نہ پیدا فرمایا؟

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش آ گئی۔ جس میں حسب ذیل عبارتیں موجود تھیں۔

> باب تیسرا (تعلیم) پندرھواں ہیڈنگ ''اگنی ہوتر'' [illegible] ہی وقت کرے۔

> باب چوتھا (خانہ داری) ۱۳ ہیڈنگ ''سندھیا دونوں وقت کرنا چاہیے۔''

ان عبارات کو سن کر بجز قائل ہونے کے چارہ ہی کیا تھا۔ منہ [illegible] اعتراف کرتے ہوئے، معراج شریف والے سوال کا جواب [illegible]

اس کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا:

اسے یوں سمجھو کہ ایک بادشاہ اپنے مملکت کے انتظام کے لیے ایک نائب مقرر کرتا ہے، وہ صوبہ(دار) یا نائب بادشاہ کے حسب منشا خدمات انجام دیتا ہے۔ بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہوکر اپنے پاس بلاتا ہے، اور انعام وضعت فاخرہ عطا فرماتا ہے۔ نہ یہ کہ اسے بلا کر معطل کر دیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے۔

یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ نے میری پوری تشفی فرمادی اور میری سمجھ میں خوب آگیا۔ میں ابھی جا کر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود بھی مسلمان ہوتا ہوں، ان کو بھی مسلمان کراتا ہوں۔

علم غیب ملفوظات حصہ اول میں ہے: ایک صاحب نے علم غیب نبی ﷺ کی نسبت سوال کیا (تو) ارشاد فرمایا۔

قرآن عظیم فرماتا ہے ماکان اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ علی الْغَیب ولٰکنَّ اللّٰہ یجتبی من رُّسُلِہ من یَّشَاءُ ○ اللہ اس لیے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے علِمُ الغیب فلا یُظْہِرُ علی غیبہ اَحداً اِلّا مَنِ ارْتَضی من رسول [illegible] غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ [illegible] اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو غیب پر مسلط فرمایا

[illegible] اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ کا [illegible] انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو

عنایت فرمائے گئے، وہ سب باکمل وجوہ اوران سے بدرجہا زائد حضور سید عالم ﷺ کو مرحمت ہوئے۔ اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیا صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ملے، وہ سب حضور کے دیے سے، اور حضور کے طفیل میں، اور جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم نے روایت کی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انما انا قاسم واللہ یعطی میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں) ــــــ لفظ نری استمرار وتجدد پر دال ہے، جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ دکھانا ایک بار سے نہ تھا، بلکہ مستمر ہے۔

تو یہ صفت حضور اکرم ﷺ میں بطور اتم ثابت۔ حضور کے دیے سے، اور حضور کے طفیل میں حضور کے جد اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وبارك وسلم کو یہ فضیلت ملی، اس کا انکار نہ کرے گا مگر کور باطن، نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ الباطلۃ ــــــ اور لفظ کذالک تشبیہ کے لیے، جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے۔ اور تشبیہ کے لیے مشبہ، مشبہ بہ ضروری ہے۔ مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام۔ باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب! جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھاتے ہیں یوں ہی آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو

ان کا معائنہ کرا رہے ہیں۔

اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں ــــ یعنی جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں۔ اور ظاہر کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے۔ وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا؟ اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی، تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو، کیا مفاد ہوا؟

لہذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں، اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں۔

اور فرماتا ہے: نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۝ ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شی کا روشن بیان کر دینے کے لیے اُتاری ــــ تبیاناً ارشاد فرمایا، بیاناً نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلاً خفا نہیں۔

اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں: ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی: حتی کدنا ان نترائی الشمس یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے۔ اتنے میں حضور تشریف لے آئے اور نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی؟ ہم نے عرض کی: اللہ ورسولہ اعلم، اللہ ورسول خوب جانتے ہیں۔ تو فرمایا: اتانی ربی فی احسن صورۃ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا ــــ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا۔

اس نماز میں عبد درگاہ رب معبود میں حاضر ہوتا ہے؛ اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی۔ قال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلی اس نے فرمایا اے محمد ﷺ یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباحثہ کرتے ہیں؟ فقلت لا ادری میں نے عرض کی اے میرے رب اب تیرے بتائے بن کیا جانوں؟ فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فتجلی لی کل شی و عرفت تو رب عزت نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے لئے ہر شے روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی ——— صرف اس پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی صاحب وہم کو شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ کہ کل شیء سے مراد بعض شے متعلق بشر کی ہے۔ بلکہ ایک روایت میں فرمایا مافی السماء والارض میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت ما بین المشرق والمغرب، تو جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔

یہ تینوں روایتیں ترمذی میں ہیں تو تینوں لفظ ارشاد ہوئے ہیں۔ ایک میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، دوسری میں جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے، تیسری مجھ پر روشن ہوئی اور میں نے پہچان لی۔ روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینے کی یہ تفسیر فرمائی کہ ہر شئی معروف ہوگئی تو کئی چیزیں ایسی ہیں اور کئی شی پیش نظر ہوتی ہے مگر معروف نہیں۔ جیسے ہزاروں آدمیوں کو کسی اونچی جگہ سے دیکھو، وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت وہ کم پہچانے ہوئے۔ اسی لیے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیاء صرف میرے پیش نظر ہی نہ تھیں

اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج۔ والحمد للہ رب العلمین

مسلمان دیکھیں! نصوص میں بلاضرورت تاویل وتخصیص باطل ونامسموع ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کردینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی، اور میں نے پہچان لی ــــ تو بلاشبہ یہ رویت ومعرفت، جمیع مکنونات قلم ومکتوبات لوح کو شامل ہے، جس میں سب ما کان وما یکون من الیوم الاول الی یوم الاخر وجملہ ضمائر وخواطر سب کچھ داخل۔

وہذا طبرانی ونعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہا نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ بیشک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے ــــ انہوں نے سچ فرمایا، اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔

ان سے بڑھ کر حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے۔

اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک

اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں، یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: ؎

نظرت الیٰ بلاد اللّٰہ جمعا

کخردلة علی حکم اتصال

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے دیکھا۔ اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہیں، بلکہ ہمیشہ اتصال یہی حکم ہے۔

اور فرماتے ہیں ان نوبۃ عینی فی لوح المحفوظ میری آنکھ تو لوح محفوظ میں لگی ہے۔

لوح محفوظ کیا ہے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلُّ صَغِیۡرٍ وَّ کَبِیۡرٍ مُّسۡتَطَرٌ ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے مَا فَرَّطۡنَا فِی الۡکِتٰبِ مِنۡ شَیۡءٍ ہم نے کتاب میں کوئی بات نہ چھوڑی۔ اور فرماتا ہے وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ کوئی تر اور خشک نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو ــــــــ تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت ہے کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کی اس کا علم ہو یقیناً اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔ (ق،ن ۲۲۳ تا ۲۲۷)

ملفوظات حصہ اول ہی میں ہے:-

ایک صاحب شاہجہاں پور سے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے سنا ہے اور بعض دیوبندیوں کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حضور سیدنا ﷺ کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر فرماتے ہیں؟ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے میں نے چاہا کہ حاضر ہو کر جو کچھ حضرت کا اس بارے میں خیال ہو دریافت کروں۔

اس پر ارشاد فرمایا:-

اس کا فیصلہ تو قرآن مجید نے فرما دیا ہے: فنجعل لعنة الله على الكذبين ـــــ جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں، جو چھپ کر شائع ہو چکی ہیں، اس کا نام ونشان ہو تو کوئی دکھا دے۔

ہم اہل سنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عنایت فرمایا۔ رب عزوجل فرماتا ہے: وما هو على الغيب بضنين ۝ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ تفسیر معالم وخازن میں ہے: یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں ـــــ اور وہابیوں، دیوبندیوں کا خیال ہے کہ کسی غیب کا حضور کو علم نہیں، اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں، دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں، بلکہ حضور کے لیے علم غیب ماننا شرک ہے۔ اور شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے۔ اور اللہ کے دیئے سے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہو سکتا۔

بریلی تو در کنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کر دی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے، اور وہ نسبت متناہی غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ (ق ص ۲۲)

فرقہ وہابیہ کب وجود میں آیا ملفوظات حصہ اول کی [illegible] کسی صاحب نے عرض کی حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی [illegible] وہابیہ تھا؟

[illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نے امیر لمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی؛ اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے، اور ان سے پوچھا: کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی؟

انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری ﷺ کو حکم بنایا، یہ شرک ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰہِ، حکم نہیں مگر اللہ کے لیے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے۔ فابعثوا حکماً من اهله و حکماً من اهلها ان يريدا اصلاحاً يوفق اللّٰهُ بينهما۔ اگر زن وشوہر میں خصومت ہو تو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو اور ایک حکم اس کی طرف سے، اگر وہ دونوں صلح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا ـــــ دیکھو یہی طریقہ استدلال ہے، جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب و مدد وغیرہما میں ذاتی عطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعویٰ ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر۔

اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے، اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی، وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے۔ امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن و امام حسین اور دیگر اکابر صحابہ ﷺ ان کے قتل میں شامل ہوئے۔ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت قرآن میں بسر کرتی تھی۔ تم یہ نہ سمجھو پر تو ر سمجھ میں؟ مگر امیر المومنین کو تو عالم ما کان و ما یکون ﷺ نے خبر دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری عملوں کے بشدت پابند ہوں گے، مگر دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور تھا۔

عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے۔ امیر المومنین نے فرمایا: واللہ ان میں سے دس اس پار نہ جائیں گے، سب اسی طرف قتل ہوں گے۔

جب سب قتل ہو چکے۔ امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ دفع فرمانے کے لیے فرمایا: تلاش کرو، اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا۔۔۔۔ تلاش کیا گیا، (تو) لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی، اور حمد الٰہی بجا لائے، اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا۔ کسی نے کہا: حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا: کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے؟ ہرگز نہیں، ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں، کچھ باپ کی پیٹھ میں، جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہوگا، دوسرا سر اٹھائے گا حتی یخرج آخرھم مع الدجال یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔

یہی وہ فرقہ ہے جو ہر زمانہ میں نئے رنگ، نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا، اور اب اخیر وقت وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا۔ ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوئی ہیں، سب ان میں موجود ہیں۔ یحقرون صلاتکم عند صلاتہم وصیامکم عند صیامہم و اعمالکم عند اعمالہم تم ان کی نمازوں کے آگے اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے عملوں کے آگے اپنے عملوں کو۔۔۔۔ یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم

قرآن پڑھیں گے، ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا ـــــ یقولون من قول خیر البریه بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو ـــــ یا من قول خیر البریه یعنی بات بات پر حدیث کا نام لیں گے۔ اور حال یہ ہوگا کہ ـــــ یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیه دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے سیما هم التحلیق ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے ـــــ مشمری الازر گھٹنی ازاروں والے۔

ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ جو عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا بھی سر منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں، انہیں دور کرے۔ یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں داخل ہوا ان کی داڑھیاں منڈا دیا کرو، وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں۔ اس وقت سے باز آیا ـــــ اور اب وہابیہ نجدیہ ان میں [illegible] سر منڈانے اور گھٹنے پہنچے والے ہیں۔

[illegible] غزوہ حنین میں حضور اقدس ﷺ نے جو غنائم تقسیم فرمائے، اس پر ایک وہابی نے کہا کہ اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا۔ اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں؟ (حضور ﷺ نے فرمایا کہ) رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ (جیسے وہابیہ) پیدا ہونے والے ہیں۔ اور اس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا؟ اور فرمایا اللہ تعالیٰ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ ان سے

زائد ایذا دیے گئے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں. حضور اقدس ﷺ کی ایک اس دن کی عطا تخی بادشاہوں کے عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی۔ جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں، اور حضور عطا فرما رہے ہیں! اور، مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں؛ اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں، یہاںتک کہ جب سب اموال تقسیم ہو یے، ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا۔ اس پر اتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤگے ——— حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر! قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں،

دونوں جہاں حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں ؎

فان من جودك الدنيا و ضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ما کان و ما یکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔ صلی اللہ علیک وسلم وعلی آلک واصحابک وبارک وکرم۔

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں، ایک شخص آیا اور گستاخانہ [illegible] ہو کر مسجد میں چلا گیا۔

(حضور نے) فرمایا کون ہے جو اسے قتل کرے؟

صدیق اکبر اٹھے، اور جب جا کر دیکھا، وہ نہایت خضوع و خشوع سے

نماز پڑھ رہا ہے —— صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں۔ واپس حاضر ہوئے، اور سب ماجرا عرض کیا۔

ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے؟

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اٹھے، اور انھیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔

حضور نے پھر ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے؟

مولیٰ علی اُٹھے، اور عرض کی یا رسول اللہ میں۔

فرمایا ہاں تم اگر تمہیں ملے مگر تم سے نہ پاؤ گے —— کہ جب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ جب تک جائیں، وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔

ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔

یہ تھا وہ بیباک جس کی ظاہری معنوی حالت [illegible] دنیا کو شرمندہ کر رہی ہے، اس نے مجلس قدس سے نکلتے [illegible] سب [illegible] یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ مجھ جیسا [illegible] میں ایک بھی نہیں —— یہ غرور تھا خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر، ورنہ جاننا چاہیے کہ کوئی عمل [illegible] کار [illegible] وبندگی کی فرع ہے، جب تک ان کا [illegible] کوئی بندگی [illegible] حق۔ وہند، قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم [illegible] لتؤمنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه و تسبحوه بكرة و اصيلا [illegible] ایمان لاؤ اللہ اور رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو —— تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول ﷺ [illegible] نہیں۔ اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ سب اس سے نماز [illegible] مقدم [illegible]

یوں عبداللہ تمام جہاں ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبدالمصطفٰے ہے، ورنہ عبدالشیطان ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (ق،ن ۲۲۷تا۲۳۱)

قضا نمازیں ادا کرنے کا طریقہ ۔ ملفوظات حصہ اول میں ہے:

کسی نے قضا نمازوں کی ادا کا مسئلہ دریافت کیا۔

ارشاد ہوا قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ نہ معلوم کس وقت موت آجائے۔ کیا مشکل ہے ایک دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ (فجر کے فرضوں کی دو رکعت، ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین، عشا کی چار فرض، تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع وغروب وزوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کرسکتا ہے، اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرے، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشا کی۔ یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے، اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں۔ زیادہ ہو جائیں، تو حرج نہیں۔ اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرے، کاہلی نہ کرے۔ جب تک فرض ذمہ باقی رہتا ہے۔ کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو۔ مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے، تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی ہے۔ ہر دفعہ یہی کہے۔ یعنی جب ایک ادا ہوئی، تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے۔ جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں، اس کے لیے صورت تخفیف، اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے۔ خالی رکعتوں میں بجائے، الحمد شریف کے سبحان اللہ، کہ ایک بار بھی کہہ لے گا، تو فرض ادا ہو جائے گا۔ نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک بار سبحن ربی العظیم،

سبحٰن ربی الاعلیٰ پڑھ لینا کافی ہے۔تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ،وتروں میں بجائے دعائے قنوت رب اغفرلی کہنا کافی ہے۔طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کرسکتا ہے،اس کے پہلے یا بعد نا جائز ہے۔ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں،چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا:-

اگر کسی شخص کے ذمہ تیس چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں،اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ،جن کے بغیر گزر نہیں،کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا؛ اور پکا ارادہ کرلیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا؛ اور فرض کیجیے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک ہی دن کے بعد اس کا انتقال ہوجائے ،تو اللہ تعالیٰ اپنے رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کردے گا۔قال اللہ تعالیٰ: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۝ جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر راستہ میں موت آجائے۔تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہوچکا ــــــ یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا،اور موت نے آلیا،تو پورا کام اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا،اور کامل ثواب پائے گا۔وہاں نیت دیکھتے ہیں۔دارومدار حسن نیت پر ہے۔(ق۲۳۳/۲۳۵)

نماز میں نظر کہاں ہو جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ بعد نماز ظہر حضور مسجد میں وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ ایک جنبی صاحب نے

سامنے کر نیت باندھی۔ جب رکوع کیا تو گردن اٹھائے ہوئے سجدہ گاہ کو دیکھتے رہے۔ فارغ ہونے پر حضور نے پاس بلا کر دریافت کیا کہ رکوع کی حالت میں اس قدر گردن آپ نے کیوں اٹھائی تھی؟ انہوں نے عرض کیا۔ حضور! سجدہ کی جگہ کو دیکھ رہا تھا۔ فرمایا سجدہ میں کیا کیجیے گا؟ پھر فرمایا: بحالت قیام نظر سجدہ گاہ پر، اور بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر، اور بحالت تسمیع سینہ پر، اور بحالت سجود ناک پر، اور بحالت قعود اپنی گود پر نظر رکھنا چاہئے۔ نیز سلام پھیرتے وقت کاتبین کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے شانوں پر نظر ہونا چاہیے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہ کہتا ہے۔ اسی کے قریب ایک واقعہ مجھ کو بھی پیش آیا تھا۔ حضور کی مسجد میں نماز پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ ایک صاحب نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے، اور حضور کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب قیام کیا تو دیوار مسجد کو تاکتے رہے۔ جب رکوع میں گئے تو تھوڑی دیر وہی گردن دیوار مسجد کی طرف دیکھتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اس وقت تک اعلیٰ حضرت بھی وظیفہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کو پاس بلا کر مسئلہ بتایا کہ نماز پڑھنے میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے۔ اور فرمایا بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر نگاہ ہونی چاہیے۔

[illegible] تو وہ صاحب [illegible] قبلہ سے [illegible]۔ نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] کا [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible]

تو سجدہ میں کیا کیجیے گا؟ پیشانی زمین پر لگانے کے بدلے ٹھوڑی زمین پر لگایئے گا؟

یہ چبھتا ہوا فقرہ سن کر بالکل خاموش ہو گئے، اور ان کی سمجھ میں بات آ گئی کہ قبلہ رو ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قیام کے وقت نہ کہ از اول تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوار مسجد کو تاکا کرے۔

اللہ کے لیے لفظ میاں کا استعمال سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ [illegible] حضرت نے فرمایا [illegible] لفظ میاں [illegible] ہیں، اس سے اجتناب کرنا چاہیے کہ میاں کے [illegible] ہے۔

علیہ السلام اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استعمال [illegible] انبیائے کرام و مرسلین و فرشتوں کے [illegible] علیہ السلام مخصوص ہے، اور یہی معصوم کہے جا سکتے ہیں۔ [illegible] بزرگان دین کے [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] چاہیے [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، علیہ السلام، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ [illegible] چاہیے۔

نعت شریف لکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے [illegible] بہت مشکل ہے، تلوار کی دھار پر چلنا ہے [illegible] جاتا ہے [illegible] ورنہ [illegible] تنقیص ہوتی [illegible]۔

پھر فرمایا: ---- وہ الفاظ جو معشوق [illegible]

دلربا نعت شریف میں ممنوع ہیں۔ نہ تشبیہات تانیثی جیسے لیلیٰ کا استعمال ہو۔ نیز بجائے نام اقدس (محمد ﷺ) اسمائے صفاتی ہوں تو بہتر ہے۔ خصوصاً ندا کے وقت مثلاً یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، ضروری ہے، نام اقدس لے کر ندا حرام ہے۔ اور غیر ندا میں بھی "ساقی کوثر، یا آفتاب رسالت، شفیع المذنبین" وغیرہ کہنا اور لکھنا چاہیے۔ اسی طرح 'یثرب'، کالی کملیا، رشک قمر وغیرہ متروک ہیں۔ تخیلات خلاف واقع یا مبالغات نہ ہونا چاہیے، مثلاً حضور کے فراق میں دن رات روتا ہوں۔ دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مراتب علیہ محفوظ رہیں۔ معاذ اللہ توہین نہ ہونے پائے۔

لفظ عدالت یا سرکار کا استعمال جناب سید ایوب علی صاحب ہی کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت بجائے عدالت کے کچہری کا لفظ استعمال فرمایا کرتے۔ کسی صاحب علاقہ، یا رؤسا یا امرا میں سے کسی کو کوئی سرکار کہتا، تو کبیدہ خاطر ہوتے، اور فرماتے کہ سرکار نہ کہیے۔ سرکار صرف سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اوپر خدا نیچے آپ کہنے کی ممانعت دست سوال دراز [illegible]ے وقت بعض مفلوک [illegible] اپنی عسرت کا اظہار کرتے کرتے، اس نواح [illegible] یہ جملہ بھی کہہ دیتے ہیں [illegible] پر خدا ہے، اور نیچے آپ ہیں۔ اس جملہ کو [illegible] نے شروع کیا، اعلیٰ حضرت فوراً روک دیا کرتے تھے۔

ناموں میں عبد چھوڑنے کی بلا ارشاد فرمایا: یہ ایک عام [illegible] عبد الرحیم، عبد الرشید، عبد الجلیل، عبد القدیر ہیں۔

مگر زبان زد ہے کریم رحیم ،رشید ،جلیل ، قدیر، یونہی سمیع ، بصیر ،حکیم ، باسط ،قادر، رحمٰن ، قیوم ،منان ،حنان ،مبین ۔ اور اس مرض میں جاہل ،کم فہم طبقہ ہی نہیں ، بلکہ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ بھی مبتلا ہیں کہ عبد الرشید ،عبد الشکور ، عبد المجید ،کو رشید صاحب شکور صاحب ،مجید صاحب کہتے ہیں ۔ یہ کیسے تعلیم یافتہ ہیں ،جنھیں عبد و معبود میں امتیاز نہیں ؟ عبد الباسط کے معنی یہی تو ہیں ،باسط کا بندہ ۔مگر بولا جاتا ہے ، باسط صاحب ۔ یعنی عبد الباسط اور باسط کے ایک معنی ہیں ۔ تو اس ترکیب کی رو سے عبد الرحمٰن ،عبد اللہ جس کے نام ہیں ، انھیں نعوذ باللہ ،رحمٰن صاحب ،اللہ صاحب کہنے یوں زبان لغزش کرتی ہے ۔

ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

بعض ناموں کے احکام :محمد نبی ،احمد نبی ، نبی احمد ، نبی جان ،محمد یسین ، شفیع الدین ،غفور الدین ،رحمٰن احمد ،سبحان احمد نام ممنوع ہیں ۔ بجائے ان کے محمد نبیہ ،نبیہ احمد ،نبیہ جان ،غلام نبی ،غلام محمد ،غلام یسین ،غلام شفیع ،عبد الرحمٰن ، عبد السبحان رکھ سکتے ہیں ۔غفور الدین کے معنی ہیں ،دین کا مٹانے والا ۔

آخری چہار شنبہ یہ جو مشہور ہے کہ آخری چہار شنبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحت ہوئی یہ بے اصل ہے ۔

بیت الخلاء میں تخیلات نعت کی ممانعت حضرات نعت گو کو چاہیے کہ بیت الخلا میں تخیلات پر زور نہ دیں ۔ نیز جو شعر نعت میں کہا ہو، اس کو من و تو کی طرف منسوب کرنا نہ چاہیے ۔

خطبہ کے وقت کی ممنوع چیزیں خطیب بروقت خطبہ

جس وقت خطیب ... چپ ... مقتدیوں کو منع ہے۔ ... کی طرف

کا ... ہر قسم کی بات چیت کا ... میں داخل ہے۔ حتی کہ خطبہ میں اگر نام اقدس آئے، تو دل میں درود شریف پڑھے زبان سے نہیں۔ اکثر خوش عقیدہ مقتدی اذان خطبہ کے بعد سنت ... شروع کر دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ خطبہ ہو رہا ہے اس وقت سنتیں پڑھنے لگتے ہیں، یہ نہ چاہیے۔ اور مسلمانوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا اگلی صفوں میں پہنچنے کی سعی نہ کرے۔ ہاں! صف بندی کے وقت کوشاں ہو، تو حرج نہیں، مگر کسی کو ایذا نہ پہنچے۔

چھلے اور انگوٹھی کے مسائل مرد ایک انگوٹھی ایک نگ کی ... (چاندی کی) ساڑھے چار ماشے سے کم پہننا چاہیے۔ سونے کی انگوٹھی مرد کو منع ہے۔ ... بغیر نگ کے پہننا منع ہے۔ گھڑی میں چین مطلقاً چاندی کی ... یہ فرق ... گھڑی کی زنجیر چاندی کی ممنوع ہیں۔

جانوروں کو جلانا منع ہے جانور موذی ہو یا غیر موذی جلانا نہ چاہیے۔ ... سے کھٹمل دور کرنے کے لیے تیز گرم پانی ... کرتے ہیں، یا ... میں آگ لگا دیتے ہیں یہ نہ چاہیے۔

ماء مستعمل کا ایک مسئلہ مشہور ہے کہ لوٹے میں بچا ہوا پانی ... نہیں تو مکروہ ہو جاتا ہے، یہ غلط ہے۔ ... پانی ... مستعمل نہ ہوگا ... لوٹے کے گلے سے ... مستعمل نہ ہوگا۔

غسل میت کا گھڑا توڑنا منع ہے غسل میت کے لیے جو گھڑا،

لوٹے آتے ہیں، نھیں بعد غسل توڑ ڈالتے ہیں۔ یہ تضییع مال ہے۔ مسجد میں رکھو دینا چاہیے۔

وعظ وتقریر

حضرت سید اسماعیل حسن میاں صاحب نے فرمایا: کہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب وعظ بیان فرمانے میں بہت احتراز فرماتے تھے۔ ایک بار جامع مسجد سیتاپور میں ایک صاحب نے بلا اجازت وعلم مولانا کے وعظ کا اعلان کردیا، لوگ رک گئے۔ مولانا کو ان کا اعلان کرنا بہت ناگوار گزرا، مگر جناب مولانا عبد القادر صاحب بدایونی نے فرمایا کہ مولانا! لوگ رکے ہوئے ہیں، کچھ بیان فرما دیجیے۔ سنن ونوافل سے فارغ ہونے کے بعد وضو جدید کر کے سورۂ اعلیٰ کا نہایت ہی اعلیٰ بیان فرمایا۔

جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ اسی قسم کا ایک واقعہ جامع مسجد شمسی بدایوں میں پیش آیا، اور غالباً یہ واقعہ سیتاپور سے پہلے کا ہے۔ حضرت مولانا عبد القیوم صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغیر اطلاع وعلم اعلیٰ حضرت، موذن مسجد سے کہہ دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کے وعظ کا اعلان کر دینا۔ انھوں نے فرض جمعہ کے سلام کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔

کہ حضرت سنن ونوافل کے بعد تشریف رکھیں، اعلیٰ حضرت مولانا

شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کا وعظ ہوگا۔

جب اعلیٰ حضرت سنن ونوافل سے فارغ ہوئے، دیکھا کہ سب لوگ بیٹھے ہیں بہت ذوق وشوق سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے عذر فرمایا کہ میں تو وعظ نہیں کہتا۔ مولانا عبد القیوم صاحب نے فرمایا

تو آج یہیں سے وعظ کی ابتدا ہو۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ آپ نے مجھے پہلے سے خبر نہ دی۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کے لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اعلیٰ حضرت حسب اصرار منبر پر تشریف لے گئے، اور دو گھنٹے کامل نہایت ہی پر اثر زبردست وعظ فرمایا۔ مولانا عبد القیوم صاحب نے بعد ختم وعظ مصافحہ کیا اور فرمایا کہ کوئی عالم کتب دیکھ کر آنے کے بعد بھی ایسے پر از معلومات، پر اثر بیان سے حاضرین کو محظوظ نہیں کر سکتا ہے۔ یہ وسعت معلومات جناب ہی کا حصہ ہے۔

پٹنہ میں رد ندوہ پر تقریر

حضرت سید اسماعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں ندوہ کا جلسہ پٹنہ میں ہوا تھا۔ جناب قاضی عبد الوحید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رئیس عظیم آباد محلہ لودی کٹرہ نے مصلحین ندوہ، اہل سنت و جماعت کا جلسہ بھی وہیں قائم کیا تھا۔ اس میں اکثر و بیشتر علمائے اہل سنت و جماعت تشریف فرما تھے۔ جب مولانا احمد رضا خان صاحب کا بیان شروع ہوا شب کا وقت تھا۔ میں اور مولانا عبد القادر صاحب جلسہ میں نہ تھے قیام گاہ پر تھے میں سونے کو لیٹ گیا تھا حضرت مولانا عبد القادر صاحب نے مجھے جگا کر فرمایا کہ میاں! مولانا احمد رضا خان صاحب کا بیان ہو رہا ہے، اور سنا ہے کہ ندویوں کے سرغنہ بھی آئے ہوئے ہیں۔ اس وقت ہمارے پٹھان کے وارد دیکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ ہم سب بھی جلسے میں پہنچے بہت زوردار بیان مولانا فرما رہے تھے، اور یہ معلوم کر کے کہ ندوی ملا نے اپنے کو مخفی کیے ہوئے یہاں موجود ہیں، ندوہ پر اشد کامل رد فرما رہے تھے، جس کو سننے کی صنادید ندوہ کو تاب نہ رہی، اور وہ ایک ایک، دو دو کر کے کھسکنا شروع ہوئے۔

یہ دیکھ کر مولوی ہدایت رسول صاحب نے مجمع کے درمیان بآواز بلند فرمایا، ابھی سے کہاں چلے، ابھی تو بہت ہی چڑھے ہیں؟ ذرا تو ٹھہریے۔

جامع کمالات فقیہ ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ یہ تمام مواعظ اسی زمانہ میں روداد مجلس اہل سنت وجماعت مسمی بہ دربار حق وہدایت میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ دوران جلسہ میں قصیدہ مبارکہ امال الابرار والام الاشرار جناب مولوی حکیم عبد الحمید صاحب پریشان عظیم آبادی نے قصیدہ کے جواب میں پڑھا، جس میں مشہور ترین علمائے اہل سنت حاضرین جلسہ کے نام ایک ایک کر کے گنائے ہیں۔ اسی طرح رد ندوہ کا جلسہ جو کلکتہ میں ہوا، دھرم تلہ کی مسجد عظیم الشان میں اعلیٰ حضرت کا وعظ ہوا، جس میں مجمع مسجد کے علاوہ تمام سڑکوں پر بھر ہو گیا تھا۔ اس جلسہ میں بھی، میاں ندوہ تشریف لائے تو روئے سخن ندوہ کی طرف پھیرا، اور قرآن وحدیث سے بہت زور دار طریقہ پر رد فرمایا کہ کسی کو مجال دم زدن نہ ہوئی۔ اسی جلسہ میں اعلیٰ حضرت نے یہ شعر بھی فرمائے تھے۔

[illegible] | منم کہ حملۂ من شیر را بر اندازد
[illegible] | شنیدہ بودی بہ احمد رضا من آنستم

اعلیٰ حضرت کا [illegible] میں تین وعظ بہت زبردست [illegible] ہوئے تھے۔ ایک [illegible] طلبہ فارغ التحصیل مدرسہ [illegible] مسجد [illegible] بریلی [illegible] میں [illegible] مجلس میلاد [illegible] ۱۲ ربیع الاول شریف کو

دونوں وقت صبح آٹھ بجے اور شب کو بعد نماز عشاء حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب کے مکان میں کہ وہی آبائی مکان اعلیٰ حضرت کا ہے، منعقد ہوتی تھی۔ جس میں شہر بھر کے علماء و معززین مطبوعہ دعوت نامے کے ذریعہ مدعو ہوتے، اور اس مجلس کا اہتمام اور وعظ کی اہمیت شہر بھر میں یہی تھی کہ اس تاریخ کو کسی دوسری جگہ اہتمام و انتظام کے ساتھ مجلس نہیں ہوتی تھی۔ ہمہ شائقین یہیں آکر شریک جلسہ ہوتے تھے۔ تیسرا وعظ ۸ ذی الحجہ اخر عرس سراپا قدس حضرت خاتم الاکابر، وارث العلم والمجد والفضل کابراً عن کابر حضرت سیدی و مرشدی شیخی جناب سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی قدس سرہ کے موقع پر، جو اعلیٰ حضرت کے کاشانہ اقدس پر انجام پاتا تھا۔ ان کے علاوہ کبھی کبھی شہر کی دعوت اور عرض وتمنا پر بھی شہر کی بعض مجلس میلاد میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان تین جلسوں میں، تین موقعوں پر، بالالتزام حضوری تقریر ہوا کرتی تھی۔ افسوس کہ وہ سب مواعظ حسنہ قلم بند نہ کیے گئے، ورنہ بیش بہا معلومات کا ذخیرہ اور علمی ذخیرہ بیش بہا در بے بہا ہوتے۔

بدایوں میں سورہ والضحیٰ پر چھ گھنٹے تقریر

جناب ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ سید اظہر علی صاحب ساکن محلہ ذخیرہ حضور کے مخصوص عقیدت مندوں سے ہیں۔ ممدوح نے خود مجھ سے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس شریف میں بدایوں شریف لے گئے۔ وہاں نو بجے صبح سے تین بجے تک کامل چھ گھنٹے، سورہ والضحیٰ پر حضور کا بیان ہوا۔

پھر فرمایا کہ اسی سورہ مبارکہ کی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر میں اسی (۸۰) جز رقم فرما کر چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن پاک کی تفسیر لکھ سکوں۔

بریلی میں بسم اللہ پر تقریر جناب سید ایوب علی صاحب ہی کا بیان ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کا دن ہے، آستانۂ عالیہ قدسیہ رضویہ پر صبح صادق سے چہل پہل، اور انتظامات پرانی حویلی میں (یعنی آبائی مکان جس میں حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب منجھلے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قیام ہے) مجلس میلاد فیض بنیاد کے جلد جلد انتظامات ہو رہے ہیں۔ گھر گھر میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ کوئی غسل کر رہا ہے، تو کوئی بہترین لباس پہن کر مسجد شریف میں نماز فجر کے لیے حضور کی آمد کا منتظر ہے ہر خورد و کلاں خوشی سے پھولا نہیں سماتا ہے۔ غرض مریدین و معتقدین و متوسلین جسے دیکھئے، نئے لباس میں دوڑا چلا آرہا ہے۔ مسجد میں صف بندیاں ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ مختصر یہ کہ حضور کاشانۂ اقدس سے تشریف لاتے ہیں، فریضۂ فجر ادا کیا جاتا ہے۔ اور جس وقت فارغ ہوتے ہیں، تو قریب قریب مسجد نمازیوں سے بھری ہوتی ہے۔ اب ہر شخص اس کا منتظر ہے حضور وظائف سے فارغ ہو جائیں، تو دست بوسی کر لی جائے۔ چنانچہ بعد فراغت دست بوس ہوتے جاتے تھے، اور جلد جلد مجلس شریف میں منبر شریف کے قریب آکر مل کر بیٹھتے جاتے ہیں، اور اس اضطراب کی وجہ سے دراصل یہ ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ کے سال میں صرف تین ہی بیان ہوتے ہیں۔ اس لیے بیان ذیشان سننے کو منبر کے قریب جگہ مل جائے۔ مجمع بہت پہلے سے ہو گیا۔

مداح الحبیب مولوی جمیل الرحمٰن خاں صاحب قادری رضوی نے مع اپنے شاگردوں کے منبر شریف پر آکر ذکر فضائل سید عالم نور مجسم ﷺ اور پر کیف نعت خوانی خوش الحانی کے ساتھ شروع فرمادی، اور ٹھیک ۱۰ بجے ذکر میلاد آغاز فرمایا۔ عین قیام کے وقت حضور نے شرکت فرمائی اور منبر شریف پر رونق افروز ہوئے۔ ۱۰، ۲۰ منٹ حضور نے سکوت اختیار فرمایا کہ تشریف آوری پر باہر سے ایک دم ہجوم شائقین کا سیلاب عظیم آجانے سے چپقلش پیدا ہوگئی تھی، اور ایک پر ایک ریلا آنے سے رک رہا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے نواسہ زادے حاجی شاہد علی خاں صاحب نے بآواز بلند مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ درود شریف پڑھتے جائیے، اور آگے بڑھتے جائیے، اس طرح گنجائش ہوگی۔ آپ نے چند بار یہی ہدایت دہرائی، اور گنجائش نکالی مگر پھر بھی دروازہ پر مجمع موجود تھا، تو آپ نے توجہ دلائی کہ ہر ایک صاحب دونوں زانو اٹھائیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ مختصر یہ کہ پھر دروازہ کے سامنے کا ہجوم نہ کم ہونا تھا، نہ کم ہوا۔ ہاں ابتداء جیسا شور وغل بڑھا، وہ بالکل جاتا رہا۔ اس کے بعد حضور کے لیے اگلدان اور گلاس پانی کا آیا۔ حضور نے غرغرہ فرما کر وعظ مبارک ان الفاظ کریمہ میں شروع فرمایا۔

(نقل تقریر بریلی شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی فضل سیدنا و مولانا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی العلمین جمیعا ؕ و اقامہ یوم القیمۃ للمذنبین المتلوثین الخطائین الھالکین شفیعا ؕ و صلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ ؕ وعلی کل من ھو محبوب و مرضی لدیہ ؕ صلاۃ تبقی وتدوم بدوام الملک الحی القیوم ؕ و اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ؕ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ؕ بالھدی و دین الحق ارسلہ ؕ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ و صحبہ اجمعین و بارک وسلم ؕ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم ؕ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین ۔الرحمن الرحیم ۔ملک یوم الدین ۔ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیھم ۔غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔آمین

حضرت عزت جل جلالہ اپنی کتاب کریم کے ذریعہ میں اپنے بندوں کی نعمت تمام کرتے ہوئے فرماتا ہے [illegible] اپنے [illegible] کا طریقہ بتاتا ہے [illegible] حضرت [illegible] اپنی کتاب میں بندوں کو تعلیم [illegible] کی طرف سے ارشاد ہوئی۔ ابتدا اس کی اور تمام سور قرآن عظیم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے فرمائی گئی۔

اول حقیقی اللہ عزوجل ہے۔ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۱)

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا [illegible] اسم سے ہونی چاہئے تھی کہ [illegible] اللہ الرحمن الرحیم —— مگر ابتداء یوں فرمائی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ جو اول حقیقی اللہ کا اسم ذات ہے، [illegible] ذات واجب الوجود جمیع صفات کمالیہ پر دال ہے، اس سے پہلے لفظ اسم کا [illegible] پھر باء کا حرف داخل فرمایا —— گویا اس طرف اشارہ ہے [illegible] ذات [illegible] وحدت و ہویت میں بے غایت ظہور سے بے غایت بطون میں ہے۔ بندوں کی وہاں تک وصول محال ہے۔ کسی کی عقل، کسی کا وہم، کسی کا خیال اس تک نہیں پہنچتا۔ [illegible] اللہ ہے۔ وہ پاک منزہ ہے [illegible] ظاہر و باطن شے تک وصول کے لیے علامت [illegible] ہے۔

اور اسم [illegible] علامت [illegible] اسم اللہ ذریعہ ہوا اس کا۔

اور اسم جبکہ نام مخصوص ہے کسی شے کا جو دلالت کرے [illegible] ذات [illegible] پاک ہے اس سے کہ اسے کسی چیز کی حاجت ہو [illegible] دلالت کرنے کے لیے تین چیزیں ہونی چاہئیں۔ ایک ذات [illegible] غیر ہو، تیسرا بیچ میں کوئی واسطہ ہو، جو دلالت کرے [illegible] ذات، ذات الہی ہے۔ وہ غیر، یہ تمام مخلوقات [illegible] اسم اللہ [illegible] دلالت کرنے والا ہے، وہ محمد ﷺ ہیں۔

تو گویا ابتدا اسی نام پاک سے کی گئی۔

اپنے نام پاک سے پہلے نام حضور اقدس ﷺ کا لایا جاتا ہے کہ ذریعہ وصول ہوئے، اسم اللہ تمام مخلوقات کے لیے۔

تو ازل سے ابد تک (جو شی بھی) وجود میں لائی گئی، ذات اقدس کی طرف دال ہے۔ اس واسطے کہ تمام جہاں کو اللہ کی طرف حضور ہی نے ہدایت فرمائی، حضور ہی ہادی ہیں مخلوق الٰہی کے۔ یہاں تک کہ انبیاء کرام و مرسلین عظام کے بھی ہادی ہیں۔ تو حضور کے سوا جتنے ہادی (ہیں، وہ) دلالت مطلقہ سے موصوف نہیں ہو سکتے، کہ انھوں نے تمام مخلوق کو دلالت کی، ان کو کسی نے دلالت نہ کی ہو، ایسا نہیں۔ وہ اگر امتوں کے دال ہیں، تو حضور کے مدلول ہیں۔ دلالت مطلقہ خاص حضور اقدس ﷺ ہی کے لیے ہے۔ تمام غیر کو اللہ کی طرف جس نے دلالت کی وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

تمام مخلوقات الٰہی میں کچھ تو وہ ہیں، جو اللہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے۔ کچھ وہ ہیں جو علاقہ رکھتے ہیں واسطے کے ساتھ، مگر دوسرا ان سے علاقہ نہیں رکھتا، (وہ) مہدی ہیں، ہادی نہیں۔ یعنی ہادی بالذات نہیں، اگرچہ با واسطہ ہادی ہوں: اور حضور اقدس ﷺ علی الاطلاق ہادی، مہدی ہیں۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ اسم، فعل، حرف۔ حرف تو مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔ فعل مسند ہوتا ہے، مگر مسند الیہ نہیں ہوتا۔ اسم مسند بھی ہوتا ہے مسند الیہ بھی ہوتا ہے۔

تو جو ذات الٰہی سے بے علاقہ ہیں، وہ حرف (ہیں) کہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ

فتنة انقلب علی وجھه ○ خسر الدنیا والآخرة ذلک ھو الخسران المبین ○ کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کو پوجتے ہیں کنارے پر تو اگر بھلائی پہنچی تو مطمئن رہے اور اگر کوئی آزمائش ہوئی تو کنارہ پر کھڑے ہی ہیں فوراً ایک قدم میں مڑ گئے، پلٹ گئے۔ ان کو دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ ہوا، اور یہی کھلا خسارہ ہے۔ تو یہ نہ مسند ہے، نہ مسند الیہ کے حرف ہیں ——— اور وہ جو خود ذات الٰہی سے علاقہ رکھتے ہیں، مگر بالذات ان سے دوسرا علاقہ نہیں رکھتے، وہ تمام مومنین و ہادین ہیں، کہ مسند ہیں، مگر بالذات مسند الیہ نہیں، وہ فعل ہیں ——— حضور اقدس ﷺ کی ذات کریمہ جیسے مسند، مسند الیہ بالذات و سبب وساطت ہے۔ تو حضور اقدس ﷺ ہیں کہ ان کو سب سے نسبت ہے، اور سب کو ان سے نسبت ہے، اور یہی شان ہے کمال کی۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم

اسم کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ اس پر حرف تعریف داخل ہو، اور تعریف کی حد ہے حمد۔ اور حمد کی تکثیر ہے تحمید۔ اور اسی سے مشتق ہے محمد ﷺ کہ بار بار و بکثرت تعریف کیے گئے، حمد کیے گئے۔ تو مخلوقات میں تعریف کے حصل مستحق نہیں، مگر حضور اقدس ﷺ کہ وہی اصل حمد کے ہیں، جس کو جو حمد ملی ہے، وہ حضور ہی کے کمال کا صدقہ، ظل اور پرتو ہے۔ امام سیدنا محمد بوصیری رحمة اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں ؎

کیف ترقی رقیك الانبیاء ❖ باسماء ماطاولتها سماء

لم یداوك فی علاك قدحا ❖ لسامنك دونهم و سناء

انما مثلوا صفاتك للنا ❖ س کمامثل النجوم الماء

نبی حضور اقدس ﷺ کی ترقی کیسے پاتیں؟ ہے وہ آسمان جس سے کوئی آسمان بلندی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ حضور کے مراتب بلند کے قریب نہ پہنچے حضور کی رفعت و روشنی حضور تک پہنچنے سے نہیں حاصل ہوئی۔ وہ تو حضور کے صفت کریمہ کا پرتو لوگوں کو دکھا رہے ہیں۔ جیسے ستاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے۔

حضور کی صفات کو نجوم سے تشبیہ دی کہ وہ تو لا تعد و لا تحصی ہیں۔
انبیائے کرام غایت الجلا ہیں، مثل پانی کے ہیں، اپنی صفا کے سبب ان نجوم کا عکس لے کر ظاہر کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ و بارک و کرم۔

حمد ہو کہ ترقی ہے، مقابل کی صفت کمال ہے، اور تمام صفت مخلوقات میں خاص ہیں حضور کے لیے، باقی جو ملا ہے حضور کا عطیہ و صدقہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ **انما انا قاسم واللہ المعطی** عطا فرمانے والا اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں۔ کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور قاسم ہیں۔ ایسی جگہ اطلاق دلیل تعمیم ہوتی ہے۔ کون سی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں؟ تو جو چیز جس کو اللہ نے دی، تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں۔ جو اطلاق و تعمیم وہاں ہے، یہاں بھی ہے۔ جو جس کو ملا، جو جسے ملتا اور ملے گا، ابتدائے خلق سے ابدالآباد تک ظاہر و باطن میں، روح و جسم میں، زمین و سما میں، عرش و فرش میں، دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے، اس سب کے بانٹنے والے حضور ہی ہیں۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھ سے ملتا ہے ازل سے ابدالآباد۔ لہذا مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق یہی ہیں۔

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم۔

اسم کا خاصہ ہے جر۔ اور جر کے معنی کشش یعنی جذب فرمانا۔ یہ خاصہ ہے حضور اقدس ﷺ کا۔ کھینچنا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک بلا مزاحمت کہ جس کو کھینچا جائے، وہ کھنچ آئے۔ دوسرا مزاحمت کے ساتھ کہ کھینچنے والا تو کھینچ رہا ہے، اور یہ کھنچنا نہیں چاہتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں انتم تتقحمون فی النار کالفراش و انا اخذ بحجزکم هلم الیّ تم پروانوں کی مانند آگ میں گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں کہ میری طرف آؤ۔ یہ شان ہے جر کی یعنی کشش کی۔

اسم نحوی کا خاصہ جر من حیث ہو ہو ہے، اور اسم اللہ کا من حیث الصدور۔ یہاں احوال افعال و کیفیات سے ناشی ہوتا ہے، جن پر حروف جارہ دلالت کرتے ہیں، وہ یہاں بہ، من، الیٰ ہیں۔

'ب' کے معنی ہیں الصاق، یعنی ملانا۔ یہ خاص کام ہے حضور اقدس ﷺ کا کہ خلق کو خالق سے ملاتے ہیں۔

یا 'من' کہ ابتدائے غایت کے لیے ہے، یہ بھی خاص ہے حضور ہی سے ہے۔ یاجابر ان اللہ خلق قبل کل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔ اے جابر تمام جہاں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔ ہر فضل ہر کمال کی ابتدا ہیں جن کی ابتدا انہیں سے ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

'الیٰ' آتا ہے انتہائے غایت کے لیے۔ انتہا بھی حضور ہی کی ہے بلکہ ہر فرد کمال انہیں پر منتہی ہوتا ہے۔ [illegible]

اور خاتم النبیین نبی ولی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

تفسیر [illegible] عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک بار جبرئیل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی: السلام علیک یا اوّل، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا ظاہر، السلام علیک یا باطن
رب عزت نے قرآن عظیم میں اپنی صفت فرمائی: ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تو اس آیت کے لحاظ سے حضور اقدس ﷺ نے جبرئیل امین سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں۔ (جبریل امین نے) عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں، اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا، اللہ نے حضور کو اول کیا، تمام مخلوق سے پہلے حضور کے نور کو پیدا کیا —— اور اللہ نے حضور کو آخر کیا کہ تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمایا —— اور حضور کو ظاہر کیا سب معجزات بینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک وشبہ کی مجال نہیں ——

اور حضور کو باطن کیا یہ نہایت خوبصورت ہے کہ آفتاب اس کے ہزاروں حصہ کو نہیں پہنچتا، آفتاب [illegible] ہزار حصوں سے کم ہیں۔ آفتاب میں شک ہوسکتا ہے اور اس میں شک ممکن نہیں۔ فرض کیجئے کہ نصف النہار پر ایک روشن شرارہ آفتاب سے [illegible] آپ [illegible] یقیناً آفتاب سمجھیں [illegible] کی دھوپ بھی [illegible] چمکی ہو [illegible] یہ آفتاب نہیں، کوئی ذرہ نار کا [illegible] حضور [illegible] نگاہ وگمان کی غلطی صریح ہے۔ آخر [illegible]

آفتاب سے کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اور ان کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے ـــــ اور حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو اعرف الناس ہیں سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ میں ہیں۔ [illegible] مرتبہ فضل و [illegible] ہے۔ معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے ﷺ [illegible] معرفت [illegible] معرفت ہی بھی [illegible] صدیق اکبر جیسے اعرف الناس [illegible] سب سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں، ان سے [illegible] یاابابکرلم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی [illegible] باطن [illegible] پتہ، ہر ذرہ، شجر، حجر، [illegible] اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں۔ [illegible] پہچانتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین اپنے اپنے مرتبے [illegible] پہچانیں، تو ان کا جاننے والا ان کا رب ہے۔ تبارک و تعالیٰ [illegible] کا نوازنے والا، ان کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رکھا۔

بلا تشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو اس کا محبوب [illegible] دوسرے کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام جہان سے زیادہ غیرت رکھنے [illegible]

حضور اقدس ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں: ان سعدا لغیور وانا اغیر منہ واللہ اغیر منی۔ بے شک سعد غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ وہ کیونکر روا رکھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص دید پر مطلع ہو، جو میرے ساتھ ہے۔ اسی واسطے فرمایا جاتا ہے۔ جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ ہم تو

ع قوم ینام تسلوا عنہ بالحلم

ہم تو سوتے ہیں، خواب ہی میں زیارت پر راضی ہیں۔

انصاف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم بھی حقیقت اقدس کے لحاظ سے اسی کے مصداق ہیں۔

دنیا خواب ہے اور آخرت کی بیداری نیند۔ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم فرماتے: **الناس نیام فاذاماتوا انتبہوا** لوگ سوتے ہیں جب مریں گے جاگیں گے۔ خواب اور دنیا کی بیداری میں اتنا فرق ہے کہ خواب کے بعد آنکھ کھلی، دور تک پھیلی تھی اور یہاں آنکھ بند ہوئی اور کچھ نہ تھا۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور۔ خواب میں جمال اقدس کی زیارت خرق عادت ہوتی ہے۔ خود فرماتے ہیں ﷺ: **من رانی فقد رأ الحق فان الشیطان لایتمثل بی** جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ پھر لوگ مختلف حالوں، شکلوں میں دیکھتے ہیں۔ وہ اختلاف ان کے اپنے ایمان کے لائق ان کو دیکھتے ہیں ... سب اس آئینہ حق نما میں

اپنے ایمان کی صورت دیکھتے تھے۔ ورنہ ان کی صورت حقیقیہ پر غیرت الہیہ کے ستر ہزار پردے ڈالے گئے ہیں کہ ان میں سے اگر ایک پردہ اٹھا دیا جائے آفتاب جل کر خاک ہو جائے۔ جیسے آفتاب کے آگے ستارے غائب ہو جاتے ہیں، اور جو ستارہ اس سے قران میں ہو، احتراق میں کہا جاتا ہے ــــــ تو صحابہ کرام نے بھی خواب ہی میں زیارت کی، نہ رب العزت کو کوئی بیداری میں دنیا میں دیکھ سکتا ہے، نہ جمال انور حضور اقدس کو جل و علا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ــــــ حضور انور ﷺ نے شب معراج میں رب العزت جل جلالہ کو بیداری میں دیکھا، وہ دیکھنا دنیا سے ارتقاء کے بعد تھا۔ دنیا ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔ اور یہ رویت لامکاں میں ہوئی تھی۔

بالجملہ اس وقت بھی ہر شخص نے اپنے ایمان کی صورت دیکھی کہ حضور اقدس ﷺ آئینہ خدا ساز ہیں۔

ابوجہل حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت

حضور فرماتے ہیں صدقت تو سچ کہتا ہے۔

ابوبکر صدیق آ کر عرض کرتے ہیں حضور سے زیادہ خوبصورت کوئی پیدا نہ ہوا، حضور بے مثل ہیں، حضور آفتاب ہیں، نہ شرقی نہ غربی۔

ارشاد فرمایا صدقت تم سچ کہتے ہو۔

صحابہ نے عرض کی حضور نے دو مختلف قولوں کی تصدیق فرمائی۔

ارشاد فرمایا: ؎

گفت من آئینہ ام مصقول دوست
ترک و ہندو در من آں بیند کہ اوست

میں اپنے چاہنے والے دوست رب تبارک وتعالیٰ کا اُجالا ہوا آئینہ ہوں۔ ابوجہل کہ ظلمت کفر میں آلودہ ہے، اس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی۔ اور ابوبکر سب سے بہتر ہیں، انہوں نے اپنا نور ایمان دیکھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم —— یہ ذات کریم جامع کمال ظہور وکمال بطون ہے۔

ظہور کی شی کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے، وہ شے نظر آتی ہے، اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے، تو وہ نظر نہیں آتی۔ آفتاب جب اُفق سے نکلتا ہے، شرقی مائل کچھ بخارات وغبارات میں ہوتا ہے، ہر شخص کی نگاہ اس پر جمتی ہے۔ جب قریب نصف النہار پر پہنچتا ہے، غایت ظہور سے باطن ہو جاتا ہے، اب نگاہیں اس پر نہیں ٹھہر سکتیں، خیرہ ہو کر واپس آجاتی ہیں۔ غایت ظہور پر پہنچا، جس نے غایت بطون میں ہو گیا۔ آفتاب کہ نام ہے ان کی گلی کے ایک ذرہ کا۔ وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لیے اس کو آئینہ کامل بنایا ہے، اور اس میں مع ذات وصفات کے تجلی فرمائی ہے، حقیقت اس ذات کی کون بیان کر سکتا ہے۔ وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم

اور جب سے نام اقدس ﷺ میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں۔ محمد ﷺ ذات ... بار بار غیر متناہی تعریف کیے گئے —— مطلق نے تمام تعریفوں کو ... یہ شان ہے غایت ظہور کی۔

اور ... الف لام تعریف کا ... محل نہیں ہوتا، یعنی ایک ... ہیں

کہ مستغنی من التعریف ہیں، تعریف کی ضرورت نہیں۔ یا یہ کہ [illegible] ہیں کہ

تعریف ہو نہیں سکتی ——— تعریف عہد یا استغراق یا جنس سے ہیں [illegible] آپ

رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل، آپ [illegible] ہیں

منزہ ہیں۔ [illegible] شریف میں [illegible] ہیں [illegible]

منزه عن شريك في محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں [illegible]

جنسیت، استغراق نامشہور، اور عہد [illegible] حقیقت [illegible]

پہچان ہی نہیں سکتا، تو [illegible]

جس طرح [illegible] کرتے ہیں۔ کف تسبیہ [illegible]

ذات [illegible] تنزیہ [illegible] اور تشبیہات میں تشبیہات بھی

وارد [illegible] مذہب محققین [illegible] ذات و صفات [illegible]

اور تشبیہ سے تجلیات [illegible] لیس

كمثله شيئ وهو السميع البصير۔ ليس كمثله شئ [illegible]

مثل نہیں۔ یہ تنزیہ ہے۔ وهو السميع البصير [illegible]

تشبیہ ——— جب تک [illegible]

[illegible] تو [illegible] خیال میں [illegible] مثال میں [illegible]

کہ یہ تشبیہ پیدا ہوئی، جو عبارت ہے ذات [illegible] صلی اللہ

تعالی علیه وعلی آله وصحبه وبارك وسلم [illegible]

تشبیہ ہے۔ ہاں! پہلی تجلی جو فرمائی [illegible] ﷺ [illegible]

اور تجلیات کی گئی ہیں ان کا نام ہے انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جس طرح امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اوپر بیان ہوا۔

آگے فرمایا جاتا ہے: الرحمن الرحیم۔۔

مدح کا قاعدہ ہے کہ اختصاص پر دلالت کرتی ہے۔

الرحمن ـــــ الرحیم سے پہلے لایا گیا الرحمن کہ رحمت کاملہ بالغہ رب تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ـــــ پھر فرمایا گیا۔ الرحیم یعنی مطلق رحمت بھی اس کے ساتھ خاص ہے۔

رب العزۃ کی بے انتہا صفات ہیں۔ یہ آئینہ ہے جس سے تمام صفات الٰہیہ کو رحمت کے پردہ میں دکھایا۔ (اس لیے) القہار المنتقم نہیں فرمایا جاتا۔ الرحمن الرحیم خاص رحمت دکھائی جاتی ہے۔

یہ وہی آئینہ ذات الٰہی ہے، جس میں صفات قہریہ بھی آ کر خالص رحمت سے متلبس ہو جاتی ہیں۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۝ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ و بارک وسلم۔ اولین کے لیے رحمت، آخرین کے لیے رحمت، ملائکہ کے لیے رحمت، تمام مومنین کے لیے رحمت، یہاں تک کہ دنیا میں وہ کافرین، مشرکین، منافقین، مرتدین کے لیے بھی رحمت ہیں۔ یہاں بھی آج ان کی رحمت سے دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں۔ ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم [illegible] جب تک کہ رحمت عالم [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ورفعنٰہ مکاناً علیاً [illegible] فرمایا۔ حالانکہ ان کے تمام و کمال محبت کی خوش تمت

آسمان پر اٹھالی گئی ہے۔ سیدی عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگل میں ایک جنازہ دیکھا۔ اکابر اولیا جمع ہیں، مگر نماز نہیں ہوتی۔ انہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا؟ کہا امام کا انتظار ہے۔ ایک صاحب نہایت جلدی کرتے ہوئے پہاڑ سے اترتے دیکھا، جب قریب آئے معلوم ہوا، کہ یہ وہ صاحب ہیں، جن سے شہر میں لڑکے ہنستے اور چپتیں لگاتے ہیں، وہ امام ہوئے۔ سب نے ان کی اقتدا کی۔ نماز ہی میں بکثرت سبز پرندوں کا نعش کے گرد مجمع ہوگیا۔ جب نماز ختم ہوئی، نعش کو اپنی منقاروں میں لے کر آسمان پر اوڑے چلے گئے۔ انہوں نے پوچھا یہ اہل محبت ہیں۔ ان کی میت بھی زمین پر نہیں رہ پاتی ——— مگر حضور اقدس ﷺ نے یہیں پر تشریف رکھنا پسند فرمایا کہ خلق کے لیے عذاب عام سے امان ہو۔

جنت تو حضور کی رحمت کا پرتو ہی ہے، دوزخ بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفات قہریہ بھی رحمت ہی کی تجلی میں ہیں ——— جنت کا رحمت ہونا ظاہر کہ حضور کے نام لیواؤں کی جاگیر ہے ——— دوزخ کا بننا بھی رحمت ہے دو وجہ سے۔

دنیا میں بادشاہ کی اطاعت تین طریقے سے ہوتی ہے۔

اول: بادشاہ کی اطاعت خاص اس لیے کہ وہ بادشاہ ہے۔

دوسرے: کچھ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ ہمارے احکام مانو گے تو یہ انعام ملیں گے، یہ رحمت ہے۔

تیسرے: فاسق سرکش جو انعام کی پرواہ نہیں کرتے، اطاعت نہیں کرتے ان کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے، اگر اطاعت نہ کروگے تو زنداں میں بھیجے جاؤ گے۔

وہ انعام تو عین رحمت ہے، ظاہر ہے۔ اور یہ کوڑا عذاب کا بھی رحمت ہے، اس لیے کہ رحمت ہی سے ناشی ہے کہ جیل خانہ سے ڈر کر سزا کے مستحق نہ ہوں، اطاعت کریں، انعام کے مستحق ہوں ـــــ تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذا دی، ان کی توہین کی، رب العزت نے اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے دوزخ کو پیدا فرمایا۔ قدر شی کی، اس کی ضد سے معلوم ہوتی ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا اہل جنت کو یہ دکھانا ہے کہ دیکھو! اگر تم بھی محبوبانِ خدا کا دامن نہ تھامتے، ان کی طرح تمہاری جگہ بھی یہی ہوتی۔ اس وقت محبوبانِ خدا کے دامن تھامنے کی قدر کھلے گی۔ وللہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وصحبہ و بارک وسلم اللھم صلی علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم والہ وصحبہ الکرام اجمعین۔

حضور تمام جہاں کے لیے رحمت ہیں۔ رحمت الٰہی کے معنی ہیں بندوں کو ایصالِ خیر فرمانے کا ارادہ۔ تو رحمت کے لیے دو چیزیں درکار ہیں۔ ایک مخلوق جس کو خیر پہنچائی جائے۔ اور دوسرے خیر ـــــ اور دونوں متفرع ہیں وجودِ نبی ﷺ پر۔ اگر حضور نہ ہوتے نہ کوئی خیر ہوتی، نہ خیر پانے والا۔ تو رحمت نہیں جب حضور نہ ہوں، مگر وجودِ نبی ﷺ میں ـــــ تمام نعمتیں، تمام رحمتیں، تمام نعمتیں متفرع ہیں وجود پر، اور تمام عالم کا وجود متفرع ہے حضور کے وجود پر۔ تو سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی۔ ملک ہو، خواہ نبی،

یارسول، جس کو جو نعمت ملی، حضور ہی کے دست عطا سے ملی۔

حضور نعمۃ اللہ ہیں۔ قرآن عظیم نے ان کا نام نعمت اللہ رکھا: اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا ۝ کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں نعمة الله محمد صلی الله علیه وسلم نعمۃ اللہ محمد ﷺ ہیں۔ ولہذا ان کی تشریف آوری کا تذکرہ امتثال امر الٰہی۔ قال تعالی: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلی نعمت ہے۔ یہی تشریف آوری ہے، جس کے طفیل دنیا، قبر، حشر، برزخ، آخرت غرض ہر وقت، ہر جگہ، ہر آن نعمت ظاہر و باطن سے ہمارا ایک ایک رونگٹا متمتع اور بہرہ مند ہے۔ اور اس کا انشاء، اللہ تعالی، اپنے رب کے حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا مجلس میلاد میں ہوتا ہے۔ مجلس میلاد آخر وہی شی ہے، جس کا حکم رب العزت دے رہا ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝ مجلس مبارک کی حقیقت، مجمع مسلمین کو حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری و فضائل جلیلہ و کمالات جمیلہ کا ذکر سنانا ہے۔ بندیا، رقعہ بانٹنا، طعام و شیرینی کی تقسیم، اس کا جزء حقیقت نہیں، نہ ان میں کچھ حرج۔

اول: دعوت الی الخیر ہے، اور دعوت الی الخیر بیشک خیر ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰہِ ۝ اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی، جو اللہ کی طرف بلائے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں من دعی الی هدی کان له الاجر مثل اجور من تبعه ولاینقص ذلک من اجورهم شیئا جو لوگوں کو کسی ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا بلاوا قبول کریں

ان سب کے برابر ثواب سے ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔

اور اطعام طعام یا تقسیم شیرینی بر وصلہ واحسان وصدقہ ہے۔ اور یہ سب شرعاً محمود۔

ان مجالس کے لیے ایک تمہیں نہیں، ملائکہ بھی تداعی کرتے ہیں۔ جہاں مجلس شریف ہوتے دیکھی۔ ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ! یہاں تمہارا مطلوب ہے۔ پھر وہاں سے آسمان تک چھا جاتے ہیں، تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو، ادھر سے رحمت کی شیرینی تقسیم ہوتی ہے، وہ بھی ایسی عام کہ نامستحق کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ ہم القوم لایشقی بھم جلیسھم "وہ لوگ ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔"

یہ مجلس آج سے نہیں آدم علیہ السلام نے خود کی، اور کرتے رہے۔ اور ان کی اولاد میں برابر ہوتی رہی۔ کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آدم علیہ السلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں، اول روز سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم ہی یہ فرمایا گیا کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب ومحبوب کا ذکر کیا کرو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ جس نے یہ محفل کارروائی پیدا کی۔ جب روح الٰہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پتلے میں داخل کی گئی۔ آنکھیں کھلتے ہی نگاہ ساق عرش پر پڑی تو یہ لکھا دیکھتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

عرض کی الٰہی یہ کون ہے۔ جس کا نام پاک تو نے اپنے نام اقدس کے ساتھ لکھا ہے؟

ارشاد ہوا، وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہے۔ وہ نہ ہوتا تو میں

تجھے نہ بناتا۔ لولا محمد ماخلقتک ولا ارضا ولا سماء اسی کے طفیل میں

تجھے پیدا کیا، اگر وہ نہ ہوتا، نہ تجھے پیدا کرتا، نہ میں زمین و آسمان بناتا۔ تو کنیت

اپنی ابو محمد کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ و بارک وسلم۔

آنکھ کھلتے ہی نام پاک بتایا گیا، پھر ہر وقت ملائکہ کی زبان سے ذکر

اقدس سنایا گیا، وہ مبارک سبق عمر بھر یاد رہا، ہمیشہ ذکر اور چرچا کرتے رہے،

جب زمانہ وصال شریف کا قریب آیا، شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے

ارشاد فرمایا اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا، تو تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ کو نہ چھوڑنا۔

العروۃ الوثقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عروۃ الوثقیٰ محمد ہیں ﷺ۔ جب اللہ کو

یاد کرے، محمد ﷺ کا ذکر ضرور کرنا۔ فانی رایت الملئکۃ تذکرہ فی کل

ساعاتہا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے ہر وقت ان کو یاد کرتے ہیں۔ یوں ہی ظہور

پر چرچا ان کا ہوتا رہا، پچھلی انجمن روز میثاق جمائی گئی۔ اس میں حضور کا

ذکر شریف آوری ہو۔ واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب

وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدقا لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال

ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا

معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون۔ جب

عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ جیسا کہ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں، پھر تشریف لائے

تمہارے پاس وہ رسول تصدیق فرماتے ان باتوں کی، جو تمہارے ساتھ ہیں، تو تم ضرور اس پر ایمان

لانا، اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ قبل اس کے کہ نبیائے کرام پیدا ہوں، عرض کرتے ہیں ...

کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں، پھر جو کوئی اس قرار سے پھر جائے وہی لوگ بے حکم ہیں۔ مجلس میثاق میں رب العزت نے تشریف آوری حضور کا بیان فرمایا اور تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام نے سنا، اور نبی ہوتے اطاعت حضور کا قول دیا۔ ان کی نبوت ہی مشروط تھی حضور کے مطیع و امتی بننے پر۔ تو سب سے پہلے حضور کا ذکر تشریف آوری کرنے والا اللہ ہے۔ کہ فرمایا: ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ ○ پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے، یہ اور ذکر پاک کی سب میں پہلی مجلس مجلس انبیا ہے۔ علیہم الصلاۃ والسلام جس میں پڑھنے والا اللہ اور سننے والے انبیاء اللہ۔

غرض اسی طرح ہر زمانہ میں حضور کا ذکر ولادت و تشریف آوری ہوتا رہا۔ ہر قرن میں انبیاء و مرسلین آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر ابراہیم موسیٰ داؤد و سلیمان و زکریا علیہم الصلاۃ والسلام تک تمام نبی و رسول اپنے اپنے زمانہ میں مجلس حضور ترتیب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ سب میں پچھلا ذکر شریف سنانے والا کنواری ستھری پاک بتول کا بیٹا، جسے اللہ تعالیٰ نے بے باپ کے پیدا کیا، نشانی سارے جہاں کے لیے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لایا۔ فرماتا ہوا: مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ○ میں بشارت دیتا ہوں ان رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں ان کا نام احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

یہ ہے مجلس میلاد شریف۔ جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا، تمام ملک وملکوت میں محفل میلاد تھی۔ عرش پر محفل میلاد، فرش پر محفل میلاد، ملائکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی، خوشیاں مناتے حاضر آتے ہیں، سر جھکائے کھڑے ہیں، جبرئیل ومیکائیل حاضر ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے، جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی ہے۔ سبع سموات میں عرش وفرش پر دھوم ہے۔ ذرا انصاف کرو! تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے انتظار ہو، جب وقت آیا ہے، کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا؟ وہ عظیم مقتدر، جو ہزاروں برس پیشتر، بلکہ [illegible] سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے، اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المریدین ظہور فرمانے والے ہیں، یہ قادر علی کل شیء کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا؟ شیاطین کو اس وقت جلن ہوئی تھی، اور اب بھی جو شیطان ہیں جلتے ہیں، اور ہمیشہ جلیں گے۔ غلام تو خوش ہو رہے ہیں، ان کے ہاتھ میں دامن آیا ہے کہ یہ گر رہے تھے، اس نے بچا لیا۔ ایسا سنبھالنے والا [illegible] نہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے، دو کو بچا سکتا ہے، کوئی قوی ہوگا زیادہ سے زیادہ دس بیس کو بچا لے گا۔ یہاں کروڑوں اربوں پھسلنے والے اور بچانے والا وہی ایک انا اخذ بحجزکم من النار هلم الی [illegible] ہوں، ارے میری طرف آؤ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

یہ فرمان صرف صحابہ سے خاص نہیں، قسم اسکی جس نے انھیں رحمۃ للعالمین

بنایا، آج وہ ایک ایک مسلمان کا بند کمر پکڑے، اپنی طرف کھینچ رہے ہیں کہ دوزخ سے

بچو میں۔ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

الحمدللہ! کیا حامی پایا۔ اربوں سے بھی اربوں مراتب زائد رحم فرمانے

والوں کون کا یہ اشارہ کفایت کر رہا ہے۔ تو آپ کے پیدا ہونے کا ابلیس اور

اس کی ذریت کو جتنا غم ہو تھوڑا ہے۔ پہاڑوں میں ابلیس اور تمام مردہ سرکش قید

کیے گئے تھے، انھیں کے پیرو اب بھی غم کرتے ہیں۔ خوشی کے نام سے مرتے

ہیں۔ ملائکہ صبح موت دیتے پھرتے تھے، عرش عظیم ذوق شوق میں ہلتا تھا۔

ایک علم مشرق، دوسرا مغرب، اور تیسرا بام کعبہ پر نصب کیا گیا؛ اور بتایا گیا کہ ان کا

دار سلطنت کعبہ ہے، اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک، تمام جہان انھیں

کی قلمرو میں داخل ہے۔ اس مراد کے ظاہر ہونے کی گھڑی آ پہنچی کہ ازل روز سے

اس کی محفل میلاد، اس کے خیر مقدم کی مبارکباد ہو رہی ہے۔ قادر علی کل شی

نے اس کی خوشی میں کیسے کیسے انتظام فرمائے ہوں گے؟ جبرئیل امین ایک پیالہ

شربت جنت کا سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے لے کر حاضر

ہوئے، اس کے نوش فرماتے ہی وحشت زائل ہوئی، جو ایک آواز سننے سے

ہوئی تھی۔ پھر ایک مرغ سفید کی شکل بن کر پر سیدنا آمنہ رضی اللہ

تعالی عنہا کے شکم مبارک سے مل کر عرض کرنے لگے۔ اظھر یا سید

المرسلین اظھر یا خاتم النبیین اظھر یا اکرم الاولین والآخرین۔ جلوہ

فرمایئے تمام رسولوں کے سردار جلوہ فرمایئے اے تمام نبیوں کے خاتم

جلوہ فرمایئے اے سب اگلے پچھلوں سے زیادہ کریم! یا اور الفاظ ان کے ہم معنی۔ مطلب یہ کہ دونوں جہاں کے دولہا کی برات سج چکی ہے، اب جلوہ افروزی سرکار کا وقت ہے۔ **فظهر رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم كا بدر المنير** یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند۔

(ان لفظوں پر قیام ہوا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ درود عرض کیا)

الصلاة والسلام عليك يارسول الله ❖ الصلاة والسلام عليك يا نبي الله

الصلاة والسلام عليك يا حبيب الله ❖ الصلاة والسلام عليك يا خير خلق الله

الصلاة والسلام عليك يا سراج افق الله ❖ الصلاة والسلام عليك يا قاسم رزق الله

الصلاة والسلام عليك يا مبعوث تبركه رونق الله ❖ الصلاة والسلام عليك يا زينة عرش الله

الصلاة والسلام عليك يا سيد المرسلين ❖ الصلاة والسلام عليك يا خاتم النبيين

الصلاة والسلام عليك يا شفيع المذنبين ❖ الصلاة والسلام عليك يا اكرم الاولين والآخرين

الصلاة والسلام عليك يا نبي الانبياء ❖ الصلاة والسلام عليك يا عظيم الرجاء

الصلاة والسلام عليك يا عميم الجود والعطاء ❖ الصلاة والسلام عليك يا ماحي الذنوب والخطاء

الصلاة والسلام عليك حبيب رب الارض والسماء ❖ الصلاة والسلام عليك يا مصحح الحسنات

الصلاة والسلام عليك يا مقيل العثرات ❖ الصلاة والسلام عليك يا نبي الحرمين

الصلاة والسلام عليك يا امام القبلتين ❖ الصلاة والسلام عليك يا صاحب قاب قوسين

الصلاة والسلام عليك يا من زينه الله بكل زين ❖ الصلاة والسلام عليك يا جد الحسن والحسين

الصلاة والسلام عليك يا من نزهه الله من كل شين ❖ الصلاة والسلام عليك يا سر الله المخزون

الصلاة والسلام عليك يا در الله المكنون ❖ الصلاة والسلام عليك يا نور الافئدة والعيون

الصلاة والسلام عليك [illegible] محزون ✤ الصلاة والسلام عليك يا عالم ما كان وما يكون

الصلاة والسلام عليك وعلى آلك وصحبك واهلك وعترتك واولياء امتك وعلماء ملتك وسائر اهل كلمتك

اجمعين دائما ابدا [illegible] آمين والحمد لله رب العلمين .

(نقل تقریظ پٹنہ)

الحمد لله رب العلمين ٭ حمد الشاكرين ٭ وافضل الصلاة واكمل السلام على سيد المرسلين ٭ خاتم النبيين ٭ اكرم الاولين والآخرين ٭ قائد الغر المحجلين ٭ نبى الحرمين ٭ اما القبلتين ٭ سيد الكونين ٭ وسيلتنافى الدارين ٭ صاحب قاب قوسين ٭ المزين بكل زين ٭ المنزه من كل شين ٭ جدالحسن والحسين ٭ نبى الانبياء عظيم الرجا ٭ عميم العطا ٭ ماحى الذنوب والخطا ٭ شفيعنا يوم الجزاء ٭ سرالله المخزون ٭ درالله المكنون ٭ عالم ما كان وما يكون ٭ نورالافئدة والعيون ٭ سرورالقلب المحزون ٭ سيدنا و مولانا وحبيبنا وسينا وشفيعنا وو كيلنا وكفيلنا وعوننا ومعيننا وعوثنا ومغيثنا وغيثنا وعياثنا سيدنا ومولانا محمد ٭ النبى المبعوث ٭ رحمة للعلمين ٭ وعلى اله الطيبين الطاهرين ٭ وازواجه الطاهرات امهات المومنين ٭ وصحبه المكرمين المعظمين ٭ وابنه الكريم الامين المكين ٭ محى الاسلام و محق والشرع والملة والقلوب والسنة والطريقة والدين وقطب العالم ٭ قطب الارشاد فرد الافراد ٭ سيد الاسياد ٭ صلح البلاد ٭ دافع الفساد ٭ دافع العناد ٭ مرجع الاوتاد ٭ غوث الثقلين ٭ و

غیث الکونین ٔ وغیاث الدارین ٔ ومعیث الملوین ٔ امام الفریقین سیدنا و مولانا ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی الکریم ٔ وعلی سائراولیاء امته الکاملین العارفین وعلماء ملت الراشدین المرشدین ٔ وعلینا معهم اجمعین ٔ یا ارحم الراحمین ٔ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب حضرت عزت جل جلالہ نے [illegible] چاہا اپنے نور بے کیف سے نور منیر بشیر و نذیر ﷺ پیدا فرمایا۔ عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ **یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ** [illegible] بے شک حق تعالیٰ نے تمام جہاں سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا کیا [illegible] پھر حضور اقدس ﷺ کے نور سے تمام عالم کو جلوہ ظہور میں لایا۔

تو جس طرح مرتبہ وجود میں صرف اللہ ہے۔ جل و علا کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ

ع الا کل شئی ما خلا اللہ باطل

حقیقت وجود اسی کی ذات کریم سے خاص ہے۔ جہان و جہانیان کا اس میں کچھ حصہ نہیں، مگر جس پر وجود حقیقی کے آفتاب [illegible] ذرہ ذرہ [illegible] وہ بقدر نسبت وقابلیت تام موجودیت سے بہرہ ور ہے۔

یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ذات کریم حضور سید المرسلین ﷺ [illegible]

حضور ہی سر الوجود، و منبع الوجود و اصل ہر بود ہیں۔ وجودات عالم ضرور وجود حقیقی کے ظلال و پرتو ہیں۔

مگر اولاً و بالذات پرتو ذات و ظل صفات، جامع الکمالات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات ہے۔

پھر ثانیاً و بالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بہ مرتبہ تمام عالم اس تجلی نور سے روشن ہے ؎

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

جیسے بالتشبیہ شب چہار دہم کو اشیا، کہ آفتاب سے حجاب میں ہیں، بذات خود اس سے نور لینے کے قابل نہیں۔ چودہویں رات کا چمکتا چاند متوسط ہو کر خود آفتاب سے نور لیتا، اور اپنے نور سے تمام روئے زمین کو روشن کر دیتا ہے۔ تو اگر چہ جس قدر چاندنی پھیلی ہوئی ہے، سب روشنی آفتاب ہی کی ہے۔ مگر چاند کے وساطت سے ملی ہے۔

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ نور حضور اقدس ﷺ کا نور الٰہی سے پیدا ہونا ہرگز معاذ اللہ تجزی ذات حضرت وحدت کے معنی نہیں رکھتا۔ ان مجازی دنیوی نوروں ہی کو دیکھئے۔ آفتاب سے چاند روشن ہوا، چاند سے زمین، چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے، تو کیا آفتاب و ماہتاب و چراغ اول کے نور سے کوئی حصہ جدا ہو کر ان مستنیروں میں آگیا، نہیں بلکہ ان کے نور سے ان روشنیوں نے ظہور پایا ــــــ تو جہال وہابیہ کا حدیث پر اعتراض محض جہالت ہے۔

انوار دو قسم ہیں، معنوی و حسی۔ معنوی کہ چشم جسم ان کے ادراک کی قابلیت نہیں رکھتی۔ جیسے نور قرآن، و نور نماز، و نور وضو —— بعض مریدین بعد وضو اپنے حجرۂ خلوت میں گئے۔ ایک نور عظیم چمکا، بے اختیار پکار اٹھے۔ رایت ربی میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا شیخ نے فرمایا اے شخص! کہاں تو اور کہاں یہ رتبہ؟ یہ تیرے وضو کا نور تھا کہ یوں چمکا۔

صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ روز جمعہ سورۂ کہف کی تلاوت کی جائے۔ مقام تلاوت سے مکہ معظمہ اور اس جمعہ سے جمعہ آئندہ و مزید تین روز زائد تک روشن کر دیتی ہے۔(۱)

حسی کہ ادراک حواس بصر ہیں، پھر دو قسم ہیں۔

ظاہر جیسے انوار کواکب، چراغاں۔

اور باطن جیسے حجر اسود، و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی روشنیاں —— حدیث میں ہے یہ جنت کے یاقوتوں سے دو یاقوت ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کا نور نظروں سے چھپا دیا ورنہ یہ مشرق و مغرب کو روشن کر دیتے۔ مروی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کعبہ معظمہ بنایا: اور حجر اسود آیا اس وقت اس کا نور صرف اس قدر چمکا کہ مکہ معظمہ کے گرد چند میل مختلف تک روشن ہو گیا۔ جہاں تک وہ روشنی پہنچی وہی حد حرم قرار پائی۔ حضور پرنور ﷺ کہ اصل انوار و معدن انوار و منبع انوار ہیں جمیع اقسام نور کے بروجہ اکمل واتم جامع ہیں۔

حضور پرنور ﷺ کہ اصل انوار و معدن انوار و منبع انوار ہیں جمیع اقسام نور کے

بروجہ [illegible] جامع ہیں۔ (۱) حضور پرنور ﷺ کے نور معنوی کو کون جان سکتا ہے۔ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و اولیاء کاملین و عباد اللہ الصالحین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سب حسب استعداد اسی نور منیر سے روشن و مستنیر ہیں۔ علامہ فاسی **مطالع المسرات** میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں **یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی** اے ابو بکر مجھے جیسا میں ہوں سوا میرے رب کے کسی نے نہ پہچانا

ترا چنانکہ توئی دیدہ کجا بیند — بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

حضور اقدس ﷺ کے نور حسی کی [illegible] آفتاب و ماہتاب و [illegible] میں چمک رہی ہے۔ [illegible] چہروں میں [illegible] چمک، [illegible] میں اسی کی [illegible]، مستفیض [illegible] ہیں۔ [illegible] فیض کریم پر جمال رحمت [illegible] عظمت [illegible] ہزار پردہ ہائے ہیبت و جلال و رحمت و جمال [illegible] ہیں کہ چشم [illegible] العظمۃ للہ رب العالمین، عالم [illegible] جھلک میں جل کر خاک ہوں۔

[illegible] سید محبوب الٰہی فرماتے ہیں جب سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم [illegible] کی تاب نہ تھی۔ [illegible] نظر آتے، کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نقاب [illegible]

خاک ہو گیا۔ آخر بامرِ الٰہی بعض عاشقانِ حضرت عزت کے دامن سے نقاب بنایا، وہ قائم رہا۔

ہاں! چہرۂ کلیم مہرِ سپہرِ جمال تھا۔ نورِ آفتاب بکانہ ہونے کے لیے قمر درکار ہے کہ اس کی تجلیوں کا بار اپنے اوپر لے، اور اس سے ٹھنڈی ہلکی روشنی اوروں پر منکشف ہو ــــــ جب جمالِ کلیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا آسمانی تجلی سے یہ حال تھا، تو اس ذاتِ کریم کا کیا پوچھنا، جو نورِ حقیقی کے مظہر اتم و اکمل و جامع تجلیاتِ ذات و صفات ہیں اور قوتِ جمال بے حد و نہایت ہے، جسے جمالِ ازل نے اپنا خاص آئینہ بنایا ہے جن کے جلوہ میں "من رآنی فقد رأ الحق" کا دریا بہایا، کس کی تاب تھی کہ تاب لائے؟

کیا منہ ہے آئینے کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

تو لازم ہوا کہ نورِ کریم حجابِ رحمت و تستر میں رہے۔

وہ حجاب کیا ہے؟ یہ غیر اس کا حجاب ہو سکتا ہے، غیر اسے چھپا سکتا ہے، حاش، بلکہ خود اس کا کمالِ ظہور ہی اس کا پردہ ہو رہا ہے ــــــ قاعدہ ہے کہ ہر حدِ ظہور ہے کہ جب اس حد تک رہے، نظر اس پر کام کرے، جب اس سے ترقی کرے اس کی تابش ہی اس کے لیے حجاب ہو کر نظر ہی اس پر کام نہیں کرتی۔ آخر نہ دیکھا کہ آفتاب افق میں حجابِ سحابِ رقیق سے بے حجاب نظر آتا ہے، اور نصف النہار پر روزِ صاف میں ہرگز نظر نہیں جمتی، جس قدر ترقی زائد، احتجاب زائد۔

نور کریم کی ترقی بے نہایت کے حضور، ابصار تو ابصار، بصیرت کی وہ حالت ہوگی، جو مہر عالم تاب کے حضور خفاش کی۔ لاجرم غایت ظہور ہی مستلزم غایت بطون ہوئی۔ پھر بھی اس کی خفیف جھلک جس میں نگاہ ظاہر کا حصہ رہا کہ اس بارگاہ کرم سے محروم مطلق نہ رہے، وہ ہے جو حدیث صحیح میں آیا: **كان الشمس تجري في وجهه** گویا آفتاب چہرۂ پرنور میں رواں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: جب تو حضور اقدس ﷺ کو دیکھتا گمان کرتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہے۔ تیسری حدیث میں ہے: **اذا تكلم رئي كالنور يخرج من بين ثناياه** جب کلام فرماتے، دندان پیشیں کے درمیان سے نور سا چھنتا نظر آتا۔ چوتھی حدیث میں ہے: **له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمل** وشم یعنی پرنور پر نور کا بُکا بلند تھا، جو غور سے نہ دیکھتا، بینی اقدس کو اس نور کے سبب بہت بلند گمان کرتا۔ پانچویں حدیث میں ہے: **لم يقع مع الشمس الا غلب ضوئه ضوئها** حضور اقدس ﷺ جب آفتاب کے سامنے کھڑے ہوتے حضور کا نور آفتاب کی ضیا کو دبا لیتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس بیان کا سلسلہ یہاں تک پہنچا کہ

عرفان و نور ایمان سب اسی نور والا ظہور کے پرتو ہیں، بلکہ ایمان صرف حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و محبت و عظمت کا نام ہے۔ تو جس کے دل میں جس قدر حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و محبت و عظمت زائد، اسی قدر اس کا ایمان اکمل، اور جس کے دل میں کم، اس کا ایمان ناقص، اور جس کے دل میں بالکل نہیں، وہ مطلق کافر ہے۔ **لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين** قطعاً اپنے معنی پر محمول ہے۔ بیشک جب تک محبت دینی، ایمانی،

اختیاری، ایقانی میں محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہان ور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے، ہرگز مومن نہیں۔

انزال کتب وارسال رُسل، بلکہ تخلیق آدم و عالم، سب اظہار عظمت عظیمہ محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔ ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پرنور سید عالم ﷺ کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں اپنا حبیب کیا، اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت وکرامت والا کوئی نہ بنایا۔ **ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک لما خلقت الدنیا** [illegible] مخلوقات [illegible] بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت وعزت تمہاری ہے [illegible] اگر تم نہ ہوتے [illegible] دنیا نہ بناتا۔ یعنی دنیا وآخرت کچھ نہ ہوتی [illegible] آخرت [illegible] دارالجزاء [illegible] دارالعمل کا تقدم ضروری۔ جب دارالعمل [illegible] نہ ہوتے [illegible] دارالجزاء کہاں سے آتی؟ ــــــ حاکم نے صحیح مستدرک میں [illegible] حضرت عز جلالہ وعلا نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی **لولا محمد ما خلقتک ولا ارضا ولا سماء** اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا [illegible]

قال اللہ تعالیٰ: **وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ ۝** (بقرہ [illegible]) [illegible] مگر اس لیے کہ علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون رسول کی تمہارا اتباع کرتا ہے [illegible]

دیکھو! آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ فرضیت قبلہ [illegible] کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم واطاعت کرنے والوں کی پہچان سب کو معلوم [illegible]

آیہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (طور ۵۲/۵۶) میں ـ
جن وانس کی پیدائش ہے، کہ میری عبادت کریں۔ حدیث مذکور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے منافی
نہیں۔ تخلیق جن وانس، عبادت کے لئے۔ اور عبادت سے حضرت عزت جل جلالہ
کو نہ کوئی نفع، نہ اس کے ترک سے کوئی ضرر۔ وہ غنی، حمید ہے۔ احکام عبادت کی
تشریع اسی لیے ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے غلامان، مطیع وفرماں بردار، ان
کے حکم سے الٹے پاؤں پھر جانے والے نابکار، سب پر ظاہر ہو جائیں۔ عبادت
الٰہی و تعظیم ومحبت حضرت رسالت پناہی ﷺ متلازمین ہیں۔ متلازمین میں ایک کا
ذکر دوسرے کا مؤید ہوتا ہے نہ کہ نافی ومنافی۔

ایمان کے دو رکن ہیں۔ لا الہ الا اللہ - محمد رسول اللہ ﷺ
آیہ کریمہ رکن اول کو بتاتی ہے ـــــ الا لیعبدون اس لیے بنائے
کہ میری پرستش کریں۔ یعنی لا الہ الا اللہ۔

اور حدیث شریف رکن دوم کا شعار فرما رہی ہے لأعرفهم كرامتك
اس لیے بنائے کہ تمہارا مرتبہ پہچانیں۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ ـــــ وبعد
تمام اہل ایمان کے نزدیک تعظیم ومحبت حضور اقدس ﷺ اصل کار و اہم فرائض
ومناط قبول جملہ اعمال حسنہ ہے۔

اہم فرائض ارکان ہیں، اور اہم ارکان اربعہ نماز، اور تعظیم ومحبت
حضور ﷺ پر نماز قربان کی۔ غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے، حضور
اقدس ﷺ نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔

مولی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی۔ جب وقت تنگ ہونے پر آیا، مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں، محبوب اکرم ﷺ کی خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معاذ اللہ کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہو؟ اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے۔ آخر وہی تعظیم و محبت کا پلہ غالب آیا، اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس ﷺ کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔ حتی توارت بالحجاب یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ اب کہ وقت مغرب ہوا، سرکار دو عالم ﷺ کی چشم حق بیں کھلی۔ مولی علی کو مضطرب پایا، سبب دریافت کیا۔

عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی۔

حضور اقدس ﷺ نے دست مشکل کشا بلند فرمائے، اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

الہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا ——— سورج کو حکم دے کہ پلٹ آئے۔ فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم کا بندھا الٹا چلا آیا، وقت عصر ہوگیا۔ امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی۔ پھر ڈوب گیا۔ امام جلیل ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی

جان کا رکھنا سب سے زیادہ فرض اہم ہے۔ اگر نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔ امام الصدیقین، اکمل الاولیاء، اعلم الصحابہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا۔ سفر ہجرت میں جب آفتاب رسالت

ومابتاب صدیقیت ﷺ برج ثور بیت الشرف قمر میں اجتماع نیرین کی طرح غار ثور پر جلوہ فرما ہوئے۔ صدیق اکبر نے اپنے محبوب اکرم ﷺ سے عرض کی:

یارسول اللہ! حضور باہر توقف فرمائیں، پہلے میں اندر جاکر غار کو صاف کردوں کہ اگر کوئی چیز ہو تو مجھے پہونچے ـــــــ غار چند ہزار سال کا تھا، بہت سوراخ تھے، صدیق نے سنگریزوں سے، پھر کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان سے بند کئے۔ ایک سوراخ رہ گیا، اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھا، اور حضور اقدس ﷺ کو بلایا۔ حضور نے ان کے زانو پر سر انور رکھ کر آرام فرمایا۔ وہاں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار فائض الانوار حضور پر نور سید الابرار ﷺ رہتا تھا، کہ اس نے قرون سابقہ میں علمائے امم سابقہ کو بارہا ذکر کرتے سنا تھا، کہ حضور اقدس نبی آخرالزماں ﷺ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت اور غار ثور میں اقامت فرمائیں گے۔ سانپ نے اپنا سر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے پر رگڑا۔ انھوں نے جانا کہ سانپ ہے۔ مگر اس خیال سے کہ جان جائے، مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ یہاں تک کہ اس نے کاٹا، صدیق نے بکمال ادب جنبش نہ کی، مگر شدت ضبط کے باعث آنسو نکل کر رخسار محبوب رب العالمین پر پڑے۔ حضور اقدس ﷺ کی چشم جاں فزا کھلی، صدیق سے حال پوچھا۔

عرض کی: فُدِیتَ بابی انت وامی یا رسول اللہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے سانپ نے کاٹا ـــــــ حضور اقدس ﷺ نے لعاب دہن اقدس [illegible]

[illegible]

[illegible] ساعت جدا نیا

ومرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہاں پر باعث تفوق ہے۔ جس نے صدیق اکبر کو ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق اللہ، تمام اولیا، تمام عرفا سے افضل واکرم واکمل واعظم کردیا۔ یہی وہ سر ہے، جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرت صوم وصلاۃ کی وجہ تم پر فضیلت نہ ہوئی۔ ولکن بشیء وقرفی صدرہ بلکہ اس سر کے سبب جو ان کے دل میں راسخ ومتمکن ہے۔ یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا کہ: لووزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرجح ایمان ابی بکر اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے۔ ولہذا قرآن عظیم نے اپنے نصوص قطعیہ سے بشکل دلیل بدیہی الانتاج، افضلیت مطلقہ صدیق اکبر ﷺ پر رقم فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ عزوجل: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات ۴۹/۱۳) تم سب میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے یہاں وہ ہے جو تم سب میں متقی ہے۔ اور دوسری آیہ کریمہ میں صاف فرمادیا: اتقی کون ہے؟ ابوبکر صدیق ﷺ۔ قال تعالیٰ: وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی (اللیل ۹۲/۱۷-۲۱) اور بہت جلد اس سے بچا دیا جائے گا وہ سب سے بڑا متقی جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ مگر اپنے پروردگار برتر کی رضا چاہتا اور قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ بشہادت آیت اولیٰ ان آیت کریمہ سے وہی مراد ہے، جو افضل واکرم امت مرحومہ ہے۔ اور وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔

اور تفضیلیہ وروافض کے یہاں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

وجہہ الکریم ——— مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد ہے کہ اس نے کسی کی تعیین وتقدیس کی جگہ نہ چھوڑی۔ یہ آیہ کریمہ نے لیے وصف خاص سے الاتقی کی تعیین فرمادی، جو صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔ فرماتا ہے وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی (اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے)۔

حضور پرنور خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ محسن و منعم تمام عالم ہیں ——— حضور کے احسانات کہ بے حد و غایت ہیں، دو قسم ہیں۔

دینیہ کہ اولین و آخرین حتی کہ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوۃ والسلام اجمعین، جس نے جو نعمت دینی دولت عرفان پائی، حضور خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ ہی کے ہاتھوں سے پائی۔ حضور ہی کی بدولت ہاتھ آئی۔ لہذا تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوۃ والسلام اجمعین سے سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا۔

اور دنیویہ ——— پھر یہ دو قسم ہیں:-

اول عام باطنہ کہ حضور اقدس ﷺ بحکم [illegible] رب [illegible] تمام [illegible] تقسیم فرماتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: انما انا قاسم واللہ المعطی۔ [illegible] سے آج تک [illegible] قیامت تک [illegible] جو نعمت جسے ملی یا [illegible] ﷺ [illegible] ہاتھ سے ملی [illegible]۔ [illegible] عبادات، زہد و طہارت [illegible] ان کی عطا ہاتھ آتی ہیں ———

[illegible] شفا [illegible] رفعت [illegible] فرزند [illegible]

یہ سب [illegible] دنیویہ بھی انہیں سے دست اقدس سے [illegible] ہیں [illegible]

أغناهم الله ورسوله من فضله [illegible]

فرماتا ہے ولو أنهم رضوا ما آتاهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله انا الى الله راغبون [illegible]

اچھا ہوتا اگر وہ اللہ و رسول کے دیے پر راضی ہوتے اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

احمد بخش محمد بخش [illegible]

جبریل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم [illegible]

رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا [illegible]

ہوں [illegible] دیکھو قرآن عظیم [illegible]

والتسلیم [illegible] جبریل [illegible]

قرآن عظیم میں موجود ہے [illegible]

[illegible]

طرف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تفصیل [illegible]

حضور اقدس ﷺ کی پہلی دو قسم کی نعمتیں ہرگز اس قسم سے نہیں، جن کا کوئی بدلہ دے سکے۔ نعم دینیہ کا معاوضہ نہ ہوسکنا تو ظاہر، اور نعم عامہ باطنہ دنیویہ، بحکم خدمت رب العزت ہیں۔ اللہ عزوجل کو کون عوض دے؟ ہاں! قسم سوم ہی کی نعمتیں کہ باہمی معاملات عرفیہ کے طور پر تھیں، صالح عوض ومجازات ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بعد انبیا ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم حضور پرنور سید عالم ﷺ کے جس قدر احسانات وانعامات قسم اول کے ہیں، تمام عالم میں کسی پر نہیں۔ اور قسم دوم میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور تمام عالم شریک ہیں۔ مگر قسم سوم یعنی معاملات باہمی قابل معاوضہ میں ہمیشہ صدیق اکبر کی طرف سے بندگی وغلامی وخدمت ونیازمندی، اور مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے براہ بندہ نوازی، قبول وپذیرائی وعطا سے سعادت مندی کا برتاؤ رہا۔ یہاں تک کہ خود صدیق اکبر کے مولائے اکرم وآقائے اعظم ﷺ نے فرمایا انه ليس في الناس احد امن علي في نفسه وماله من ابن ابي قحافه بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان ومال سے میرے ساتھ کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا کہ ابوبکر نے۔ اور فرمایا مالاحد عندنا يد الا وقد كافيناه بها ماخلا ابابكر فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيمة ومانفعني مال احد قط ما نفعني مال ابي بكر کسی کا ہمارے ساتھ کوئی سلوک ایسا نہیں جس کا ہم نے عوض نہ دے دیا ہو سوا ابوبکر کے، کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت دے گا، کسی کے مال نے مجھے ایسا نفع نہیں دیا جیسا ابوبکر کے مال نے۔ صدیق نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت درخواست عرض کی۔ حضور پرنور نے صغرسن کا عذر فرمادیا۔

فقیر کہتا ہے اس میں ایک حکمت جلیلہ یہ بھی تھی کہ دامادی میں قبول کرنا انھیں دنیاوی احسانات سے ہے، جن میں جزا و مکافات جاری۔ حدیث میں ہے کہ جو کچھ ہدیہ وعطیہ عقد نکاح سے پہلے دیا جائے، وہ عورت کا ہے۔ اور جو بعد کو دیا جائے وہ اس کا ہے جسے دیا جائے۔ یعنی خسر و خوشدامن وغیرہما۔ پھر فرمایا **واحق ما یکرم الرجل به ابنته او اخته** اور زیادہ لائق جس شے سے آدمی اکرام و تعظیم کا مستحق ہوا سب میں زیادہ ذریعہ اس کی بیٹی یا بہن ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ کو منظور نہ تھا کہ صدیق پر ان کے احسانات ناممکن العوض کے سوا کوئی احسان قابل معاوضہ دنیویہ ہو، لہذا عذر فرمادیا۔

بخلاف سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کہ ان پر حضور اقدس ﷺ کے پہلے احسانات دو قسم دینی کے سوا قسم سوم کے بھی بہت احسان ہیں۔ انھوں نے پرورش ہی مصطفیٰ ﷺ کے ہاں سے پائی۔ حدیث میں ہے قبل ظہور نور نبوت مکہ معظمہ میں گرانی ہوئی۔ حضور پر نور ﷺ نے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ آپ جانتے ہو کہ زمانہ گرانی کا ہے، اور ابو طالب کے عیال کثیر۔ آؤ ہم تم ان پر تخفیف فرمادیں۔ یہ فرما کر حضور اور حضرت عباس جناب ابو طالب کے پاس، اولاد کے پاس تشریف لائے۔ حضور اقدس ﷺ نے مولیٰ علی کو اپنے ساتھ لیا اور حضرت عباس نے حضرت جعفر یا حضرت عقیل کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پھر تمیم نعمت کبریٰ تزویج حضرت بتول زہرا سے ہوئی۔ صلی اللہ تعالیٰ

علیٰ ابیہا وعلیہا وعلیٰ بعلہا وابنیہما وبارک وسلم

[illegible] وما لاحد عنده من نعمة تجزی [illegible]

[illegible] صدیق [illegible] اور [illegible]

[illegible] صدیق [illegible] اس جناب کا [illegible]

[illegible]

[illegible] لقد خشیت علی

[illegible] وقت [illegible] خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے [illegible]

[illegible] انہیں الفاظ سے

[illegible] قبل ہجرت [illegible]

[illegible] آپ جیسا [illegible]

[illegible] کہ آپ بہ یہ کمالات علیہ رہتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] امر اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا: ضرور۔

عرض کی: کیا ہمارے شہداء جنت میں، اور ان کے مقتولین دوزخ میں نہیں؟

فرمایا: کیوں نہیں!

عرض کی: پھر ہم اپنے دین میں ذلت کیوں سہیں؟

فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا، اور وہ میری مدد فرمائے گا۔

عرض کی: کیا حضور نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں جائیں گے، اور طواف بجالائیں گے؟

فرمایا: ہاں! لیکن کیا میں نے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال؟

عرض کی: نہ۔

فرمایا: تو ضرور تم بیت اللہ جاؤ گے، اور طواف کرو گے۔

فاروق اعظم اس توقع پر کہ شاید صدیق شفاعت کریں، اور ان کی مراد کے کفار سے جہاد اور بالجبر دخول کعبہ ہے، انہی مسائل کا جواب لینے حضرت صدیق میں حاضر ہوئے، اور گذارش کی:۔

کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا: ضرور۔

کہا: کیا ہمارے شہداء جنت میں، اور ان کے مقتولین دوزخ میں نہیں؟

فرمایا: کیوں نہیں۔

کہا پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رہیں؟

فرمایا اے شخص! وہ اللہ کے رسول ہیں، اور اس کی نافرمانی نہ کریں گے. اور وہ ضرور ان کی مدد فرمائے گا، ان کی رکاب تھامے، کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔

کہا کیا ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے، اور طواف بجالائیں گے؟

فرمایا ہاں خبر دی تھی، پھر کیا یہ فرمادیا تھا کہ اسی سال؟

کہا نہ

فرمایا تو ضرور تم کعبے جاؤ گے ـــــ اور طواف بجالاؤ گے۔

دیکھو بعینہ حرف بحرف وہی جواب ہیں، جو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمائے ـــــ یہ وہی بات ہے کہ قلب صدیق آئینہ قلب حضور سید الکائنات ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وکرم۔ آیہ کریمہ میں اسی خواب کا ذکر ہے۔

[illegible]

بتایا کہ خواب مصدقین تھے نہ منکرین تھے قرآن عظیم کو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق خواب و تسکین اصحاب میں کس قدر اہتمام ہے کہ طرح طرح سے مدد فرمایا۔

اول: صدق اللہ خود ہی تمہید کی صدق تھا کہ صدق کی نسبت حضرت عزت کی طرف ہے جب الصدق ہے، کذب وہاں محال بالذات ہے۔

امکان کا ماننے والا گمراہ، بدذات ہے۔

ثانیاً: 'قد'

ثالثاً: 'لام'

رابعاً: 'بالحق' [illegible] تاکیدیں ارشاد ہوئیں ——— [illegible]

[illegible] سے متعلق لطائف حدیثیہ کا بیان، [illegible] خواب انبیاء وحی ہوتی ہے

[illegible] خواب سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا بیان [illegible]

[illegible] قدام [illegible] نص قطعی [illegible] خواب [illegible]

ثبت [illegible]۔

[illegible]

[illegible]

خدا میں داخل ہوئے۔

[illegible]

[illegible] وقت حضور [illegible]

وقت ہے محبوب اکرم ﷺ [illegible]

[illegible]

اور ایک جہان [illegible]۔ جب کفار نے دار الندوہ میں جمع ہو کیا [illegible]

خلاف مشورے ہوئے۔ شیخ نجدی ملعون [illegible] بن کر آیا؛ اور اس گمراہ انجمن کا

[illegible] جعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة

الله هي العليا [illegible]

[illegible]

[illegible] ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي

عن بينة [illegible] قل جاء الحق وزهق

الباطل ان الباطل كان زهوقا [illegible] ـــــــ والعاقبة للمتقين [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمین [illegible]

[illegible] میری کوئی نہیں سنتا۔ پھر جو حالتیں اس کے

[illegible] صریح خطائیں اس کی روداروں میں سال

[illegible]

[illegible] دوں مرجانا اور صاف لکھ دینا کہ میں

[illegible]

بہت اچھا، سوالات میں بجائے ندوہ زیدو عمر [illegible]

[illegible]

ضلالت تو مسلم رہی۔ کہا: مولانا! ضلالت [illegible]

[illegible]

کردیں۔ جواب نہ دینا تھا، نہ دیا۔

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا ☆ تمام رات قیامت [illegible]

ان تمام مطالب اور ندوے کی ضلالت [illegible]

[illegible]

کلام میں کہا:۔

[illegible]

گناہ معاف ہو سکتے ہیں، سوا نااتفاقی کے۔ سب کلمہ گو حق پر ہیں۔ خدا سب سے راضی ہے۔ سب کو ایک نظر دیکھتا ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے۔ اس کے معاملے دیکھ کر خدا کی رضا و ناراضی کا حال کھل سکتا ہے۔ کلمہ گو کیسا ہی بددین، بدمذہب ہو، ان میں جو زیادہ متقی ہے، خدا کو زیادہ پیارا ہے۔ ان میں جس کی توہین کیجئے، خدا و رسول پر حرف آتا ہے۔ یہ کلمات اور ان کے امثال خرافات کہ اہل ندوہ کی جورو داد ہے، جو مقال ہے، ایسی ہی باتوں سے مالا مال ہے۔ سب صریح و شدید نکال و عظیم وبال و موجب غضب ذی الجلال ہیں۔ امیر المومنین مولی المسلمین شیر خدا مشکل کشا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنی کے زمانہ اقدس میں خوارج خذلہم اللہ تعالیٰ نے ظہور کیا، وہ نمازی تھے، عابد تھے، قراء تھے، راتیں شب بیداری، دن تلاوت قرآن و ذکر باری میں گزارتے، مگر گمراہ تھے، اہل سنت کے مخالف و بدخواہ تھے۔ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے نہ ان کے علم و فضل پر نظر فرمائی، نہ ان سے اخوت اسلامی کی ٹھہرائی، بلکہ ان پر لشکر کشی فرمائی۔ ہر شمشیر برق بار ذوالفقار چمکائی۔ وہ دس ہزار معدودے چند ندوہ تھا، فقہ [illegible] اپنے وقت کے [illegible] مانے جاتے تھے، بلکہ وہی علم رکھتے تھے، حدیث جانتے، قرآن پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان سے [illegible] کر چکے تھے، [illegible] حق کی طرف رجوع لائے، پانچ [illegible] اللہ علی [illegible] ان پر تیغ شرر بار اشرار [illegible] ذلت

پر فرش کی۔ وہ خبیث قتل ہو رہے تھے، کسی نے آکر خبر دی کہ بھاگ کر نہر کے پار گئے۔ عالم ما کان و ما یکون ﷺ کے نائب اسد اللہ الغالب نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ ان میں سے دس نہر کے پار نہ جا سکیں گے، سب ادھر ہی قتل ہوں گے۔ پھر بہت وثوق کی خبریں آئیں کہ پار بھاگ گئے۔ فرمایا واللہ وہ عبور نہ جائیں گے، اسی پار ہلاک ہوں گے۔ سچا وعدہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بالآخر تحقیق ہوا کہ واقعی دس بھی نہ جا سکے، سب اسی طرف کنارہ آب کے نادرہ زار میں جا گزیں ہوئے۔ کسی نے کہا خدا کا شکر ہے کہ جس نے زمین کو ان کی نجاست سے پاک کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا واللہ وہ ابھی مردوں کی پیٹھ میں ہیں، عورتوں کے پیٹ میں ہیں، وہ قرن قرن ظاہر ہوتے رہیں گے۔ کلما قطع قرن منہ قرن جب ان کی ایک شاخ کاٹی جائے گی، دوسری سر اٹھائے گی۔ حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال یہاں تک ان کا پچھلا گروہ دجال ملعون کے ساتھ نکلے گا۔

اس وعدۂ صادقہ کے مطابق یہ ملعونوں کی شاخت، ہر زمانہ ہر قرن میں، مختلف نام مختلف صورت سے ظاہر ہوتی رہی، یہاں تک کہ بارہویں صدی میں نجدی خبیث ظاہر ہوا، اور مذہب وہابیہ کہ خود ان خارجیوں کا شاخسانہ رہے، شیوع کیا۔ ان کے وہی عقائد، وہی مکائد، وہی ... وہی ادعائے عمل قرآن وحدیث ـــــ ان خبیثوں کا عقیدہ تھا کہ مولی علی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حَکَم بنایا، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۝ حکم نہیں مگر اللہ کے لیے، یہ شرک ہوا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا

فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلہا ○ مرد وزن میں خلاف ہو تو ایک حکم مرد کے

والوں سے بھیجو اور ایک حکم اس کے والوں سے۔ حدیث میں ہے ینزل عیسی حکما

مقسطا یعنی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام حاکم عادل ہو کر نزول فرمائیں گے ــــــــ یہ

وہابیہ ان خوارج کے شاگرد، کہتے ہیں۔ اہل سنت انبیاء و اولیاء سے استعانت کرتے

ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین ○ ہم تجھی کو پوجیں ہم

تجھی سے مدد چاہیں۔ یہ شرک ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تعاونوا علی البر

والتقوی ○ نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ حدیث شریف میں ہے

فلیناد اعینونی یا عباد اللہ یوں پکارے مدد کرو میری اے اللہ کے بندو۔

حقیقت ذاتیہ وعطائیہ میں نہ ان خبیثوں نے فرق کیا، نہ انہوں نے۔

کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ○ یہ سب گمراہ فرقے ائمہ

ہدیٰ و اکابر محبوبان خدا کے دشمن ہیں ــــــــ رافضیوں کی عداوت تو ہم کہہ چکے ہیں

[illegible] وہ صدیق جن کے فضائل سے [illegible] وہ صدیقہ بنت

صدیق ام المؤمنین جن کا محبوبہ سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلی اصحابہ وعلیہم وسلم ہونا آفتاب نیم روز سے روشن

ہے ــــــــ وہ صدیقہ جن کی تصویر [illegible] خدمت اقدس

[illegible] میں حاضر لائیں ــــــــ وہ ام المؤمنین کہ جبریل امین [illegible]

[illegible] عزت وطہارت میں بے اذن لیے

[illegible] ــــــــ وہ صدیقہ [illegible] کے سوا کسی کے

لحاف میں ــــــــ [illegible]

تشریف لے جاتیں، ان کی یاد میں واعروساہ فرماتیں ——— وہ صدیقہ کہ
یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام کی براءت کی شہادت اہل زلیخا سے
ایک بچہ ادا کرے، بتول مریم کا تبریہ روح اللہ وکلمۃ اللہ فرمائے، مگر ان کی براءت
وطیب وطہارت کی گواہی میں قرآن کی آیتیں نزول فرمائیں ——— وہ ام المومنین
کہ محبوب رب العالمین ﷺ ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہتے کہ لوٹے میں کس
جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا تھا، حضور پر نور ﷺ نے اپنا لب مبارک
خدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرماتیں [illegible]
محبوبان خدا و رسول کے دشمن ایسوں سے بد [illegible]
ان سب کی دولت، ان سب کی انجمن۔ [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
بدگویوں سے اتحاد و وداد فرض ہو، اتحاد نہ ہو [illegible]
تو خدا و رسول کی توہین نہ ٹھہری [illegible]
توہین؟ عائشہ و صدیق سے عداوت [illegible] کا ایمان [illegible] سے اعلیٰ درجہ کا ہو، ان
میں [illegible]
مخالفت ([illegible] والوں کا) ایمان نہ رہا، جنت سے محروم [illegible]
راجعون!

[illegible] فرماتے ہیں۔ [illegible]

عدوک الذی عاداک یعنی تو آپ تیرا دشمن۔

وعدو صدیقک اور تیرے دوست کا دشمن۔

وصدیق عدوک اور تیرے دشمن کا دوست۔

رسول اللہ ﷺ کے قسم اول کے دشمن تو کھلے کفار ہیں۔

اور قسم دوم کے دشمن روافض، نواصب وخوارج ووہابیہ کہ محبوبان خدا وائمہ ہدیٰ کے اعدا ہیں۔

اور قسم سوم کے دشمن یہ ندوی حضرات کہ ان دشمنوں کے دوست ہیں۔

اللہ سب دشمنوں کے شر سے بچائے، اور مصطفیٰ ﷺ کی سچی محبت اور ان کے سب دشمنوں سے کامل عداوت عطا فرمائے، اور سچی حب وبغض پر کہ اسے محبوب ومقبول ہے، دنیا سے اٹھائے۔ آمین[1]

ندوی صاحبوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ایک بے معنی تحریر [illegible] میں شائع کی [illegible] مکہ معظمہ نے ندوہ کی خوبی وضرورت پر [illegible]۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الہ آبادی مہاجر وغیرہ علما کی معرفت اس ندوہ مخذولہ کی شرارت سے پہنچ گئے تھے۔ وہاں دال نہ گلی۔ مدینہ طیبہ میں ہمسایگان مصطفیٰ ﷺ [illegible] دینے لگی۔ وہاں سوال کیا گیا۔

> ایک جلسہ جو اہل سنت سے قائم کیا گیا ہے جس میں ہر مذہب پر تعمیم ہو اور امامت دین کی پرورش، ہر وقت دین متین ہو یہ جلسہ کیسا ہے اور جو اس کی تخریب چاہے کیسا؟

اس سوال کا جو جواب تھا ظاہر تھا۔ انہیں تحقیق کی تکلیف اٹھانی۔ یہ سوال ہمارے یہاں بھیج دیتے ہم بھی وہی لکھتے جو اہل مدینہ نے ارشاد فرمایا۔

سوال تو یوں کرنا تھا کہ:-

> ایک جلسہ جس میں رافضی وہابی نیچری غیر مقلد سب کا [illegible] قادیانی جس نے تمام مذہبوں سے اتحاد [illegible] خدا کو [illegible] مثل [illegible] سب [illegible] حنفی شافعی مالکی حنبلی میں باعتبار عقائد اسلامیہ فرق نہیں [illegible] بدمذہبوں کو حق پر جاننا، دعویٰ مذہب سے عام دست برداری [illegible] مدح و تعظیم کلاب النار حد سے زائد تھی۔ [illegible] الصلاۃ والسلام [illegible] وہ جلسہ کیسا اور [illegible] کیسا؟

پھر دیکھتے کہ کیا جواب دیتے ہیں؟ [illegible] جس طرح علما [illegible]

ہند کی مہروں سے فتاوی السنۃ لالجام الفتنہ [illegible] ندوہ مخذولہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible] الٰہی [illegible]

[illegible] رزاق بن عبد الصمد

[illegible] امداد اللہ

[illegible]

تصدیقات علیہ و تحقیقات جدیدہ [illegible]

والحمد للہ رب العالمین [illegible]

[illegible]

[illegible]

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على

سيد المرسلين محمد واله وصحبه اجمعين . آمين

اسفار

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کا کسی جگہ کا سفر کرنا عدم کے حکم میں تھا۔ ارشاد فرماتے تھے: مجھے سفر سے سخت وحشت ہوتا ہے۔ جب کسی جگہ سفر کا خیال ہوتا ہے تو دو تین دن قبل سے سخت پریشانی رہتی ہے، اور سفر سے واپسی کے دو تین دن تک اس کا اثر رہتا ہے۔

در واقع اعلیٰ حضرت کا سفر ایک خاص اہتمام چاہتا تھا۔ اس لیے کبھی کہیں بے ضرورت شدید تشریف نہ لے گئے۔ جب کبھی کہیں جانے کی دینی ضرورت پیش آتی، یا مریدین کا اصرار ہوتا، یا کسی دینی مدرسہ اہل سنت میں دستار بندی کا جلسہ ہوتا، اور وہاں کے لوگوں، مدرسہ کے اراکین کی خواہش ہوتی کہ اعلیٰ حضرت ہی کے دست مبارک سے دستار بندی ہو وغیرہ بس الضروریات لدینیہ ؟ البتہ سفر کا ارادہ فرماتے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی تحقیق یہ تھی کہ چلتی ریل میں نماز درست نہیں۔ نماز کے لیے استقرار علی الارض حقیقی یا حکمی ضروری ہے۔ اس سے قبل روانگی جس گاڑی سے سفر کرنا ہوتا، اور جس سے واپسی کا قصد ہوتا پانچوں نمازوں کا وقت جس اسٹیشن پر شروع ہوتا، اور جس جس اسٹیشن تک رہتا ان جگہوں پر نشان اوقات دے دیا جاتا، اور وقتوں کے نام لکھ دیے جاتے۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ ٹائم ٹیبل منگوا کر گاڑیوں کے رکنے کے اوقات و مقامات معلوم

کیے جاتے۔ پھر بقو مدعم ہیئت ان جگہوں کا طول وعرض معلوم کر کے اوقات صلاۃ نکالے جاتے۔ جب اس طرح پورا اطمینان ہو جاتا کہ اس سفر میں سب نمازیں باجماعت وقت پر ادا ہو سکیں گی، تب قصد مصمم فرماتے، اور وعدہ کرتے، اور اسی مقررہ نقشہ کے مطابق ایک دو اسٹیشن پہلے سے وضو وغیرہ کر کے سب تیار رہتے، اور جب وہ اسٹیشن آتا، جہاں نماز کا وقت لکھا ہے، جماعت کھڑی ہو جاتی۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز حضر وسفر، صحت وعلالت ہر حال میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری خیال فرماتے تھے۔ خود ارشاد فرمایا کرتے:

> مردوں کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ہونی چاہیے، عورتوں کی نماز علیحدہ گھر میں ہوتی ہے۔

موجودہ حالت میں مسجد میں جا کر سب نمازوں کو ادا کرنا دشوار ہے، خصوصاً سفر میں۔ تاہم اعلیٰ حضرت جماعت سے نماز ادا کرنے کو ضروری خیال فرماتے، اور اس پر سختی سے عامل تھے۔ اگر کسی گاڑی سے سفر کرنے میں وقت نماز اسٹیشن پر نہیں ملتا، تو اس گاڑی پر سفر نہیں کرتے، دوسری گاڑی اختیار فرماتے، یا نماز باجماعت کے لیے اسٹیشن پر اتر جاتے، اور اس گاڑی کو چھوڑ دیتے، اور نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد جو گاڑی ملتی، اس سے بقیہ سفر پورا فرماتے۔

... ... سفر حج وزیارت ۱۳۲۳ھ میں اگر گاڑی روزانہ نہیں ہوتی ... ... نماز ... وقت چلا جاتا، اور نماز ... ...

گاڑی رزرو کرانے کی صورت میں بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ [illegible]
کا وہ ڈبہ ہی کاٹ کر دوسری گاڑی میں جوڑ دیا جاتا، اور نماز
باجماعت مل جاتی، بالخصوص حضور تنہا تھے، اور [illegible] میں کوئی بھی
ساتھ نہ تھا۔ وہ سب پہلے ہی جا چکے تھے۔ صرف ایک خادم مولوی
کفایت اللہ صاحب، اور ایک شاگرد مولوی نذیر احمد صاحب جو اس زمانے
میں علم تفسیر و [illegible] رہے تھے، ساتھ تھے۔ [illegible] (۲۳۵) روپے [illegible]
آنے میں [illegible] کا ایک ڈبہ ریزرو [illegible]
صاحب نے مخالفت بھی کی، اور حضور اپنے [illegible]
تھے، [illegible] پسند تھے [illegible] کی مخالفت کی
بھی پرواہ نہ کی، [illegible] قدر [illegible] صرف نماز باجماعت
کرنے کے لیے [illegible] کا ایک ڈبہ [illegible] تک ریزرو کرا کے
سفر اختیار فرمایا۔ جب [illegible] پہنچے، تو حضور نے باجماعت نماز [illegible]
اسٹیشن ہی سے خط تحریر فرمایا کہ الحمد للہ نماز باجماعت [illegible]
حصول [illegible] کے صفت میں جا رہا ہوں۔

اگرچہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ [illegible]
[illegible] اور [illegible] گاڑی [illegible]
سے بھی تشریف لے جاتے۔ لیکن اس صورت میں [illegible]
صاحب [illegible] صاحب اور گھر کے لوگ جا رہے تھے، وہ نہ تھے [illegible] نماز
باجماعت بھی ادا ہوگئی، اور سب عزیزوں کا ساتھ بھی [illegible]

تھیں کمال کی محبت سے اعلیٰ حضرت کی بہت تعظیم کرتے تھے اور یاد کیا کرتے تھے۔

(جلد ۲ صفحہ ۲۰)

پہلا سفر برائے حج وزیارت : اعلیٰ حضرت نے حج و زیارت کے لیے پہلا سفر ۱۲۹۵ھ والدین کریمین کے ساتھ کیا، اس کی تفصیل نہایت مختصر حال ملفوظ شریف سے درج ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:-

پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین کی ہمراہ رکاب تھی۔ اس وقت مجھے تیئسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا۔ اس کی تفصیلیں بہت طویل ہے۔ لوگوں نے کفن پہن لیے تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی۔ لہذا حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کھا لینے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی من یتال علی اللہ یکذبہ حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی۔ الحمد للہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے شدت سے چل رہی تھی، دو گھڑی میں بالکل موقوف ہو گئی اور جہاز نے نجات پائی۔

اس وقت مجھے تین روز تک بخار آیا تھی، مکہ میں قدم رکھتے ہی بیم[illegible] خدا [illegible] [illegible] تھی، [illegible] سے [illegible] میری زندگی ہو

دوبارہ ارادہ نہ کرنا۔ (ملخصاً)

دوسرا سفر برائے حج وزیارت اعلیٰ حضرت نے دوسرا سفر حج وزیارت ۱۳۲۳ھ میں کیا، اس کے چند تفصیلی حوال ملفوظ حصہ دوم میں ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:-

دوسری بار جب مکہ معظمہ حاضر ہوا، یعنی جب کہ دوبارہ پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا۔ چھوٹے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) مع متعلقین برادہ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچانے گیا۔ واپس آ کر طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا، ایک ہفتہ یہاں رہا، طبیعت سخت پریشان رہی۔

ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب تھا، اور دل حاضری کے لیے بے چین تھا۔ بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جمبئی تک سکنڈ کلاس ریزرو کرائیں۔ نمازوں کا آخر وقت تھا، انہوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی، اس نے پوچھا کس ٹرین سے روانہ ہوں گے؟ انہوں نے کہا شب کو دس بجے والی گاڑی سے۔ وہ بولا یہ گاڑی تو دیکھ چکی ہے۔ اگر آپ کو ساتھ جانا تھا تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دینی تھی۔ یہ وہ ہیں یہ نہیں جا سکتے تھے۔ ایک نکتہ لکھنے جو قریب ہی رہتا تھا، اس نے کہا آپ ٹھہرو مت، میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ ٹکٹ لے لو، مجھے مدت میں آپ سے ملنا جھول گیا۔ اس نے ایک سکنڈ کلاس کا کمرہ ریزرو کر دیا۔

[illegible] اسٹیشن [illegible] اس وقت فرض [illegible] یہ صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہی، نہایت تذبذب تھا اور یہ اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی، کس طرح عرض کروں؟ اور بغیر اجازت والدہ کے نکل جانا گوارا نہ تھا۔ آخر کار اندر مکان میں گیا، دیکھا کہ والدہ ماجدہ چارپائی پر اوڑھے آرام فرما رہی ہیں۔ میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں، اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے کہا حضور! مجھے حج کی اجازت دیجیے۔ پہلا لفظ جو فرمایا، یہ تھا خدا حافظ۔ یہ انھیں دعاؤں کا اثر تھا، میں الٹے پیروں باہر آیا، اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہونچا۔ بعد کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک نہ پہونچا ہوں گا، اور انھوں نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی، اسے بلالو، مگر میں جا چکا تھا، کون بلاتا؟ چلتے وقت جس لوٹے میں میں نے وضو کیا تھا، اس کا پانی ابھی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔

[illegible] اسٹیشن سے میں نے ایک تار [illegible] کا بمبئی روانہ کر دیا۔ [illegible] خیال [illegible] شاید حسن میاں (اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی) تشریف [illegible] ہیں۔ [illegible] ان کا [illegible] ارادہ تھا۔ میرا [illegible] تک سب کو تذبذب رہا، اور ادھر مجھے [illegible] میل نکل گیا، اور ہماری گاڑی نے پسنجر [illegible] اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی [illegible] آپ کو منجھ میں جانا ہوگا۔

[illegible] بمبئی [illegible] میں داخل ہوئے

والے تھے، اور میں اس وقت تک نہ پہونچ سکا۔ اب سخت مشکل کا سامنا تھا۔ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے، اور میں رہ گیا۔ اب جانا کیوں کر ہوگا؟ یہ دن پنجشنبہ کا تھا، تار آ چکا تھا کہ پنجشنبہ کو جمع رہ کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے۔ کارڈ کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح ۸ بجے پہنچا۔ اسٹیشن پر دیکھا کہ بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے، حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لیے موجود ہیں۔ سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انھوں نے کہا یہ تھا شہر کو نہ چلیے، سیدھے قرنطینہ چلیے، ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے۔ میں شکر الٰہی بجالایا، اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا۔ یہ حدیث کی انھیں دعاؤں کی برکت تھی کہ کیسی مدد فرمائی۔

میں نے واقعہ پوچھا۔ وہاں کے لوگوں نے کہا عجیب ہے، اور سخت عجیب ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا۔ پنجشنبہ کو روز معمول پر داخلہ کیا، اور آدھے لوگوں کو چھوڑ دیا کہ دفعۃً سخت گھبراہٹ ہوئی، اور کہا کہ باقی کا پیپر کل ہوگا۔ یوں تمہارے لوگ باقی رہ گئے۔ اب ایک اور دقت پیش آئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل ختم ہو چکا تھا، جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے۔ مجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا، اور وہ بھی تیسرے درجہ کا، جس کی خدمت سے محروم ہوں۔ حدیث کی دعائیں پڑھتیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں، اس سے چھوٹ کر میں تنہا کیوں کر حاضر ہوں گا؟ تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں، جو ٹکٹ جانے والے ہوں، جنھیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بہیڑی کے

مل گئے، جنھوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیے۔ وہ اس جہاز میں گئے، اور میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے جہاز میں رہا۔ سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجہ کا اس لیے دلوا دیا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے، جن کا ٹکٹ تیسرے درجہ کا تھا، ان سے تبدیل میں مالی نقصان نہ ہو۔ بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہوکر سوا سو روپیہ داخل کرکے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرالیا۔

جب عدن کے قریب جہاز پہونچے، میں نماز عصر پڑھ رہا تھا۔ نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہونچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے۔ میں نے کچھ خیال نہ کیا، اس لیے کہ میں مواہر ہندسیہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا۔ وہ اتنی دیر کے میں نے نماز پڑھی، وظیفہ پڑھا، بیٹھے رہے۔ جب میں فارغ ہو تو ان سے پوچھا اس وقت بتائیے، سمت قبلہ کدھر ہے؟ اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی؟ اور حساب لگا کر سمجھایا تو اس سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی، جس کو انھوں نے بھی تسلیم کر لیا۔

کامران میں قیام جب کامران آئے، قرنطینہ میں داخل ہوئے، وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ ان ترکی کارکنوں کو جزائے خیر دے۔ جنھوں نے واپس آ کر مدد دیا کہ دنوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ دس دن یہ در رہتے، اور یہاں کے آرام کا لطف اٹھاتے۔ بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کسی کی حفاظت میں قدم رکھتے۔ حفاظت کے نام پر بات کی روک ٹوک تھی، بے جا روک ٹوک کرتے تھے۔

جہاں میں نے سنا کہ کامران سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا

مزار ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا۔ ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی، اور کہا آپ کے ساتھ کے آدمی ہوں گے؟ میں نے کہا دس بارہ۔ ان سب کو بھی اجازت دی، اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آئے۔

جہاز اور کامران میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے، جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی، اور وہ، جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصود اعظم رہتا ہے، یعنی تعظیم شان حضور سید عالم ﷺ، ایک صاحب ہمت بڑے رئیس بھی جہاز میں تھے، شریک وعظ ہوتا، مسائل سنا کرتا، مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی۔ میں سمجھا کہ وہابی ہے۔ دریافت کیے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے۔ اس روز میں نے روئے سخن وہابیہ و گنگوہی کی طرف پھیرا۔ جبراً قہراً سنتا رہا، مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا۔ میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا۔

اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے، کل جہاز پر جانا ہے۔ بعض عورتیں اور میرے سب ساتھیوں کو درد شکم و اسہال عارض ہوئے۔ میرے اور تو نہ تھا، مگر بیت الخلاء اجابت کو مجھے جانا ہوا۔ دن چڑھ گئے، اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہو گیا، ہر دن مرد اور عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔ میرے ساتھی میاں سعد کو اندیشہ ہوا، اور عزم کر لیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے چھپائیں۔ مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا: اگر بیمار سمجھ کر روک لیے گئے، اور حج کا وقت قریب ہے، معاذ اللہ وقت پر نہ پہونچ سکے، تو کیسا خسارہ ہوگا۔ کہا: اب کیا ...

ڈاکٹر نہ آتے ہوں گے۔ اگر انھیں اطلاع ہوئی، تو ہمارا نہ کہنا اخفا میں ٹھہرے گا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہرو! میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔

مکان سے باہر جنگل میں آیا، اور حدیث کی دعائیں پڑھیں، اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے تھے، اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہوگیا تھا، سامنے سے تشریف لائے، ان کی تشریف آوری فال حسن تھی۔ میں نے ان سے بھی دعا کو کہا، انھوں نے بھی دعا فرمائی۔ مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے، اب جو مکان میں جا کر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا، درد وغیرہ کیسا؟ اس کا ضعف بھی نہ رہا۔ سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے۔

جدہ میں غیبی نصرت جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا، حجاج کی بیحد کثرت، اور جانے کا صرف ایک رستہ، جو دو طرفہ ٹٹیوں سے بہت دور تک محدود، ایسی حالت میں کس طرح گزر ہو؟ (جب کہ) زنانی سواریاں ساتھ تھیں۔ پانچ گھنٹے کی مدت میں گزر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں۔ لیکن اس وقت تک سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا، نہ ہوا۔ یہاں تک کہ دوپہر قریب ہوگیا۔ دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور ننھے میاں سخت پریشان۔ جب بہت دیر ہوئی، تو ننھے میاں اور حامد رضا خاں نے مجھ سے کہا کہ یہاں کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے

رہیں گے؟ میں نے کہا، تمہیں جلدی ہے تو جاؤ۔ میں تاوقتیکہ بخیہ کم نہ ہو زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا۔ اب کسی کی مجال تھی، جو [illegible] سب خاموش ہو گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، میرے پاس تشریف لائے، اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا کہ شیخ [illegible] حزین [illegible] کیا سبب ہے؟ کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے۔ ہمارے ساتھ میں مستورات ہیں، [illegible] ہے، پانچ گھنٹے بیٹھے گزر گئے ہوگئے۔ فرمایا [illegible] درمیان میں لے لو، اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ [illegible] گران عربی صاحب کے پیچھے ہو لیے۔ [illegible] راستہ میں [illegible] شارع سے کبھی کسی غیر شخص کا [illegible] جب راستہ [illegible] عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے۔

جدہ پہونچتے ہی مجھے بخار آگیا، اور میری حالت [illegible] بہت معلوم ہوتی ہے۔ [illegible] بحمد اللہ [illegible] روزی میں رزائی گردن تک [illegible] ڈال لیتا [illegible] آنکھ کھلتی، تو بحمد اللہ [illegible] رزائی گردن سے [illegible] جدہ میں [illegible] ہوا، اور بخار ترقی پر [illegible] رات بسر ہوئی ہوگی، بخار میں کیا حالت ہوگی؟ [illegible] بحمد اللہ تعالیٰ بخار معا جاتا رہا، اور تیرہویں تک [illegible]

کو بفضلہ تعالیٰ بہت لطف کا طواف نصیب ہوا، طواف زیارت کے لیے، کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے، عام حجاج دسویں ہی کو منیٰ سے مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ میرے ساتھ مستورات تھیں، خود بھی بخار اٹھائے ہوئے تھا، گیارہویں کو بعد زوال رمی جمار کرکے اونٹوں پر مع مستورات روانہ ہوا۔ حرم شریف میں نماز عصر ادا کی، آج تمام حجاج منیٰ میں تھے حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی یہ طواف نہایت اطمینان سے ہوا۔ ہر بار جی بھر کر سنگ اسود شریف پر منہ ملنا، اور بوسہ لینا نصیب ہوتا۔ ایک عربی صاحب کو جنھیں پہچانتا نہیں، مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرما دیا، یہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کررہے تھے انھیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ بہنوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ لینے دو۔ یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسہ سنگ اسود ہوئیں۔

والحمد للّٰہ وتقبل اللّٰہ

بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹ، اور غلاف مبارک ہاتھ میں لے کر یہ دعا عرض کرنی شروع کی یا واحد یاماجد لاتزل عنی نعمة انعمتها علی اور بہت پر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی اور یکسوئی تھی، مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آکر کھڑے ہوئے، اور باآواز چلا کر رونا شروع کیا، ان کے چلانے سے کچھ طبیعت بٹی، پھر خیال آیا ممکن ہے یہ شخص ان برگزیدہ سے ہوں، اور ان کے قلب کا فیض مجھ پر تجلی ڈالے، اس تصور سے اطمینان ہو گیا۔ مغرب پڑھ کر منیٰ واپس آئے۔ جب بفضلہ تعالیٰ تیرہویں تک منیٰ سے فارغ ہو لیے، تیرہویں تاریخ جدہ روانہ ہو گیا، میں نے چاہا

اب آیا کیجیے، ہمارا کام اللہ رب العزت نے پورا کردیا۔

مولانا سید اسمٰعیل خلیل مکی سے ملاقات : بعد فراغ مناسک کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا۔ پہلے روز جو حاضر ہوا، حامد رضا خاں ساتھ تھے۔ محافظ کتب حرم ایک وجیہہ وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل تھے۔ یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا، یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے، جس کا سبب میرے فتویٰ مسمّٰی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوة المین تھا کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں رد ندوہ کے لیے اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل، جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا، بذریعہ بعض حجاج خدمان دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا، اور انھوں نے گراں بہا تقریظات سے مزین فرمایا، اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا وثنا کا شرف دیا۔ اردو مع ترجمہ یہ مجموعہ کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ اس وقت سے مولیٰ عزوجل نے اس ذرۂ بے مقدار کی کمال محبت ووقعت ان کے قلوب میں ڈال دی تھی۔ مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لیے نکلوائیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی؟ مولانا نے فرمایا یہاں کے علما نے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا خلاف مذہب ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو 'علیه الفتوی' لکھا ہے۔ میں نے کہا ممکن کہ روایت جواز ہو، مگر 'علیه الفتوی'

ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے کے مسند گیا، اور اس صورت سے کہا! جو فقیہ نے
گذارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتوی کا لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے احمد رضا
کے کان میں جھک کر مجھ سے پوچھا، یہ کون ہے؟ احمد رضا خان کو بھی نہ جانتے
تھے، مگر اس وقت گفتگو مجھ سے ہو رہی تھی، لہذا ان سے پوچھا۔ انھوں نے یہ
نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے کھڑے ہو کر تابند دوڑتے ہوئے آکر
فقیر سے لپٹ گئے، پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ وہ ادب کامل ترقی کی۔

اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس
غیر متوقع طور اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا پتہ یوں ہی پہنچا ہے۔ وہ
علامت ہمیشہ یہاں آکر کھلتی۔ سننے میں آیا [illegible] چپکے سے آئے ہوئے
ہیں جن میں [illegible] [illegible] کوئی [illegible] بھی
ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے، اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے، اور اس
کے متعلق [illegible] حضرت [illegible]
ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔

حضرت مفتی احناف کی خدمت میں [illegible] حضرت

[illegible] کی خدمت میں [illegible] صاحب محدث

[illegible] صاحب بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی، چپکے اٹھے،
قریب الماری رکھی تھی، وہاں تشریف لے گئے، اور ایک کاغذ نکال لائے، جس پر
مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیاء کے اس قول
کے متعلق کہ حضور اقدس ﷺ وهو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل
شيء عليم ہیں، چند سوال تھے، اور جواب کی جگہ [illegible] ناتمام لکھا ہوا تھا۔ مجھے
دکھایا، اور فرمایا: تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا۔ [illegible] مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتوی
یہاں سے جا چکتا۔ میں ہمہ تن [illegible]

مولانا نے [illegible] تقریب
[illegible] بکمال ادب [illegible] نہیں فرمایا [illegible]
کتب خانہ میں [illegible] ۲۵ [illegible] ۳۲۲ [illegible] بعد نماز عصر،
میں کتب خانہ [illegible] پڑھ رہا ہوں، پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی،
دیکھا، تو حضرت مولانا شیخ صاحب کھڑے ہیں۔ بعد سلام مصافحہ کتب خانہ میں
جا کر بیٹھے۔ وہیں حضرت مولانا سید [illegible] اور ان کے فرزند [illegible] رشید میاں
سید مصطفیٰ، اور ان کے [illegible] ماجد مولانا سید [illegible] حضرت [illegible]
وقت [illegible] تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صاحب [illegible] جیب سے
ایک پرچہ [illegible] علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ [illegible]
کا جواب [illegible] شروع کیا تھا، اور [illegible]
(مولانا نے) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت [illegible] شائع
کیے ہیں، اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ [illegible] تشریف [illegible]

اس وقت شریف مکہ پاشا تھے۔ میں نے مولانا سید مصطفیٰ سے گزارش کی کہ قلم و دوات دیجیے۔ حضرت مولانا شیخ کمال، و مولانا سید اسماعیل، و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے، بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کے لیے قدرے مہلت چاہیے، دوپہری دن باقی ہے، اس میں کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت مولانا شیخ کمال نے فرمایا کہ کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے، ان دو روز میں ہو کر پنج شنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں۔

الدولة المكية كى تاليف

میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی ﷺ کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا، اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خان تبییض کرتے۔ اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں طرف سوال متوجہ کیا ہے، اور وہ جواب لکھ رہا ہے۔ میں نے اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ ان کے سوال میں نہ تھی، اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل۔

شیخ الخطبا کا اشتیاق سماعت

آج ہی کہ میں لکھ رہا تھا حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد کا پیغام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں ورنہ خود حاضر ہوتا، سنتا ہوں۔ میں اسی حالت میں جتنے اوراق تھے لے کر حاضر ہوا ... جو تقریر سوچی تھی اس میں

اپنے مسلک کا ثبوت ہے۔ قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی۔ میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی۔ فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو۔ میں نے قبول کیا۔ رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا، حضرت موصوف نے ہاں فضل وکمال وہاں ہے یہاں کہ حرم شریف میں ستر برس سے مقبول تھی یہ لفظ فرمایا۔ انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے نعلوں کو بوسہ دوں یہ میرے حبیب کریم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں ان سب وقعت کی یہ نعمت؟ میں واپس آیا، اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا۔

اب دوسرا دن چہارشنبہ کا ہے، صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبد الحی ابن مولانا سید عبد الکبیر محدث ملک مغرب جن کی اس وقت تک چالیس کتابیں علوم حدیثیہ ودینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں، ان کا خادم پیام لایا کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے، اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے، عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیجئے کل میں خود حاضر ہوں گا۔ فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں، تیاری ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر آ چکے ہیں، ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی اجازت دی۔ وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں، اور علمی مذاکرات ہوتے رہے، یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی اور

[illegible] ہوتے کی [illegible] ہو جاتی ہے۔ میں ورود نماز میں حاضر ہوئے، بعد نماز [illegible] مدینہ طیبہ ہوئے، اور میں فرودگاہ پر آیا۔

الدولة المكية شريف مكه كے دربار ميں آج

[illegible] بالکل خالی [illegible] بخار سا تھا۔ بقیہ دن میں بعد عشاء نقل کی اور [illegible] رسالت [illegible] سے کتاب کی تمیں تبییض سب پوری کر دی۔ الدولة المكية بالمادة الغيبية [illegible] کا تاریخی نام ہوا اور شیخ [illegible] کی ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولانا نے دن میں [illegible] شریف صاحب کے یہاں [illegible] تشریف لے گئے [illegible] وقت پر ہو جاتی ہے۔ [illegible] کے بعد [illegible] میں پہنچتے ہیں، شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت [illegible] کتاب [illegible] اور [illegible] فرمایا [illegible] شخص نے وہ [illegible] تھے، اور جو ہماری خوب [illegible] تھا۔ حضرت شریف [illegible] کتاب [illegible] دربار میں [illegible] ہی تھے [illegible] انہوں نے مقدمہ [illegible] شریف [illegible] مسئلہ [illegible] بحث میں [illegible] وقت [illegible] حضرت مولانا شیخ صالح [illegible] حضرت [illegible] پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض

بے قاعدہ ہے، ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آ جائے، اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں، اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ انھیں الجھن محسوس ہوتی، پھر معترض ہونے لگے۔ جب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جواب بیچ میں اٹھاتے ہیں، حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا ختم ہونے تک کتاب سناؤں۔ شریف نے فرمایا آپ پڑھیے۔ اب ان کی بات [illegible] مولانا کتاب سناتے رہے۔ اس سے [illegible] شریف نے بآواز بلند فرمایا: الله يعطي وهؤلاء يمنعون [illegible] یہ [illegible] رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی۔ جب دربار برخواست ہونے کا وقت آیا، شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا یہاں نشانی رکھ دو۔ کتاب بغل میں لے کر بالا خانہ پر تشریف لے گئے [illegible] کتاب آج تک انھیں کے پاس ہے۔

الدولة المكية کی اکابر علمائے مکہ میں مقبولیت

سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علمائے کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہو گیا [illegible] پڑ گئی۔ بخصوص سب [illegible] میں مکہ معظمہ کے ان سے [illegible] کتاب [illegible] گیا ہو [illegible] مصطفیٰ ﷺ [illegible] کدھر گئیں؟ تمہارا [illegible] تمہیں پر [illegible]

منطقی تقریریں حرم شریف پر جاری کر دیں۔ مولیٰ عزوجل کا فضل، حبیب اکرم ﷺ کا

کرم، کہ ان کے کرم سے کتاب پر علمائے مکہ نے تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ وہابیہ

کان کھڑے ہوئے، اور کچھ نہ بن پڑی، آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کرکے

تقریظات تلف کرادی جائیں۔ ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ مرداد

سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں۔ کتاب ہمیں

منگوادیجیے۔ وہ سیدھے سادے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں؟ اپنے

صاحبزادے مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا، یہ صاحب مسجد حرام کے

امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرماچکے تھے۔ حضرت مولانا

ابوالخیر کا منصب اور مولانا عبداللہ مرداد کا بیٹا ہونا تو مجھے شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی، مگر

مولیٰ عزوجل کی رحمت، میں اس وقت کتاب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت

مولانا اسماعیل کو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم ﷺ کی رفاقت

عطا فرمائے، قبل اس کے کہ میں جواب دوں، نہایت ترشی اور جلال سیادت سے

فرمایا: کتاب کہاں دی جائے گی؟ جو تقریظیں لکھنی ہوں یہاں آکر لکھ دو۔ میں نے

عرض کی حضرت! مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں، اور ان کے صاحبزادے

لینے آئے ہیں، اور ان کا تعلق بھی فقیر سے ہے، آپ کو معلوم ہے۔ فرمایا جو لوگ

اس کے طالب ہیں، میں خوب جانتا ہوں، وہ منافقین ہیں۔ مولانا ابوالخیر کو دھوکا دے

رہے ہیں۔ ان مولانا اسماعیل سید جلیل کی برکت سے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ

رہی۔ وللہ الحمد

کتاب ... شریف سے یہاں ... کا ... ہو

ایک ناخواندہ جاہل کو نائب حرم کہا، تا اسے کسی طرح اپنے موافق کیا۔ احمد
راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے، آدمی ناخواندہ [illegible] دین دار ہر روز
بعد عصر طواف کرتے۔ نیز یہ شریف ذی علم تھے تب [illegible] معتقد ہوئے۔
یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جانے کا۔ ایک روز یہ
طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان سے گزارش کی ایک ہندی
عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیے ہیں اور اب [illegible]
کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے، اور ساتھ ہی [illegible]
کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ رہا ہے [illegible]
پڑا کہ [illegible] اکابر مثل شیخ العلماء سید محمد سعید [illegible]
و مولانا ابوالخیر مرداد [illegible] کے ساتھ ہو گئے [illegible] بات جو
اس نے مجبورانہ کی [illegible]
گردن پر جمائی، ورنہ یا حیث [illegible]
ھولاء معه فهو يفسد ام يصلح [illegible] خبیث [illegible]
کلب [illegible] جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ [illegible]
[illegible] روز سے مولانا سید اسماعیل وغیرہ سے [illegible]
احمق سفیہ اور ایک [illegible] و معصوم [illegible]
وہاں وہابیہ و مہذب ذات پہنچی [illegible]
کی ذلت پائی۔

دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ [illegible]

... حرمین کی ... اکابر نے جو عالی شان تقریظات اس پر
لکھیں، آپ حضرات کے پیش نظر ہیں۔ ابتدا ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولانا شیخ
صالح کے پاس تقریظ کو گیا تھا، وہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب
سننے کے بعد مجلس میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی
کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ شیخ صاحب کو خبر ہوئی، مولانا
کے پاس چند اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں
ناراض ہیں؟ فرمایا: تم خلیل احمد ہو؟ کہا ہاں! مولانا نے فرمایا تجھ پر افسوس!
تو نے براہین قاطعہ میں وہ گستاخی کی باتیں کیسے لکھیں؟ میں تو تجھے زندیق سمجھ
چکا ہوں۔ بات یہ ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب تقدیس الوکیل
عن توہین الرشید والخلیل پر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے
اس پر مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ تھی جس میں شیخی صاحب و ان
[illegible] گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے۔

شیخی صاحب نے کہا حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں
وہ تو میں نے کبھی نہیں لکھیں۔ فرمایا تمہاری کتاب براہین قاطعہ
[illegible] شائع ہو چکی ہے اس میں یہ موجود ہے۔ شیخی نے کہا حضرت!
[illegible] تو نہیں ہوئی [illegible] مولانا نے چاہا کہ کسی مترجم کو
[illegible] براہین قاطعہ شیخی صاحب [illegible] کلمات کا اقرار کر
[illegible] شیخی صاحب [illegible] حضرت مولانا شیخ صالح
کمال [illegible] اور انھوں نے

بعینہ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیج دیا، وہ اب تک میرے پاس موجود ہے۔ صبح کو حضرت مولانا شیخ کمال فقیر کے پاس تشریف لائے، اور خود یہ واقعہ بیان کیا، اور فرمایا میں نے سنا کہ وہ رات ہی میں بھاگ گیا۔ میں نے کہا مولانا آپ نے بھگا دیا۔ فرمایا میں نے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے۔ فرمایا یہ کیوں کر؟ میں نے عرض کیا، جب اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی؟ آپ نے کیا فرمایا؟ فرمایا میں نے کہا ہوتی ہے۔ میں نے کہا اسی نے اسے بھگایا، آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ کی توہین کرے، اس کی توبہ قبول نہیں۔ فرمایا واللہ یہ بھول رہ گئی۔ میں نے کہا تو آپ ہی نے بھگایا۔

دعوتوں کا اہتمام اور علمائے کرام کی تشریف آوری

زمانہ قیام میں [illegible] عظم [illegible] معظمہ نے حضرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں۔ ہر دعوت میں علما کا مجمع ہوتا، مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ عبد القادر کردی، مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے، مسجد حرام شریف سے ملے ہوئے ان کا مکان تھا، انھوں نے فقیر [illegible] دعوت سے پہلے بار بار پوچھا کہ کیا چیز مرغوب ہے؟ ہر چند عذر کیا نہ مانا۔ آخر [illegible] مختصر [illegible] [illegible] ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے [illegible] ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس کا حلوا [illegible] شیریں [illegible] و خوش ذائقہ۔ ان سے پوچھا [illegible] رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس [illegible] کھلائے راضی ہو جائیں گے۔

فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا۔

1. مولانا شیخ صالح کمال۔
2. شیخ العلما مولانا محمد سعید بابصیل۔
3. مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی،
4. اور کتب خانہ میں مولانا سید اسماعیل کے پاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے۔ صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا۔ مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں، اور مولانا سید اسماعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے۔ خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی، دن میں دو بار بھی تشریف لاتے، اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا۔ آخر محرم میں کہ طبیعت بہت روبصحت ہوگئی تھی، ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا۔ ان دو روز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں بیتاب ہوں، میں نے ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ بھیجے ؎

هذان يومان ما فزنا بطلعتكم
ولو قدرنا جعلنا راسنا قدما
قالوا لقاء خليل للعليل شفاء
الا تحبون ان تبروا لنا سقما
عودتمونا طلوع الشمس كل ضحى
وهل سمعتم كريما بقطع الكرما

یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار سے ملا، اور ہمیں طاقت ہوئی تو ہم سے آتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ لقائے خلیل شفائے علیل ہے، یعنی دوست کا دیدار مرض کا علاج ہے۔ کیا آپ ہمارے مرض کی شفا نہیں چاہتے؟ آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے، اور آپ سے کی رسم کو صاحب کرم ملحوظ کرے۔

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی، حامل رقعہ نے دیکھی۔ فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے، اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں۔

حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زیادہ مکہ معظمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے، قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے۔ مولانا سید اسماعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے۔ یہ محض خرق عادت ہے۔ مولانا کا دم بس غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے، التزاماً ہر سال حج کرتے۔ مولانا سید اسماعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانۂ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے، نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو، گود میں اٹھا کر لائے، کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھا دیا، زمزم شریف منگا کر پیا، اور دعا کی کہ الٰہی! حج سے محروم نہ رکھ۔ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ خود اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے، اور حج ادا کیا۔

مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے، جو فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں، سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے، اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب، شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے۔ اس منصب کی جلالت قدر نے انھیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا

اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں۔ مولانا سید محمد اسماعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے، میں چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں، مگر اللہ اعلم حبیب اکرم ﷺ کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرہ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈال تھی، فوراً روکا، اور فرمایا: واللہ یہ نہ ہوگا، تمام علماء سامنے آتے ہیں، وہ کیوں نہیں آتے؟ ان کی قسم کے سبب مجبور رہا۔ مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا، اور نئی شان سے تھا۔

کفل الفقیہ کی تصنیف اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انھیں دنوں میں مولانا عبد اللہ مرداد، مولانا حامد احمد محمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتا کیا تھا، جس میں بارہ سوال تھے، اور میں نے بکمال استعجال ان کے جواب میں رسالہ **کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم** تصنیف کیا تھا، وہ تبییض کے لیے حرم شریف کے کتب خانہ میں سید مصطفیٰ برادر خورد مولانا سید اسماعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں۔ [illegible] میں جب میرے استاذ الاساتذہ حضرت مولانا جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ تھے، ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا، [illegible] علم علماء کی گردنوں میں امانت ہے، مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتا نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں۔

[illegible] کتب خانہ میں جاتا، اور ایک شاندار صاحب کو بیٹھے دیکھتا [illegible] کفل الفقیہ [illegible] جب اس مقام پر پہنچے

جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپیہ کو بیچے تو جائز ہے مکروہ نہیں، بھڑک اٹھے، اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے۔ این جمال بن عبد اللہ من ھذا النص الصریح حضرت جمال بن عبد اللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے؟۔ پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا، اس کے لیے کتابیں نکلوائیں ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے، اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا، اس وقت تک نہ انھوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو۔ اتنے میں انھوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھ دی، جسے نہ دیکھ رہے تھے، نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے، میں نے اس پر نہ اعتراض، بلکہ کتاب کی تعظیم کے لیے اتار کر نیچے رکھ دی۔ انھوں نے پھر اٹھا کر کتاب پر رکھ دی، اور کہا بحر الرائق 'کتاب الکراھۃ' میں اس کے جواز کی تصریح ہے۔ میں نے ان سے یہ تو نہ کہا کہ بحر الرائق 'کتاب الکراھیہ' تک کب پہونچی؟ وہ کتاب [illegible] میں ختم ہو گئی ہے۔ ہاں! یہ کہا کہ ایسا نہیں، بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے۔ مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا سے اڑیں نہیں۔ کہا: کیا میں لکھنے کی وجہ سے نہیں رکھتا ہوں؟ میں نے کہا: ابھی لکھتے تو نہیں ہو؟ وہ خاموش ہو رہے۔ اب حضرت سید اسماعیل سے مجھے پوچھا انھوں نے فرمایا کہ یہی اس رسالہ کے مصنف ہیں۔ اب ملے مگر خجلت کے ساتھ، اور عجلت کے ساتھ اٹھ گئے۔ حضرت سید اسماعیل نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیسا واقعہ ہوا؟ یہ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ تھی۔

علالت: اس سے پہلے محرم شریف میں شدید و مدید دورہ بخار کا ...

دوبارہ مسہل ہوئے۔ ایک بار ایک ہندی کی رائے سے ورنفع نہ ہوا، دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا کہ آب زمزم شریف میں ملا کر پی لو، ور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو۔ اس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوا، اور انھوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب ومرغوب تھی یعنی زمزم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے۔ میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا، اور اگر پیوں تو چونکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہوجاتا ہے۔ میری پیدائش سے پہلے حکیم سعید وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کردیا تھا، جب سے معمول ہے کہ رات کے گھڑے بالکل خالی کرکے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے، تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا، نہ کبھی نہار منہ پانی پیتا ہوں، نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں، گرمیوں کے سہ پہر میں جو پیاس ہوتی ہے، کلیاں کرتا ہوں، اس سے تسکین ہوتی ہے۔ مگر زمزم شریف کی برکت کہ صحت میں، مرض میں، دن میں، رات میں زیادہ باسی بکثرت پیا، اور نفع ہی کیا، زور قیمیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھی۔ بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی [illegible] زمزم شریف پی لی، صبح وضو سے پہلے پیتا، وضو کے بعد پیتا، [illegible] ایک دن رات میں [illegible] صرف میں آتیں۔ [illegible] مہینے [illegible] مکہ معظمہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف [illegible] پینے میں آیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید [illegible] کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ [illegible] چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے [illegible] شوق زمزم کا [illegible] فرمایا تھا کہ [illegible] مہینے اتنے ملنگ

یعنی پیسے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں، مگر یہاں سے جاتے ہی انہیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا، اسی حالت میں علمائے کرام کو اجازتیں لکھی جاتیں، اور اسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا۔ وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں، بالاخانوں میں زمین پر فرش ہیں، اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسماعیل، وحضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا، ایام مرض میں میں اسی پر ہوتا، اور یہ اعاظم عیادت کو آتے، اور فرش پر تشریف رکھتے، اس سے نادم ہوتا ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں، مگر قسموں سے مجبور فرماتے۔ اشتداد مرض میں مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی، جب بخار کو امتداد دیکھا، میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا، یہ حضرات مانع ہوئے، اول تو یہ فرمایا کہ حالت تمہاری یہ ہے اور سفر طویل۔ میں نے عرض کی: اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے۔ دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا، معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں۔ انہوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا۔ میں نے حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی پڑھی۔ فرمایا تم ایک بار زیارت شریف کر چکے ہو۔ میں نے کہا میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے، زیارت ایک بار کافی ہے، بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے۔ اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار تک پہونچ لوں روضہ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے، اگرچہ

اسی وقت دم نکل جائے۔ یہ سن کر حضرت مولانا شیخ صالح کمال کا غصہ سے رنگ متغیر ہوگیا اور فرمایا ہرگز نہیں بلکہ تعود ثم تعود ثم یکون تو روضہ انور پر اب حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر حاضر ہو، پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے۔

حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو جنات عالیہ عطا فرمائے، بآں فضل وکمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا، اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے۔ بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے دو ہی روز ٹالا، جب مجبور فرمایا لکھ دیا۔ تین تین پہر میری ان کی مجلس ہوتی، اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے، اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے، حقیر جو بیان کرتا، اگر ان کے فیصلہ کے مطابق ہوتا بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا، تو ملال وکبیدگی۔ اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے تحریر میں لغزش ہوئی۔ مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے مناسب تطفلی ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا۔ ایک بار کہا موذنوں نے یہ جو اذان واقامت وتکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کیے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے۔ فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز [illegible] تکبیرات پر جو مقتدی رکوع وسجود وغیرہ افعال نماز کرے [illegible]۔ فرمایا حکم یہی ہے، مگر اس پر ہمارا بس نہیں، یہ جانب [illegible] ہیں۔

ایک جمعہ میں، میں خطیب کے قریب تھا، اس نے خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیك الا طائب حمزہ والعباس وابی طالب یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی، پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی، اور یہ بدلیۂ جانب حکومت سے تھی، اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے بآواز بلند کلا: اللھم ھذا منکر کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالك اضعف الایمان فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بروجہ اوسط بجا لایا، اور مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرات نہ ہوئی۔ فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا رأیت تم نے دیکھا؟ میں نے کہا رأیتُ ہاں دیکھا۔ کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے۔ ان دونوں اکابر نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارکباد دی کہ اس منکر پر کوئی معترض نہ ہوا، اور سے تہدید فرمایا کہ ایسے امور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شاید ہے۔

اسی واقعہ مفتی حنفیہ کے وقت میں نے جناب سید مصطفیٰ خلیل ... حضرت مولانا سید اسماعیل سے کہا: ھل عندکم نبی من لم ... سیدنا جبریل علیہ السلام کی قبر کا پتہ ہے؟ سید زادے نے فرمایا نعم ... میں زمزم شریف لائے۔ میں نے ضعف کے سبب بیٹھا ... نیچی تھیں، جب نظر اٹھائی، دیکھا تو وہ سید جلیل مودب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، یہاں تک کہ کٹورا میں نے انھیں دیا۔ یہ حال ان معظم و محترم ... کے ادب واجلال کا تھا۔

اقامت کے لیے اکابر علما کا اصرار: وہ حضرات علما بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زائد ہو حضرت مولانا سید اسماعیل نے فرمایا یہاں کی شدت گرمی تمہارے لیے باعث تپ ہے۔ طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پر فضا ہے، چلیے گرمی کا موسم وہاں گزاریں۔ میں نے گزارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو، ہنس کر فرمایا میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد و شد کے ہجوم سے تمہیں فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری شادی کی تجویز کریں؟ میں نے کہا: وہ کنیز بارگاہ الہی، جسے میں اس کے دربار میں لایا، اور اس نے مناسک حج ادا کیے، کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں؟ فرمایا ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے قیام کا سامان ہو جاتا۔

اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالا خانہ پر تھا چالیس زینے کا تھا اس سے اترنا اور چڑھنا نامقدور تھا۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی ناآشنا سا بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رضا خاں کو ملے تو فرمایا: کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا؟ انھوں نے عرض کیا: علیل ہیں۔ پانی دم کر کے دیا، پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا۔ جب دن آئے نہ بخار رہا، نہ وہ ملے۔ اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا، جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کے ساتھ پیش آیا۔ نماز صبح کے متعلق کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت

خوب روشن کرکے پڑھنا افضل ہے، اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے سے پڑھنا، تینوں مصلوں پر نماز پہلے ہوجاتی، اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد۔ باقی چاروں نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزرکر ہے، اس کے بعد نماز حنفی ہوتی، اس کے بعد باقی تینوں مصلوں پر وہ لوگ اپنے لیے اسے بہت تاخیر سمجھتے آخر کوششیں کرکے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تم عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھتے ہیں۔ [illegible] میں یہ جدید بات دیکھی، اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی [illegible] فتویٰ دیا، مگر اصح واحوط واقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا۔ جس کی تفصیل جلیل ہمارے رسالہ اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقا علی قول الامام میں ہے

اذا قال الامام فصدقوه　　　فان القول ما قال الامام

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی۔ میں نے بارہا جماعت عصر میں [illegible] شریک ہوجاتا، اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت [illegible] کمال، حضرت مولانا سید اسماعیل و دیگر بعض محتاطین [illegible] جماعت سے پڑھتے، جس میں وہ حضرت امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے۔ [illegible] کا مکان کرایہ پر لیا تھا، پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے۔ بالاخانہ کے دروسطانی پر میری نشست تھی، [illegible]

بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتر کا ایک جوڑا رہتا، وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے، اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے، جب علالت میں میرے لیے پلنگ لایا گیا، وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لیے جگہ وسیع رہے، اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے، ان پر تنکے گرتے۔ حضرت مولانا سید اسماعیل نے فرمایا: وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی: صالحناهم فصالحونا ہم نے ان سے صلح کی تو انھوں نے بھی ہم سے صلح کی۔ اس پر بعض علمائے حاضرین نے فرمایا کہ ہم پر کیوں تنکے پھینکتے ہیں، ہم نے ان سے کون سی جنگ کی ہے؟ میں نے کہا میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آکر بیٹھتے ہیں، انھیں اڑاتے ہیں، کنکریاں مارتے ہیں، سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں، یہ خوف سے تھرتھرا تھرتھرا کر رہ جاتے ہیں، یہ سب میرا مشاہدہ ہے۔ حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں، انھیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے۔ پیڑ کے سائے میں حرم کا ہرن بیٹھا ہو، آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود بیٹھے۔ ان عالم نے فرمایا یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں، اور اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں، لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا کیا یہ ابتداءً ایذا کرتے ہیں؟ کہا ہاں! میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالاجماع فاسق نہیں۔ چیل کوے فاسق [illegible] ہو گئے۔ شریعت میں [illegible] فاسق ہے، جو بغیر اپنے نفع کے [illegible] پہنچائے [illegible] حل و حرم شریف میں بھی جائز ہے۔ [illegible] چیل [illegible] جاتے ہیں، [illegible]

پھاڑ ڈالتے ہیں، چوہے کتابیں کترتے ہیں، جس میں ان کا کوئی نفع نہیں، محض براہ شرارت ایذا دیتے ہیں، لہٰذا فاسق ہیں۔ بخلاف بلی کے کہ اگرچہ مرغی پکڑتی، کبوتر توڑتی ہے، مگر اپنی غذا کے لیے، نہ تمہارے ایذا کے لیے۔ کنکریاں اگر طاق میں ہوں، کبوتر کے چلنے پھرنے سے گریں گی، نہ یہ کہ چمنی پر کنکری مارنا انھیں مقصود ہو۔

جب اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت ہوئی، وہاں ایک سلطانی حمام ہے اس میں نہایا۔ باہر نکلا ہوں کہ ابر رحمت [illegible] شریف چھینٹے برسنے شروع ہوا، مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں طواف کرے، وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے۔ فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیے، بخار پھر عود کر آیا۔ مولانا سید اسماعیل نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لیے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی؟ میں نے کہا حدیث ضعیف ہے، مگر امید بحمدہ تعالیٰ قوی ہے۔ یہ طواف بحمدہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا۔ بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی۔

کعبۂ جاں کی طرف روانگی

[illegible] حاضری سرکار اعظم مصمم ہوگیا۔ اونٹ کرایہ کر لیے [illegible] دیے۔ آج سب اکابر سے رخصت ہونے کو [illegible] تواضع ہے، اور انکار سے برا مانتے ہیں، ہر جگہ [illegible] جس کا شمار نوفنجان تک پہنچا، اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں، جس کا میں عادی نہیں، اور چائے گردے کو مضر ہے، اور میرے گردے ضعیف [illegible]

شدت حوالی گردہ کا درد ہوا، ساری شب جاگتے کٹی، صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ
مجبوراً ملتوی رہا۔ جمالوں سے کہہ دیا گیا کہ تا شفا نہیں جاسکتے، وہ چلے گئے، اور
شرفیں بھی انھیں کے ساتھ گئیں۔ ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاسٹر
لگائے۔ دو ہفتے سے زیادہ تک معالجے کیے، بحمد اللہ تعالیٰ شفا ہوئی، مگر اب بھی
دن میں پانچ چھ بار چمک ہوجاتی تھی، اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایا
کیے، سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں حال بہت ہوگی، اور حال یہ ہے۔ مگر
میں نے نہ مانا، اور توکلاً علیٰ اللہ تعالیٰ چوبیس صفر ۱۳۲۴ھ کعبۃ اللہ سے
کعبہ جان کی طرف روانہ ہوا۔ براہ بشریت مجھے بھی خیال آتا تھا کہ اونٹ کی چال
سے کیا حال ہوگا؟ وہذا اس بار ساحلی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ
پر ہوں گی، بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا، مگر ان کے کرم کے
صدقے ان سے استعانت عرض کی، اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا۔
ہر کا ضرر پہونچنا درکنار، وہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہوجاتی تھی دفعۃً دفع
ہوگئی۔ وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہ تعالیٰ اب تک نہ
ہوئی۔ یہ ہے ان کی رحمت، یہ ہے ان سے استعانت کی برکت ﷺ۔

حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر
دور تک مشایعت تشریف لائے۔ مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی
طاقت نہ تھی، پھر بھی ان کی تعظیم کے لیے ہر چند اترنا چاہا، مگر ان حضرات نے
[illegible] جنگل میں آگ [illegible] روشن معلوم ہوتی تھی، جس کا
اشارہ [illegible] قصیدہ [illegible] میں ہے، جو حاضری دربار معلی میں

لکھا گیا تھا ـــہ

وہ دیکھو جلوہ گاہ [illegible] شب اور قمر [illegible]

پیروں نہیں کہ بست و چہارم صفر [illegible]

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے، کشتی بہت بڑی تھی، جسے ساعیہ کہتے ہیں، اس میں جہاز کا سا مستول تھا، [illegible] لیے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے، جتنی ملاح اس کام پر مقرر تھے، ان کے کھولنے باندھنے کے وقت [illegible] کرام [illegible] [illegible] لہجے سے مذاکرے [illegible] جاتے۔ ایک حضور [illegible] [illegible] [illegible] حضرت سیدی محمد بیر، تیسرا حضرت سیدی محمد [illegible] چوتھی حضرت سیدی ھدل و عمی [illegible] القیاس [illegible] [illegible] [illegible] عجب [illegible] سے ہوتیں، اور بہت خوش آتیں۔ ایک [illegible] [illegible] بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا، ان سے [illegible] [illegible] ان دوسرے بصری شیخ [illegible] [illegible] الشیخ عبد القادر الجیلانی [illegible] کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے۔ [illegible] سمجھ دیا۔ اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم [illegible] بلکہ مال مطیع تھے۔ تین روز میں کشتی رابغ پہنچی۔

ایک مقدمہ کا تصفیہ

[illegible] تھے۔ ٹیوں کے مکان قیام کے لیے تھے، جب ان میں [illegible]

کسی نے اطلاع دی۔ ان کے بھائی ابراہیم معہ اپنے اعزہ کے ایک جماعت کے تشریف لائے، اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نا فیصل پڑا تھا، پیش کیا۔ میں نے حکم شرعی عرض کیا، بحمدہ تعالیٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہوگیا۔ ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا۔ یہاں سے اونٹ کرایہ کیے گئے نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا ہوا، تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال رکھا تھا، تنگی کیے اونٹوں کا قافلہ تھا، ہم لوگ سوار ہوگئے، اور یہ خیال کیا کہ حاجی صاحب اسباب بار کردیں گے، حاجی صاحب بھی سوار ہوگئے، اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا، جب منزل پر پہونچے، اب نہ کپڑے ہیں، نہ برتن ہیں نہ گھی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں، والحمد للہ رب العالمین۔

نماز کی خاطر قافلہ سے جدائی اور سرکار کا کرم راہ میں جب بیر شیخ پر پہونچے ہیں منزل چند میل باقی تھی، اور وقت فجر تھوڑا۔ جمالوں نے منزل ہی پر روکنا چاہا، اور جب تک وقت نماز نہ رہتا۔ میں اور میرے رفقا اتر پڑے، قافلہ چلا گیا، مگر چاہ کا ڈول پاس تھا، رسی نہیں، اور کنواں گہرا، عمامے باندھ کر پانی بھرا، وضو کیا، بحمدہ تعالیٰ نماز ہوگئی۔ اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے، اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا، منھ پھیر کر دیکھا، ایک جمال مخلص اپنا اونٹ لیے میرے انتظار میں کھڑا ہے، حمد الٰہی بجا لایا، اس پر سوار ہوا، اس سے دوبارہ پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے؟ کہا ہمیں شیخ حسین نے

تاکید کر دی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا۔ کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اپنا اونٹ لیے کھڑا ہے، اس سے پوچھا۔ کہا: جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے، میں نے سوچا شیخ کو تکلیف ہوگی، قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا، یہ سب میری سرکار کرم کی رحمتیں تھیں صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ عترتہ قدر رأفتہ ورحمتہ۔ ورنہ کہاں یہ فقیر، اور کہاں سرکار رابغ شیخ حسین؟ جن سے جان نہ پہچان، اور کہاں جنگلی مزاج جمال، اور ان کی یہ خارق العادات روشیں؟۔

سرکار اعظم میں حاضری مدینے پہنچے ہوئے تھے، اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے، اور ایک یاد منہ پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستے میں نکل گیا، یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہہ قدس کی حاضری نصیب ہوئی۔ یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بدن چھپا ہوا ہے، دل رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ لیے ہوئے، اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا، لیے ہوئے اس نے شیخ حسین کا رقعہ دیا کہ آپ کا یہ سب اسباب دے کر روانہ کرتا ہوں۔ میں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا، مگر انھوں نے نہ لیا، اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کی ہے کہ کچھ نہ لینا۔ یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ مہربان پایا۔ بحمدہ تعالیٰ اکتیس روز حاضری نصیب ہوئی، بارہویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی۔

علمائے کرام کا ہجوم: صبح سے عشا تک علما، عظما کا ہجوم رہتا، بیرون باب مجیدی مولانا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے، ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ حسام الحرمین و الدولۃ المکیۃ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی۔ جزاہ اللہ خیرا کثیرا یہاں بھی اہل علم نے الدولۃ المکیۃ کی نقلیں لیں۔ ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لیے اپنے پاس رکھی، میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد مقدس وغیرہا کے علما جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے، جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے، اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے، اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

علمائے کرام کی طرف سے طلب سند و اجازت: علمائے کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں، خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی، اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے، میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں؟ فرمایا واللہ تم سید ہو۔ میں نے عرض کی: میں سیدوں کا غلام ہوں۔ فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں مولی القوم منہم، قوم کا آزاد شدہ انھیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی یہی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے۔ آمین!

یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان ــــــ مولانا سید مامون بری ــــــ مولانا سید احمد جزائری ــــــ مولانا شیخ ابراہیم خربوطی ــــــ مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس ــــــ مفتی حنفیہ سابقاً مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں۔ ان مولانا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اٹھ گئے تھے، مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں، جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر و خوبی سے ساتھ ہوئیں، [illegible] انھیں میں [illegible] صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے، اور نئی نئی [illegible] مفتی شافعیہ حضرت سید [illegible] برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق [illegible] لکھی، اور فرمایا: اس کتاب کی تائید میں اسے [illegible] مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا، ایسا ہی کیا گیا۔

حسام الحرمین کا کام پورا ہونے سے [illegible] الدولۃ المکیہ [illegible] کا خیال ہوا، دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا [illegible] تحریر فرمائیں، تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی [illegible] یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبد اللہ کے مکان پر [illegible] عشا کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے، پڑھ کر بیٹھے [illegible] کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے، میری [illegible] جرأت کے ساتھ مسکت جواب دیئے، جو مفتی صاحب کو [illegible] ناگوار ہوئے۔ جا بجا ان کا ذکر میں نے الفیوض الملکیہ [illegible]

میں کر دیا ہے۔ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا، اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا۔ مجھے بعد کو معلوم ہوا، اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا۔ ایک رات ان کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی کہ مدرس ہیں، فقیر کے پاس آئے، اور بعض مسائل میں پوچھنے لگے، حامد رضا خاں نے انہیں جواب دیئے، جن کا جواب وہ نہ دے سکے، اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر اٹھے، ان کا غبار مجھے معلوم ہو گیا تھا، جس کی میں نے پرواہ نہ کی۔ انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انہیں ثواب کی طرف راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گذرے واللہ اعلم وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرہ بے مقدار کا مشتاق کر رکھا تھا، یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علما تو علما بل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا، اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں، اطراف وآفاق سے علما آتے ہیں واللہ یہ غلط تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں، کوئی بات نہیں پوچھتا، اور تمہارے پاس علما کا یہ ہجوم ہے۔ میں نے عرض کی، میرے سرکار کا کرم ﷺ ؎

کریماں کہ در فضل بالاترند

سگاں پروندو چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں

ہموں کو پالتے ہیں، اور ایسا پالتے ہیں

سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا کو گیا، اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہداء حمزہ ؓ کو حاضر ہوا، باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی، سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول فرمائیں، اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں۔

ع. ہم کو مشکل ہے نہیں آسان ہے

مدینہ طیبہ سے رخصت

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آ لیے ہیں، پا بر رکاب ہوں، اس وقت تک علما کو اجازت نامے لکھ کر دیے، وہ سب تو الاجازات المتینہ میں طبع ہو گئے، اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آئیں، اور اجازت نامے بھیجے گئے یہ درج رسالہ نہیں۔ چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی، اب مجھ میں طاقت تھی، ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا۔ اونٹ جدہ کے لیے کیے تھے، اب موسم سخت گرمی کا آ گیا تھا، اور بارہ منزلیں۔ منزل پر ظہر کی نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا، وہ موقع قیلولہ کا ہوتا تھا، سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر، اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے، فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے، مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے، جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلے، ابتداءً یوں نہ کر سکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری کے سائے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوتا۔ انہوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع بلا معاوضہ محض اللہ و رسول کے لیے جیسے آرام دیے،

ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے، آمین!

جدہ پہنچ کر جہاز تیار ملا بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے، خریدے، اور روانہ ہوئے۔ جب عدن پہنچے، معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکا دیا۔ عدن پہونچ کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا۔ ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں، اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں، اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا، اور اس نے کہا: بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ ہم نے کہا: اس مصیبت کو کون جھیلے، اس سے کراچی ہی بھلی، راستہ میں طوفان آیا، اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا، سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھی۔ جب کراچی پہونچے ہیں ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے، اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا، جہاز کنارے کے قریب ہی لگا، اور عین ساحل پر چنگی کی چوکی، جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر، اسباب کثیر، یہاں محصول تک دینے کو نہیں، ہر چیز کی تعمیم و دعا ارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود و سلام، ان کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی، وہ گورا آیا، اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا۔ ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیئے، چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا، اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ، سب صندوق وغیرہ دیکھے، اور پھر بارہ آنے لے کر چلا گیا۔ پھر واپس آیا، اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے، اور پھر بارہ ہی آنے لئے اور رسید دے کر چلا گیا۔ اب سوا روپے باقی تھے، ان میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دو سو روپے بھیجو، یہاں وہ تار متعجب ٹھہرا کہ بمبئی سے آتا کراچی سے کیسے آیا؟ بارے روپے

پہنچ گئے، بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے، وہاں جانا پڑا۔ مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی، آدمی بھیجے، باصرار احمد آباد لے گئے۔ سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خاں و حامد رضا خاں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا، میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینہ بعد مکان پر پہنچا۔

[illegible]

ربیع الاول شریف ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ دوسرے سفر حج و زیارت سے واپسی پر بمبئی رونق افروز ہوئے۔ حضرت عید الاسلام مولانا شاہ عبد السلام صاحب جبل پوری بھی زیارت کے لیے بمبئی تشریف لے گئے اور دیرینہ نیاز مندی کی وجہ سے جبل پور میں رونق افروزی کی دعوت دی۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا: ابھی تو سرکار اجمیر مقدس کی حاضری کا شرف حاصل کرنا ہے، آئندہ موقع نکال کر ضرور آنے کی کوشش کروں گا۔

۱۳۲۶ھ میں اعلیٰ حضرت کے برادر اوسط حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ سفر حج و زیارت سے واپس آئے تو اعلیٰ حضرت قبلہ نے ان کے استقبال کا ارادہ فرمایا، اور حضرت مولانا عبد السلام صاحب کو کرامت نامہ تحریر فرمایا کہ میں حسن میاں کے استقبال کے لیے بمبئی کے لیے عزم کر چکا ہوں، اگر تاریخ سے آگاہی ہوگئی اور وقت ملا تو دو ایک روز جناب کی زیارت سے مشرف ہو کر بمبئی جاؤں گا۔

حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب کے خط سے آپ کی آمد کی تاریخ معلوم ہوگئی تو حضور حسب الارشاد جبل پور رونق افروز ہوئے، اور چار دن قیام

فرمایا۔ اسی موقع پر حضرت مولانا کی اہلیہ محترمہ اور دوسرے اعزہ داخلِ سلسلہ ہوئے۔

جبل پور کا دوسرا سفر : سید ایوب علی صاحب کا بیان

ہے کہ حضرت مولانا عبدالباقی برہان الحق صاحب قادری رضوی جبل پوری اپنے والد ماجد عبدالسلام حضرت مولانا عبدالسلام صاحب علیہ الرحمۃ کا دعوت نامہ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، بعد ملاحظہ حضور نے فرمایا۔ مولانا کے بیحد کلمات تواضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں، اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کر سکتا، ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں——اور وعدہ فرمایا اور سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔

حضرت مولانا برہان الحق صاحب نے دریافت کیا کہ حضور کے ساتھ کون کون تشریف لے جائیں گے؟ فرمایا مولانا! مجھے تو صرف دو آدمیوں کی ضرورت پڑتی ہے، ایک حاجی کفایت اللہ صاحب کی، اور دوسرے اقت کے کام کے لیے مولوی شفیع محمد خاں صاحب بیسپوری کافی ہیں وہ خاموش ہو گئے۔ حضور نے فرمایا یہ تو آپ کی مرضی پر ہے، آپ اور جسے چاہیں لے چلیں، مجھ سے نہ پوچھیے، مجھے جن کی ضرورت تھی آپ سے کہہ دیا۔

چنانچہ مولانا نے دو صاحب تو وہی جنہیں حضور نے فرمایا تھا، اور تیسرے [illegible] حضرت [illegible] رضا خاں صاحب مفتی اعظم، اور چوتھے مولانا [illegible] خاں صاحب برادرزادہ [illegible] حضرت منتخب کیے اب مجھے اور برادرم [illegible] کلمات [illegible] کا بھی ساتھ میں جانا

ہو جاتا، اس کے متمنی نہیں تھے کہ کوئی ہمارے مصارف سفر کا متحمل ہو۔ میں نے خلف اصغر حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم سے اپنی اور برادرم قناعت علی کی خواہش کا اظہار کیا، انہوں نے اعلیٰ حضرت سے کہہ کر ہم لوگوں کو بھی ساتھ چلنے کی اجازت دلادی۔

بعد نماز ظہر مولانا برہان الحق صاحب نے حضور سے دوسرے روز علی الصباح پنجاب میل سے روانگی کا ارادہ ظاہر کیا، اور سکنڈ کلاس کا ڈبہ رزرو کرالیا، ہم لوگوں نے تیسرے درجے کے ٹکٹ لیے۔ مولانا نے یہ طے کیا کہ صبح چار بجے سب حضرات کو علاوہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے مع سامان اسٹیشن روانہ ہو جانا چاہیے۔ لہٰذا ہم لوگ نماز عشاء پڑھ کر اپنے گھر رخصت ہوئے اور سامان ضروری لینے کے لیے چلے گئے، اور تقریباً ڈیڑھ بجے تب کے پھاٹک میں آگئے۔ پھر ہم لوگ چار بجے سامان وغیرہ کے ساتھ اسٹیشن پہونچ گئے، اور سوا پانچ بجے پنجاب میل آگیا، مگر حضور اس وقت تک تشریف نہیں لائے۔ برہان میاں اور سب لوگ ٹکٹکی لگائے شہر سے آنے والے مسافروں کو دیکھ رہے تھے۔ شدید انتظار کے بعد دور سے ایک یکہ جس کا جانور بھی خیر سے نہایت سست رفتار تھا، نظر پڑا۔ دیکھا کہ حضور اس میں تشریف لا رہے ہیں، اور جیسے ہی اسٹیشن پر آئے حاجی صاحب سے فرمایا مصلیٰ بچھائیے میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ فوراً ایک گوشہ میں مصلیٰ بچھایا گیا اور حضور نے نیت باندھ لی کہ اتنے میں انجن نے سیٹی دی، سب لوگ یہ سمجھے کہ بس اب گاڑی چھوٹنے والی ہے۔ برہان میاں نے جلدی جلدی کچھ ساتھ جانے والوں کو گاڑی میں

بٹھادیا، مگر ہم لوگ حضور کے پاس ہی کھڑے رہے اور یہ دیکھتے رہے کہ حضور کو نماز میں کچھ اضطراب ہوتا ہے یا نہیں۔ لیکن واللہ العظیم ابتدا سے آخر تک حسب عادت کریمہ اسی اطمینان اور خشوع وخضوع سے نماز ادا فرمائی، اور یہی نہیں بلکہ وہ وظیفہ جو بغیر پہلو تبدیل کیے بعد نماز فجر پڑھنے کا تھا، اسی اطمینان سے ختم کیا۔ برہان میاں حضور کے فارغ ہونے کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے، اب جلدی سے عرض کیا: حضور! گاڑی چھوٹنے والی ہے، تشریف لے چلیں، اور باقی وظیفہ گاڑی میں پڑھ لیں۔ فرمایا: اچھا چلیے۔ پھر فرمایا عجیب بیہودہ سواری ہے، اور گاڑی میں بیٹھ گئے، عوام جلد جلد دست بوسی اور مصافحہ کرنے لگے، اور اسی میں سلسلہ بیعت شروع ہوگیا، اور گروہ کے گروہ مرید ہونے لگے۔ چونکہ فقیر نے رجسٹر مریدین اور شجرہ شریف ساتھ لے لیا تھا کہ یہ خدمت میرے ہی سپرد تھی، لہذا جو صاحب مرید ہوتے جاتے تھے، شجرہ شریف بعد اندراج نام درج رجسٹر فقیر دیتا جاتا تھا۔ اس سلسلہ کو بھی بہت دیر ہوگئی، مگر گاڑی جب بھی نہ چھوٹی، یہاں تک کہ آفتاب خوب بلند ہوگیا۔ بعض حضرات نے اسٹیشن ماسٹر سے جاکر سبب دریافت کیا، معلوم ہوا کہ لائن صاف نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا: برہان میاں کہاں ہیں؟ جو کہہ رہے تھے کہ گاڑی چھوٹنے والی ہے، غرض گاڑی بدستور کھڑی ہے، اور لوگ جوق در جوق آرہے ہیں اور مرید ہوتے جارہے ہیں۔

(۱) خدوم ملک حضور کے پوتے جیلانی میاں کھڑکی کے پاس آئے، اور حضور کی دست بوسی کی۔ انہیں معمولی لباس میں دیکھ کر فرمایا: کیا تم نہیں چلو گے؟

انہوں نے عرض کیا: جیسا حکم فرمائیں، مگر میں تو یونہی کرتہ پہنے ہوئے چلا آیا ہوں، کپڑے مکان پر ہیں۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں، وہ حاجی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ تانگہ میں بیٹھ کر مکان چلے جاؤ، اور جیلانی کے کپڑے لے آؤ۔ وہ تقریباً ایک گھنٹہ میں وہ کپڑے لے کر واپس آگئے۔

بڑے مولانا صاحب (حضور کے خلف اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب) مصافحہ کرکے دست بوس ہوئے۔ حضور نے ان سے بھی یہی سوال فرمایا کہ کیا تم نہیں چل رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا مجھ سے کسی نے چلنے کو کہا نہیں۔ ارشاد فرمایا میں تم سے کہتا ہوں چلو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں تو حضور کو رخصت کرنے اسی کرتہ میں چلا آیا تھا۔ فرمایا پہننے کی فکر نہیں، وہیں چل کر کپڑے سل جائیں گے، بیٹھ جاؤ۔ برہان میاں صاحب نے جلدی سے ٹکٹ سکنڈ کلاس کے خرید کرلیا۔

اس وقت اسٹیشن ماسٹر سے معلوم ہوا کہ کسی اسٹیشن پر گاڑی کا پہیہ پٹری سے اتر گیا جس کے باعث لائن خراب ہوگئی، اس کے درست کرنے میں صرف ... میں اتنی دیر ہوگئی، اب عنقریب ٹرین چھوٹنے والی ہے۔ یہ واقعہ ۹ جمادی الآخری ۱۳۲۷ھ روز شنبہ کو ہوا، ... بجے ان ...

ایک بات آج تک سمجھ میں نہ آئی یعنی بریلی سے ... اسٹیشنوں پر مسلمانوں کی جماعت کو حضور کا منتظر پایا۔ نہ معلوم کس طرح بجلی کی طرح تمام جگہ خبر پھیل گئی تھی کہ حضور فلاں ٹرین سے تشریف لا رہے ہیں۔ ... اسٹیشن پر حضرت سلطان الواعظین مولوی حاجی محمد عبد الاحد صاحب قادری

رخصت ہو رہے تھے ان سے حضور نے فرمایا مولانا آپ تو ابھی یہیں موجود ہیں۔
انہوں نے نہایت عجز سے عرض کیا کہ حضور کا [illegible] ہی میں پہلی بیعت
سے سب لکھا کر چلا تھا کہ ایک روز پہلے جبل پور جاؤں گا لیکن لکھنؤ آکر گاڑی
چھوٹ گئی مگر قصداً [illegible] سے یہی کہا کہ حضور کے ساتھ جاؤں گا، حضور مسکرا کر
خوش ہوتے۔ یہاں بھی کئی حضرات داخل سلسلہ ہوئے۔ میرے خیال میں
تو دو تین ہی ایسے اسٹیشن گزرے ہوں گے، جن پر کوئی مرید نہیں ہوا ہو، ورنہ تقریباً
ہر اسٹیشن پر کچھ معتقد حاضر ہوتے، بلکہ بعض اسٹیشنوں پر گاڑی چل دی اور لوگ
دوڑ دوڑ کر عرض کرتے جاتے حضور! ہم بھی مرید ہونا چاہتے ہیں، اور حضور
فرماتے جاتے کہ میں نے غوث پاک کی غلامی میں آپ حضرات کو قبول کیا، اور
فرماتے کہ شجرہ واپسی میں دے دوں گا، یا ڈاک سے منگا بھیجے گا پھر گاڑی پرتاب گڑھ
پہونچی، وہاں سیکنڈ کلاس کا ڈبہ [illegible] سے کاٹ کر الہ آباد والی ریل میں لگا دیا گیا،
ریل ساڑھے تین بجے الہ آباد پہونچی، وہاں بھی مسلمانوں کے گروہ جوق در
جوق آئے اور [illegible] مغرب کے بعد ساڑھے سات بجے
[illegible] قریب چار بجے شب کٹنی اسٹیشن آیا، یہاں حاجی
[illegible] صاحب [illegible] حضور کے خلیفہ کثیر جماعت کے ساتھ
[illegible] حضرت [illegible] عبد السلام جبلپوری بھی اہالیان جبل
[illegible] ایک بڑی جماعت [illegible] تشریف لائے
[illegible] سید محمود [illegible] دیکھا
تھا ایک [illegible] تھی [illegible]

فریضہ فجر ادا کرنے کے لیے پلیٹ فارم پر اتر پڑے۔ بعض کو چلتی گاڑی میں وضو کرنے کا موقع مل گیا تھا، اور بعض نے اسٹیشن پر اتر کر وضو کیا، جبلپوری حضرات کوری مارین کے تھان اپنے ہمراہ لیتے آئے تھے، جو طویل رقبہ میں بچھا دیے گئے تھے، ان پر دور تک مسلمانوں نے صف بندی کی۔ حضرت نے امامت فرمائی۔ بعد سلام طویل دعا کے بعد حسب معمول بغیر پہلو بدلے وظیفہ پڑھا، اور سب حضرات بھی اب اپنے اوراد و وظائف پڑھتے رہے، جو لوگ قریب تھے، انہوں نے مصافحے اور دست بوسی کی اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔ [illegible] ٹرین کھڑی رہی، اسٹیشن ماسٹر کا بیان [illegible] گاڑی چھوڑ [illegible] اسٹیشن ماسٹر [illegible] آپ [illegible] اگر آپ فرمائیں [illegible] نہیں، آپ [illegible] حضرت [illegible] اسٹیشن ماسٹر نے سلام کیا [illegible] نے وقت [illegible] سے گاڑی [illegible]

[illegible] جبل پور [illegible] پر چلتی گاڑی میں [illegible] جبلپور پہنچی اہل جبل پور کے ہجوم کا یہ عالم تھا [illegible] آدمی نظر آ رہا تھا، تمام پلیٹ فارم [illegible] مسافر خانے اور بیرون اسٹیشن [illegible] چاروں طرف سے نعرہ تکبیر و رسالت [illegible] اسٹیشن [illegible]

جوان اور اسکاؤٹ [illegible] پر کافی تعداد میں موجود تھے، وہ ہر چند کوشش کررہے تھے کہ حلقہ باندھ کر مسافروں کو باہر اسٹیشن کے لے چلیں، مگر مجمع کسی طرح قابو میں نہ آتا تھا۔ بالآخر عاجز آکر علیحدہ کھڑے ہوگئے اور حضرت مولانا عبدالسلام صاحب قبلہ اور برہان میاں سے عرض کیا کہ اب آپ ہی اپنے مہمانوں کو [illegible] پائیں گے، ہمارے قابو سے باہر ہے۔

بڑی مشکل سے سیکنڈ کلاس کے آگے سے ہجوم کو قدرے ہٹایا گیا، اور اس قدر گل ریزی ہوئی کہ تمام درجہ میں پھول ہی پھول نظر آرہے تھے، بڑے بڑے ٹوکروں میں گلاب کے پھولوں کے موٹے موٹے گجرے اور پھولوں کے [illegible] بھرے ہوئے لائے گئے تھے، جو ہر ایک کے گلے میں بکثرت ڈالے گئے اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک گلدستہ دے کر پلیٹ فارم پر سب کو اتار کر اور ہجوم کے حلقے میں لے کر نعرہ لگاتے ہوئے پھاٹک پر پہونچے تو اسے مقفل پایا، اسٹیشن ماسٹر نے قصداً بند کر دیا تھا کہ اس ہجوم سے مولانا عبدالسلام کے جسم کو بھی [illegible] قفل کھول دیا۔

باہر اسٹیشن کے [illegible] سیکڑوں تانگے کھڑے ہوئے تھے، [illegible] حضور کے لئے لایا [illegible] حضرت [illegible] اور حضور کے دونوں [illegible]

[illegible]

ہوگا۔ تھوڑے تھوڑے فصل سے سڑک پر نہایت ہی شاندار سبزی کے پھاٹک لگائے گئے تھے، چند سرخ ٹول میں جلی قلم سے سنہری حروف سے اسی پر لکھا تھا: السلام علیکم یاامام اهل السنة کسی پر تحریر تھا: السلام علیکم یامجدد ماۃ حاضرہ یورپین انگریز اوران کی میمیں اور بچے اپنے بنگلوں سے باہر آکر کھڑے ہوکر، جابجا عوام اور مستورات مکانات کی چھتوں پر، دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں سے نیچے اتر کر پرے جمائے دست بستہ ٹکٹکی لگائے اس شاندار جلوس کو دیکھ رہے تھے، بازار کی خرید وفروخت کاروبار مطلقا موقوف، ہرایک اس پر فضا منظر کو مشتاق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

الغرض جلوس بڑی آن بان کے ساتھ خراماں خراماں کئی گھنٹے میں حضرت مولانا عبدالسلام صاحب جبل پوری کے کاشانہ اقدس پر رونق افروز ہوا، وہاں مکان کی زیب وزینت اور آئینہ بندی قابل دید تھی، اندرونی وبیرونی تمام حصوں میں ترکی قالینیں بچھائی گئی تھیں، درودیوار سب بیش قیمت کپڑوں سے سجادیے گئے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے تشریف رکھنے پر منقبت خوانی کا سلسلہ شروع ہوا اور دیر تک مختلف حضرات کی جانب سے متونامی نعت خواں نے نہایت ہی خوش الحانی کے ساتھ پر کیف مناقب پڑھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ حرمین طیبین میں جیسے اس فقیر کو نوازا اس کے بعد نمبر ہے تو آپ حضرات کا، بعدہٗ جلسہ برخواست ہوا۔

مغرب کی نماز کے وقت جامع مسجد جو حضرت مولانا کے مکان سے قریب ہے جونہی حضور نے فرش مسجد پر قدم رکھا فرمایا: اس مسجد کی سمت قبلہ صحیح نہیں ہے لہٰذا صفوف وتر اقائم ہو پانچوں وقت کی نماز باجماعت حضور اسی مسجد میں پڑھا کرتے

دوران میں تحریری کام جو ان کی طرف سے روکی تھا کرتے رہتے، البتہ مابین

عصر و مغرب نہ تحریر فرمایا کرتے، نہ کتب بینی کرتے۔ یہ نہ صرف یہاں بلکہ ہمیشہ

کا معمول تھا، اور بسا اوقات فرماتے کہ اس وقت لکھنے پڑھنے کا کام نہیں کرنا

چاہیے، بینائی کم ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت سے ملاقات کے وقت مقرر تھے صبح

۸ بجے سے ۱۱ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور بعد عشاء بھی

کوئی وقت دیا جاتا تھا۔ عصر کے بعد کا وقت خالی تھا جب طے پایا کہ بعد نماز

عصر حضور روشہر سے باہر بغرض تفریح تشریف لے جایا کریں گے، جسے حضور نے ان

دنوں کی تنگی کی وجہ سے فرصت نہ ہونے سے منظور فرمایا۔ چنانچہ روزانہ بعد نماز عصر

[illegible] مسجد پر موٹر، آتیں تو آپ تیار رہتے۔ نماز مغرب بیرون شہر میدان

میں ادا ہوا کرتی۔ ایک مرتبہ جماعت قائم ہو رہی تھی کہ ہم بیرون میں سے کسی

نے کسی راہگیر کو سامنے سے گزرنے کو منع کیا، آپ نے فرمایا کیوں روکتے

ہو، جانے دو، کوئی حرج نہیں۔ جنگل یا مسجد بیت میں سامنے سے گزر سکتے ہیں۔

پھر فرمایا مسجد بیت کوئی مسجد نہیں بلکہ مسجد خود رحم ہے کہ جس طرح چالیس ہزار

[illegible] سامنے سے نہیں گزر سکتے۔

قدرتی مناظر کی دید ایک روز فرمایا کہ کچھ قدرتی

[illegible] ہیں، اور جو اس

[illegible] کرنے کے بعد ہی

[illegible] اور وہ مقام تقریباً

[illegible] ریل گاڑی آتی ہے۔

مقامی حضرات سے معلوم ہوا کہ ریل کی آواز نہیں ہے بلکہ دھواں دھار کی آواز ہے، جو دم بدم مہیب ہوتی جاتی تھی۔ الحاصل قریب دوپہر کے ایک ڈاک بنگلہ میں حضور کو مع ہمراہیان ٹھہرایا گیا، اور یہ حضرات پہلے ہی سے سامان رسد وغیرہ مع باورچی یہاں پہنچ گئے تھے، چنانچہ تھوڑی دیر میں دستر خوان بچھا دیا گیا اور بے تکلف کھانا کھایا گیا۔ بعد فراغت حضور نے قدرے آرام فرمایا۔ پھر ڈاک بنگلہ کے ایک صاحب خوش نما پتھر کی کچھ چیزیں فروخت کر رہے تھے جن میں کچھ پتھر ایسے بھی تھے جن میں رنگ برنگ قدرتی گل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ ہم دونوں وہاں کی قدرتی صنعت پر تعجب کر رہے تھے، سب خداوند تعالیٰ کی قدرت کے جلوے نظر آرہے تھے۔

اب دھواں دھار پہنچنے کی راہ قریب تھی، حضور کی سہولت و آرام کی خاطر ایک ڈولی بازار سے منگائی گئی جس میں حضور کو بٹھایا گیا اور ہم لوگ ساتھ ساتھ چلے، کچھ دور چلنے کے بعد دریائے نربدا نظر آیا جس کا وصف بیان سے باہر تھا کہ پہاڑ کے پتھر جس پر بہاؤ تھا قریب جاتے ہوئے ڈرتے تھے، لوگ پاؤں رکھتے ہوئے حضور کی ڈولی کے ساتھ ساتھ چلے جاتے تھے۔ سب کے پتھر ملائم نہ تھے۔ جہاں پانی کی پٹی نظر آرہی تھی وہاں سے بیچ ایک بڑی کے نیچے میں گر رہا تھا، گرتے وقت شکل دودھ کے پانی کی سی تھی اور نیچے میں پھیل کر دھوئیں کی شکل میں ہو رہا تھا۔

ناظرین کرام خیال فرما سکتے ہیں کہ ایک پورا دریا اتنی بلندی سے نیچے گرے تو کس قدر خوفناک آواز پیدا ہوگی۔ یہی سبب تھی کہ اس کو دھواں دھار

آواز پہونچ رہی تھی۔ یہاں سے واپس آکر حضور نے ڈاک بنگلہ میں آرام فرمایابعدہ نمازظہر ہوئی۔اس کے بعد عبدالکریم پہلوان قادری رضوی نے حضور سے عرض کیا: میں کچھ ورزش دکھانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ باہر میدان میں سب حضرات جمع ہو گئے، حضور بھی ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلوان صاحب موصوف نے وہیں پہاڑ کی گھاٹی سے ایک پتھر تقریباڈیڑھ فٹ لامبا اور ۳،۴/۳ انچ موٹا اٹھا کر اپنے داہنے ہاتھ کی کلائی سے دوسری ضرب میں بال ڈال دیا، اور تیسری ضرب میں دوٹکڑے کردیا۔ پھر ایک بہت بڑا پتھر جو ۶/۷/من سے وزن میں کم نہ ہوگا، اشارہ کرکے کہا کہ اس پتھر کو میرے پاس لے آؤ۔لہٰذا کچھ مضبوط آدمی بڑی مشکل سے ڈھکیلتے ہوئے قریب لائے، پہلوان چت لیٹ گئے، لوگوں نے بکوشش کچھ پتھر اوپر پہونچایا اور کچھ پہلوان صاحب نے کوشش کرکے سینہ پر لادلیا اور حیرت کی بات یہ ہوئی کہ باوجودے کہ وزنی پتھر سینہ پر تھا مگر کلام کرتے جاتے تھے، چنانچہ پتھر کو اوپر رکھ لیا تھا کہنے لگے، اب اس پتھر پر جو آدمی آسکیں کھڑے ہوکر خوب کودیں۔اس پر حضور نے ارشادفرمایا: بھائی عبد الکریم! اس پتھر ہی کا وزن کیا کم ہے جو اور آدمیوں کو سوار کرنا چاہتے ہو۔انہوں نے عرض کیا: حضور ملاحظہ تو فرمائیں، کوئی حرج نہیں۔لہٰذا ایک صاحب پتھر پر کھڑے ہوکر کودنے لگے، اس کے بعد پہلو کی طرف سے لوگوں کو ہٹا کر ایک اشارہ میں پتھر کو سینے سے جدا کردیا، سامنے لانبی بیل گاڑی خالی کھڑی تھی جس پر شہر سے سامان آیا تھا، بایمائے پہلوان صاحب لوگ اسے کھینچ لائے، پہلوان صاحب نے فرمایا۔ اس میں جتنے حضرات آسکیں بھر جائیں، بقیہ لوگ

کھینچیں، اور میرے اوپر سے اتار دیں غرض آدمیوں سے بھری ہوئی گاڑی کا ایک پہیہ اپنی رانوں پر سے اور دوسرا شانوں پر سے لیٹ کر اتروادیا، بعدہ حضور نے بطور انعام کچھ رقم عطا فرمائی۔

اس کے بعد وہیں قریب میں ایک پہاڑی پر جانے اتفاق ہوا، جس پر پہونچنے کے لیے ۵۰۰ سیڑھی پتھر کی تھیں، اس مقام کا نام چونسٹھ جگنی تھا یعنی وہاں وہ بت محفوظ تھے جنہیں شہنشاہ دین پرور حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توڑا تھا، پہلی سیڑھی کے پاس دوستون پھاٹک کے قائم تھے، ان میں سے ایک پر ایک ٹین بورڈ گورنمنٹ کی جانب سے لگا ہوا تھا، جس میں بخط اردو انگریزی یہ ہدایت لکھی ہوئی کہ کوئی ان بتوں کی مرمت نہ کرے ـــــــ حضور نے اس نوٹس کو پڑھا، اور مسکرا کر فرمایا: جن کی حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرمت کی ہو، ان کی مرمت کون کرسکتا ہے؟ اوپر گھاٹی کے جا کر دیکھا کہ بیچ میں ایک مندر ہے اور چاروں طرف احاطہ میں بڑے بڑے بت رکھے ہیں جو تعداد میں ۸۴ ہیں، مگر کوئی سالم نہیں کسی کی پستان کٹی ہوئی، کسی کا ناک، کسی کا بازو، حضور نے اور تمام ہمراہیان نے باآواز بلند پڑھا: اشهد الا اله الا الله وحده لاشريك له الٰها واحدا لانعبد الاایاه اسی نواح میں ایک گھاٹی پر راستہ میں ایک پتھر یا چھوٹی سی بشکل بت پڑی تھی مگر سالم وہ بھی نہ تھی، جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس وقت حضرت سلطان عالمگیر علیہ الرحمہ نے بت شکنی فرمائی ہے تو اس میں فرشتوں کا بھی ہاتھ تھا، ورنہ کوئی بت تو سالم دکھائی دیتا۔

بعد نماز عصر کشتی میں سب لوگ سوار ہوئے، اور اس بحری درہ میں جس کے دونوں جانب سنگ مرمر کی سر بفلک چٹانیں کھڑی ہیں، اور قدرتی عجائبات قابل دید تھے کسی جگہ چاندنی شکل بن گئی، ایک جگہ پہاڑ کے اوپر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سیاہ فام شخص برہنہ سر سفید کرتا پہنے غار پر بیٹھا ہے، حضور نے ان پہاڑوں کو دیکھ کر فرمایا کہ ایک صاحب مسجد میں آتے وقت طاق میں جو ڈھیلے رکھے تھے، انہیں شاہد بنایا کرتے تھے، یعنی کلمہ شہادت پڑھ لیا کرتے تھے۔ بعد انتقال کسی نے ان سے خواب میں پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ کہنے لگے مجھے حکم دوزخ کا ہوا، فرشتے دوزخ کی طرف لے چلے مگر جس دروازہ پہنچتے ہیں اس کے سامنے ایک پہاڑ حائل ہے، فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے ہمارے رب! یہ پہاڑ کیسے ہیں، ارشاد باری ہوتا ہے، اے میرے فرشتو! یہ پہاڑ ان ڈھیلوں کے ہیں جنہیں یہ میرا بندہ شاہد بنایا کرتا تھا۔ [illegible] میری رحمت سے جنت میں [illegible]۔ بعد حضور نے فرمایا [illegible] یہ پہاڑ ہیں [illegible] شاہد [illegible]۔ بعد حضور نے مع سب کے [illegible] کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھنا شروع کر دیا، جس سے وہ پہاڑ گونج گئے۔ بعدہ حضور نے [illegible] بارہ سال ہوئے کہ میں [illegible] کی آگے [illegible] جاتے ہیں [illegible] کا پتہ نہ [illegible] تھی [illegible]

اور گھبرا کر کہا کہ کوئی بیڑی پینے کے لیے دیا سلائی نہ جلائیں کہ شہد کی مکھی پانی پی رہی ہے۔ خیریت گزری کہ ابھی کشتی کی رفتار سے پانی کی لہر وہاں تک پہونچ نہیں پائی ہے اور نہایت تیزی کے ساتھ کشتی کا رخ پھیر کر گھاٹ پر آ کر دم لیا، اور کہنے لگے کہ یہ حضور کے قدموں کی برکت تھی کہ سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے ورنہ ایک بھی نہ بچتا اگر وہ خبردار ہو کر پٹ جاتی۔ سب نے مغرب کی نماز پڑھی اور خدا کا شکر ادا کیا اور شہر کو واپس آ گئے۔

دعوتوں کا سلسلہ ۔ جبل پور ۲۹ یوم حضور کا قیام رہا اور اسی عرصہ میں قریب قریب روزانہ کبھی ایک وقت اور کبھی دونوں وقت شہر میں دعوتوں کا سلسلہ رہا۔ ان دعوتوں میں صرف شہر ہی کے لوگ مدعو ہوتے تھے بلکہ مقامی حضرات بھی شریک ہوتے تھے اور اس بڑی جماعت کے کھانے کا اہتمام ہو جاتا تھا یہاں ہر دعوت میں یہ دستور تھا کہ بعد فراغ طعام حاضرین کو معطر کر کے ایک ہار پھولوں کا نذر کیا جاتا تھا۔ چونکہ حضور حضرت مولانا عبد السلام صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے مہمان تھے اس لیے ہر میزبان کی دعوت منظوری حضرت ممدوح مقرر ہوتی تھی بعد دعوتوں میں ہر میزبان حضور کو بھی حضور کے ساتھ پیش بہا تحفے نذر کیے گئے، مکرمی سیٹھ عبد الکریم صاحب قادری رضوی عرف ٹلی سیٹھ صاحب نے جنہوں نے حضور کی تشریف آوری جبل پور میں بڑا حصہ لیا تھا بڑے پیمانہ پر دعوت کا اہتمام کیا دعوت کی جگہ خاص طور پر ایک لمبے کمرے کی صورت میں تھی جس کے طول میں ہر دو جانب برابر دروازے تھے۔ اس دعوت میں گرچہ معمول سے کہیں زیادہ اجتماع تھا مگر کمرہ اتنا وسیع تھا کہ

بیک وقت سب حضرات کے روبرو دستر خوان بچھ گیا، اور ایک ساتھ ہی سب کے ہاتھ دھل گئے کہ ہر در میں آفتابے ہر ایک کے سامنے آگئے، اور یوں ہی بیک وقت کھانہ روبرو اتار دیا گیا، میں نے جملہ اقسام کا شمار کیا تو ۴۸ قسمیں تھیں، جب سب حضرات کھا چکے، آن واحد میں جملہ ظروف اور دستر خوان اٹھ گئے، میں نے سیٹھ صاحب سے آہستہ سے کان میں کہا کہ سیٹھ صاحب! یہ دعوت کی، یا بائسکوپ کا تماشہ دکھایا، وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

سیٹھ دادا بھائی سلامی نے بھی زبردست دعوت کی، یعنی پلاؤ روغن بادام میں پکوایا تھا۔ سید عبدالکبیر صاحب قادری رضوی نے دعوت کی، اور سب کو لسٹری قیمتی عمامے تقسیم کیے خود حضرت مولانا عبدالسلام صاحب قبلہ مدظلہم الاقدس کے یہاں تو مستقل مہمان ہی تھے، پھر بھی مخصوص طور پر دعوت فرمائی، اور نہایت خوبصورت سچے پلوؤں کے عمامے تقسیم کیے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا ممدوح نے حق میزبانی پورا پورا ادا فرمایا، جس جگہ بالا خانہ پر حضور کا قیام تھا، ایک صاحب مولانا کے مریدین خاص سے بروقت اس کام پر متعین تھے کہ پان بناتے، چنانچہ ہم لوگوں کی ڈبیہ پانوں سے خالی نہیں رہتی تھی، اگر پان دیر کے بنے ہوئے ہوتے تو انہیں تبدیل کرتے رہتے، نیز حاضر ہونے والے حضرات کی خدمات میں بلا تاخیر پانوں کی تھالی پیش کرتے، دوسرے صاحب کی تحویل میں متفرقات تھی یعنی سوڈے کی بوتلیں، برف، بیڑی، سگریٹ، دیا سلائی، کارڈ لفافہ، ٹکٹ ڈاک سادہ لفافہ کاغذ پنسل وغیرہ ان کا فرض منصبی تھا کہ مہمان سے دن سے تین چار مرتبہ دریافت کرلیا کرتے، حجام روزانہ صبح کے وقت خط بنوانے

کے لیے ہر ایک سے دریافت کر جاتا، کثیف کپڑے دھلنے کے واسطے لے لیے جاتے تھے۔

ٹیلر ماسٹر حمید رضا صاحب قادری رضوی جن کی مشہور و معروف دکان صدر بازار کی ایک شاندار کوٹھی میں تھی، اس کے متمنی تھے کہ حضور کی دعوت میں بھی کرتا، مگر جب جس تاریخ کی دعوت کی درخواست کرتے، وہ تاریخ خالی نہ پاتے، مجبوراً مضمحل ہو کر واپس چلے جاتے، ایک روز پھر ایسا اتفاق ہوا کہ انہوں نے درخواست کی، مگر میر عبدالکبیر صاحب کی یہاں کی دعوت کے باعث جو صدر ہی میں تھی مسترد کر دی گئی تو انہوں نے دست بستہ عرض کیا کہ اچھا میرے یہاں اسی روز چائے کی دعوت منظور فرمائی جائے، اس پر خود حضور پر نور اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ماسٹر حمید رضا صاحب آپ کی قلبی تکلیف کو میں عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں، اچھا میں کل آپ کی چائے کی دعوت منظور کرتا ہوں، یہ لفظ کریمہ سنتے ہی ماسٹر صاحب نے دست بوسی کی، اور خوش خوش اپنے مکاں چلے گئے۔ اور دوسرے روز منجملہ دیگر سواریوں کے حضور کے واسطے چار گھوڑوں کی بہترین فٹن بعد مغرب لے کر حاضر ہوئے، سب لوگ حضور کے ساتھ روانہ ہوئے جس وقت ماسٹر صاحب کی کوٹھی قریب آئی، گیس کی روشنی میں ایک سنہری کا پھاٹک تقریباً دو فرلانگ کے فصل سے لگایا تھا اس کے محاذ پر پہونچتے ہی ایک گورا آرڈر کا چھوڑا گیا مگر حضور کو پہلے کہیں اور جانا تھا اس لیے گاڑی سیدھی نکلی ہوئی چلی گئی بقیہ جتنے حضرات تھے وہ سب پھاٹک پر اتر پڑے ہم لوگوں نے دیکھا کہ چھوٹتے ہی ایک یورپین افسر اور چند گورے بارکوں میں سے نکل آئے، اور مولانا عبدالباقی

برہان الحق صاحب سے دریافت کرنے لگے، انہوں نے کچھ ایسے فرمائے، یعنی آل ورلڈ پاڈری اس نے نام پوچھا: انہوں نے حضور کا اسم مبارک بتایا، کہنے لگے ہاں! ہم نے یہ نام سنا ہے، اور اس وقت تک اشتیاق میں کہ ہزار ہا جب تک حضور تشریف نہ لائے۔

ماسٹر حیدر صاحب نے پھاٹک سے کوٹھی تک سڑک پر ٹول کی روش بنائی تھی، اور دورویہ تریاں وغیرہ لگا کر کوٹھی کے سامنے شامیانہ وغیرہ سے آراستہ کیا تھا، جا بجا بجلی کے قمقمے مختلف رنگ کے آویزاں کیے تھے، غرض کوٹھی کے وسطی وسیع کمرہ میں نہایت پرتکلف مسند پر حضور جلوہ فرما ہوئے اور بقیہ حضرات قیمتی قالینوں پر جو موزونیت کے ساتھ بچھائے گئے تھے تشریف فرما ہوئے، کوٹھی میں قمعی سبز رنگ کی تھی اور سبز ہی تیز روشنی بجلی تھی۔ مختصر یہ کہ سب مہمانوں کے سامنے مختلف اقسام کے بسکٹ کیک وغیرہ چائے کے ساتھ پیش کیے، اور خیر میں سگریٹ پان کی تواضع کی، اور ایک بند لفافہ جس میں ایک ایک نوٹ سو قدر مراتب بطور نذر ہر ایک کا نام لکھ کر پیش کیا۔

جبل پور والوں کی عید

غرض ان دنوں رات کا ل[illegible]

[illegible] کے لیے ہر روز روز عید، اور ہر شب شب برات کی مثال تھی، [illegible] حضرت کے قدموں کی برکات سے دینی و دنیوی انوار کا نزول ظاہر [illegible] [illegible]

بہت فرق آ گیا تھا، تصنیفات وتالیفات کا سلسلہ اگرچہ یہاں بھی جاری تھا مگر جس یکسوئی کے ساتھ بریلی شریف میں یہ خدمت ہوتی تھی یہاں زائرین کے ہجوم، بیعت ہونے والوں کے ذوق شوق، ملاقات کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے ناممکن تھا، اس لیے اعلیٰ حضرت نے بریلی شریف واپسی کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

آج وہ رات ہے، جس کی صبح کو حضور بریلی شریف مراجعت فرمانے والے ہیں۔ برہان میاں بازار سے چھوٹے چھوٹے [illegible] اور چھوٹا زیور [illegible] نہیں [illegible] معبود نہیں تھے [illegible] پھر فرمایا [illegible]

> [illegible] ایک [illegible]
> [illegible]
> حضور ایک زیور ہے، حضور نے گھوڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے [illegible]

[illegible]

ڈبڈبائے ہوئے، دل ایسے بھرے ہوئے کہ بات کرنا دشوار، خلاصہ یہ کہ ان مجبوروں کی حالت دیکھ کر ہم لوگوں کے دل بھر آئے، مجمع دم بدم بڑھ رہا تھا۔

اس وقت حضرت عید الاسلام جناب مولانا شاہ عبد السلام صاحب مدظلہم الاقدس نے مبلغ ایک ہزار روپے سکہ رائج الوقت ایک سفید چینے کے قاب میں نذر کیے، اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرماتے ہوئے کہ مولانا! یہی کیا کم تھا جو آپ کو اس وقت تک صرف کیا، قبول فرمالیا۔

اس کے بعد حضور نے اپنے وظیفہ کی صندوقچی میں سے جس میں سوائے وظیفہ کی کتاب کے اور کچھ نہیں رہتا تھا، نہ کسی چیز کے رکھنے کی گنجائش تھی، مگر اسی میں سے خادم وخادمہ ملازمین حضرات مولانا کے لیے نقود اور میوے وغیرہ، عزیزوں کے لیے طلائی زیورات اسی طرح معززین مریدین سیٹھ صاحبوں کی بچیوں بہوؤں کے لیے عطا فرمائے۔ مولوی حسنین رضا خاں صاحب بہت ہی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ زیورات کب اعلیٰ حضرت نے خریدے اور کب اس صندوقچی میں رکھے اس کے علاوہ اس صندوقچی میں تو وظیفہ کی کتابوں کے سوا کچھ جگہ بھی نہ تھی، اتنے زیور اس میں کہاں سے آگئے، ور کیسے گنجائش ہوئی؟ واقعی یہ واقعہ جس طرح اعلیٰ حضرت کی سیر چشمی کی دلیل ہے جود وسخا کا روشن برہان، اسی طرح بین کرامت کا پرزور ثبوت ہے۔

پھر ایک عجیب واقعہ ہوا کہ چار پانچ آدمی ہاتھوں میں لکڑیاں لیے فرش کے کنارے آکر کھڑے ہوگئے اور سرغنہ نے تقدیم سلام کے بعد حضور سے

بایں الفاظ مخاطبہ کیا۔ آپ نے مجھے پہچانا میں کون ہوں؟ حضور نے لاعلمی ظاہر کی کہنے لگا: میرا نام افتخار الحق ہے۔ پھر قاضی قاسم میاں قادری رضوی ساکن گونڈل جو حضور کی تشریف آوری جبلپور کی خبر سن کر آگئے اور اس جلسہ میں تشریف فرما تھے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ قاسم جو سامنے بیٹھا ہے یہ پہلے میرا مرید تھا اس نے آپ سے میرے نام کفر کا فتویٰ لے کر اسے چھپوایا اور مجھے تمام کاٹھیاوار میں بدنام کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے یہاں کسی کے نام پر فتویٰ نہیں دیا جاتا بلکہ قائل کے قول پر حکم شرعی بتایا جاتا ہے۔ کہنے لگا خیر میں یہی دریافت کرنے آیا ہوں کہ آپ نے میری کیسے تکفیر کر دی میں سمجھنا چاہتا ہوں۔

یہ سنتے ہی مولانا مشفع احمد خاں صاحب قادری رضوی بیسلپوری نے جو امین الفتویٰ تھے اور اس سفر میں بھی افتا کے کام کے لیے حضور کے ساتھ تھے ایک جست لگائی اور بیچ میں آکر بیٹھ گئے اور افتخار الحق کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اگر چہ میں اس واقعہ سے خالی الذہن ہوں مجھے معلوم نہیں کہ سوال کیا تھا اور تکفیر کس قول پر ہوئی ہے مگر تمہاری تشفی کے تیار ہوں اگر مجھ سے تشفی نہ ہو پھر اعلیٰ حضرت سے مخاطبہ کرنا۔ بتایئے کس قول پر کفر کا فتویٰ ہوا ہے؟ اس پر افتخار الحق نے کہا: میرا دعویٰ یہ تھا کہ میری شان ہے لم یلد ولم یولد اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ میری شان ہے لم یلد ولم یولد۔ مولانا مشفع احمد خاں صاحب نے فرمایا: تمہارے اس قول کو کچھ لوگوں نے سنا اور کچھ لوگوں نے نہیں سنا، ذرا آواز سے کہیے اس پر افتخار الحق نے کھسیانے لہجے میں اعادہ کیا، مولانا نے فرمایا: ادھر دالان میں بھی اندر تک آدمی ہیں، ذرا بلند آواز سے ایک بار اور کہی اپنی

دعویٰ بیان کرو، تاکہ سب لوگ اچھی طرح سن لیں، چنانچہ تیسری مرتبہ خوب غصے میں بھر کر خوب زور سے اپنے قول کو دہرایا۔ اس کے بعد مولانا نے حاضرین جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر دریافت فرمایا: کیا آپ لوگوں نے اس کے قول کو سن لیا؟ مجمع نے متفقہ طور پر آواز دی، ہاں سن لیا۔ اس کے بعد افتخار الحق سے پوچھا آپ مجھے اب بھی پہچانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ افتخار الحق نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ [illegible] افتخار الحق کے باپ بھی [illegible] ان میں سب سے پیچھے بیٹھے تھے۔ چنانچہ متعلقین حضرات میں سے ایک صاحب ان کا بازو پکڑے ہوئے اندر لے آئے اور افتخار الحق سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ اس پر جواب دیا۔ میں نہیں جانتا۔ یہ سن کر ان کے والد نے روتے ہوئے کہا مولانا اس کے منہ سے [illegible] یہ تو پاگل ہوگیا ہے پاگل، غرض تمام حاضرین افتخار الحق کو دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے۔

ہم لوگ رات ہی کو اسٹیشن آگئے اور وہیں قیام ہوا، یہاں بھی لوگ برابر آتے رہتے اور بیعت ہوتے [illegible] صبح کو قریب سات آٹھ بجے گاڑی [illegible] گاڑی [illegible] میں [illegible] لوگ [illegible] مرید ہو رہے تھے، اور اسٹیشن [illegible] جب تک گاڑی کی رفتار تیز ہوگئی اور سب لوگ [illegible] نظر [illegible] حسرت بھری نگاہوں سے [illegible] [illegible] بریلی شریف واپس آئے۔

گنج مرادآباد کا سفر

[illegible] ۱۲۹۳ھ [illegible]

مدظلہم الاقدس گنج مرادآباد تشریف لے گئے اور ایک جگہ قیام فرما کر اپنے
ہمراہیوں کو (حضرت) شیخ (فضل الرحمن گنج مرادآبادی) علیہ الرحمۃ کی خدمت
مبارک میں بھیجا اور تاکید فرمادی کہ صرف اتنا کہنا ایک شخص بریلی سے آیا ہے ملنا
چاہتا ہے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے معاً فرمایا وہ یہاں کیوں آئے ہیں؟ ان
کے دادا اتنے بڑے عالم، ان کے والد اتنے بڑے عالم، اور وہ خود عالم فقیر کے
پاس کیا دھرا ہے؟ پھر نرم ہو کر بکمال لطف فرمایا بلایئے تشریف لائیں۔

بعد ملاقات اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے مجلس شریف کی بابت حضرت
شیخ علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا۔ ارشاد فرمایا تم عالم ہو پہلے تم بتاؤ۔ اعلیٰ حضرت
مدظلہم الاقدس نے فرمایا میں مستحب جانتا ہوں۔ فرمایا آپ لوگ اسے بدعت
حسنہ کہتے ہیں، اور میں سنت جانتا ہوں۔ صحابہ جو جہاد کو جاتے تھے تو کیا کہتے
تھے؟ یہی نا کہ مکہ میں نبی ﷺ پیدا ہوئے۔ [illegible] قرآن اترا، حضور
نے یہ معجزے دکھائے۔ [illegible] نے ان کو یہ فضائل دیے۔ [illegible] میں
کیا ہوتا ہے؟ یہی بیان ہوتے ہیں جو صحابہ اپنی مجلس میں کرتے تھے۔ فرق اتنا ہے
کہ تم اپنی مجلس میں لڈو (یا بتاشے) بانٹتے ہو [illegible] تھے۔

غرض شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کو [illegible]
باصرار تمام تین روز ٹھہرایا۔ تیسرے [illegible] کو رخصت [illegible]
وقت رخصت فرش مسجد کے کنارے تک تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم
الاقدس نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجیے۔ فرمایا تمہیں کیا [illegible]
اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے [illegible]

حضور ﷺ کی شان انور میں گستاخی کرتے ہیں۔ یہ خیال لاتے ہی معاً حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہاں' جو ادنیٰ حرف گستاخی کا شان اقدس نبی ﷺ میں بکے ضرور کافر کہنا، بے شک کافر ہے۔ پھر حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہمارا جی چاہتا ہے کہ اپنے موڑ کی ٹپیا تمہارے موڑ پر رکھ دیں اور تمہارے موڑ کی اپنے موڑ پر دھر لیں۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے براہ ادب سر جھکا لیا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی کلاہ مبارک اپنے سر مقدس پر رکھ لی اور اپنی کلاہ مقدس اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کے سر مبارک پر رکھ دی۔ جو آج تک بطور تبرک محفوظ رکھی گئی ہے۔

حواشی

۱):- حضرت امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰ میں اسی مفہوم کی حدیث ابو نعیم کی تخریج سے نقل فرمائی ہے۔ (فقیر محمد [illegible] رضوی)

۲):- یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ کسی رواج یافتہ برائی سے لوگوں کو براہ راست روکنے میں وہ اثر نہیں ہوتا ہے جو اس کے برے ہونے کا احساس دلانے میں ہوتا ہے۔ پھر یہ احساس دلانا بھی وعظ و نصیحت کے معروف طریقے سے ہٹ کر نادر اور انوکھے انداز میں ہو تو زیادہ اثر انگیز ہو جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:-

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

(پ ۱۴ سورہ نحل آیت ۱۲۵) اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ (کنزالایمان)

یہودیوں میں کھلے عام ننگے نہانے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے کا رواج عام تھا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں سے الگ تنہائی میں نہاتے تھے، وہ یہودی جو بے حیائی کے شوقین تھے، آپ کا مذاق اڑانے لگے اور کہنے لگے کہ ان کو ہائیڈروسل کی بیماری ہے اس لئے وہ ہمارے ساتھ ننگے نہانے میں عار محسوس کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جب کوئی نہیں تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیے، اور دریا میں نہانے لگے۔ پتھر میں قدرت کی طرف سے جان آگئی اور وہ کپڑے لے کر آبادی کی طرف دوڑ پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ پڑی تو آپ بھی اس کے پیچھے دوڑے کہ پتھر سے کپڑے نہیں لے گئے تو لوگوں کے سامنے کیسے جاؤں گا۔ آپ کہتے جا رہے تھے اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے، کہتے ہوئے آپ لوگوں کے قریب تک دوڑتے چلے گئے۔ اور یہ بات ذہن سے محو ہو گئی کہ ستر کھلا ہوا ہے۔ نتیجۃً لوگوں نے آپ کو بغیر کپڑوں کے دیکھ لیا اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ ہائیڈروسل کے مریض نہیں ہیں، بلکہ محض ننگے نہانے کو برا سمجھتے ہیں

... آپ ... سے احتراز فرماتے ہیں۔

... الحکمة فيه ان بني اسرائيل كانوا يغتسلون عراة ينظر بعضهم الى بعض وكان موسى عليه السلام يغتسل وحده فقالوا والله ما يمنع موسى ان يغتسل معنا الا انه آدر ... فذهب يغتسل مرة فوضع ثوبه على حجر ففر الحجر بثوبه فذهب موسى في اثره يقول ثوبي يا حجر ثوبي يا حجر ولم يدرك موسى عليه السلام حتى فر الحجر على ملأ من بني اسرائيل فنظروا الى سوأة موسى عليه السلام فقالوا والله ما بموسى من بأس فبرأ الله تعالى موسى ... فراد ذلك الحجر مما رموه به من الادرة فوقف الحجر بعد ما نظروا اليه فاخذ ثوبه (شيخ زاده على البيضاوى)

حضرت موسیٰ علیہ السلام ... پتھر سے ... میں ننگے ہوئے ہوتے، تو ... نہیں تھیں ... پ ... قوت ... اس کا احساس نہیں کر پاتے۔

يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين آذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها (اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا، تو اللہ نے اسے بری فرما دیا اس بات سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے۔ کنز الایمان)

... میں غیر محرم عورتوں ... حالت کے سوا بقصد دیکھنا ناجائز و حرام ہے۔ حدیث میں ... خصوصاً طوائفوں کو دیکھنا جو طرح طرح کے بناؤ سنگار اور ... دعوت دیتی ہیں اور ... میں لانے کی کوشش کرتی ... تقدس کی دھجیاں ... جاتی ہیں، کتنے ہی زاہدان صد سالہ خراب ہو کر مسجدوں سے باہر نکل آتے ہیں۔

پڑھتے ہی فاتحہ جو وہ اک سمت پھر گئی
اک پیر کے تو ہاتھ سے تسبیح گر گئی

ماہ من در نیم شب چوں بے حجاب آید بروں
زاہد صد سالہ از مسجد خراب آید بروں

امام احمد رضا ایک شرعی گھرانے کے ہونہار فرزند تھے۔ آپ کی گھٹی میں یہ بات ڈال دی گئی تھی کہ غیر محرم عورتوں کو بالقصد دیکھنا گناہ ہے اس لیے طوائفوں کو دیکھ کر اضطراراً ایسا واقعہ ہوا۔ اگر امام احمد رضا اضطراراً کرتے کا دامن اٹھا لینے کے بجائے ہاتھوں ہی سے آنکھیں بند کر لیتے، تو طوائفوں کو اس تمسخر آمیز سوال کا موقع نہیں ملتا، اور وہ ننھے بچے کے اس بلیغ جواب سے آشنا ہو کر اپنے کرتوت کی برائی کا صحیح احساس نہیں کر پاتیں۔

مگر برا ہو چشم بد اندیش کا جس میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنر در نظرش

کچھ مخالفین آپ کے اضطراراً کرتے کا دامن اٹھا لینے اور اس بلیغ اور برجستہ جواب پر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا اس طرح یہ حضرات امام احمد رضا کے پردے میں خدا کے یہاں وجاہت رکھنے والے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق نہیں اڑا رہے ہیں، یہ امام احمد رضا کے بچپنے کا واقعہ ہے جب آپ مکلف نہیں تھے۔ اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوانی کا واقعہ جب آپ نہ صرف یہ کہ مکلف تھے بلکہ منصب نبوت کی عظیم ذمہ داری بھی آپ پر تھی۔

('امام احمد رضا حقائق کے اجالے میں' ص ۳۹ تا ۴۰، از فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی)

۳):- ہم لوگوں کو اس سے پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ بھی شرف بیعت سے مشرف ہیں، ہم یہ جانتے تھے کہ حضور کے پڑوسی اور برادری کے آدمی اور ایک زمیندار ہیں۔ (ملفوظات)

۴): روزنامہ الجمعیۃ دہلی کا خصوصی شمارہ شیخ الاسلام نمبر جلد ۵۰ ، ۹۵۹ء کے صفحہ ۳ پر مولانا حسین احمد مدنی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے متعلق ہے ۔۔۔ رہتے ہیں ان کی آنکھوں میں بھی نور ہے ان کے داہنے نور ہے ۔۔۔ ان کے چاروں طرف نور ہی نور ہے وہ خود نور ہو گئے ہیں وہ اس دعا کے مصداق ہیں جو حدیث میں آتی ہے اللھم اجعل فی سمعی نورا فی بصری نورا الحدیث ۔۔۔ (فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی)

۵):- بعد میں تین صاحبزادے اور ہوئے۔ مولانا اختر رضا خاں ازہری۔ قمر رضا خاں۔

حسان رضا خاں۔ (فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی)

(۶) یہ تذکرہ [illegible] بعد میں مجھ میں آ گیا تھا [illegible] المعتمد المستند میں اس کو مفصل و مدلل بیان فرمایا۔ (فقیر رضوی)

(۷) جو بھی حضرت نے بہت کی جانثاری [illegible] اور سفر و حضر میں بھی اعلیٰ حضرت کو چھوڑا نہ [illegible] اور اب بعد وصال بھی مزار شریف پر [illegible] محفل محبت شیخ میں [illegible] بعد موت بھی اعلیٰ حضرت کے قدموں ہی میں رہیں اور اسی لیے صاحبزادگان [illegible] و دیگر مخلصین و محبین و مریدین اعلیٰ حضرت سے اس قسم کی تحریرات حاصل کی ہیں جن کو ایک کتاب کی شکل میں شائع بھی کرایا ہے۔ (ملک العلماء اپنی [illegible] تحریروں کے مطابق اعلیٰ حضرت کے قدموں میں مدفون ہوئے (فقیر رضوی)

(۸) فقیر [illegible] قادری رضوی عرض کرتا ہے کہ ایک زمانہ میں میرا خیال تھا کہ اس قسم کے [illegible] عوام [illegible] کرتے ہیں کیونکہ [illegible] ہیں، جب سنتے ہیں کہ [illegible] شخص [illegible] رسائل و مسائل کا جواب لکھا ہے تو ہوش میں [illegible] چونکہ علمی [illegible] اس لیے وہ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں [illegible] کون حق پر ہے [illegible] اس کے پاس [illegible] رکھتے ہیں [illegible] لیکن مولوی [illegible] مولوی [illegible] صاحب میرٹھی نے [illegible] کتاب میں کیا ہونا چاہیے، موضوع [illegible] اس کتاب میں ہوں [illegible] لیکن اس کے دائرہ [illegible] طعن و تشنیع کی بوچھاڑ ہے۔ [illegible] کی حمایت کی

ہے ان کی توہین وتذلیل میں تو کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ جھوٹے جھوٹے واقعات اور قصے گڑھ کر سنیوں کی دل آزاری کی، اور اپنے اوصاف بد کا جلوہ دکھایا ہے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ گالی [illegible] جاہلوں کے کام نہ تھے، بلکہ اس حمام میں سب ننگے کا مضمون ہے، ان کے یہاں پڑھے لکھے، عوام کے کان کترتے ہیں۔ ([illegible])

تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۸۲ پر محض جھوٹا واقعہ گڑھا، اور گنگوہی صاحب کے اخلاق میں شمار کیا، جس کو میں انہیں کے لفظوں میں لکھتا ہوں، تاکہ لوگ ان کی دیانت و صداقت کو پرکھیں کہ اس میں کیسے کورے ہیں:

دشمن سے دشمن کیسے ہی کبھی آپ نے کبھی بد دعا نہیں کی [illegible] آپ کا دشمن کسی مصیبت [illegible] میں مبتلا ہو تو اس کو سن کر کبھی آپ خوش نہیں ہوئے [illegible] احمد رضا خان صاحب بریلوی سے زیادہ شاید ہی کوئی [illegible] سے پہنچی ہوں اور [illegible] حضرت امام ربانی کو پہنچی ہوں مگر [illegible] میں بھی ایک حرف بھی ایسا [illegible] جس سے [illegible] حضرت [illegible] سمجھتے ہیں، جس [illegible] مولوی احمد رضا خان صاحب کو [illegible] دنیا ہی میں [illegible] اگر [illegible] حضرت [illegible] حضرت گھبرا اٹھے [illegible] خوش [illegible] کیا لکھا ہے۔

اس مضمون کو اگر نظر میں مولوی عاشق الٰہی صاحب کی شاید [illegible] ظاہر آشکارا ہے۔ عوام بددعا کے موقع پر بولا کرتے ہیں، خدا [illegible] کوڑھی ہو جائے۔ مذاق کا یہ فقرہ مشہور ہے اللہ نے خدائی [illegible] شاید اسی بنا پر جب اللہ تعالیٰ نے مولوی رشید احمد صاحب کو اندھا [illegible] خصوصاً مولوی عاشق الٰہی صاحب جیسے جاں نثاروں نیاز حضرت کے متعلق جدائی کا [illegible] سے بڑی ایذا اگر ہو سکتی ہے، تو مولوی صاحب کے الفاظ کفریہ تو ہیں [illegible]

جل وعلا پر کفر کا فتویٰ، جو اعلیٰ حضرت نے کتاب مستطاب المعتقد المنتقد کے حاشیہ المعتمد المستند میں تحریر فرمایا۔ جو ۱۳۲۰ھ کی تصنیف ہے، اور ۱۳۲۱ھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ اس کے بعد مولوی گنگوہی صاحب دو برس سے کم ہی جئے، جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں انتقال ہی کر گئے۔ ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۲ھ تک میں خود بریلی شریف حاضر رہا، اور بخدائے لایزال بقسم شرعی کہتا ہوں کہ میں نے اعلیٰ حضرت کو بالکل صحیح تندرست دیکھا، جذام کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ یہ بہتانیوں کا نرا بہتان ہے، اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے، میں پڑھوں لعنة الله على الكذبين۔ اور تذکرۃ الرشید کے مصنف صاحب کہیں پیش بندی۔ پھر اس فتویٰ تکفیر کے متعلق یہ لکھنا کہ:

شاید اتنی ندو مرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہو۔

یہ بھی جھوٹ اور بالکل غلط ہے، خود اسی کتاب میں اسی جگہ اور دوسرے منکرین ضروریات دین کی بھی تکفیر ہے، اس لیے کہ گنگوہی صاحب سے نہ کبھی کی عداوت، نہ زر زمین زن کا قصہ کہ اس عداوت کی وجہ سے تکفیر کی گئی، بلکہ یہ تو وعدۂ الٰہیہ وعہد ربانی وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ○ کی تعمیل وتکمیل ہے، جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اللہ جل جلالہ کی تکذیب کی، تو ان کی تکفیر کی گئی، پھر دوسرے منکرین ضروریات دین کی پاسداری کیوں کی جاتی؟ نیز دوسرا فقرہ بھی بالکل غلط ہے

نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں۔

یہ بھی بالکل خلاف واقع ہے۔ کیا مولوی عاشق الٰہی صاحب کو یاد نہیں کہ وقوع کذب باری تعالیٰ ماننے پر اعلیٰ حضرت سے بہت پہلے جناب مولانا نذیر احمد خاں صاحب رامپوری ثم احمد آبادی نے کفر کا فتویٰ دیا، جو ۱۳۰۹ھ میں مطبع صبح الصادق میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ نیز اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی تصدیق بے شمار علمائے حرمین شریفین، و اہل ہند نے فرمائی، سب مسئلہ کفر میں اعلیٰ حضرت کے ہم خیال ہیں تو یہ لکھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

ندو مرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں۔

پھر یہ جملہ بھی کس قدر بھولے پن کا ہے کہ

[illegible]

اولاً: کیا مولوی صاحب یوم ولادت یا یوم تکلم سے مرتے دم تک گنگوہی صاحب کے ساتھ رہے جو سننے کی نفی سے واقعہ کا انکار کرتے ہیں۔

ثانیاً: ایسا بھی سہی کہ آپ نے عمر بھر نہ سنا، اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی نہ کہا۔

ثالثاً: یہ بھی مان لیا کہ انہوں نے عمر بھر نہ کہا تو اس میں دشمن سمجھنے کی کیا بات ہے؟ نہ اعلیٰ حضرت، مولوی رشید احمد صاحب کو اپنا دشمن جانتے تھے، نہ گنگوہی صاحب اعلیٰ حضرت کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ یہ اختلاف مذہبی تھے۔ جو خیالات واعتقادات اعلیٰ حضرت کے تھے، گنگوہی صاحب کی نزدیک بدعت یا کفر وشرک تھے، اس پر وہ بے محابا کفر وشرک کے فتویٰ دیتے تھے۔ یہ اپنی اپنی تحقیق تھی، اس میں دشمنی وعداوت کی کیا بات تھی، جو آپ نے نہیں سنا، یا گنگوہی صاحب نے کمال کیا کہ دشمن نہ جانا، تو بہت تیر مارا۔ نیز اس کذاب مفتری کے اس صریح جھوٹ سے گھبرا لفت بھی عجیب سادگی اور ان کی بزرگی وکرامت کا اظہار ہے، مگر درحقیقت کرامت کا صفایا ہے، جس طرح کرامت میں گڑھا تو یہ کہ موت تک کی خبر آپ کو معلوم تھی کہ کہہ دیا کہ تم نہیں مرو گے اور مرو گے تو میرے بعد مرو گے، اور واقعہ یہ تھا کہ پاس کی چیز بھی نہیں سوجھائی دیتی تھی کہ لوٹا ہے یا اوگلدان اور فلاں مخص صحیح ہے یا مریض، اگر کچھ بھی کشف وکرامت ہوتی تو فوراً کہتا تھا کیوں جھوٹ بول کر اپنی عاقبت بگاڑتے ہو خدا کی لعنت کے حقدار بنتے ہو، کب انہیں جذام ہوا، وہ تو ہٹے کٹے بریلی میں ڈٹے ہوئے ہیں مگر ہے یہ کہ پیراں نمی پرند مریداں می پرانند۔ پیر من خس است اعتقاد من بس است تو جھوٹی بات گھڑ ھنی ہی ہوں گی۔

ب دوسرا واقعہ حضرت شیر بیشہ سنت سیف اللہ المسلول مولانا ہدایت رسول صاحب قادری برکاتی نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا گڑھا اور ان پر اتہام لگایا، بہتان اٹھایا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۸۳

ایک دن آپ ڈاک میں آئے ہوئے خطوط سے سنتے سب سے پہلا خط جو پڑھا گیا بمبئی سے آیا ہوا کارڈ تھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ مولوی ہدایت الرسول کو ایک منکوحہ عورت سے نکاح کرنے کے جرم میں عدالت سے سزائے قید کا حکم سنایا گیا۔ بعض سامعین کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت

سے بڑے مخالف تھے مگر آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا انا للہ و انا الیہ

راجعون۔

یہ واقعہ بھی بالکل جھوٹ دوسرے پاتک فترا و بہتان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت شیر بیشہ سنت کو محض حق گوئی اور گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف بولنے کی وجہ سے ضرور سزائے قید ہوئی مگر کسی شوہر دار عورت سے نکاح کرنے کے الزام میں ہرگز انہیں سزا نہ ہوئی۔ یہ بھی بے سرو پا بالکل جھوٹ بہتان محض ہے، جس کی علت وہی ہے کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے۔ تو جو حضرت کا مخالف ہوا مورد الزام بنا۔

ن حضرت سیدالفحول عاشق رسول مولانا فضل رسول صاحب بدیونی قدس سرہ نے حق کی حمایت میں تقریر و تحریر کا پورا زور صرف فرمایا، اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ناطقہ بند کر دیا، اسی وجہ سے ان کے متعلق بھی ایک مضحکہ خیز قصہ گڑھا، اور اس پر اپنی کم علمی تو بیت سے حاشیہ بھی چڑھایا، حالانکہ یہ سب مولوی عاشق الٰہی صاحب کی بے عملی و کم فہمی ہے۔ اگر انہوں نے ایسا وعظ کہا تو ٹھیک کہا اور بالکل درست فرمایا، ان کی تجہیل میرٹھی صاحب کی نادانی و حماقت ہے ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۳۶ مولوی گنگوہی صاحب کی طالب علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں مولوی فضل رسول صاحب دہلی آئے اور ان کے وعظ میں ہم بھی گئے، وہ بیان کر رہے تھے ـــــ لوگ بزرگوں کے نام کے جانوروں کو حرام کہتے ہیں، بعد ان فعل سے اس جانور کی جس یا فضل ہونے کی چیز بدل گئی، جس کی وجہ سے اس کی ماہیت میں فرق آگیا، اور بجائے غیر اللہ کے نام سے نامزد ہونے سے حرام ہوتا ہے تو جس کی عبادت کی جائے وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہونا چاہئے۔ تو سب گنگا کا پانی حرام ہونا چاہئے ـــــ حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں تو یہ باتیں اور دلیلیں سن کر ان کی تقریر سے نفرت ہوگئی، اٹھ کر چلے آئے اور پھر کبھی ان کے پاس نہیں گئے۔

مولوی رشید احمد صاحب نے بیشک سچ کہا، ضرور حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب کی تقریر سن کر ان کو نفرت ہوگئی ہوگی، اٹھ کر چلے آئے ہوں گے، اور پھر کبھی ان کے پاس نہیں گئے ہوں گے۔ مگر اس میں حضرت مولانا فضل رسول صاحب یا ان کی تقریر کا قصور نہیں، بلکہ گنگوہی صاحب کے مرض قلبی وہابیت کے سبب ایسا ہوا۔ فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے:

قد تنكر العين ضوء الشمس من رمد   وينكر الفم طعم الماء من سقم

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج

بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

جب دکھتی ہوئی آنکھوں کی یہ حالت ہے [illegible] اور بیمار زبانوں کی یہ کیفیت ہے تو بیمار دل [illegible] یہ عجب۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب نے اس واقعہ کو نقل [illegible] کی اصلاح مناسب جانتا ہوں۔

سب سے پہلے لفظ لوگ پر حاشیہ لکھا ——— (۱)

بندہ خدا سے کوئی پوچھے [illegible]

پھر حاشیوں کے اخیر میں لکھا ——— ۱۲ ابنہٗ

مولوی صاحب [illegible] نہیں [illegible] ہیں، [illegible] ہے؟

مثلاً اس جگہ لکھتے ہیں کہ وہ حاشیہ کس شخص کا ہو جس کی عبارت [illegible] ہیں۔ یہ عبارت تو ان کے [illegible] مطابق حضرت مولانا فضل رسول صاحب [illegible] یہ حاشیہ بھی انہیں کا ہے جو اس پر [illegible] لکھا، اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں [illegible]۔

[illegible] عبارت نقل یہ عبارت گنگوہی صاحب کی [illegible] رسول صاحب کا ہے اور عبارت گنگوہی صاحب کی [illegible] گنگوہی صاحب کا نہیں، اور اگر بالفرض حاشیہ بھی انہیں کا ہے [illegible]

آپ ہی جلسہ میں موجود تھے پوچھ لیتے، تو وہ آپ کو تفسیر کی کتابیں پڑھنے کی ہدایت فرماتے کہ مفسرین مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۝ کے معنی ماذبح لغیر اللّٰہ فرماتے ہیں۔ الاھلال کے لغوی معنی ہرگز یہاں مراد نہیں، بلکہ جو جانور کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے، ورنہ دنیا بھر کے سب حلال جانور حرام ہو جائیں گے کہ یہ زید کی بکری، یہ عمر کی گائے ہے، یہ بکر کا اونٹ ہے، عام طور پر شرقاً غرباً اسی طرح مروج ہے، اور ہر ایک کے زبان زد ہے، تو بروایتے سب مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ہوں، اور سب کا کھانا حرام ہو جائے۔ ع: آفریں ہے اس ذکاء وفہم پر

مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای ذبح الاصنام (تفسیر مدارک سورہ بقرہ) مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای ما ذکر علیہ غیر اللّٰہ و ھو ما کان یذبح لاجل الاصنام (جامع المضمرات ـــــ مفردات راغب اصفہانی) مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ھو ما ذبح لآلھۃ (لسان العرب) مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای مسمی غیر اللّٰہ عند ذبحہ (مصباح) قولہ مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ھو الذبح لغیر اللّٰہ (شیخ محسن کشف المحجوب فی القرآن) ومَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای رفع الصوت لغیر اللّٰہ بہ و ھو قولھم باسم اللات والعزی عند ذبحہ (تفسیر کشاف) ومَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم (بیضاوی) ورفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح (انوش ـــــ تاج العطشی ـــــ حاشیہ عبدالحکیم) قولہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم ھذا اصلہ ثم جعل عبارۃ عما ذبح لغیر اللّٰہ (حاشیہ) فمعنی قولہ مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ما ذبح للاصنام و الطواغیت (شیخ زادہ) مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی ماذبح للاصنام و الطواغیت (خازن) او فسقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بہ یعنی ماذبح علی غیر اسم اللّٰہ (خازن [illegible]) وما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای ما رفع ملتبسا بہ ای بذبحہ الصوت لغیر اللّٰہ ([illegible]) وما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزی فحرم [illegible] ذلک (تفسیر [illegible]) وما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم [illegible] ما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای ما ذکر علی ذبحہ غیر اسم اللّٰہ (تفسیر مظہری) [illegible] اُھِلَّ بِہٖ [illegible] سواء [illegible] ذبحہ [illegible] (فتح الالٰہ) وما اُھِلَّ بہ

لغیر اللہ ما ذبح لغیر اسم اللہ عمدا للاصنام (تنویر المقباس) وما اُهلّ به لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیره تعالیٰ (جلالین) والباء بمعنی فی ولا بد من حذف مضاف ای فی ذبحه لان المعنی وما صیح فی ذبحه لغیر اللہ (حاشیہ جمل) اهل ای صوت فیه باسم لغیر اللہ به بسبب ذبحه (تبصرة الرحمن) وما اهل به ای وحرم ما ذکر علیه بذبحه اسم لغیر اللہ (عیون التفاسیر) وما اُهلّ به لغیر اللہ ای رفع فیه الصوت بذکر غیر اللہ وهو ما ذبح للاصنام (تفسیر علامہ سلمی) وما اُهلّ به لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیره (سراج منیر) وما اُهلّ به لغیر اللہ قال الربیع بن انس یعنی ما ذکر عند ذبحه اسم غیر اللہ (تفسیر مظہری) وما اُهلّ به لغیر اللہ ای رفع به الصوت عند ذبحه لغیر اللہ صنما کان وثنا او غیر ذلک (تفسیر [illegible]) وما اُهلّ به لغیر اللہ و آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا (فتح الرحمن شاہ ولی اللہ دہلوی) وما اهل به و آنچہ [illegible] کردہ شدہ است برائے غیر خدا (تفسیر توضیح) وما اهل به [illegible] وقت ذبح لغیر اللہ [illegible] غیر خدا بنام بتاں یا بنام پیغمبراں بکشند اخرج ابن [illegible] عباس فی قوله تعالیٰ وما اهل قال ذبح (در منثور ـــــ فتح القدیر) وما اُهلّ به لغیر اللہ ای علی غیر اسم اللہ (تفسیر [illegible]) وما اُهلّ به لغیر اللہ ای وحرم ما رفع به الصوت عند ذبحه للصنم (روح البیان) وما اُهلّ به لغیر اللہ معناه ذبح به لاسم غیر [illegible] (تفسیرات الاحمدیہ) وما اُهلّ به لغیر اللہ ای رفع الصوت بذبحه لغیر اللہ

(تفسیر عارف باللہ محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ)

سر دست چھتیس تفسیر کی کتابوں کی یہ عبارتیں حاضر ہیں، اور [illegible] کریں جہاں جہاں گئی ہے، ہر جگہ دیکھیے تو عبارتیں بیشمار ہو جائیں گی اور دین و دیانت والے کے لیے یہ عبارتیں بھی کافی ہیں کہ اس آیہ کریمہ کا کیا مطلب علما کے نزدیک ہے، پھر اس عبارت کو پیش کر اپنی جہالت کا پردہ فاش کرتا ہے۔

دوسرا حاشیہ "کون سی چیز بدل گئی" پر لکھا:

گردن مروڑی مرغی شاید آپ کے نزدیک حلال ہو کیونکہ

اس کی جنس و فصل نہیں بدلی۔ ۱۲ منہ

مولوی [illegible] صاحب نے منطق کی کوئی ایک کتاب بھی پڑھی ہے یہ بدعت سمجھ کر بالکل [illegible] سے جیوں میں اگر یہ نحو کی کتاب پڑھتے ہوتے تو [illegible] مردہ مرغی کے [illegible] میں یہ سوال نہ کرتے، اور جان لیتے کہ جس مرغی کو اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے جو رب، وہ جو ہر جسم نامی حساس متحرک بالارادہ تھی۔ اور گلا مروڑ دینے سے بعد نہ وہ جسم نامی ہے، نہ حساس نہ متحرک بالارادہ (تو وہ) مرغی کی نہ جنس میں شامل نہ فصل میں شامل، بلکہ اب ۱۲ جماد و جسم کے اجناس بعیدہ میں بھی اشتراک نہ [illegible] نے سچ کہا ہے کہ وہابیت اور عقل میں تباین کی نسبت ہے، کبھی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

تیسرا اعتراض [illegible]

> [illegible] قیاس ہے اس قاعدے کے موافق تو جس خون کے قطرے سے
> نمازی کے کپڑے اور کنوئیں کا منوں پانی ناپاک ہو جائے تو بدن جس میں
> [illegible] قاتل
> [illegible] گوشت خون سے [illegible]
> ہے ذبح کے بعد بھی نجس ہے گوشت بھی حرام ہوا۔ ۱۲ منہ

[illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
[illegible]
تحریر بہت واضح اور صاف ہے کہ ——

> کہ وہابیوں کے اعتقاد کے مطابق حلال محض غیر خدا کا نام لگ جانے
> سے حرام ہو جائے، تو جس حلال چیز [illegible] پرستش و عبادت کی جاتی ہو جیسے گنگا کا
> پانی وہ تو بدرجہ اولی حرام ہوگا۔

[illegible] مولوی صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ

> ایک قطرہ خون سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے، تو بدن جس میں

سینکڑوں قطرے خون بھرے ہوئے ہیں بدرجۂ اولیٰ ناپاک ہوگا۔

قربان جایئے آپ کی لیاقت اور فقہی قابلیت سے [illegible]

کیا خون کی بھی [illegible]

معلوم ہے [illegible] نسبت "علمی حیثیت سے [illegible]

مسنون [illegible]

ضرور بدن ناپاک ہو جائے گا۔ خون جب تک اپنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہونا چاہیے، اور آپ کے قاعدہ سے نماز کے قابل نہیں۔ [illegible]

کہ نماز سے ہمیشہ کیلیے فرصت ہوگئی۔ اس کے ساتھ [illegible]

[illegible]

بھی [illegible]

ہوگیا [illegible] بھی ناپاک [illegible]

[illegible]

بدن میں گوشت ہوگیا [illegible]

[illegible] حضرت مولانا شاہ فضل [illegible] صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

پانی پھیر دیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ❁ میلش اندر طعنہ پاکاں برد

[illegible] حضرت [illegible] شاہ [illegible] صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

تھے کہ ہر طرح کی کہا کرتے (ان کی کتابوں میں الحاقات کو دیکھتے [illegible]

کی طرح دریدہ دہن بدزبان تھے کہ جو جی میں آیا کہہ دیا۔ [illegible]

سنت جو کی مت دین عالم، وارث لا نبی، رسول اللہ کے دین کے سچے ناشر کو جیسا ہونا چاہیے، ان تمام خوبیوں سے جامع تھے۔ کسی سبب سے ان سے خوش نہیں مگر صاف طور پر ان کو برا بھی نہیں کہہ سکتے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے چچا، استاد اور پیر تھے، نہ ان کے سبب پر طعن کرتے تھے نہ علم پر، نہ مرتبہ ولایت پر، بزرگی میں رہتے، اور موقع بموقع قول معمول سنا دیا کرتے ہیں۔ تذکرہ رشید جلد ۲ ص ۲۴۔

(مکمل ہے)

ایک دن مولانا محمد حسین صاحب نے دریافت کیا اس کی کیا وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں، اور مانتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں، حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا میاں اکبروں کو تو تمہیں بھی ذکی تھی، اور مجھے بھی بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحب ان کو رفع کرنا چاہتے تھے، اس وجہ سے کہ بات لگا کر کہتے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب سے وعظ کے بعد کسی شخص نے پوچھا حضرت بڑے پیر صاحب کا کا نماز پڑھنا کیسا ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا حدیث میں تو نہیں آیا ہے، ہاں فعل مشائخ ہے۔ میر محبوب علی صاحب وہاں موجود تھے، سائل حدیث اور فعل مشائخ کو نہیں پوچھتا وہ تو حکم شرعی دریافت کرتا ہے شاہ صاحب نے پھر وہی فرمایا میر محبوب علی صاحب نے کہا صاف فرمایئے جائز ہے یا ناجائز۔ تب تو سائل بھی ضد کر گیا اور وہ بات پوچھنے لگا شاہ عبدالعزیز صاحب نے میر محبوب علی کو ڈانٹ دیا، کہ مجھے کسی سے گالیاں سنوانی چاہتا ہے۔ جب وعظ ختم ہوا سب لوگ چلے گئے تو اس وقت میر محبوب علی صاحب نے سائل سے کہا سن لو حضرت اس نماز کو ناجائز فرماتے ہیں، مگر گالیوں کی ڈر سے صاف جواب نہیں دیتے اس قصہ کے

بعد امام ربانی نے فرمایا کہ بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں [illegible] بات

چھوٹی نہیں، شاہ اسحٰق اور مولوی اسمٰعیل صاحب ان سب [illegible] کا یہ [illegible]

مشرب تھا مگر شاہ اسحٰق صاحب سے تحقیق [illegible] فائدہ نہ

ہوا مولوی اسمٰعیل صاحب سے صاف [illegible]

آپ نے دیکھا کیسے مزے میں شاہ عبدالعزیز صاحب [illegible] ہے؟ ابتدا میں کہا کہ [illegible] بات کا

کہا کرتے تھے، اخیر میں یہ بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا، غرض یہ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز

صاحب کے علم و فتویٰ سے کچھ نفع نہیں ہوا (شاید [illegible] مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح بات

بات پر لوگوں کو مشرک نہیں کہا کرتے تھے) چونکہ حضرت [illegible] شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے

متعلق یہ خیال کہ وہ گمراہوں کے ڈر سے حق چھپاتے تھے [illegible] کہتے تھے کس درجہ ان کی کھلی

توہین ہے۔ [illegible] مسئلہ وثبوت میں پیش [illegible]

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا مسلک [illegible] حق سے [illegible] جیسا

[illegible] گمراہوں [illegible]

تو وہابیہ مولوی اسمٰعیل نے [illegible] کی [illegible] پھر یہ [illegible]

کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر گمراہوں کے ڈر سے صاف جواب نہیں [illegible]

واقعہ واقعی حق ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ [illegible]

ہے حدیث میں اس کا حکم نہیں تو مخالفت بھی نہیں [illegible]

کا بیان دینی شروع کر دیں گے، جس طرح وما اهل [illegible] مسئلہ [illegible]

[illegible] بھی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق [illegible]

امر کی پرواہ نہ کرتے تھے جو بات حق ہوتی اس کو بیان فرماتے [illegible]

سے تحقیق فرماتے تھے۔ گمراہوں کے ڈر سے حق چھپاتے [illegible]

تحفہ اثنا عشریہ تحریر نہ فرماتے بات لگا کر کہنے کی انہیں ضرورت [illegible]

فرمانا کہ حدیث سے ثابت نہیں اس لیے تم اپنے کو اس حدیث [illegible]

[illegible] مشائخ سے ثابت ہے اجو ان حضرات
[illegible] پڑھیں۔ کس قدر صاف اور سیدھی بات تفصیل کے
[illegible] خطوں سے تعبیر کیا، اور بات لگا کر جواب دینا بتایا۔ بات وہی
[illegible] شرکت [illegible] نہ تھے اس لیے باوجود استاذ الاساتذہ ہونے
[illegible] فی الدین وغیرہ [illegible]۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

۵ [illegible] مفتی صدر الدین صاحب مولوی محمد [illegible] صاحب و حضرت شاہ احمد سعید صاحب یہ
[illegible] تھے، لیکن مولوی عبدالغنی صاحب کے ایسے خیالات
[illegible] بنادیا۔ ایک واقعہ لکھ ملاحظہ
[illegible] ۳

> اس زمانہ میں دہلی کے اندر مولود کے بڑے جھگڑے پڑے تھے۔ انہیں
> [illegible] مفتی صدر الدین صاحب [illegible] ایک مضمون جواز قیام کا لکھ کر
> شاہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں لائے، اور پڑھ کر سنایا۔ شاہ صاحب
> [illegible] شاہ عبدالغنی صاحب بھی
> [illegible]
> چاہتے تھے تب شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ ان باتوں کو کون منع
> [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] کھڑے ہو کر نہیں جائز ہے، انکار تو اس پر ہے
> [illegible] مد نظر ہے تو پھر اس کی کیا وجہ کہ فقط ذکر ولادت شریف کے
> [illegible] شریف بھی اگر مجلس مولود کے
> [illegible] دلیل لکھیں جن کا
> [illegible]
> [illegible]

کے بعد مولانا نے فرمایا میں دونوں صاحبوں شاہ محمد سعید صاحب اور مفتی صاحب کا شاگرد ہوں مفتی صاحب سے [illegible] کا [illegible]

کبھی ظاہر نہ کیا۔

اس واقعہ میں مفتی صدر الدین صاحب نے شاہ محمد سعید صاحب [illegible] کی بات کا وزن نہ تھا ان کی تصدیق کی کوئی وقعت نہ تھی [illegible] صاحب [illegible] تصدیق [illegible] شاہ محمد سعید صاحب کی بات کو ٹھیک [illegible] بالکل کچ اور علمی پائے سے گری ہوئی بات [illegible] کہ جب قیام [illegible] اس [illegible] وقت [illegible] نہیں کرتے ہیں نہ کہ اس وقت خاص میں کرنے پر۔ کیونکہ [illegible] مستحب کام اگر کسی وقت کریں اور دوسرے وقت نہ کریں تو نہ کرنے پر اعتراض [illegible] پر [illegible] معلوم ہو کہ [illegible] اس کو اس طرح خیال کرنا چاہیے کہ کوئی شخص مثلاً صرف فجر کی نماز پڑھا کرے اور [illegible] تو اس کو یوں کہنا چاہیے کہ اور وقتوں کی نمازیں کیوں نہیں پڑھتے [illegible] شاہ محمد سعید صاحب کا پہلا [illegible] صوفیائے عظام جو قیام وقت ذکر ولادت باسعادت [illegible] کے استاد شاہ عبد الغنی صاحب [illegible] اب میں بعض علمائے کرام [illegible] تاکہ عام لوگوں پر ان حضرات کی حقیقت کھل جائے۔

(۱) علامہ علی بن برہان الدین حلبی صاحب [illegible]

(۲) علامہ تقی الدین سبکی

(۳) علامہ سید جعفر برزنجی صاحب رسالہ عقد الجوھر

(۴) مولانا رفیع الدین صاحب سند بح الحرمین

(۵) فاضل اجل جعفر بن اسمٰعیل مدنی صاحب الکوکب الانور علی عقد الجوھر

(۶) امام [illegible] صاحب [illegible] السیرۃ الشامی جنہوں نے تصریح فرمائی قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اھل السنۃ و الجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی بیشک امت مصطفی ﷺ میں سے اہل سنت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی ﷺ فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی

(۷) علامہ مداتی رحمہ اللہ

(۸) علامہ ابوزید مصنف رسالہ میلاد

(۹) حضرت زین الحرمین مکرم مولانا سید محمد بن زین دحلان کی مصنف کتاب مستطاب

الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ

(۱۰) علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر کی مفتی حنفیہ مکہ معظمہ

(۱۱) علامہ انباری مصنف مورد الظمآن

(۱۲) [illegible]

(۱۳) مولانا صدیق بن عبدالرحمن کمال

(۱۴) [illegible] محمد [illegible] مکی

(۱۵) مولانا حسین بن ابراہیم مالکی مکی

(۱۶) مولانا محمد بن یحیی حنبلی مفتی حنابلہ

(۱۷) مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ

(۱۸) سراج العلما مولانا عبداللہ سراج کی مفتی حنفیہ

(۱۹) مولانا عمر بن ابی بکر شافعی

(۲۰) مولانا محمد بن حسین حنفی [illegible]

(۲۱) مولانا محمد بن محمد عرب شافعی

(۲۲) مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی

(۲۳)مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ

(۲۴)مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی

(۲۵)مولانا ناصر بن علی بن احمد

(۲۶)مولانا عباس بن جعفر بن صدیق

(۲۷)مولانا احمد فتاح

(۲۸)مولانا محمد بن سلیمان

(۲۹)مولانا محمد عباس

(۳۰)مولانا محمد صالح

(۳۱)مولانا یحییٰ بن بکرم

(۳۲)مولانا علی شامی

(۳۳)مولانا علی بن عبداللہ

(۳۴)مولانا علی ملحان

(۳۵)مولانا محمد بن [illegible]

(۳۶)مولانا محمد بن عبداللہ

(۳۷)مولانا احمد بن محمد خلیل

(۳۸)مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی۔

ان تمام [illegible] عبارتیں [illegible] [illegible] فاضل بریلوی قدس سرہ [illegible] مبارکہ [illegible] مدینہ منورہ [illegible] کے بارے میں فتویٰ [illegible] جس پر تیس علماء [illegible] انتخاب کا فتویٰ [illegible] جس میں [illegible]
لانکارہ علی شیٔ حسن عنداللہ وعند المسلمین۔ [illegible]

ہے اور [illegible] جس چیز کا انکار یہ لوگ [illegible] اور مسلمانوں سے [illegible] تحقیق [illegible] تصدیقات ہیں [illegible] میں [illegible] بھی چھپے ہیں جن پر [illegible] مہر و دستخط ہیں [illegible] منصف انصاف کرے [illegible] قدر علماء [illegible] معظمہ مدینہ منورہ [illegible] جدہ [illegible] شام [illegible] [illegible] مصر [illegible] افغانستان [illegible] جن کا تعلق قابل قبول [illegible] معمول ہے [illegible] مذہب [illegible] قیام کا قول [illegible] اہل [illegible] وقت [illegible] ولادت شریف کے بیان [illegible] قیام ہوتا ہے [illegible] اہل سنت [illegible] فرماتے ہیں

> اس کی وجہ نہایت روشن اور صدہا سال سے علمائے کرام و بلاد [illegible] میں [illegible] معمول [illegible] فرماتے ہیں کہ ذکر [illegible] صاحب [illegible] ﷺ کی تعظیم [illegible] قدس [illegible] ہے اور [illegible] ایک صورت [illegible] بھی ہے [illegible] صورت [illegible] وقت [illegible] معظم [illegible] کی جاتی ہے [illegible] ولادت حضور سید المعظمین ﷺ کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی۔ واللہ اعلم۔

• [illegible] ملفوظ کر لکھا کہ:

> [illegible] بعد نہایت محبت سے فرمانے لگے میاں رشید! یہ بھی ہو [illegible] جواب دیا اور [illegible] صاحب کے اصرار سے کھانا وہیں تناول فرمایا۔ مفتی صاحب نے فرمایا میاں رشید! تم ہی اچھے ہو کہ تارک دنیا ہو گئے، ہماری [illegible] کہتے [illegible] جاتے تھے

[illegible] مولانا [illegible] ایک [illegible]

[illegible] حضرت مفتی صاحب [illegible] رشید [illegible]

[illegible]

[illegible] تم [illegible]

[illegible] مفتی صاحب [illegible]

[illegible] حضرت مفتی صاحب [illegible] حاصل [illegible]

[illegible]

چلتی تھی۔

[illegible]

[illegible] شخص [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جناب مفتی صاحب [illegible]

حلال کہتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible] کے باعث خراب [illegible]

الدین صاحب نے اس کی نئی جلد بندھوا کر شاہ صاحب [illegible]

کو واپس کیا، اور لے جانے والے سے کہہ دیا کہ شاہ صاحب سے یہ عرض

کر دینا کہ موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی

[illegible] مفتی صدر[illegible] صاحب سرکاری [illegible]

[illegible] تنخواہ [illegible] وقت [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کتاب [illegible] جلد [illegible]

لیوں جناب! یہ یہاں کی فقہ دانی [illegible] جس سے سرکاری [illegible] تنخواہ [illegible] تو جناب مفتی صاحب نے بھولا [illegible] موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے۔ اس کے ماننے میں [illegible] جو شخص سرکاری ملازم ہو اس کی موروثی چیز [illegible]؟ بہت [illegible] تھی تو [illegible] تعریف ہے یا ہجو؟"

[illegible] مفتی [illegible] صاحب [illegible] والد [illegible] صاحب تھی تو [illegible] وقت [illegible] تھی [illegible]

[illegible] مفتی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] مفتی صدر[illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] جناب مفتی صدرالدین صاحب نے یہ

[illegible]

[illegible] سے رونا یہ ان کے مرتبہ علیا کی دلیل ہے۔

ع: جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

کا مضمون ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الرحمۃ اللہ علی [illegible]

ط حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے [illegible]

صاحب [illegible]

مولوی صاحب نے ان کی بھی ہجو کر ڈالی۔ جس میں ہے

> ایک مرتبہ مولوی ولایت علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مأۃ مسائل مولانا اسحٰق صاحب کا رد کیا ہے اور وہ چھپ بھی گیا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب [illegible]
>
> [illegible]
>
> [illegible]

[illegible] مسائل کا جواب [illegible] تصنیف [illegible]

[illegible]

[illegible]

سے اختلاف تھا؟

[illegible] اس کے بعد شاہ صاحب [illegible] استغراق

سے چھپا ہے استغراق اور [illegible]

[illegible] شاہ [illegible] خاں نامی ایک [illegible]

[illegible] آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا مگر داڑھی منڈی

[illegible] شخص نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ [illegible] داڑھی

منڈاتا ہے اور [illegible] آپ کی مجلس میں آیا کرتا ہے، شاہ صاحب نے تعجب

سے فرمایا کہ [illegible] کرتے ہیں [illegible] میں [illegible] منع کروں گا۔ تھوڑی

[illegible] صاحب جو حاضر ہوئے تو شاہ صاحب نے ان سے پوچھا کہ

خاں صاحب تم داڑھی منڈاتے ہو خاں صاحب نے جواب دیا کہ حضرت

ابھی میری داڑھی نکلی کہاں ہے؟ شاہ صاحب کو فوراً یقین [illegible]

[illegible] داڑھی نکلی کہاں

ہے۔

[illegible] گنگوہی [illegible] رشید احمد صاحب کا استغراق جناب شاہ احمد سعید صاحب

[illegible] صوفی صافی دوسرے کے عیوب کی طرف خیال نہ

[illegible] دیکھا جان کر بوڑھے شخص کے کہنے پر یقین [illegible] کہ ابھی اس کی داڑھی

[illegible] برداشت غالب ہوتی ہے کہ [illegible] داڑھی [illegible]

[illegible] استغراق [illegible] مولوی صاحب

[illegible] استغراق [illegible] شاہ صاحب نے

[illegible] مسائل ارشاد [illegible] نیز [illegible] استغراق

[illegible] پھر بھی آپ فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب سے

[illegible] استغراق [illegible] استغراق ہے کہ [illegible] پوری کتاب کا

[illegible] صاحب سے بھی ماہ

[illegible] مسئلہ حق کے خلاف

[illegible] اور یہ مولوی [illegible]

حسن صاحب دیوروی شاگرد مولوی رشید احمد صاحب کا بھی استغراق میں استغراق بھی معلوم نہیں۔

حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مئة مسائل کا جواب کہاں اور [illegible] مطبع میں چھپ ہے؟ شاہ صاحب نے مسائل اربعین کا [illegible] مسائل کا [illegible] فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ مگر [illegible]

لی: اسی حصہ میں ہے:-

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا شاہ احمد سعید صاحب کے یہاں [illegible] صوفیوں کا حال ہے کچی پکی سب طرح کی باتیں تھیں۔ (صفحہ ۳۴)

شاہ احمد سعید صاحب تو کسی کو رنجیدہ کرنا چاہتے ہی نہ تھے [illegible] [illegible] کر دی گئی ہو تو عجب نہیں۔ (صفحہ ۳۴)

شاہ احمد سعید صاحب پر ایک حالت کا غلبہ تھا جس میں شاہ صاحب معذور تھے، حسن ظن دلدہی مروت اور سب سے زیادہ استغراق بکثرت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ معتقدین [illegible] (صفحہ ۳۴)

انا للہ وانا الیہ راجعون [illegible] ایک عالم متقی پرہیزگار صوفی شرعی ذمہ دار شخص [illegible] ہونے کی وجہ سے جو طبع؟

تو جب ان سعادت مندوں کی زبان وقلم سے ان کے شیخ [illegible] معاصر اور وہ بھی شیر بیشہ حق و دیانت جو ہمیشہ ان کی اصلاح [illegible] ان کی [illegible] کا انداز شگفتہ جواب تحریر [illegible] رہنے کے سوا مرتے دم تک کسی تحریر کے جواب دینے کی ہمت [illegible]

[illegible] بات جس وقت یہ دونوں مریدوں کی مدد فرمائیں، بہت تھوڑا ہے۔ مگر یقین کرنا چاہئے کہ قیامت کے

دن ان مخصوص کا [illegible] ہوگا، [illegible] اپنے [illegible] ۔ الا لعنة الله على الظلمين

الا لعنة الله على الكفرين ۔ (ملخصاً)

۹) ۔ میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور کو دیکھا تھا، گورے چٹے، [illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] اعلیٰ حضرت بہت ہی عزت و تکریم سے [illegible] ۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا

صاحب کا [illegible] سوالات جواب طلب بھیجا کرتے، فتاویٰ میں

[illegible] اعلیٰ حضرت [illegible]

[illegible] تحریر فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت [illegible] بہت مانا کرتے، جب

[illegible] مرزا صاحب مرحوم و مغفور [illegible]

[illegible] اعلیٰ حضرت ان کا بہت [illegible] اور وہ جو [illegible] عرض کرتے [illegible]

[illegible] صاحب تقویٰ اور اعلیٰ حضرت کے فدائی [illegible] تھے۔ خدا [illegible]

[illegible] عبد الغنی بیگ صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسجد میں [illegible]

۱۰) [illegible] بعد ہوئی۔ (ملخصاً)

۱۱) ۔ یہ حضرت کے معتقدوں میں تھے اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲) [illegible]

[illegible]

مکان تھا، جس کا ایک حصہ حضرت حجۃ الاسلام نے خرید کر خانقاہ میں شامل کر لیا ہے، اور دوسرے حصے کے متعلق حضرت مفتی اعظم کے بات چیت مرزا صاحب مرحوم کے منجھلے صاحبزادے احمد مرزا صاحب سے ہو رہی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ بھی شامل خانقاہ ہو جائے۔ مرزا اسماعیل بیگ صاحب کے والد کا نام مرزا ابراہیم بیگ تھا، جو مرزا اسفندیار بیگ کے صاحبزادے تھے، انہیں مرزا اسفندیار بیگ کی صاحبزادی حسینی خانم سے حضرت رئیس الاتقیاء مولانا نقی علی خان صاحب کی شادی ہوئی، اس واسطے جناب مرزا اسماعیل بیگ صاحب اعلیٰ حضرت کے حقیقی ماموں زاد بھائی تھے۔

(۱۴) مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۱۲ میں حضرت عمر سے روایت ہے ایک بار صحابی رسول حضرت عثمان غنی مسجد کی سیڑھی میں اداس بیٹھے تھے کہ حضرت عمر فاروق نے سلام کیا مگر حضرت عثمان نے جواب نہیں دیا تو صدیق اکبر کے پاس جا کر شکایت کی۔ حضرت صدیق اکبر عمر فاروق کو لیے ہوئے عثمان غنی کے پاس آئے، اور سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ پوچھی۔ حضرت عثمان نے عمر فاروق کی آمد ہی کا انکار کر دیا تو عمر فاروق قسم کھا بیٹھے۔ اس پر عثمان غنی نے بھی قسم کھائی اور کہا کہ خدا کی قسم مجھے آپ کے تشریف لانے اور سلام کرنے کا احساس تک نہیں ہوا۔ صدیق اکبر نے حضرت عثمان کی تصدیق کی اور فرمایا کہ آپ کسی فکر میں مستغرق رہے تو احساس نہیں ہو پایا

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں مشہور محدث حضرت امام مسلم کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سے مذاکرہ حدیث کی ایک مجلس میں کسی نے کوئی حدیث پوچھی بروقت یاد نہیں آئی تو گھر آ کر کتابوں کے مطالعہ میں منہمک ہو گئے۔ قریب ہی کھجور کا ٹوکرا رکھا تھا۔ ایک ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈالتے گئے اور احساس تک نہیں ہوا کہ پورا ٹوکرا ختم کر گئے ہیں، جب حدیث مل گئی تو احساس ہوا۔ کہتے ہیں اس وقت کی زیادتی خوراک آپ کی موت کا سبب بن گئی۔

وسبب وفات او غریب است دارد گویند در مجلس مذاکرہ حدیث او را از حدیثے
پرسیدند و آں حدیث را نہ شناخت بمنزل خود آمد و یک سبد خرما نزد او گزاشتہ بود
کتابہائے خود آں حدیث را تجسس می کرد و دانہ دانہ خرما بطریق [illegible]

ہمیشہ تست وی ... حدیث یافتہ شد و رحم تمام گشت در شکم وقرحہ سبب او را

شورے نزد وایں کثرت اکل سبب موت او شد۔

جو لوگ امام احمد رضا کے اس واقعۂ بہول پر اعتراض کرتے ہیں، کیا ان کا اعتراض امام احمد رضا کے بارے میں درحقیقت امام مسلم اور صحابی رسول حضرت عثمان غنی پر بھی نہیں ہو رہا ہے؟ (تفصیل امام احمد رضا حقائق کے جائزے میں از فقیہ محمد مطیع ... رضوی غفرلہ۔)

(۲) اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہ ہے اللہ عزوجل کا فضل اپنے اس بندے پر جس نے یہ علوم اصلاً کسی سے نہ سیکھے نہ ان میں کوئی کتاب پڑھی مگر ... فلسفہ کی صرف پہلی شکل اور دو جز شرح ... حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد اور شرح چغمینی صرف پندرہ ورق جناب مولانا مولوی عبد العلی صاحب رامپوری مرحوم مغفور سے وہ بھی جناب موصوف کے فرمانے سے۔ اس وقت فقیر انیس سال کا تھا درس و تدریس کا ختم ہو گیا تھا ... بوجہ قرابت جانا اور کچھ دن ٹھہرنا ہوتا مولوی صاحب ... مرحوم کے یہاں حضرت موصوف تشریف لائے مسئلہ امتناع نظیر کا تذکرہ ہوا فقیر نے اس میں وہ تقریریں بیان کیں کہ مولانا ان پر متعجب ہوئے اور فرمایا کیا پڑھتے ہو؟ عرض کی درس ... پیشتر ختم ہو گیا سب کچھ اپنے حضرت والد ماجد سے پڑھا۔ فرمایا شرح چغمینی پڑھی ہے؟ عرض کی نہ۔ فرمایا ... ہم سے پڑھو کہ اس فن کا ایسا جاننے والا نہ پاؤ گے۔ ان کے فرمانے سے ان چند روز قیام میں یہ پندرہ ورق پڑھے کسی دن ڈھائی ورق ہوتے کہ فقیر صرف عبارت پڑھتا چلا جاتا جہاں حضرت کو خیال ہوتا کہ نہ سمجھا ہوگا، تقریر فرما لیتے مطلب عرض کرتا کسی دن آدھی سطر ہوتی جس میں فقیر کو کوئی شبہ ہوتا اس کی تقریر و بحث میں وقت ختم ہو جاتا۔

... اس نعمت کا اظہار ضروری تھا کہ ناشکری نہ ہو (الکشف ملخصاً ص ۹۹ تا ۱۰۰)

... حضرت فقیہ عصر ... رضوی ... الموسوم ... کہتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ... میں کہ یہ ... قبل طلوع ... معلوم ہونے لگتا ہے، اسی طرح ... بھی معلوم ... حضرت سے یہ جواب ... ہوگا، جو سید صاحب

[illegible]

(ایسے) دو ملاء مختلف میں ہو کر گزرے جو کثافت و لطافت میں اختلاف رکھتے ہوں تو خطوط شعاعیہ جب ان دونوں ملاء کے سطح ملتقی پر پہونچیں گے ٹوٹ جائیں گی اور جس سمت میں جارہی تھی اس سے نیچے ہو کر گزرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر [illegible] تالاب میں کوئی لکڑی سیدھی اس طرح [illegible] جائے کہ اس کا ایک حصہ پانی میں ہو اور ایک حصہ باہر۔ تو پانی کی سطح پر جو اس کا حصہ ہے نگاہ سے دیکھنے میں ٹوٹا ہوا معلوم ہوگا۔ کہ پہلے نگاہ ملاء ہوا میں گزری، پھر [illegible] میں کہ بہ نسبت [illegible] ہوا کے کثیف تر ہے۔ یوں ہی طلوع و غروب کے وقت آسمان کی طرف دیکھنے میں نگاہ [illegible] قطع کرتی ہے [illegible] کثیف ہے [illegible] ملتقی پر پہونچ کر ٹوٹ جائیں گی [illegible] نگاہ [illegible] شرق [illegible] مرئی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

16) [illegible]

17) [illegible]

18) [illegible] ۱۲۹۹ [illegible] ۱۲۹ [illegible]

19) اس مقام پر اس سے نقل شدہ عبارت اس قدر ناقص [illegible] تھی کہ [illegible] دشواری تھی تو فقیر نے اس کتاب کی جستجو میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا مگر افسوس کہ کہیں سے دستیاب نہیں ہوئی۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں اس کا قلمی [illegible] مولانا سید شاہد علی صاحب نے بڑی مشکلوں کے ساتھ [illegible] اس فقیر کو ارسال فرمایا وہ مطبوعہ مصر ہے۔ بہر حال [illegible] میں مولانا موصوف کی کرم فرمائی کا حد درجہ ممنون ہوں۔

(۲۰) [illegible] (ص ۱۰۰)

(۲۱) [illegible] ہو گئے۔

(۲۲) [illegible] کارنامہ [illegible] تھی۔ [illegible] ۱۳۱۲ھ [illegible] دارالعلوم تھا۔ [illegible] حضرت [illegible] تھے۔ [illegible] ۱۳۲۲ھ میں [illegible] اس وقت تک [illegible] کے لیے تشریف [illegible] تھی۔ مولوی محمد [illegible]

تصانيف العلامة الحجة

تصانیف

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی پیدائش اور نشو ونما اس خاندان میں ہوئی جو علمی
علمی خاندان تھا، جہاں درس وتدریس، وعظ وتقریر اور سب سے زیادہ تصنیف
وتالیف، نشر وتحریر کا دستور تھا۔ اس لیے آپ نے ہوش سنبھالتے ہی تصنیف
وتالیف کا [illegible] اس لیے قدرت آپ کی طبیعت کا میلان تدریس
وتقریر سے [illegible] تصنیف وتالیف کی طرف [illegible]۔ وہ قدرت کو آگے
[illegible] ان کے [illegible] سے زمانہ دراز
تک [illegible] اس لیے بھی
ضروری تھا کہ حضور تدریس وتقریر سے [illegible] تصنیف وتحریر کی طرف زیادہ
توجہ فرمائیں۔

اس لیے کہ تدریس وتقریر کا اثر محدود [illegible] ہوتا ہے۔
اور تصنیف وتحریر کا اثر غیر محدود [illegible] دیر تک باقی رہنے والا ہوتا
ہے۔ [illegible] جنھوں نے اپنے
[illegible] جس میں اپنے علوم
[illegible] سے بھی واقف نہیں
[illegible] کن علوم کے جامع تھے؟ بہتوں کے
[illegible] ہی چلتا ہے تو دوسرے علمائے معاصرین یا

بعد کے لوگوں کی تحریکی کی بدولت۔ مثلاً امام غزالی، امام رازی، اصحاب [illegible] تا ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین [illegible] کی تالیفات وتصنیفات کی بدولت [illegible] (الف) [illegible] فنون کے [illegible] ہو رہے ہیں۔

مگر [illegible] مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی برکت سے امام [illegible] تصوف کی [illegible] العمود [illegible] عالم ہیں۔

[illegible] تعریف میں عربی زبان میں ایک رسالہ تصنیف [illegible] فی اعلام الحمد والہدایۃ ہے۔

میں نے ۱۳۲۷ھ میں حسب فرمائش مولانا المعظم [illegible] مولانا مولوی سید محمد عبدالجبار صاحب قادری حیدرآبادی [illegible] رحمۃ واسعۃ یوم ینادی المنادی، [illegible] فنون میں تصنیف [illegible] تاریخی [illegible]

[illegible] رحمہ اللہ علیہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان کو بطور

[illegible]

منقسم ہیں۔

1. تصانیف خاصہ جن کے نام تاریخی ہیں۔
2. تصانیف خاصہ جن کے نام تاریخی نہیں۔
3. [illegible] جن کے نام تاریخی ہیں۔
4. [illegible] جن کے نام تاریخی نہیں۔

[illegible] سوم و چہارم [illegible] بنام تلامذہ و اصحاب ہیں، لیکن درحقیقت (ان کو)

[illegible]

المجدد میں دیا ہے۔ پہلے ان سب واقعات ترتیب سے ذکر کروں گا۔ اس کے بعد پھر ان کو بترتیب فنون وعلوم ذکر کرتے جو [illegible] ہے [illegible] پیش [illegible]

نظر سے گذری ہیں ان سے بعض تفصیلی حالات لکھوں گا۔ ورنہ فقط [illegible]

حالت پر [illegible] کروں گا۔ اس کے بعد [illegible] [illegible]

۱۳۲۷ھ کے بعد سے سال وفات تک کی تصنیفات وار [illegible] چارٹ سے

ان کا شمار، سال تصنیف، نام کتاب، فن، زبان، کیفیت مضمون لکھوں گا۔ اس کے

بعد پھر ان سب کو بھی بترتیب علوم وفنون ذکر کرکے تفصیلی حالات بیان کروں گا۔

وباللہ التوفیق وبیدہ أزمۃ التحقیق۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تصانیف خاصہ

		نام کتاب	[illegible]		[illegible]	مضمون کتب
	۲۹۵	[illegible]	کلام	[illegible]	[illegible]	حمد اہدایت کی تعریف
۲	۲۹۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	رد خطا اسمٰعیل دہلوی
۳	۲۵۰	[illegible]	کلام	[illegible]	[illegible]	مسئلہ صفت باری تعالیٰ تحقیق مذہب اہل سنت
	۲۹۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	شرح ابی طالب میں داخل کر دیا گیا
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] لکھنو	مسائل حج و زیارت کا بیان یہ رسالہ بار اول کے حج میں [illegible] میں ایک دن میں تالیف فرمایا
۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صدیق اکبر کی سید عالم ﷺ سے [illegible] عشق
		[illegible]	[illegible]		[illegible]	صدیق و فاروق کے صدہا [illegible] احادیث میں آئے

١٠	=	مقمع المعرس فی [illegible] المعرس	عقائد	ع	مبیضہ	[illegible] کتاب[م]
١١	=	[illegible]	فضائل وورد	ھ	مسودہ	فضائل القدس میں ایمان افروز کتاب[م]
١٢	١٢٩٨	اعتقاد الاحباب فی الجمیل و المصطفیٰ والال والاصحاب	عقائد	ھ	مبیضہ	اللہ ورسول وآل واصحاب کے باب میں اہل سنت کے اعتقاد[م]
١٣	=	احکام الأحکام فی التناول من ید من مالہ حرام	فقہ	ھ	اکثر مبیضہ	مال حرام والے کے ساتھ معاملات اور اس سے [illegible]
١٤	=	انفس الفکر فی قربان البقر	فقہ ورد ھنود	ھ	مبیضہ	ہندوستان میں گائے کی قربانی [illegible]
١٥	=	اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل	فضائل	ھ	مسودہ	جبریل امین خادم مصطفیٰ ﷺ ہیں
[illegible]	=	الامر باحترام المقابر	فقہ ورد	ھ	مبیضہ	[illegible]
[illegible]	١٢٩٩	اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تہامہ	[illegible] وہابیة	[illegible]	[illegible]	[illegible] [م]
[illegible]	١٢٩٩	ھدی الحیران فی نفی الفیئ عن شمس الاکوان	فضائل [illegible] ورد	[illegible]	[illegible]	[illegible] باب میں ایک مخالف کارد[م]
١٩	=	حسن البراعة فی تنفیذ حکم الجماعة	فقہ	ع	مسودہ	جماعت اولیٰ اور مسجد واجب ہے

۲۰		النعیم المقیم فی فرحة مولد النبی الکریم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۱	۱۳۰۰	الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	آیۃ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی تفسیر [۲]
۲۲		بدل الصفا لعبد [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۳		البشری العاجلة من تحف آجلة	[illegible]	[illegible]		[illegible]
۲۴		الندیر الهائل لکل جلف جاهل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵	۱۳۰۱	منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۶		المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۷		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۸	۱۳۰۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	دیہات کا رائج ٹھیکہ حرام اور جواز کی صورت
۲۹		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	دفع وبا کو اذان

۳۰	۱۳۰۳	[illegible] لطیفہ سکرروسر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۱	۱۳۰۳	الاهلال بفیض الاولیاء بعد الوصال	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۲	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۳	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۴	=	صرح المرام فی [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۵	۱۳۰۶	مقامع الحدید [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۶	=	معدل الزلال فی اثبات الهلال	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۷	=	طوالع النور فی حکم السرج علی القبور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۸	=	البارقة الشمعاء علی سائد نطق بالکفر طوعا	[illegible]	[illegible]	مقتدر بلوکا فر ہے

۳۹	-	[illegible] المحروه [illegible] [illegible]	فقه	ع	[illegible]	[illegible] تعزیہ بھی جاری ہوتا ہے اس کو گناہ کہنا خطا ہے
۴۰	=	انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول الله	فقه ورد	ھ	مسودہ	یارسول اللہ یاعلی کہنے کا جواز
۴۱	=	التاج المکلل فی انارة مدلول کان یفعل	[illegible] فقه	ع	[illegible]	لفظ کان یفعل دوام میں نص نہیں
۴۲	۱۳۰۵	تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین	عقائد	ھ	مطبوعہ بریلی	سید انبیاء ﷺ کے سب انبیاء سے افضل ہونے پر دلیل (تیس سو حدیثیں)
۴۳	=	حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات	عقائد و رد [illegible]	ھ	مطبوعہ سنبھل	اموات کے دیکھنے سننے کا ثبوت اور بعد وصال اولیاء کے فیوض وبرکات [م]
۴۴	=	انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار	فقه ورد	ھ	مطبوعہ بریلی	نماز غوثیہ کا ثبوت مطبوعہ
۴۵	-	ازھار الانوار من صبا صلاۃ الاسرار	[illegible]	ع	مطبوعہ	[illegible] وبرکات نماز غوثیہ [م]
۴۶	-	اسماع الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین	حدیث [illegible]	ع ھ	مطبوعہ	شفاعت اقدس ﷺ میں چہل حدیث [م]
۴۷	-	[illegible] المسجل فی [illegible] الوطر للمعجل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	زوجہ بعد وطی بھی مہر موجل لینے کے لیے اپنے نفس کو روک سکتی ہے

۴۸	=	النهي الاكيد عن الصلاة وراء عدى التقليد	فقہ، رد غیر مقلدین	ح	مبیضہ	غیر مقلدوں کے پیچھے نماز محض ناجائز ہے [۴]
۴۹	=	[illegible] احكام مجاوره الحرمين	فقہ	ن	مبیضہ	[illegible] رہنا کیسا ہے [۴]
۵۰	-	[illegible] الهلال [illegible] ما احدث الناس في امر الهلال	فقہ، رد گنگوہی	ح	[illegible]	[illegible]
۵۱	-	باب علام مصطفیٰ	عقائد وعلم	ھ	مبیضہ	شامل رسالہ بذل الصفا کیا گیا
۵۲	-	[illegible] الافلاك [illegible] حديث لولاك	حدیث	ن	[illegible]	حدیث لولاک [illegible]
۵۳	=	التحبير بباب التدبير	فقہ	ھ	مبیضہ	[illegible]
۵۴	-	احسن المقاصد في بيان ما نزه عنه المساجد	فقہ	ھ	ناتمام	کیا کیا چیزیں [illegible] ناروا ہیں
۵۵	-	اريج كامل لحكم القعدة في المكتوبة والنوافل	فقہ	ع	ناتمام	[illegible] قعدہ [illegible]
۵۶		زهر الصلاة من شجرة اكارم الهداة	اذکار	ع	مبیضہ	درود میں شجرہ طیبہ کے اسماء مع دیگر [۴]
۵۷	۱۳۰۶	صفائح اللجين في كون التصافح بكفي اليدين	فقہ، رد غیر مقلدین	ھ	اہل سنت	مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے [۴]

[illegible]	[illegible] العدادية منقب [illegible] في الذب عن الحمرية	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] اعتراض کارد
[illegible]	[illegible] هندوستان [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

٦٦	١٣٠٧	حکم رجوع من ولی فی نفقة العرس والجهاز والحلی	فقه	ه	مبیضہ	نسب ولی وجہیز یا عرس شادی میں خرچ اٹھایا دوسرے کی اجازت کے بغیر کرنے کا کیا حکم ہے اور شوہر کی طرف سے بیوی میں جو زیور یا جوڑا آتا ہے وہ کس کی ملک ہے
٦٧	=	المنح المليحه فيما نهى عن اجزاء الذبيحه	فقه	ع	مسودہ	ذبیحہ سے بائیس چیز کھانے کی ممانعت [م]
٦٨	=	سبحان السبوح عن عيب كذب مقبوح	عقائد ورد وهابيه	ه	مطبوعہ ناشر ...	امکان کذب کا رد
٦٩	=	الزهر الباسم فی حرمة الزكاة علی بنی هاشم	فقه	ه	طبع غیر ...	سادات پر زکاۃ حرام ہے ان کے دیے ادا نہ ہوگی
٧٠	–	تجلی المشکاة لانارة اسئلة الزکاة	فقه	ه	مسودہ پشتہ	مسائل زکاۃ کے نفیس قانون [م]
٧١	=	التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد	فقه	ه	مبیضہ	مسجد کا صحن بھی مسجد ہے [م]
٧٢	=	شرح الحقوق لطرح العقوق	اخلاق	ه	مبیضہ	ابوین، زوجین، استاذ وغیرہ کے حقوق [م]
٧٣	=	حك العيب فی حرمة تسوید الشیب	فقه	ه	مبیضہ	سیاہ خضاب حرام ہے [م]
٧٤	=	حقة المرجان لمهم حكم الدخان	فقه	ه	حنفیہ	حقے اور تمباکو کے احکام [م]

۷۵	-	عقاب الاوا ر ان لا نکاح بمجرد الاقرار	فقه	ه	مبیضہ	صرف مرد وزن کے اس اقرار سے کہ ہم زن وشو ہیں نکاح نہیں ہوتا[م]
۷۶	-	الحجة الفاتحة لطيب التعيين والفاتحة	فقه ورد وهابيه	ه	مبیضہ	دن معین کرنے اور دیگر تقییدات فاتحہ کا حکم[م]
۷۷	=	سرور العيد السعيد في حل الدعاء بعد صلاة العيد	فقه ورد وهابيه	ه	مبیضہ	نماز عید کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت[م]
۷۸	=	الصافية الموحية لحكم جلود الاضحية	فقه ورد گنگوہی	ع	مبیضہ	پوست قربانی مسجد ومدرسہ میں صرف کرنا[م]
۷۹	=	الطرة في ستر العورة	فقه	ع	مسودہ	ستر عورت مرد وزن کی تفصیل
۸۰	۱۳۰۸	کشف حقائق واسرار ودقائق	تصوف	ه	مطبوعہ سیتاپور	سوالات تصوف کا جواب
۸۱	-	الحرف الحسن في الكتابة على الكفن	فقه ورد وهابيه	ه	مبیضہ	کفن پر کلمہ وغیرہ لکھنے کا مسئلہ[م]
۸۲	-	ابر المقال في استحسان قبلة الاجلال	فقه ورد وهابيه	ه	مبیضہ	[illegible] ت وپائے مشائخ وعلما وآستانہ مزارات وغیرہ پر بوسہ تعظیمی کا بیان[م]
۸۳		[illegible]	فقه	ع	مبیضہ	تہذیب نامہ و [illegible] نامہ میں [illegible]

۸۴	۱۳۰۹	الیاقوتة الواسطه فی قلب عقد الرابطه	سلوک ورد وھابیه	ه	اہل سنت بریلی	تصور برزخ کا جواز
۸۵	=	النیر الشہابی علی تدلیس الوہابی	رد غیر مقلدین	ه	مجلد	رد تقلید غیر مقلدوں کے بعض شبہات کا جواب [م]
۸۶	=	اعز الاکتناہ فی رد صدقه مانع الزکاة	ترغیب و ترھیب	ه	مجلد	جو زکوٰۃ نہ دے اس کا صدقہ قبول نہیں [م]
۸۷	=	لطائف الرحمن فی امنعه الذوق والاثر	فقه	ه	مجلد	چاندی سونے کی کیا چیزیں [illegible] عورتوں کو [illegible] اور کیا ناجائز [م]
۸۸	=	سبحان القدوس عن تقدیس نجس منکوس	عقائد ورد وھابیه	ه	۱۳۰۷	[illegible] امکان کذب [illegible] خرافات رسالہ تقدیس القدیر
۸۹	=	اسماء الحذاق مسالک النفاق	حدیث	ه	سوده	فرق اعتقادی و عملی کا فرق اور [illegible] کے بارے میں حدیث [illegible]
۹۰	=	انوار الحکم فی معانی میعاد استجب لکم	تفسیر	ف	سوده	[illegible]
۹۱	۱۳۱۰	اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد	حدیث	ه	مجلد	[illegible] حقوق العباد سے نجات مل سکتی ہے [م]
۹۲	=	مشعلة الارشاد الی حقوق الاولاد	حلاق	ه	مجلد	[illegible]

۹۳	=	رفع السداوا فی حکم السوائب وطرح المالك	فقه	ھ	مبیضہ	بجار اور ھندو گنگا میں گھبا ڈالتے ہیں ان کا حکم
۹۴	=	حبی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت	فقہ	ھ	مبیضہ	اہل میت کی طرف سے اغنیا کی دعوت منع ہے [م]
۹۵	=	یسر المراد لمن ام الضاد	فقه	ع	مسودہ	تحقیقات حرف ضاد درراہ مارہرہ گم شد
۹۶	۱۳۰۱	الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء	فقہ وعقائد وردوہابیہ	ھ	مطبع اہل سنت	فضائل اقدس وردشرک وہابیہ میں بے مثل کتاب [م]
۹۷	=	منبۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب	فضائل	ھ	اہل سنت	تمام احکام شرعیہ حضور کے اختیار میں شامل ہیں [م]
۹۸	=	برکات الامداد لاھل الاستمداد	فقہ ورد	ھ	اہل سنت	اولیاء سے استعانت کا ثبوت
۹۹	=	بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاۃ الجنائز	فقہ ورد وہابیہ	ھ	مطبوعہ بمبئی	نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دعا کا جواز
۰۰	=	الھدایۃ المبارکہ فی خلق الملئکہ	حدیث	ھ	مبیضہ	ملئکہ کی پیدائش وموت کا بیان [م]
۱۰	-	حسن الاحقاق فی کلمات الطلاق	فقہ	ھ	مبیضہ	الفاظ طلاق کا بیان کہ ان سے بائن پڑتی ہے یا ان سے رجعی [م]

۱۰۲	=	صمع المسرعين بجواب الاسئلة العشرين	ردوہابیہ	ف	مسودہ	وہابیہ کے متعلق ۲۰ سوالوں کا جواب
۱۰۳	=	مولود [illegible] حقيقة الروح	تصوف	ع	مسودہ	روح کیا شئی ہے
۱۰۴	=	العمى والعور لمن عمد [illegible]	فقہ و رد گنگوہی	ف	مسودہ	[illegible] آرزو [illegible] گنگوہی کا رد [م]
۱۰۵	۱۳۱۲	الكوكبة الشهابية في كفريات ابي الوهابية	کلام و رد وہابیہ	ف	اہل سنت	[illegible] وہابیہ [illegible] [م]
۱۰۶	=	سل السيوف الهندية على كفريات بابا النجدية	عقائد	ف	[illegible] خطیب پٹنہ	[illegible] الموسومہ [illegible] خلاصہ [م]
۱۰۷	=	وشاح الجيد في تحليل معانقة العيد	فقہ و رد وہابیہ	ف	اہل سنت	عید کے بعد معانقہ نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے [م]
۱۰۸	=	اوصاف الرجيح في بسملة التراويح	فقہ و رد غیرمقلد	ف	اہل سنت	[illegible] بسم اللہ [illegible]
۱۰۹	=	السيوف المحمدية على عائب ابي حنيفة	اصول فقہ ورد غیر مقلدین	ف	مبیضہ	[illegible]
۱۱۰	-	العروس المعطار في زمن دعوة الافطار	اذکار	ف	مبیضہ	[illegible] افطار [illegible]

١	-		القلادة المرصعة فی نحر الاجوبة الاربعة	فقه	ھ	مبیضہ	اشرف علی تھانوی کے چار فتووں پر تحریر [۴]
١١٢	-		سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء	عقائد و معاملہ	ھ	اہل سنت	مدار کے مرغ اور چہل تن کی گائے وغیرہ کا حکم [۴]
١١٣	=		ستر جمیل فی مسائل السراویل	فقہ	ھ	مبیضہ	ڈھیلے اور تنگ پائجاموں اور تہبند کا حکم
١١٤	=		المنطف جواب مسائل التصوف	تصوف	ھ	مسودہ	سوالات تصوف کا جواب
١١٥	=		اطائب التہانی فی النکاح الثانی	فقہ و رد وہابیہ	ھ	مبیضہ	نکاح ثانی میں وہابیہ کا تشدد باطل ہے [۴]
٢			راد القحط والوباء بدعوة الجیران ومواساة الفقراء	فقہ	ھ	مبیضہ	قحط و وبا میں مسلمانوں کی دعوت نافع ہے
١	=		[illegible]	فضائل	ھ	مبیضہ	مولیٰ علی پر کبھی بالقطع بھی لفظ کفر نہیں آیا [۴]
١١٨	=		[illegible] السری عن [illegible] المصری	مناقب	ع ھ	مبیضہ	شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی جناب میں عقیدت
٩			[illegible]	فقہ	ع ب	مبیضہ	تحقیق یہ ہے کہ سنت کا عرف عرب کس ہے
٢٠			[illegible] الہجد نفل او سنة	فقہ	ھ	مبیضہ	تہجد نفل ہے یا سنت

۱۲۱	=	حق الاحقاق فی حلائة من سوا ول الطلاق	فقه	ه	سپیضہ	ایک مسئلہ طلاق کی نفیس تحقیق
۱۲۲	=	حمل ثناء الائمه علی علم سراج الامه	مناقب ورد غیر مقلد	ه	مسودہ	ائمہ نے امام اعظم کی کیا کیا مدح کی
۱۲۳	=	عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوك الاسلام	عقائد ورد مفسقه	ه	مسودہ	فضائل امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۴	=	اعلام الصحابة الموافقین للامیر معوية وام المومنین	تاریخ ورد مفسقه	ه	ناتمام	کون کون صحابہ امیر معویہ اور ام المومنین کے ساتھ تھے
۱۲۵	=	ذب الاهواء الواهیه فی باب الامیر معاویه	عقائد ورد [illegible]	ه	ناتمام	امیر معویہ پر سے مطاعن کا دفع
۱۲۶	۱۳۱۳	[illegible] الکاب [illegible] سوال [illegible] الفصل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی	اصول فقه	ه	[illegible]	[illegible]
۱۲۷	—	حاوی [illegible] لکشف [illegible]	عقائد ورد	ه	[illegible]	[illegible]
۱۲۸	=	مراسلات سنت [illegible]	مناظرہ ورد [illegible]	ه	مطبع نظامی	[illegible]

۱۲۹	=		سوالات حقائق نما بروس ندوة العلما	رد ندوہ	ھ	مطبوعہ مدینہ بجنور	ندوہ پر ستر سوال جن کے جواب سے علمائے ندوہ آج تک عاجز ہیں۔
۱۳۰	=		حاجز البحرين الواقى عن جمع الصلاتين	فقہ ورد غیر مقلدین	ھ	مطبع اہل سنت	سفر میں دو نماز ملا کر پڑھنا جائز نہیں ورد اشد نذیر حسین دہلوی
۱۳۱	=		الهاد الكاف فی حكم الضعاف	اصول حدیث	ھ	بمبئی	حدیث ضعیف پر عمل کے احکام
۱۳۲	=		لوامع البهاء فی المصر للجمعة والاربع عقبها	فقہ ورد غیر مقلدین	ف	مبیضہ	جمعہ کے لیے شہر شرط اور چار رکعت احتیاطی کا بیان
۱۳۳	۔		الكاس الدهاق باضافة الطلاق	فقہ	ع	مبیضہ	طلاق میں زوجہ کیطرف اضافت کا بیان
۱۳۴	۔		مدارج طبقات الحديث	اصول حدیث	ع	مبیضہ	کتب حدیث کا تفرقہ مرتب
۱۳۵	=		القطوف الدانية لمن احسن الجماعة الثانية	[illegible] ۲۲ھ	ع ھ	مبیضہ	جماعت ثانیہ کا جواز اور اس کی تفصیل [م]
۱۳۶	=		الاحاديث الراوية لمدح الامير معوية	[illegible]	ع ھ	مسودہ	مناقب امیر معویہ کی حدیثیں
			الرد الاشد البهی فی [illegible] الجماعة علی الگنگوهی	فقہ ورد گنگوہی	ھ	مسودہ	دربارہ جماعت ثانیہ فتوی گنگوہی کا رد

۱۳۸	۱۳۱۳	عقد البیان لحرمة ابقاحی اللسان	فقه	ع	مبیضہ	دودھ کی بھیجی حرام ہے اور ایک بیباک کا رد
۱۳۹	ـ	هادی الاضحیه بالشاة الهندیه	فقه	ھ	مبیضہ	چھ مہینے کی بھیڑ قربانی میں روا ہے
۱۴۰	۱۳۱۵	لمعة الضحی فی اعفاء اللحی	فقه ورد بدعیه	ھ	مطبوعہ [illegible]	داڑھی رکھنے کا وجوب اور اس کے کتروانے والے پر سخت سخت وعیدیں
۱۴۱	=	النهی الحاجز عن تکرار صلاة الجنائز	فقه ورد [illegible]	ھ	بانکی پور	ایک جنازہ پر دوبار نماز جائز نہیں ہے
۱۴۲	=	شفاء الواله فی صور الحبیب ومزاره ونعاله	فقه ورد وهابیه	ھ	[illegible]	نقشہ مزار اقدس ونعل مبارک کا ہے
۱۴۳	=	الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام	تفسیر ورد نصاری	ھ	مبیضہ	[illegible] اور پادریوں کا رد
۱۴۴	=	مروج النجا لخروج النساء	فقه	ھ	مسودہ	[illegible]
۴۵	=	النفحة الفائحة من مسك سورة الفاتحة	تفسیر ومسائل وردوهابیه	ھ	مبیضہ	[illegible] کا رد
۱۴۶	=	نعم الزاد لروم الضاد	تجوید	ق	مبیضہ	حرف ضاد کی تحقیق

۱۴۷	=	تجویز الرد عن تزویج الابعد	فقہ	ھ	مبیضہ	ولی ابعد کا نکاح کیا ہوا کس صورت میں رد ہو سکتا ہے اور ولی اقرب سے کیا مراد ہے۔
۱۴۸	-	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام	فضائل	ھ	مبیضہ	حضور اقدس ﷺ کے والدین آدم و حوا تک عبد اللہ و آمنہ تک سب اہل توحید اسلام ہیں
۱۴۹		ہبۃ النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالزنا	فقہ ورد غیر مقلد	ھ	مطبوعہ کانپور	زنا و شہوت سے چھونے سے عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔
۱۵۰	-	الاعلام بحال البخور فی الصیام	فقہ	ھ	مبیضہ	دھوئیں کے پاس جانے یا دھوئیں کا کام کرنے سے روزہ نہیں جاتا [م]
۱۵۱	-	المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع	فرائض	ھ	مبیضہ	جو عصبہ مثلاً تیس پشت میں جا کر ملے اس کی وراثت میں شبہات کا جواب
۱۵۲	=	التحریر الجید فی بیع حق المسجد	فقہ	ھ	اہل سنت	مسجد میں سے کوئی شی بیچنے کے احکام
۱۵۳	۱۳۱۶	شرح المطالب فی مبحث ابی طالب	کلام	ھ	بمبئی	ابو طالب کی موت اسلام پر نہ ہوئی
۱۵۴		الوفاق المتین بین سماع الدفین وجواب الیمین	فقہ ورد وہابیہ	ھ	اہل سنت	سماع موتی کے جواب میں مسئلہ قسم سے استدلال اور وہابیہ کا رد جلیل

۱۵۵	=	إزالة العار بحجر الكرائم عن كلاب النار	فقہ ورد وہابیہ	ھ	مبیضہ	بدمذہب سے شادی کرنا منع ہے [م]
۱۵۶	=	تفاسیر الاحکام لفدیۃ الصلاۃ والصیام	فقہ	ھ	مبیضہ	بعد موت نماز روزہ کے فدیہ کے مفصل مسائل [م]
۱۵۷	-	حسن التام فی بیان الصلاۃ قبل المعراج	سیر	ف ھ	مبیضہ	معراج سے پہلے نماز کس طرح تھی [م]
۱۵۸	=	انجح الجد فی حفظ المسجد	فقہ	ھ	مبیضہ	مسجد قدیم پر سے دعوے کا رد
۱۵۹	۱۳۱۷	جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ	عقائد ورد	ھ	[illegible]	منکران ختم نبوت کے رد میں [illegible] حدیثیں
۱۶۰	=	الشرعۃ البہیۃ فی تحدید الوصیۃ	فقہ	ھ	مبیضہ	وصیت کی جامع مانع تعریف کیا ہے اور اس کی دونوں قسموں کا بیان
۱۶۱	=	ماحی الضلالۃ فی انکحۃ الہند وبنجالہ	فقہ	ھ	مبیضہ	ہندوستان وبنگالہ میں نکاح کے جو طریقے رائج ہیں ان کی تفصیل
۱۶۲	=	نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال	سیر	ھ	حنفیہ پٹنہ	نبی کریم ﷺ کے روز وماہ وتاریخ ولادت اقدس ووفات کی جلیل تحقیق
۱۶۳	=	حاوی الحرمین برجف ندوۃ المین	عقائد ورد ندوہ	ع	بمبئی	رد ندوہ میں حرمین شریفین سے [illegible] ہے

١٦٤	=	[illegible] عدم [illegible]	-	ف	بمبئی	فتاویٰ مذکور کا ترجمہ
١٦٥	=	خلص فوائد فتویٰ		ف	بمبئی	خلاصہ مضامین فتاوائے مذکور
١٦٦	=	الجام الصاد عن [illegible] الضاد	فقہ و تجوید	ف	حنفی پٹنہ	مسائل حرف ضاد اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ
١٦٧	=	طیب الامعان فی تعدد الجہات والابدان	فرائض	ع ف	مطبوعہ	ذوی الارحام میں تعدد جہات فروع سے تعدد اصل کی تحقیق منفرد
١٦٨	١٣١٨	انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ	عقائد و رد وہابیہ	ف	بمبئی و [illegible]	مسئلہ علم غیب کا مجمل وکافی بیان
١٦٩	-	[illegible] فی علم [illegible] [illegible]	عقائد و رد [illegible]	ف	مسودہ	مسئلہ علم غیب کا مفصل وشافی بیان
١٧٠	=	مالی الحبیب [illegible]	-	ع ف	مطبوعہ	مسئلہ علم غیب کے متعلق احادیث واقوال ائمہ کا ذخیرہ
١٧١	=	[illegible] فی [illegible]	فقہ	ع	[illegible]	[illegible] کی تحقیق
١٧٢	=	قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار	عقائد و [illegible]	ف	مطبوعہ	وہابیہ کے اس خیال کا رد کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے [م]
١٧٣	=	لمعۃ الشمعہ [illegible] الشعور باحکام الشعور	فقہ	ف	مطبوعہ	[illegible] سے متعلق [illegible]
١٧٤	=	خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال	فقہ	ف	مطبوعہ	کمانے اور سوال کرنے کا [illegible]

۱۷۵	=	الهنة الممتازة فی دعوات الجنازة	اذکار	ف ه	صحیفہ	جنازہ میں جو دعا میں حدیث میں آئیں ان کا بیان
۱۷۶	=	رادع التعسف عن الامام ابی یوسف	رد غیر مقلدین	ه	صحیفہ	[illegible] بارے میں امام ابو یوسف پر غیر مقلدوں کے [illegible] کا جواب [illegible]
۱۷۷	=	الفقه التسجیلی فی عجین النارجیلی	فقه	ف	مسودہ	دربارہ اشربہ قول امام کی تحقیق [illegible]
۱۷۸	=	اصفی البیان فی حکم مزروع هندوستان	فقه	ف ه	[illegible]	[illegible]
۱۷۹	۱۳۱۹	المقال الناهر ان منکر الفقه کافر	[illegible]	ه	[illegible]	[illegible]
۱۸۰	=	نقاء السلافة فی البیعة والخلافة	تصوف	ه	[illegible]	[illegible]
۱۸۱	=	اطائب الصیب علی ارض الطیب	اصول فقه	ف ه	[illegible]	[illegible]
۱۸۲	=	عزم البازی فی جو الریاضی	ریاضی	ع ه	[illegible]	[illegible]
۱۸۳	=	الموهبات فی المربعات	ارثماطیقی	ع	مسودہ	[illegible] کا مجموعہ ہوا اور ایسے مربعات کے عمل کا بیان

۱۸۴	-	اصدر الانشراح بحقیقة الاصباح	ہیئت	ع	مسودہ	صبح کیونکر ہوتی ہے اور اس کا سبب کیا ہے اور اس کے بارے میں امام فخر الدین رازی کے اعتراضات کا جواب
۱۸۵	=	الصراح الموجز فی تعدیل المرکز	ہیأت	ف	مبیضہ	ہیئت قدیمہ وجدیدہ دونوں پر مرکز شمس کی تعدیل معلوم کرنے کا طریقہ جس سے تقویم حاصل ہو
۸۶	=	الانجب الانیق فی طرق التعیین	توقیت	ف	مبیضہ	نماز روزہ کے اوقات کلیہ سے ہمیشہ کے اوقات جزئیہ نکالنے کے طریقے
۱۸۷	=	اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا	ہندسہ	ع ف	مبیضہ	مثلث مسطح ومثلث کروی کے اضلاع وزوایا میں معلوم سے مجہول کا جاننا اور شکل مغنی وظلی ونافع کا بیان
۸۸	=	کلام الفہیم فی سلاسل الجمع والتقسیم	حساب	ع	مبیضہ	سلسلہ جمع وتفریق وسلسلہ ضرب وتقسیم کا بیان اور علوم تازہ کا اضافہ
۱۸۹	۱۳۱۹	ربیع الاوقات للصوم والصلوات	توقیت	ھ	ناتمام	ہندوستان بلکہ تمام ایشیا کے شہروں میں ہر روز کے لیے اوقات نماز وروزہ کا استخراج
۹۰	۱۳۲۰	المعتمد المستند بناء نجاة الابد	کلام	ع	اہل سنت	عقائد اہل سنت کا بیان اور طوائف باطلہ کا رد
۹	۱۳۲۰	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب	عقائد کلام	ھ	-	قادیانی کی تکفیر [۲]
۹۲		رد الرفضہ	کلام	ھ	=	روافض زمانہ سنی کے وارث نہیں [۲۶]

۱۹۳	=	الحلية الاسما لحكم بعض الاسماء	فقه	ه	جنفب	بعض ناموں کا جواز وعدم جواز
۱۹۴	=	الحراء المهما لعلمة كهيا	ردو علمه وگنگوهی	ه	مبیضہ	مجلس میلاد مبارک میں فتوی گنگوہی کا رد
۱۹۵	=	طرق اثبات الهلال	فقه	ه	مبیضہ	ثبوت ہلال کے سات طریق شرعی کا بیان [م]
۱۹۶	-	تيجان الصواب في قيام الامام في المحراب	فقه	ف	مبیضہ	معانی محراب اور اس میں قیام امام کی تحقیق [م]
۱۹۷	=	نور قلع وهره في السمره والسكره	فقه	ع	مبیضہ	بخار کا بیمہ
۱۹۸	=	الاحكام والعلل في اشكال الاحتلام والبلل	فقه	ع،ه	مسودہ	احتلام اور تری دیکھنے کی صورتیں اور ان کے حکموں کی تحقیق [م]
۱۹۹	=	اظهار الحق الجلي	رد غیر مقلدین	ه	مبیضہ	مقدمہ غیر مقلدین آرہ ۱۳۲۱ معاملات اہل سنت وہابیہ وو یہ بند میں پیش آئے اور زبانی ان کے جوابات لکھا گئے [م]
۲۰۰	=	معارك الحروح على الحويب المصروح	رد غیر مقلدین	ه	مبیضہ	یہ وہ ۲۹۹ جرح ہیں جو اہل سنت کی طرف سے بمقدمہ مذکورہ کچہری میں داخل کی گئیں۔
۲۰۱	=	مرعاة الحسان في الهبوط عن المنبر لمدح السلطان	فقه	ه	مبیضہ	خطبہ میں مدح سلطان کے وقت ایک سیڑھی اترنے کا حکم [م]

۲۰۲	=	المحل التحبیر فی حکم السماع و المزامیر	فقہ و رد	ھ	مبیضہ	سماع و مزامیر و وجد کا بیان
۲۰۳	=	الموھبۃ الجدیدۃ فی وجود الحبیب بمواضع عدیدۃ	فضائل و رد وہابیہ	ھ	مبیضہ	نبی ﷺ کا ایک وقت میں کئی جگہ تشریف فرما ہونا
۲۰۴	=	بیبل مژدہ آزاد کیفر کفر نصاریٰ	رد نصاریٰ	ھ	مبیضہ	بیبل سے اسلام کی حقانیت اور بطلان نصرانیت
۲۰۵	=	منبۃ المنیۃ لوصول الحبیب الی العرش والرؤیۃ	سیر و فضائل	ھ	مبیضہ	نبی ﷺ کا عرش تک جانا اور دیدار الٰہی پانا [م]
۲۰۶	-	تاج توقیت	توقیت	ف	مبیضہ	اوقات خمسہ نماز وسحری وافطار نکالنے کے قواعد
۲۰۷	-	رامی زاغیاں معروف بہ دفع زیغ زاغ	فضائل ومناظرہ	ھ	طبع حنفیہ	کوے کی حرمت اور گنگوہی کا رد
۲۰۸	-	اوفی اللمعۃ فی اذان یوم الجمعۃ	فقہ	ھ	حنفیہ	جمعہ کی اذان ثانی بیرون مسجد محاذی منبر ہونا سنت ہے
۲۰۹	-	الجمل الدائرۃ فی خطوط الدائرۃ	ہندسہ	ف	مبیضہ	جیب وظل وسہم ودر وضلع کے بیان اور استخراج کا طریقہ
۲۱۰	۱۳۳۱	اصلاح النظر	رد غیر مقلدین	ھ	مبیضہ	مساجد اہل سنت میں غیر مقلدین کے آنے پر جو غیر ضروری پیش کی جاتی سوال کا جواب

۲۱۱	–	افصح الحکومة فی فصل الخصومة	فقه	ع	مبیضہ	ایک مقدمہ کا فیصلہ کہ علوم کثیرہ پر مشتمل
۲۱۲	=	[illegible] المحدث عن اهل الحدث	[illegible]	ع	مبیضہ	وہابیہ کو مساجد سے نکالنے کی بحث کہ اہل سنت کی طرف سے [illegible] چھپی ہوئی
۲۱۳	=	[illegible] السهم فی مسائل من نصف العم	فرائض	ف ع	مبیضہ	بعض مسائل فرائض کی تحقیق اور [illegible] بعض [illegible]
۲۱۴	[illegible]	اعالی الافادة فی تعزية الهند وبيان الشهادة	فقه	ع	[illegible]	[illegible]
۲۱۵	=	[illegible] المحاوبة عن حلف الطالب على طالب المواثبة	فقه	ع	مبیضہ	شفیع اگر طلب شہادت سے پہلے اپنا طلب مواثبہ کرنا مختلف بیان سے گواہوں سے منقول ہوگا
۲۱۶	=	اتیان الارواح لدیارهم بعد [illegible]	[illegible]	ع	مبیضہ	روحوں کا بعد موت اپنے گھر [illegible]
۲۱۷	۱۳۲۲	[illegible]	فقه	ف ع	مبیضہ	[illegible]
۲۱۸	–	[illegible] فی [illegible] من القرآن	[illegible]	ع	مبیضہ	[illegible] تحقیق [۲]

۲۱۹	=	جمع القرآن و[illegible] عزوه بعثمان	[illegible]	ع	مطبوعہ	قرآن عظیم یونہی جمع ہوا اور امیر المومنین عثمان کو جامع القرآن کیوں کہتے ہیں [م]
۲۲۰	=	[illegible] الناس عن جاحد الفاتحة و[illegible] والناس	کلام ورد [illegible]	ع	مبیضہ	جو سورہ فاتحہ یا معوذتین کی قرآنیت کا منکر ہو [illegible]
۲۲۱	=	اهلاك الوهابيين على توهين قبور المسلمين	فقہ ورد وہابیہ	ع	[illegible]	مسلمانوں کی قبر پر چلنا بیٹھنا مکان بنانا منع ہے وہابیوں کا رد
۲۲۲	۳۲۳	الاجوبة [illegible] مکة والمدینة	حدیث	ف	[illegible]	علمائے حرمین کو حدیث کا اجازت نامہ
۲۲۳		الدولة المكية بالمادة الغيبية	فضائل ورد وہابیہ	ف	مبیضہ	علم غیب کا رسالہ جو مکہ مکرمہ میں تصنیف ہوا [م]
۲۲۴	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۲۵	=	[illegible]	فقہ	[illegible]	مبیضہ	[illegible] قدر فیہ عامالی متعلق رمضان
۲۲۶	=	هادي الناس في رسوم الاعراس	فقہ ورد وہابیہ	[illegible]	مبیضہ	شادی کی بعض رسموں کے متعلق فتویٰ [م]
۲۲[illegible]	=	سنین ولوگارثم	ریاضی	[illegible]	مبیضہ	[illegible]
۲۲[illegible]		[illegible] المحذور	[illegible] صفی	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۲۲۹	=	مانحبی لاامصر عن تحدید المصر	فقه	ھ	سویضہ	شہر کے کیا معنی ہیں جمعہ وعیدین کہاں کہاں جائز ہیں۔
۲۳۰	=	رد القضاة الی حکم الولاة	فقه	ھ	سویضہ	ریاستوں کے فیصلے جو بطور مرافعہ آئے اور ان کے اغلاط ظاہر کیے گئے
۲۳۱	۱۳۲۴	حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین	عقائد ورد علمی و دیوبندیہ	ع	اہل سنت	قادیانی، تھانوی، انبیٹھوی نانوتوی کے بارے میں حرمین شریفین کے فتوے
۲۳۲	=	خلاصة فوائد فتاوی	=	ھ	اہل سنت	فتوی مذکور کا خلاصہ مضامین
۲۳۳	=	الجود الحلو فی ارکان الوضوء	فقه	ع ھ	اہل سنت	[illegible]
۲۳۴	=	تنویر القندیل فی احکام المندیل	فقه	ع ھ	اہل سنت	[illegible]
۲۳۵	-	الطراز المعلم فیما هو حدث من احوال الدم	فقه	ع ھ	اہل سنت	[illegible]
۲۳۶	=	لمع الاحکام ان لاوضوء من الزکام	فقه	ع ھ	اہل سنت	[illegible]
۲۳۷	۱۳۲۴	هداية المتعال فی حد الاستقبال	فقه	ھ	سویضہ	[illegible]
۲۳۸	=	کشف العله عن سمت القبله	توقیت	ھ	سویضہ	[illegible]
۲۳۹	=	الحق المجتلی فی احکام المبتلی	فقه	ھ	سویضہ	[illegible] تحقیق [illegible]

۲۴۰	-	[illegible] المطالع للتقويم والطالع	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ستاروں کی تقویم اور وقت کا طالع نکالنے کے قاعدے
۲۴۱	-	[illegible]	فقہ	ف	اہل سنت	[illegible] سے متعلق بعض مسائل مختصرہ کے بیان میں جو رسالہ مکہ میں تصنیف ہوا
۲۴۲	۱۳۲۵	[illegible] فی النوم	فقہ	ف	اہل سنت	[illegible] سونے سے وضو نہیں جاتا
۲۴۳	-	[illegible]	عقائد	[illegible]	اہل سنت	ترجمہ حسام الحرمین
۲۴۴	=	حدائق بخشش	[illegible]	[illegible]	[illegible]	منتخب دیوان نعت
۲۴۵	=	نبع الصدر لاسماع القلو[illegible]	عقائد ورد	[illegible]	[illegible]	مسئلہ تقدیر کا نفیس بیان
۲۴۶	-	الموصلات الملکیہ لمحب [illegible]	عقائد ورد	ع	مسودہ	الدولۃ المکیہ پر حضرت مصنف مدظلہم کا حاشیہ [م]
۲۴۷	=	تيسير الماعون للسكن في الطاعون	فقہ	[illegible]	[illegible]	طاعون سے بھاگنا حرام [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] علی حداء الوہابی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] الکواکب [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۲۵۰	=	حل المعادلات لقوى المكعبات	جبر ومقابلہ	ف	ناتمام	جبرو مقابلہ کے مساوات درجہ سوم پر نظر
۲۵۱	=	کتاب الا نماطیقی	ارثما طیقی	ف	مبیضہ	[illegible]
۲۵۲	=	[illegible] ده الطلوع والغروب للسیارہ والنجوم والقمر	ہیأت	ف	مبیضہ	قمر و متحیرات و ثوابت کے طلوع و غروب و مرور و نصف النہار کا وقت نکالنا
۲۵۳	۱۳۲۶	[illegible] آیات قرآن	عقائد [illegible]	[illegible]	[illegible]	شان رسالت میں ادنی گستاخی کفر ہے اور گستاخان زمانہ کی تکفیر و آیات کا بیان
۲۵۴	=	[illegible] شہنشاہ [illegible] المحبوب المحبوب [illegible] الله	فقہ و [illegible]	[illegible]	[illegible]	نبی ﷺ شہنشاہ [illegible] [illegible] خدا [illegible] نوعیت کے قبضے میں ہیں
۲۵۵	=	[illegible] الصلاة [illegible] او حسب قدر	فقہ ورد	ھ	مبیضہ	[illegible]
۲۵۶	-	دروء القبح عن درك وقت الصبح	توقیت	ھ	مبیضہ	[illegible]
۲۵۷	=	بدر الانوار فی اداب الآثار	فقہ [illegible] ورد	ھ	مبیضہ	[illegible] احکام اور زیارت پر معاوضہ [illegible]

۲۵۸	-	انباء الحی ان کتابه المصون تبیان لکل شیٔ	تفسیر و رد	ھ	مبیضہ	قرآن پاک میں تمام اشیائے عالم کا مفصل بیان [م]
۲۵۹	-	دامان باغ سبحان السبوح	عقائد و تفسیر	ھ	مطبع اہل سنت	امکان کذب میں خیالات امام الوہابیہ کا رد، شامل چابک لیث [م]
۲۶۰	=	المبین ختم النبیین	عقائد و تفسیر و رد	ھ	مسودہ	خاتم النبیین میں لام تعریف کی تحقیق [م]
۲۶۱	۳۲ھ	مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء	عقائد و رد و تصوف	ھ	مطبع [illegible]	جو طریقت کو شریعت سے جدا جانے وہ بددین ہے اہل طریقت علم علما کے محتاج ہیں۔
۲۶۲	-	الهادی الحاجب عن جنازة الغائب	[illegible]	ھ	اہل سنت	غائب کے جنازہ پر نماز جائز نہیں
۲۶۳	=	شمائم العنبر فی ادب النداء امام المنبر	فقہ	ع	مبیضہ	اذان بیرون مسجد محاذی منبر چاہیے [م]
۲۶۴	۲۹۵	الطرة الرضیه علی النیرة الوضیه	فقہ	ھ	[illegible]	النیرۃ الوضیہ [illegible] میں تصنیف ہوا تو مصنف کا حاشیہ
۲۶۵	۱۲۹۲	قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام	[illegible]	ھ	مسودہ	سایہ اقدس نہ ہونے میں کمال مفصل رسالہ [م]
۲۶۶		النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب	[illegible]	ع	مسودہ	فضل علم میں رسالہ والد ماجد قدس سرہ کے احادیث کی تخریج

۲۶۷	۱۲۹۶	فصل القضاء فی رسم الافتاء	فقہ	ع	ناتمام	ہر مفتی کا جامع بیان اور کتب فقہ کے اور [illegible]
۲۶۸		نور عینی فی الانتصار للامام العینی	شتی	ع	[illegible]	[illegible]
۲۶۹		الجوہر الثمین فیما تنعقد بہ الیمین	فقہ	ع	ناتمام	[illegible]
۲۷۰		الطراز المذہب فی التزویج لغیر الکفو ومخالف المذہب	فقہ	ع	[illegible]	[illegible]
۲۷۱		مرتجی الاجابات لدعاء الاموات	شتی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۷۲		الروض البہیج فی آداب التخریج	حدیث	ع	[illegible]	[illegible]
۲۷۳	۱۲۹۹	عشری حسان فی اجابۃ الاذان	فقہ	ع	[illegible]	[illegible]
۲۷۴	۱۳۰۰	سوارق السنا فی حد المصر والفنا	فقہ	ع	[illegible]	[illegible]
۲۷۵	=	لمعۃ الشمعۃ فی اشتراط المصر للجمعۃ	عدد و رد عیر مقلدین	ع	[illegible]	[illegible] [۳]

۲۷۶	-	احسن الجلوہ فی تحقیق المیل والذراع والفرسخ والغلوہ	فقہ العقد	ع	مبیضہ	میل وذراع وفرسخ وغلوہ کی تحقیق مقادیر
۲۷۷	۱۳۰۴	حاقل و کفی من ادعیۃ المصطفی	اذکار	ھ	مسودہ	صبح وشام واوقات خاصہ کی کارآمد دعائیں
۲۷۸	-	الدور الاجلہ فی امور الاہلہ	فقہ	ھ	مسودہ	تحقیق ہلال کے شرعی مسائل [م]
۲۷۹	-	نور الادلۃ للبدور الاجلۃ	فقہ	ھ	مسودہ	رسالہ سابقہ کی شرح [م]
۲۸۰	-	رفع العلۃ عن نور الادلۃ	فقہ	ھ	۰۰۲	اس شرح پر حاشیہ [م]
۲۸۱	۱۳۰۵	البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص	حدیث	ع	۱۳۰۰	حدیث خصائص اقدس کے طرق والفاظ کی جمع
۲۸۲	=	اللؤلؤ المعقود لبیان حکم امراۃ المفقود	فقہ	ع ھ	مبیضہ	مفقود کی عورت چار برس کے بعد نکاح نہیں کرسکتی
۲۸۳	۱۳۰۶	ذیل المدعا لاحسن الوعا	حدیث	ھ	اہل سنت	دعا کے آداب واوقات ومکانات واسباب اجابت کے بیان میں رسالہ احسن الوعا [illegible]
۲۸۴	۱۳۰۷	ایذان الاجر فی اذان القبر	فقہ [illegible] ھ	ھ	اہل سنت	قبر پر اذان دینے کا جواز
۲۸۵	۱۳۰۰	منائح کرامات غوثیہ	[illegible]	ھ	سبھی	ذکر بعض کرامات شریفہ ورد [illegible]

٢٨٦	=	رعاية المذهبين فی الدعاء بين الخطبتين	فقه و رد وهابیه	ھ	[illegible]	دونوں خطبوں کے بیچ میں امام یا مقتدیوں کے دعا مانگنے کا بیان
٢٨٧	١٣١١	رشاقة الكلام فی حواشی ادارة الآثام	فقه و رد وهابیه	ھ	اہل سنت	درباره مجلس میلاد شریف وقیام رساله والد ماجد پر حاشیہ
٢٨٨	١٣١٢	لمعة الشمعة لهدی شیعة الشنعه	عقائد و [illegible]	ھ	[illegible]	[illegible]
٢٨٩	=	فتح المعطی بتحقیق معنی الخاطی والمخطی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٩٠	١٣٠٣	[illegible] علی الكواكب الدرية	[illegible]	ن	[illegible]	[illegible]
٢٩١	=	الجداول الرضویه للمسائل الجفرية	[illegible]	ن	[illegible]	[illegible]
٢٩٢	=	الاجوبة الرضوية للمسائل الجفرية	[illegible]	ن	[illegible]	[illegible]
٢٩٣	١٣٠٩	جداول الرياضی	[illegible]	ن	[illegible]	[illegible]
٢٩٤	١٣٢٦	البيان شافيا لفونو غرافيا	فقه	ھ	[illegible]	[illegible]

۲۹۵		العوربالامالی فی الاوفاق والاعمال	[illegible]	ع ف	مبیضہ	اعمال ونقوش وتعویذات [illegible] کا مجموعہ
۲۹۶		جد الممتار على رد المحتار	نصف	ع	مسودہ	ردالمحتار پر حاشیہ دو جلدیں مطبوع باقی نامطبوع
۲۹۷		العطايا النبوية فى الفتاوى الرضوية	[illegible]	ع ف ھ	اہل سنت بریلی	بارہ جلد میں مصنف کے فتاوے کا مجموعہ
۲۹۸		الطارقة الشارقة على المارقة المشارقة	دو صفحات	ع ف ھ	مبیضہ	مجموعہ فتاوائے کثیرہ مصنف دررد وہابیہ
۲۹۹		صنائع بديعه	[illegible]	ع ــ ھ	مبیضہ مسودہ	دیوان صنائع وبدائع وتواریخ
۳۰۰		ديوان القصائد	[illegible]	ع ف ھ	مبیضہ [illegible]	قصائد نعت ومنقبت کا مجموعہ
	۳۰۲	[illegible]	[illegible]	ف	مبیضہ	قصیدہ درمنقبت حضور سیدنا غوث اعظم
۲	۳۰۳	[illegible]	[illegible]	ف	[illegible]	[illegible] منظومہ
	۳۰۷	[illegible]	[illegible]	ھ	حیدرآباد پٹنہ	نظم ونعت ومنقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	۳۰۱	[illegible]	[illegible]	ھ	ناتمام	قصیدہ ومنقبت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۴]

۵	۱۳۰۹	نظم معطر	مناقب	ف	قادری	۶۰ رباعیاں منقبت غوث اعظم
۶	۱۳۱۵	مشرقستان قدس	مناقب	ہ		قصیدہ مدحیہ حضرت شاہ ابوالحسین نوری [م]
۷	۱۳۱۵	چراغ انس	مناقب	ہ		قصیدہ مدحیہ تاج الفحول بدایونی رحمہ اللہ [م]
۸	۱۳۲۱	وظیفہ قادریہ	مناقب	ف	مکمل سنت	قصیدہ غوثیہ شریف کا منظوم ترجمہ مع عرض دعا
۹	۱۳۲۴	حضور جان نور	فضائل	ہ	مکمل سنت	حاضری روضہ اقدس پر جو قصیدہ عرض کیا
۱۰		نعت و استعارات	فضائل	ہ	ناتمام	نعت شریف کا رسالہ پر مغز استعاروں اور علم بیان کی تشبیب پر مشتمل [م]
۱۱		سلام و سیر	سیر و فضائل	ہ	ناتمام	بضمن سلام ولادت شریف سے وفات اقدس تک کا بیان
۱۲		سراپا نور	فضائل	ہ	ناتمام	قصیدہ نعت مبارک ساٹھ مطلع نور پر مشتمل [م]
۱۳		مناقب صدیقیہ	مناقب	ہ	ناتمام	[illegible] صدیقہ [illegible] کی منقبت [م]
۱۴	۱۳۰۰	حمائد فضل رسول	مناقب	ع	[illegible]	مولانا فضل رسول صاحب بدایونی
۱۵	۱۳۰۰	مدائح فضل رسول	مناقب	ع	مبیضہ	=[م]
۱۶		نذر گدا در تہنیت شادی اسرا	فضائل	ہ	مکمل سنت	معراج اقدس [illegible]

۳۰۱	۱۲۹۲	[illegible] الهم المستند المستفيض	[illegible]	ھ	مطبوع تمہ	نیچہ خاتم میں ولوں کا رد
۳۰۲	-	حوابهائے ترکی ترکی	[illegible]	ھ	=	=
۳۰۳	۱۲۹۹	سيف المصطفىٰ علىٰ اديان الافتراء	[illegible]	ھ	مطبوعہ	وہابیہ کے پیشوا نقل عبارت میں کیا کیا خیانتیں کرتے ہیں [۲]
۳۰۴	۱۳۰۰	[illegible] حيير	[illegible]	ھ	مطبوعہ	مناظران تفضیلیہ کے فرار کا واقعہ
۳۰۵		الرائحة العنبرية من المجمرة الحيدرية	[illegible]	ھ	مطبوعہ	مسئلہ تفضیل کا بیان و رد تفضیلیہ
۳۰۶	۱۳۰۳	الاسد الصئول على اجتهاد الطرار الجهول	[illegible]	ھ	مطبوعہ	مسئلہ رضاعت میں ایک وہابی کا رد
۳۰۷	-	نشاط السكين على حلق البقر السمين	[illegible]	ھ	مطبوعہ	مسئلہ و تحو تقبیل ابہامین وغیرہ میں ایک فریب وہابی کا رد [۲]
۳۰۸	۱۳۰۳	[illegible] الحيدرى على [illegible]	[illegible]	ھ	مطبوعہ	تفضیلیہ و مفسقہ کا رد
۳۰۹	۱۳۰۳	الجرح الوالج فى بطن الخوارج	[illegible]	ھ	مطبوعہ	[illegible]

۳۱۰	=	صمصام حدید بر کولی بی قید عدو نقید	رد غیر مقلدین	ہ	صحیفہ	رد غیر مقلدین [ص]
۳۱۱	۱۳۰۶	[illegible] اسلامیہ بریلی	[illegible]	ہ	[illegible]	متعلق کاروائی انجمن دربارہ رویت ہلال
۳۱۲	۱۳۰۷	اجوبہ کی [illegible] گنری	عقائد و [illegible]	ہ	[illegible] پٹنہ	مسئلہ امکان کذب میں [illegible] تحریر کا رد
۳۱۳	-	نهایة النصرہ برد الاجوبہ العشرہ	رد وھابیہ	ہ	صحیفہ	ایک وہابی کے دس مسائل کا رد
۳۱۴	۳۱۲	انتصار الهدی من شعوب لهوی	[illegible]	ہ	[illegible] سنت	[illegible] پکار کر پڑھنے والوں کا رد
۳۱۵	۱۳۰۳	سرگزشت وماجرائے ندوہ	تاریخ ورد	ہ	[illegible]	ندوہ پر بریلی میں [illegible]
۳۱۶	=	اشتہارات خمسہ	رد ندوہ	ہ	اہل سنت	رد ندوہ
۳۱۷	=	عروہ لهدم مسالک الندوہ	رد ندوہ	ہ	اہل سنت	خرافات ندوہ کا رد
۳۱۸	=	ندوہ کا تیجہ روداد سوم کا تیجہ	رد ندوہ	ہ	اہل سنت	ندوہ کی تیسری روداد کا رد
۳۱۹	۱۳۰۵	الصارم [illegible] علی اسراف القادیانی	عقائد و رد قادیانی	ہ	تحفہ	[illegible]
۳۲۰	=	شرح مقامہ مدائنیہ	ادب	ہ	[illegible]	ایک مدعی ادب کی [illegible] عربیت کا رد

۳۲۱	–	ش بھاری بر صدف بہاری	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	ایک ندوی تحریر کارد
۳۲۲	=	سوف العوہ علی رمائم ندوہ	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	رد ندوہ
۳۲۳	۱۳۱۶	صمصام سست بہ گلوئے محدب	مناظرہ و رد وہابیہ	ھ	اہل سنت	ایک وہابی نے کفریات دہلوی کے کچھ جوابات دیئے ان کارد
۳۲۴	=	مشرقستان القدس	ادب	ھ	اہل سنت	قصیدہ مشرقستان قدس پر جاہلوں کے اعتراض کارد
۳۲۵	=	عذاب ادبی بر رد اوادبی	ادب	ھ	اہل سنت	اوادنی باسقاط الف دوم پر اعتراض کارد
۳۲۶	=	احساب العمال عن فتاوی الجہال	فقہ و مناظرہ	ھ	سعید	قنوت نازلہ کابیان اور ایک وہابی کارد
۳۲۷	=	ھدم النصرانی والتقسیم الایمانی	فرائض و رد پادریان	ھ	سعید	بعض پادریوں نے تقسیم حصص فرائض پراعتراض کیا تھا اس کارد
۳۲۸	۱۳۱۸	امال الابرار والام الاشرار	رد ندوہ	ع ھ	سعید	قصیدہ غرا دربارہ مجلس اہل سنت مقابل ندوہ
۳۲۹	=	مسکین وبورہ بر کاکل پریشان ندوہ	رد ندوہ	ھ	سعید	ندوہ کے ایک قصیدہ پر اعتراضات
۳۳۰	=	سعی ولاسعی	فقہ	ھ	سعیدہ	مسئلہ روشنی میں ایک معترض کارد

۳۳۱	۱۳۲۰	البرق المجیب علی بقاع حنث	اصول فقہ و مناظرہ	ھ	صحیفہ	ایک غیر مقلد کے رسالہ ملاطفہ کا پہلا رد
۳۳۲	=	سر الاوقات	توقیت ورد گنگوہی	ھ	محمود احمدی [illegible]	تعدیل الایام کا بے مثل بیان [illegible]
۳۳۳	۱۳۲۱	صمصام العموم علی [illegible]	[illegible]	ھ	[illegible]	[illegible]
۳۳۴	-	العطر المطیب [illegible] شمہ طیب	اصول فقہ و مناظرہ	ف ھ	[illegible]	[illegible]
۳۳۵	=	[illegible] نکمریات الملاطفہ	[illegible]	ف ھ	[illegible]	[illegible] ملاطفہ کا تیسرا رد
۳۳۶	۱۳۲۲	الحاقفہ علی [illegible] الملاطفہ	[illegible]	ف ھ	مسودہ	[illegible] ملاطفہ کا چوتھا رد
۳۳۷	۱۳۲۳	[illegible] علی [illegible] المسعرب	[illegible]	ع ھ	مسودہ	[illegible] پانچواں رد
۳۳۸	=	ظفر الدین الجید ملقب بہ بطش غیب	کلام و مناظرہ	ھ	[illegible]	مسئلہ علم غیب میں [illegible] اور تحقیق قوی کا فرار

۳۲۹	=	ابراء المجنون عن انتهاك علم المکنون	فضائل ومناصره	ع	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں رسالہ ابراء المکنون کا رد
۳۳۰	۱۳۲۴	مبین الہدی فی نفی امکان مثل المصطفی	[illegible]	ھ	[illegible]	رسول اللہ ﷺ کا مثل محال ہے [illegible] وہابیہ کا رد
۳۳۱	=	ماحیۃ العیب بایمان الغیب	فضائل ورد [illegible]	ھ	مبیضہ	علم غیب میں مولوی عین القضاۃ وغیرہ کے فتووں کا رد
۳۳۲	۱۳۲۵	میل الہداۃ لمرء عین القذاۃ	فضائل وم	ع	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں التعقب المحنبی کا رد
۳۳۳	۱۳۲۶	ازاحۃ جوانح العیب عن ازاحۃ اہل العیب	=	ف	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں ازاحۃ العیب کا رد
۳۳۴	=	الحلاء الکامل لعین قصاۃ الباطل	=	ع	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں البیان الصائب کا رد
۳۳۵	=	جانك لیث بر اہل حدیث	کلام ورد وہابیہ	ھ	مطبوعہ	عقائد وہابیہ کا ابطال اور ثناء اللہ امرتسری کا رد بلیغ بے مثال
۳۳۶	[illegible]	الرد الباہر علی دام السہی الساحر	[illegible]	ھ	[illegible]	السہی الساحر پر بعض جہال کی زبان درازی کا رد
۳۳۷	[illegible]	پردہ درامرتسری	[illegible]	ھ	مطبوعہ [illegible]	[illegible]

غیر تاریخی اسمائے کتب

٣٤٨	٣٠٠	الاسئله ... على ... الصادره	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٣٤٩	١٣١٩	سوالات علما وجوابات ندوة العلماء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٣٥٠	١٣٢٢	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

فہرست ان پچیس فنون وموضوعات کی جن میں تصانیف مذکورہ ہیں:

عقائد	کلام	تفسیر	تجوید	رسم خط قرآن	حدیث	اصول حدیث	فضائل ومناقب	اذکار	ترغیب وترہیب
[illegible]	فقہ	اصول فقہ	تصوف	سلوک	اخلاق	ادب	[illegible]	تاریخ	مناظرہ
تکسیر	[illegible]	[illegible]	توقیت	[illegible]	ہیئت	ریاضیات	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

یہ ان فنون وموضوعات پر اعلیٰ حضرت کی تین سو پچاس تصنیفات ہیں، جو

۱۳۲۷ھ کے ابتدائی مہینوں تک تالیف ہوئیں۔ بقیہ تصنیفات سنہ ۱۳۲۷ھ سے

سالِ انتقال پر ملال کا بیان ضمیمہ یا حصہ دوم المجمل المعدد میں ان کی تفصیل

سے حوالۂ قلم ہوگا۔ اسی طرح بہت ممکن ہے کہ ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۴۰ھ تک کی

تصنیفات میں بعض کتابیں ان علوم وفنون سے علاوہ دیگر فن میں بھی ہوں،

ہے۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما

اتباع و رضائے [illegible] سے اعلیٰ حضرت کا علم بھی یونہی [illegible]

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

تفصیل کتب باعتبار فن وموضوع

اب میں فن وار ہر فن کو علیحدہ الگ لکھوں گا، [illegible] فن میں ترتیب [illegible] اس فن میں جو جو کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، ان کو [illegible] کے اعتبار سے بھی یعنی جس موضوع پر جو تصنیفات ہیں ان کو [illegible] ساتھ [illegible] لکھوں گا، پھر جو جو کتابیں میرے مطالعہ سے [illegible] ریویو (Review) کروں گا۔

تصانیف باعتبار فن

[۱] علم عقائد [۳۱]

احکام شرعیہ جن کا تعلق ذات وصفات باری تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ وانبیائے کرام وملائکہ وقرآن شریف وغیرہ سے ہو، اس علم کو علم عقائد کہتے ہیں۔

علم عقائد میں تیس کتابیں حسب تفصیل ذیل ہیں۔

[۱۰] (۱) مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین

[۱۲] (۲) عقد الاحسن فی الحمید والمصطفیٰ والآل والاصحاب

[۲۳] (۳) البشری العاجلة من تحف آجلة

[۴۳] (۴) حیاة الموات فی بیان سماع الاموات

[۴۲] (۵) تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

[۶۸] (۶) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

[۸۸] (۷) سبحٰن القدوس عن تقدیس نجس منکوس

[۲۳] (۸) عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام

[۱۲۵] (۹) دفع الاهواء الواهیه فی باب الامیر معاویه

[۱۲۷] (۱۰) فتاوی القدوه لکشف دفین الندوه

[۱۵۹] (۱۱) جزاء اللّٰه عدوه بابائه ختم النبوه

[۱۶۳] (۱۲) فتاوی الحرمین برجف ندوة المین

[۱۶۴] (۱۳) ترجمة الفتوی وجه هدم البلوی

[۱۶۵] (۱۴) خلاصه فوائد فتوی

[١٧٢] (١٥) قوارع القهار على المجسمة الفجار

[١٩١] (١٦) السوء والعقاب على المسيح الكذاب

[٢٢٤] (١٧) قهر الديان على مرتد بقاديان

[٢٣١] (١٨) حسام الحرمين على منحر الكفر والمين

[٢٣٢] (١٩) خلاصة فوائد فتاوى

[٢٤٣] (٢٠) مبين احكام وتصديقات مرام

[٢٤٥] (٢١) ثلج الصدر لايمان القدر

[٢٤٦] (٢٢) الفيوض الملكية [illegible]

[٢٥٣] (٢٣) تمهید ایمان بآیات قرآن

[٢٥٩] (٢٤) دامان باغ سبحن السبوح

[٢٦٠] (٢٥) المبين ختم النبيين

[٢٦١] (٢٦) مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء

[٢٨٨] (٢٧) لمعة الشمعة لهدى شيعة الشنعة

[٢٠٥] (٢٨) الرائحة العنبرية من المجمرة الحيدرية

[٣١٢] (٢٩) اخبار یہ کی خبر گیری

[٣١٩] (٣٠) الصارم الربانى على اسراف القاديانى

[٣٤٠] (٣١) مبين الهدى فى نفى امكان مثل مصطفى ﷺ

جس علم کے ذریعہ انسان قادر ہو کہ عقائد حقہ دینیہ کو دلیلوں سے ثابت کرے، اور اس پر سے شبہات و شکوک کو دفع کرے، وہ علم کلام ہے۔ اس علم کا موضوع متقدمین کے نزدیک ذات باری تعالیٰ و صفات الٰہی ہے اور بعض کے نزدیک اس کا موضوع موجود من حیث ھو موجود ہے۔ متأخرین کے نزدیک علم کلام کا موضوع معلوم ہے، اس حیثیت سے کہ اس کا تعلق اثبات عقائد دینیہ سے ہے، عام ازیں کہ وہ تعلق قریب ہو یا بعید، اور دین سے مراد دین سرور عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا دین ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تیرہ تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

[۱] (۱) ضوء النهاية فی اعلام الحمد والهداية

[۳] (۲) السعی المشکور فی ابداء الحق المهجور

[۴] (۳) معتبر الطالب فی شیون ابی طالب

[۳۵] (۴) مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید

[۱۰۵] (۵) الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیة

[۱۰۶] (۶) سل السیوف الهندیة علی کفریات بابا النجدیة

[۱۵۲] (۷) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

[۷۹] (۸) المقال الباهر ان منکر الفقه کافر

[۱۹۰] (۹) المعتمد المستند بناء نجاة الابد

[۱۹۲] (۱۰) رد الرفضه

[٢٢٠](١١) دفعة الناس على جاحد الفاتحه والفلق والناس

[٣٠١](١٢) تنبيه الجهال بابهام الباسط المتعال

[٣٠٢](١٣) جوابہائے ترکی بترکی

[٣٠٨](١٤) الصمصام الحيدري على حمق العيار المفتري

[٣٠٩](١٥) الجرح الوالج في بطن الخوارج

[٣٣٨](١٦) ظفر الدين الجيد ملقب به نطش ...

[٣٤٥](١٧) چابک لیث بر اہل حدیث

[۳] علم تجوید [۲]

جس علم میں قرآن مجید کو اچھی طرح تلاوت کرنے سے بحث کی جائے۔ مخارج حروف اور ان کی صفات کے لحاظ سے اور ترتیل نظم قرآن کی اصل، وقف، مد، قصر، تشدید، تخفیف، قلب، تسہیل وغیرہ قواعد کے اعتبار سے اس کو علم تجوید کہتے ہیں۔ اس کا موضوع اور غایت ونفع ظاہر ہے۔ یہ علم فنون قراءت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے، اور موسیقی کی طرح عملی علم ہے۔ یعنی صرف قواعد کا جان لینا کافی نہیں ہے، بلکہ اساتذہ سے سن کر سیکھ کر، خود تمام حروف والفاظ کو قواعد مقررہ کے مطابق ادا کرنے کا ملکہ حاصل کرنا ہے۔

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں۔

(۱) [۱۴۶] نعم الزاد لروم الضاد

(۲) [۱۶۶] الجام الصاد عن سنن الضاد۔

[٤] علم تفسیر [٦]

جو علم معانی نظم قرآن سے بحسب طاقت بشریہ مقتضائے قواعد عربیہ بحث کرتا ہے، وہ علم تفسیر ہے۔ اس کے مبادی علوم عربیہ، اصول کلام، اصول فقہ، جدل وغیرہ علوم کثیرہ ہیں۔ اس علم کی غرض معانی نظم قرآن مجید کی معرفت ہے۔ اس کا فائدہ بروجہ صحت احکام شرعیہ کے استنباط پر قدرت حاصل ہوتا ہے۔ اس علم کا موضوع کلام اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے، جو ہر حکمت کا منبع اور ہر فضیلت کا معدن ہے۔ اس کی غایت، فہم معانی قرآن اور اس سے احکام منصوصہ کی معرفت توصل ہے، تاکہ اس کے ذریعہ سعادت دنیویہ اخرویہ حاصل کی جائے، اور شرف علم کا باعتبار شرف موضوع اور بہترین غایت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے یہ علم سب سے افضل واعلیٰ ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی چھ تصنیفات حسب تفصیل ذیل ہیں ۔

[٢١] (١) ازلال الانقی من بحر سبقة الاتقی

[٦٥] (٢) نائل الراح فی فرق الریح والریاح

[٩٠] (٣) انوار الحکم فی معانی میعاد یستجاب لکم

[١٤٣] (٤) الصمصام علی مشکک فی آیة علوم الارحام

[١٤٥] (٥) النفحة الفائحه من مسک سورة الفاتحه

[٢٥٨] (٦) انباء الحی ان کتابه المصون تبیان لکل شئ

یہ علم متعلق بروایت حدیث ہے۔ جس علم میں بحث کی جائے کیفیت اتصال حدیث سے، ساتھ رسول اللہ ﷺ کے من حیث احوال رواۃ، باعتبار ضبط وعدالت کے اور من حیث کیفیت سند کے، کہ وہ متصل ہے یا منقطع یا رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے یا صرف صحابی تک یا ختم ہوتی یا منتہائے سند تابعی ہے۔ جو کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اس علم میں حسب ذیل تصنیف و رسالے ہیں۔

[۱۳۱] (۱) الهاد لكاف في حكم الضعاف

[۱۳۴] (۲) مدارج طبقات الحديث.

[٦] علم حدیث [١١]

علم حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ اقوال نبی ﷺ اور ان کے افعال واحوال کی معرفت حاصل ہو۔ اس تعریف سے اس کا موضوع ظاہر ہوگیا۔ اور غایت، سعادت دارین کا حصول ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم روایت حدیث، دوم علم درایت حدیث ـــــــ اول اصول حدیث کے نام سے مشہور ہے، جس کا بیان گذر چکا۔ دوم یعنی علم درایت حدیث وہ علم ہے جو بحث کرتا ہے اس معنی سے، جو الفاظ حدیث سے سمجھے جاتے ہیں، اور جو اس سے مراد ہے من حیث قواعد عربیہ وضوابط شرعیہ ومطابقت احوال نبی ﷺ۔ اور اس کا موضوع احادیث رسول ﷺ ہیں اس حیثیت سے کہ معنی، مفہوم یا مراد پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کی غایت آداب نبویہ سے مزین ہونا اور منہیات ومکروہات شرعیہ سے اجتناب کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس فن کا نفع اعظم المنافع ہے۔ اس کے مبادی تمام علوم عربیہ اور ان خبر وقصص کی معرفت ہے، جن کا تعلق حضور اکرم ﷺ کی ذات وصفات سے ہو۔

اس علم میں اعلی حضرت کی تصنیفات گیارہ ہیں۔

[٤٦](١) اسماع الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین

[٥٢](٢) تلألؤ الافلاك بجلال حدیث لولاك

[٨٩](٣) انباء الحذاق بمسالك النفاق

[٩١](٤) اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد

[١٠٠](٥) الهداية المباركة فی خلق الملائكة

[١٣٦] (٦) الاحاديث الراويه لمدح الامير معويه

[٢٢٢] (٧) الاجازات المتينه لعلماء بكة و المدينه

[٢٦٦] (٨) النجوم الثواقب فی تخريج احاديث الكواكب

[٢٧٢] (٩) الروض البهيج فی آداب التخريج

[٢٨١] (١٠) البحث الفاحص عن طرق احاديث الخصائص

[٢٨٣] (١١) ذيل المدعى لاحسن الوعا

[۷] علم اصول فقہ [۹]

جس علم کے ذریعہ احکام شرعیہ کا استنباط ادلہ اجمالیہ سے معلوم ہو، وہ علم اصول فقہ ہے۔ موضوع اس کا ادلہ شرعیہ کلیہ ہیں، اس حیثیت سے کہ کس طرح اس سے احکام شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں۔ اس کے مبادی قواعد عربیہ اور بعض علوم شرعیہ مثل اصول کلام، تفسیر، حدیث اور بعض علوم عقلیہ ہیں۔ غرض اس علم سے یہ ہے کہ احکام شرعیہ فرعیہ کے استنباط کا ملکہ ادلہ شرعیہ یعنی قرآن، حدیث، اجماع وقیاس سے حاصل ہو۔ اس کا فائدہ احکام شرعیہ کو حق طریقہ پر استنباط کرنا ہے۔

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات نو ہیں۔

[۴۱] (۱) التاج المكلل فی انارة مدلول كان یفعل

[۱۰۹] (۲) السیوف المحیقه علی عائب ابی حنیفه

[۱۲۶] (۳) اعز النكات بجواب سوال اركات ملقب به
الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی

[۱۸۱] (۴) اطائب الصیب علی ارض الطیب

[۳۳۱] (۵) البرق المخیب علی بقاع طیب

[۳۳۴] (۶) العطر المطیب لبست شقة الطیب

[۳۳۵] (۷) الامة القاصفة لكفریات الملاطفه

[۳۳۶] (۸) الجائفة علی تهافت الملاطفه

[۳۳۷] (۹) سیاط المودب علی رقبة المستغرب

[۸] علم فقہ [۵۰]

جس علم میں احکام شرعیہ فرعیہ عملیہ اس حیثیت سے کہ ادلہ شرعیہ تفصیلیہ سے ان کا استنباط ہوتا ہے، بحث کی جائے، وہ علم فقہ ہے۔ اس کے مبادی مسائل اصول فقہ ہیں۔ اس میں تمام علوم شرعیہ و عربیہ سے استمداد حاصل کیا جاتا ہے۔ اس علم کا فائدہ بروجہ شروع حصول عمل ہے۔ اور اس سے غرض اعمال شرعیہ پر ملکہ اقتدار حاصل کرنا ہے۔

چونکہ غایت و غرض علوم عملیہ میں ظن سے حاصل ہوتا ہے، نہ کہ یقین سے، اس لیے اکثر مسائل ظنی الدلالۃ محل اجتہاد ہیں۔ اسی وجہ سے مقلد کو اختیار ہے کہ مذاہب اربعہ مشہورہ یعنی حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی سے جس کو چاہے، اختیار کرے۔ مگر ان سب میں احق و اولیٰ اور تمام روئے زمین میں جس کے ماننے والے سب سے زیادہ ہیں، مذہب امام ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اہل کشف و ولایت کا مشاہدہ ہے کہ بقیہ سب مذاہب آگے جا کر ختم ہو جائیں گے اور ان کے ماننے والے باقی نہ رہیں گے، لیکن امام اعظم صاحب کا مذہب قیامت تک باقی رہے گا، جسے اس کی تحقیق مقصود ہو، وہ امام شعرانی کی کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ ملاحظہ کرے کہ انہوں نے باوجود شافعی المذہب ہونے کے اس کی تصریح کی۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات ایک سو چھ ہیں ـــ

[۵] ... قاء لسیرہ فی شرح الجوہرہ ملقب بہ السیرۃ

الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیۃ

[١٣](٢) احكام الاحكام فی التناول من يد من ماله حرام

[١٤](٣) انفس الفكر فی قربان البقر

[١٦](٤) الامر باحترام المقابر

[١٧](٥) اقامة القيامة علی طاعن القيام لنبی تهامه

[١٩](٦) حسن البراعة فی تنفيذ حكم الجماعة

[٢٠](٧) النعيم المقيم فی فرحة مولد النبی الكريم

[٢٢](٨) بدل الصفا لعبد المصطفی

[٢٥](٩) منير العين فی حكم تقبيل الابهامين

[٢٦](١٠) المقالة المسفرة عن احكام بدعة مكفرة

[٢٧](١١) المحمل المسدد ان ساب المصطفی مرتد

[٢٨](١٢) اجود القری لمن يطلب الصحة فی اجارة القری

[٢٩](١٣) نسيم الصبا فی ان الاذان يحول الوباء

[٣٠](١٤) الاحلی من السكر لطلبة سكر روسر

[٣٢](١٥) جمال الاجمال لتوقيف حكم الصلاة فی النعال

[٣٤](١٦) سرع المرام فی التداوی بالحرام

[٣٦](١٧) معدل الزان فی اثبات الهلال

[٣٧](١٨) طوالع النور فی حكم السرج علی القبور

[٣٨](١٩) البارقة اللمعا علی سائد نطق بالكفر طوعا

[٣٩](٢٠) جمل مجلية ان المكروه تنزيها ليس بمعصية

[٤٠](٢١) انوار الانتباه فی حل نداء يارسول الله

[٤٤](٢٢) انهار الانوار من يم صلاة الاسرار

[٤٧](٢٣) بسط المسحل فى امتناع الزوجة بعد الوطى للمعجل

[٤٨](٢٤) النهى الاكيد عن الصلاة وراء عدى التقليد

[٤٩](٢٥) صيقل الرين عن احكام مجاورة الحرمين

[٥٠](٢٦) ازكى الاهلال بابطال ما احدث الناس فى امر الهلال

[٥١](٢٧) باب غلام مصطفىٰ

[٥٣](٢٨) التحبير بباب التدبير

[٥٤](٢٩) احسن المقاصد فى بيان ماتنزه عنه المساجد

[٥٥](٣٠) زين كفو حكم القعدة فى المكتوبة والنوافل

[٥٧](٣١) صفائح اللجين فى كون التصافح بكفى اليدين

[٥٩](٣٢) اعلام الاعلام بان هندوستان دار الاسلام

[٦٠](٣٣) تبيان الوضوء

[٦١](٣٤) الحلاوة والطلاوة فى كم توجب سجود التلاوة

[٦٦](٣٥) حكم حوت من زى فى نفقه العرس والجهاز والجبى

[٦٧](٣٦) المنح المليحه فيمانهى من اجزاء الذبيحه

[٦٩](٣٧) الزر الباسم فى حرمة الزكاة على بنى هاشم

[٧٠](٣٨) تجلىٰ المشكوٰة لانارة اسئلة الزكاة

[٧١](٣٩) التبصير المنجد بان صحن المسجد مسجد

[illegible] حك العيب فى حرمة تسويد الشيب

[٧٤](٤١) حقة المرجان لمهم حكم الدخان

[٧٥](٤٢) عباب الانوار ان لا نكاح بمجرد الاقرار

[٧٦](٤٣) الحجة الفائحة بطيب التعيين والفاتحه

[٧٧](٤٤) سرور العيد السعيد فى حل الدعاء بعد صلاة العيد

[٧٨](٤٥) الصافية الموحية لحكم جلود الاضحية

[٧٩](٤٦) الطره فى ستر العوره

[٨١](٤٧) الحرف الحسن فى الكتابة على الكفن

[٨٢](٤٨) ابر المقال فى استحسان قبلة الاجلال

[٨٣](٤٩) فتح المليك فى حكم التمليك

[٨٧](٥٠) الطيب الوجيز فى امتعة الورق والابريز

[٩٣](٥١) ربيع المدارك فى حكم السوائب وماطرح مالك

[٩٤](٥٢) حلى الصوت لنهى الدعوة امام الموت

[٩٥](٥٣) يسر الزاد لمن ام الضاد

[٩٦](٥٤) الامن والعلىٰ لناعتى المصطفىٰ بدافع البلاء

[٩٨](٥٥) بركات الامداد لاهل الاستمداد

[٩٩](٥٦) بذل الجوائز على الدعاء بعد صلاة الجنائز

[١٠١](٥٧) رحيق الاحقاق فى كلمات الطلاق

[١٠٤](٥٨) المنى والدرر لمن عمد منى آردر

[١٠٧](٥٩) وشاح الجيد فى تحليل معانقة العيد

[١٠٨](٦٠) وصاف الرجيح فى بسملة التراويح

[١١١](٦١) القلادة المرصعة فى نحر الاجوبة الاربعة

[۱۱۲](۶۲) سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء

[۱۱۳](۶۳) ستر جمیل فی مسائل السراویل

[۱۱۵](۶۴) اطائب التهانی فی النکاح الثانی

[۱۱۶](۶۵) راد القحط والوباء بدعوة الجیران ومواساة الفقراء

[۱۱۹](۶۶) سلب الثلب عن القائلین بطهارة الکلب

[۱۲۰](۶۷) رعایة المنة فی ان التهجد نفل او سنة

[۱۲۱](۶۸) حق الاحقاق فی حادثة من نوازل الطلاق

[۱۳۰](۶۹) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین

[۱۳۲](۷۰) لوامع البها فی المصر للجمعة والاربع عقبها

[۱۳۳](۷۱) الکاس الدهاق باضافة الطلاق

[۱۳۵](۷۲) القطوف الدانیه لمن احسن الجماعه الثانیه

[۱۳۷](۷۳) البرد الاشد البهی فی هجر مجمعة علی انگگهی

[۱۳۸](۷۴) نقد البیان لحرمة ابنة اخی اللبان

[۱۳۹](۷۵) نادی الاضحیه بالشاء الهندیة

[۱۴۰](۷۶) لمعة الضحی فی اعفاء اللحیٰ

[۱۴۱](۷۷) النهی الحاجز فی تکرار صلاة الجنائز

[۱۴۲](۷۸) شفاء الواله فی صور الحبیب ومزاره ونعاله

[۱۴۴](۷۹) مروج النجا لخروج النساء

[۱۴۷](۸۰) تجویز الرد عن تزویج الابعد

[۱۴۹](۸۱) هبة النسا فی تحقیق المصاهرة بالزنا

[١٥٠](٨٢) الاعلام بحال البخور فی الصیام

[١٥٢](٨٣) التحریر الجید فی بیع حق المسجد

[١٥٤](٨٤) الوفاق المتین عن سماع الدفین وجواب الیمین

[١٥٥](٨٥) ازالة العار بحجر الکرائم عن کلاب النار

[١٥٦](٨٦) تفاسیر الاحکام لفدیة الصلاة والصیام

[١٥٨](٨٧) انجح الجد فی حفظ المسجد

[١٦٠](٨٨) الشرعة البهیة فی تحدید الوصیة

[١٦١](٨٩) ماحی الضلالة فی انکحة الهند وبنجاله

[١٦٦](٩٠) الجام الصاد عن سنن الضاد

[١٧١](٩١) [illegible]

[١٧٣](٩٢) لب الشعور باحکام الشعور

[١٧٤](٩٣) [illegible]

[١٧٧](٩٤) الفقه التسجیلی فی عجین النارجیلی

[١٧٨](٩٥) افصح البیان فی مزارع هندوستان

[١٩٣](٩٦) الحلیة الاسماء لحکم بعض الاسماء

[١٩٥](٩٧) طریق اثبات الهلال

[١٩٦](٩٨) تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب

[١٩٧](٩٩) نور الجوهرة فی السمسرة والسوکره

[١٩٨](١٠٠) الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل

[٢٠١](١٠١) مرقاة الجمان فی الهبوط عن المنبر لمدح السلطان

[٢٠٢] (١٠٢) احل التحبير فى حكم السماع والمزامير

[٢٠٧] (١٠٣) راحى زاعيان معروف به وقع ريغ زاغ

[٢٠٨] (١٠٤) اوفى اللمعة فى اذان الجمعة

[٢١١] (١٠٥) انصح الحكومة فى فصل الخصومة

[٢١٤] (١٠٦) اعالى الافاده فى تعزية الهند وبيان الشهادة

[٢١٥] (١٠٧) افقه المحبوبة عن حلف الطالب على طلب المواثبة

[٢١٧] (١٠٨) آكد التحقيق بباب التعليق

[٢٢١] (١٠٩) اهلاك الوهابيين على توهين قبور المسلمين

[٢٢٥] (١١٠) هداية الجنان باحكام رمضان

[٢٢٦] (١١١) هادى الناس فياشياء من رسوم الاعراس

[٢٢٩] (١١٢) مايجلى الاصر عن تحديد المصر

[٢٣٠] (١١٣) ردالقضاة الى حكم الولاة

[٢٣٣] (١١٤) الجو والحلو فى اركان الوضوء

[٢٣٤] (١١٥) تنوير القنديل فى احكام المنديل

[٢٣٥] (١١٦) الطراز المعلم فيما هو حدث من احوال الدم

[٢٣٦] (١١٧) لمع الاحكام ان لا وضوء من الزكام

[٢٣٧] (١١٨) هداية المتعال فى الاستقبال

[٢٣٩] (١١٩) الحق المجتلى فى احكام المبتلى

[٢٤١] ([illegible]) كفل الفقيه الفاهم فى احكام قرطاس الدراهم

[٢٤٢] (١٢١) نبه القوم ان الوضوء من اى نوم

[٢٤٧] (١٢٢) تيسير الماعون للسكن فى الطاعون

[٢٤٨] (١٢٣) السهم الشهابى على خداع الوهابى

[٢٥٤] (١٢٤) فقه شهنشاه وان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله

[٢٥٧] (١٢٥) بدء الانوار فى اداب الآثار

[٢٥٥] (١٢٦) مفاد الحبر فى الصلاة بمقبرة او جنب قبر

[٢٦٢] (١٢٧) الهادى الحاجب عن جنازة الغائب

[٢٦٣] (١٢٨) شمامة العنبر فى محل النداء بازاء المنبر

[٢٦٤] (١٢٩) الطرة الرضية على النيرة الوضيه

[٢٦٧] (١٣٠) فصل القضاء فى رسم الافتاء

[٢٦٩] (١٣١) الجوهر الثمين فيما تنعقد به اليمين

[٢٧٠] (١٣٢) الطراز المعلم فى تزويج غير الكفو ومخالف المذهب

[٢٧٣] (١٣٣) عبقرى حسان فى اجابة الاذان

[٢٧٤] (١٣٤) شوارق السنا فى حد المصر والفنا

[٢٧٥] (١٣٥) لمعة الشمعه فى اشتراط المصر للجمعة

[٢٧٨] (١٣٦) البدور الاجله فى امور الاهله

[٢٧٩] (١٣٧) نور الادله للبدور الاجله

[٢٨٠] (١٣٨) رفع العلة عن نور الادله

[١٨٢] (١٣٩) اللواء المعقود لبيان حكم امرءة المفقود

[٢٨٤] (١٤٠) ايذان الاجر فى اذان القبر

[٢٨٦] (١٤١) رعاية المذهبين فى الدعاء بين الخطبتين

[۲۸۷](۱٤۲) رشاقة الكلام فی حواشی اذاقة الاثام

[۲۹٤](۱٤۳) السان شافيا لقوم عراقيا

[۲۹٦](۱٤٤) حد الممتار من رد المحتار

[۲۹۷](۱٤٥) العطايا النبوية فی الفتاوىٰ الرضوية

[۳۰٦](۱٤٦) الاسد الصئول على اجتهاد الضرار الجهول

[۳۱۱](۱٤۷) براءت نامہ انجمن اسلامیہ بانس بریلی

[۳۲٦](۱٤۸) اجتناب العمال عن فتاوىٰ الجهال

[۳۳۰](۱٤۹) سيف ولايتى برداهم ولايتى

[۳٤٦]([illegible]) الرد الباهزعلى ذام النهى الحاجز

علم الفرائض ان قواعد و جزئیات کا علم ہے، جن کے ذریعہ ترکہ کو وارث کی طرف ان کے حق کے مطابق صرف کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔ اس کا موضوع ترکہ اور وارث ہیں۔ اس لیے کہ فرائض ترکہ اور اس کے مستحقین سے بحث کرتا ہے کہ میت کا ترکہ اس کے ورثاء مستحقین کو قواعد معینہ کے تحت کس وقت کتنا ملے گا؟

یہ بہت اہم علم ہے۔ یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ نے اس کو نصف علم فرمایا: تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم [illegible] اختلاف ہے کہ یہ نصف علم کس طرح ہے۔ اور اس کے کیا معنی ہیں؟ تو ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ہم پر واجب ہے حضور کے ارشاد مبارک کی تعمیل ہے، ہم اس کے معنی سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ تو نصف علم حضور نے فرائض کو کیوں فرمایا، اس کے جاننے کی ہمیں ضرورت نہیں؟ اس ارشاد مبارک کے مطابق اس کو سیکھنا اور سکھانا چاہیے۔ ایک جماعت نے کہا کہ حضور نے جو یہ فرمایا بیشک اس کے پیچھے کوئی حکمت ضرور ہے۔ مگر اس کی حقیقت سمجھ میں آ جائے تو ارشاد مبارک معقول المعنی ہے۔ تو اس بارے میں اس جماعت کے دو قول ہیں۔

اول: [illegible] فرماتے ہیں۔ ... نصف علم ...

دوم: یہ ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ حالت حیات اور حالت موت۔ تو نصف علم کا تعلق حالت حیات سے ہے۔ اور نصف علم کا تعلق بعد الموت سے ہے۔ وہ علم فرائض ہے۔

سوم: ملک کے اسباب دو قسم کے ہیں۔

(الف) اختیاری جیسے خرید و فروخت، قبول ہدیہ، وصیت وغیرہ۔

(ب) ضروری یہ ارث ہے، اس لیے کہ لینا چاہیے یا نہیں، مورث کے مرنے کے بعد کل ترکہ بعد ادائے حقوق سب وارثوں کا حسب سہام شرعی ہے۔

یہ قول صاحب ضوء کا ہے۔

چہارم: المنہاج میں کہا گیا کہ اس کی بڑائی اور تعظیم کے لیے اس کو نصف علم فرمایا۔

پنجم: صاحب اعانۃ اللہاج کا قول ہے چونکہ فرائض کے شعبے بہت ہیں، ور اس میں حساب کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے نصف علم فرمایا۔

ششم: زیادتی مشقت کی وجہ سے اس کو نصف علم ارشاد فرمایا۔

ہفتم: صاحب ضوء نے فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔

یہ وہ علم ہے جس کی وجہ سے اسباب ارث کی معرفت ہوتی ہے۔

دوسرا وہ علم، جس کی وجہ سے جو واجب ہوتا ہے، معلوم کیا جاتا ہے۔ اور یہی علم فرائض ہے۔

ہشتم: نصف علم بہ اعتبار ثواب فرمایا، اس لیے کہ انسان فقہ کے ایک مسئلہ سمجھنے میں دس نیکی کا مستحق ہوتا ہے، اور فرائض کے ایک مسئلہ پر سو نیکی کا حقدار ہوتا ہے۔ تو تین فرائض دس مسئلے اور تین فقہ و سو مسئلے پر فرض کریں تو دونوں کی نیکیاں ہزار ہوں گی تو فرائض بہ اعتبار ثواب پورے فقہ کے برابر ہو۔

نہم: صاحب شرح سراجیہ فرماتے ہیں نصف علم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ فرائض کے مسائل کو پھیلایا جائے، تو اس کے فروع و جزئیات تمام علوم کی جزئیات کے برابر ہوں گے۔

دہم: نصف علم اس لیے فرمایا کہ طلبہ کو اس علم کے سیکھنے کی ترغیب ہو۔

یہ دس قول صاحب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون نے بیان فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی علم الفرائض میں چار کتابیں ہیں۔

(۱)[۱۵۱] المقصد النافع فی عصوبة الصنف الرابع

(۲)[۱٦۷] طیب الامعان فی تعدد الجهات والابدان

(۳)[۲۱۳] تجیبة السلم فی مسائل من نصف العلم

(۴)[۳۲۷] هدم النصرانی و تقسیم الایمانی

علم رسم خط قرآن مجید [۱]

پچھلی کتابیں جن جن پر اتریں ان کے ماننے والوں نے اپنی خواہش کے مطابق ان میں تحریف و تبدیل کر دیا اور یہ تبدیلی و تحریف صرف معنوی ہی نہ رہی کہ اصل معنی و مطلب کو چھوڑ کر اپنے مقصد کے مطابق معنی گھڑ دیے، بلکہ لفظی تحریف بھی کر دی يحرفون الكلم عن مواضعه یعنی خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ چونکہ ان امت محمدیہ کے ہاتھ میں کتاب کی حفاظت اس کے ماننے والوں کے متعلق نہ رہی، بلکہ اپنے فضل و کرم سے خدا نے خود اپنے ذمہ قرآن کی حفاظت رکھی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ یعنی ہم نے ہی قرآن شریف کو اتارا اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آج تک ایک لفظ تو بڑی بات ہے، ایک حرف، ایک نقطہ، ایک زیر، ایک زبر کا بھی فرق نہیں ہوا۔

یہ بھی اس کی حفاظت کے لیے ہے کہ قرآن مجید کے لکھنے میں بہ لحاظ تلفظ کا تتبع واجب قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ صلوٰة، زکوٰة، حیوٰة وغیرہ، وغیرہ اسی طرح سے لکھے جاتے ہیں، اگرچہ اردو میں صلوۃ، زکوۃ، حیوۃ وغیرہ کو اس طریقہ پر لکھنا ضروری نہیں۔

ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

[illegible] ۲ [illegible] رسم حروف میں فرق

جس علم کے ذریعہ کلام عرب میں لفظی ومعنوی غلطی سے محفوظ رہے، وہ علم ادب ہے۔ علم ادب بہت وسیع علم ہے، جو متعدد علوم کو شامل ہے۔ علامہ سید شریف فرماتے ہیں علم ادب کے اصول اور فروع ہیں۔ اصول میں تو بحث مفردات سے ہوگی، یا مرکبات سے۔ اگر مفردات سے ہے تو اگر

(۱) بحیثیت جواہر اور مواد اور ہیات ترکیبیہ ہے، تو وہ علم لغت ہے۔

(۲) بحیثیت صورت ولفظ اور ہیئت ہے، تو علم صرف ہے۔

(۳) اور بحیثیت انتساب بعض کو ساتھ بعض کے، باعتبار اصل وفرع ہونے کے ہے تو علم اشتقاق ہے۔

(۴) اور اگر بحث مرکبات سے ہی مطلق ہے تو باعتبار ہیئت ترکیبیہ اور اداے معانی اصلیہ ہو، تو علم نحو ہے۔

(۵) باعتبار افادہ ایسے معانی کے ہے، جو مفہوم اصل سے زائد ہیں، تو علم معانی ہے۔

(۶) باعتبار کیفیت افادہ جو مختلف ہو مراتب ظہور وخفا میں، تو علم بیان ہے۔

(۷) اور ان دونوں علم معانی وبیان کا ذیل علم بدیع ہے۔ جس میں بعد رعایت ومطابقت مقتضی حال اور وضوح دلالت کی رعایت کے بعد ان وجوہ کا نام ہے، جن سے کلام میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلا صنعت تجنیس میں اعلی حضرت قدس سرہ العزیز کا یہ شعر ؎

سر توئی سرور توئی سر را سر و ساماں توئی
جان توئی جاناں توئی جاں را قرار جاں توئی

(۸) اور اگر بحث حرکات موزونہ سے ہو، تو بحیثیت وزن ہے تو علم عروض ہے۔

(۹) بحیثیت اواخر ہے، تو علم قوافی ہے۔

یہ نو قسمیں اصول کی ہوئیں۔

اور فروع میں بحث

(۱) متعلق بنقوش کتابت ہو، تو علم خط ہے۔

(۲) مختص بالمنظوم ہے، تو قرض شعر ہے۔

(۳) اور نثر کے ساتھ مخصوص ہے، تو علم الانشاء ہے۔

(۴) کسی کے ساتھ مختص نہیں، تو علم محاضرات ہے۔ اور اسی قسم سے علم تاریخ ہے۔

علم ادب میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات سے چھ کتابیں ہیں:-

[۲۹۹] (۱) صنائع بلیعة

[۳۲۰] (۲) شرح مقامۂ مذاقیه

[۳۲٤] (۳) مشرقستان اقدس

[۳۲۵] (٤) عذاب ادنیٰ بر رد اَوْاَدْنیٰ

[۳۲۸] (۵) آمال الابرار و آلام الاشرار

[۳۲۹] (٦) سکس و بورہ برکا کل پریشان مدوہ

[۱۲] علم لغت [۲]

جوعلم کہ مدلولات جواہر مفردات اوران کی ہیئت جزئیہ سے بحث کرے کہ وہ وضع شخصی سے ان مدلولات کے لیے وضع کیے گئے ہیں، اور اس چیز سے بحث کرے جو ترکیب بر جوہر اوران کی ہیئت سے بحیثیت وضع و دلالت علی المعانی الجزئیہ حاصل ہوئی ہو، وہ علم لغت ہے۔ اس علم کی غایت معانی وضعیہ کے سمجھنے اور کلمات عرب سے جو مفہوم ہوتا ہے، اس پر واقفیت میں خطا سے بچنا ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں ۔

[۲٦۷](۱) احسن الحلوه فی تحقیق المیل والذراع والفرسخ والغلوه

[۲۸۹](۲) فتح المعطی بتحقیق معنیٰ الخاطی والمخطی

جس علم کے ذریعہ حضور رسول اللہ ﷺ کی ولادت و معجزات و وقائع حیات و حالات غزوات وغیرہ معلوم ہوں، وہ علم سیر ہے۔ اس میں سب سے پہلے علامہ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی متوفی ۱۵۱ھ نے تالیف کی۔ پھر اس کی تدوین و ترتیب ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری متوفی ۲۱۸ھ نے کی اور علماء نے اس کتاب کو بہت پسند کیا، اور بہترین کتاب سیر کبیر امام محمد تلمیذ امام اعظم کی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف سے تین کتابیں ہیں:

[۱۳۷] ۱. حسن التاج فی بیان الصلاة قبل المعراج

[۲] ۲. نطق الهلال بارخ ولاد الحبیب والوصال

[۳] ۳. منبه المنیه بوصول الحبیب الی العرش والرؤیه

[۱٤] علم الفضائل [۳۰]

یہ وہ علم ہے جس سے حضور اقدس ﷺ کے کمالات، مراتب عالیہ جو حضرت عزت نے انھیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے ہیں، ان کا بیان ہے۔ اس کا موضوع ظاہر ہے، اور غایت و غرض ان کمالات کی واقفیت ہے، تاکہ اس کے ذریعہ محبت رسول اللہ ﷺ زیادہ ہو، اور اس کے ذریعہ سعادت ابدی و شرافت سرمدی حاصل ہو۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات یہ ہیں۔

[۷] (۱) نفی الفیء عمن استنار بنوره کل شیء

[۱۱] (۲) سلطنة المصطفى فى ملكوت كل الورى

[۱٥] (۳) اجلال جبريل بجعله خادما للمحبوب الجليل

[۱۸] (٤) هدى الحيران فى نفى الفيء عن شمس الاكوان

[٦٤] (٥) لعروس الاسماء الحسنى فيما لنبينا من الاسماء الحسنى

[۹٦] (٦) الامن والعلى لناعتى المصطفى بدافع البلاء

[۹۷] (۷) منبة اللبيب ان التشريع بيد الحبيب

[۱٤٥] (۸) النفحة الفائحة من مسك سورة الفاتحة

[۱٤۸] (۹) شمول الاسلام لآباء الرسول الكرام

[۱٦۸] (۱۰) انباء المصطفى بحال سر واخفى

[۱۷۰] (۱۱) مالى الحبيب بعلوم الغيب

[۱۷۹] (۱۲) اللؤلؤ المكنون فى علم البشير ما كان وما يكون

[٢٠٣](١٣) الموهبة الجديدة فى وجوه الحبيب فى مواضع عديده

[٢٠٥](١٤) مبة الهبية بوصول الحبيب الىٰ العرش والرؤية

[٢٢٣](١٥) الدولة المكية بالمادة الغيبية

[٢٤٤](١٦) حدائق بخشش

[٢٥٧](١٧) بدرالانوار فى آداب الآثار

[٢٦٥](١٨) قمر التمام فى نفى الفئ عن سيد الانام

[٣٠٠/٢](١٩) سلسلة الذهب نافية الارب

[٣٠٠/٣](٢٠) زريعۂ قادريہ

[٣٠٠/٩](٢١) حضورجان نور

[٣٠٠/١٠](٢٢) نعت واستعارات

[٣٠٠/١١](٢٣) سلام وسير

[٣٠٠/١٢](٢٤) سراپانور

[٣٠٠/١٦](٢٥) نذرگدادرتہنیت شادی اسراء

[٣٣٩](٢٦) ابراء المجنون عن انتهاك علم المكنون

[٣٤١](٢٧) ماحية العيب بايمان الغيب

[٣٤٢](٢٨) ميل الهداة لبرء عين القذاة

[٣٤٣](٢٩) ازاحة جوانح العيب عن ازاحة اهل العيب

[٣٤٤](٣٠) الجلاء الكامل لعين قضاة الباطل

[۱۵] علم المناقب [۱۸]

وہ علم ہے جس میں حضرات صحابہ کرام وتابعین عظام ومشائخ فخام وعلماے اسلام کے کمالات وکرامات ومدائح وصفات کا بیان ہو۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات اٹھارہ ہیں۔

[۸] (۱)	الكلام البهى فى تشبيه الصديق بالنبى
[۹] (۲)	وجه المشوق بجلوة اسماء الصديق والفاروق
[۳۲] (۳)	مجير معظم شرح قصيده اكسير اعظم
[۱۱۷] (۴)	تنزيه المكانة الحيدرية عن وصمة عهد الجاهلية
[۱۱۸] (۵)	انجاء البرى عن وسواس المفترى
[۱۲۲] (۶)	جميل ثناء الائمة على علم سراج الامة
[۳۸۵] (۷)	فتواے کرامات غوثیہ
[۳۰۰/۱] (۸)	اکسیر اعظم
[۳۰۰/۲] (۹)	سلسلة الذهب نافية الارب
[۳۰۰/۳] (۱۰)	ذریعہ قادریہ
[۳۰۰/٤] (۱۱)	فضائل فاروق
[۳۰۰/۵] (۱۲)	نظم معطر
[۳۰۰/٦] (۱۳)	مشرقستان قدس
[۳۰۰/۷] (۱٤)	چراغ انس
[۳۰۰/۸] (۱۵)	وظیفہ قادریہ

[۱۳/۳۰۰](۱۶) مناقب صدیقیہ

[۱۴/۳۰۰](۱۷) حمائد فضل رسول

[۱۵/۳۰۰](۱۸) مدائح فضل رسول

[١٦] علم سلوک [٢]

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں -

[٨٤](١) الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابطه

[١٨٠](٢) نقاء السلافه فی البیعة والخلافة

[۱۷] علم الأخلاق [۲]

جس علم سے فضائل اور ان کے حاصل کرنے کی کیفیت معلوم ہوتا کہ انسان اپنے نفس کو ان سے مزین کرے، نیز رذائل اور ان سے بچنے کے طریقے معلوم کیے جائیں، تاکہ نفس ان سے مخلی کیا جائے، وہ علم الاخلاق ہے، اور یہ ایک قسم حکمت عملیہ کی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں:-

(۱)[۷۲] شرح الحقوق لطرح العقوق

(۲)[۹۲] مشعلة الارشاد الی حقوق الاولاد

علم تصوف وہ علم ہے کہ اس کے ذریعہ مدارج سعادت میں اہل کمال انسان کے ترقی کی کیفیت، اور وہ امور جو ان کے درجات میں عارض ہوں، بقدر طاقت بشریہ معلوم ہوں۔

بیان درجات ومقامات کی کماحقہ تعبیر ناممکن ہے، اس لیے کہ عبارات ان معانی کے لیے وضع کیے گئے ہیں، جہاں تک اہل لغت کے فہم پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن وہ معانی جن تک رسائی صرف ایسے ہی شخص کی ہے جو اپنے بدن بلکہ اپنی ذات سے غائب ہو، تو ان کے لیے الفاظ ناکافی ہیں، چہ جائیکہ اس کو الفاظ سے تعبیر کریں۔ تو جس طرح معقولات کا اوہام سے ادراک نہیں کرسکتے، اور نہ موہومات کو خیالات سے ادراک کرسکتے ہیں، نہ خیالات کا ادراک حواس سے ممکن ہے۔ اسی طرح ان چیزوں کا جن کو عین الیقین کے ساتھ معلوم کرنا چاہیے، ان کا ادراک علم الیقین سے ناممکن ہیں۔ تو جس شخص کی خواہش اس فن کی تکمیل ہو، اس کو چاہیے کہ وصول بالذات کی کوشش کرے، بیان سے طلب کرنے پر اکتفا نہ کرے۔ فانه طور وراء طور العقل۔ اور یہ جس کسی نے کہا ہے: جزاه الله في الدارين خيراً۔

علم التصوف علم ليس يعرفه ☆ إلا أخو فطنة بالحق معروف

وليس يعرفه من ليس يشهده ☆ وكيف يشهد ضوء الشمس مكفوف

یعنی علم تصوف وہ علم ہے جس کو نہیں پہچان سکتا مگر ذہین شخص جو حق کے ساتھ معروف ومشہور ہے۔ اور اس کو نہیں جان سکتا جو اس کا مشاہدہ نہ کرے [illegible]

کتاب کی روشنی میں دیکھ سکتا ہے؟

تصوف میں حضرت نے تین کتابیں تصنیف فرمائیں۔

[۸۰](۱) کشف حقائق و اسرار دقائق

[١٠٣](٢) بوارق تلوح من حقيقة الروح

[١١٤](٣) التنطف بجواب التصوف

[۱۹] علم اذکار [۵]

علم الاذکار اور اسی کو علم الادعیہ والاوراد بھی کہتے ہیں۔ جو علم ادعیہ ماثورہ اور اوراد مشہورہ سے اس کی صحیح وضبط اور صحیح روایت اور بیان خواص اور عدد تکرار اور اوقات قرأت اور شرائط سے بحث کرے، وہ علم الاذکار، علم الادعیہ اور اوراد ہے۔ اور اس سے غرض ان ادعیہ اور اوراد کا بروجہ مذکور جاننا ہے، تاکہ مطابق قاعدہ اس کے عمل سے فوائد دینیہ اور دنیویہ حاصل ہوں۔

بعض علما نے اس کو علم حدیث کی فرع قرار دیا ہے۔ کس لیے کہ اس میں کتب حدیث سے استنباط کی جاتی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی پانچ کتابیں ہیں

[۴۵] (۱) ازهار الانوار من صبا صلاة الاسرار

[۵۶] (۲) زهر الصلاة من شجرة اكارم الهداة

[۱۱۰] (۳) العروس المعطار في زمن دعوة الافطار

[۱۷۵] (۴) المنة الممتازة في دعوات الجنازة

[۲۷۷] (۵) ماقل وكفى من ادعية المصطفى ﷺ

[۲۰] علم ترغیب وترہیب [۱]

وہ علم ہے جس میں ایسی باتیں بیان کی جاتی ہیں، جن کے کرنے کی شرع میں ترغیب دلائی گئی ہو، اور ایسی باتیں ذکر کریں، جن کے کرنے کی شرع میں ممانعت ہو۔ یعنی اول پر وعدۂ ثواب ہو اور دوم پر وعید عذاب وعقاب۔ اس فن میں مشہور ترین کتاب امام حافظ زکی الدین عبد العظیم ابن عبد القوی منذری متوفی ۶۵۶ھ کی کتاب ترغیب وترہیب ہے۔ یہ بھی فروع علم حدیث سے ہے۔ اس لیے کہ مدار اس کا احادیث صحاح کتب مشہورہ صحیحین، سنن اربعہ، مسانید، معاجیم محدثین ہے۔

اس فن میں اس مصنف کی ایک کتاب ہے۔

[۸۶] الاکتفاء فی رد صفقة مانع الزکوه

[۲۱] علم تاریخ [۳]

علم تاریخ، معرفت احوال جماعت اور ان کے شہروں اور رسوم وعادات، اور ان کے صنائع وانساب اور ان کے وفیات کا نام ہے۔ اس کا موضوع احوال اشخاص ماضیہ: حضرات انبیائے کرام واولیائے عظام وعلمائے فخام وحکما وملوک وشعراوغیرہ ہیں۔ اور اس علم کی غرض احوال ماضیہ پر واقف ہونا ہے۔ اور اس علم کا فائدہ ان احوال سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا اور حوادث روزگار وتقلبات زمانہ پر واقفیت کی وجہ سے تجربہ کا ملکہ حاصل کرنا ہے۔ ان لوگوں کے احوال میں جو مضرت کی باتیں ہیں، ان سے احتراز کیا جائے، اور منافع وکارآمد باتوں کو حاصل کیا جائے۔

اس فن میں اعلی حضرت کی تین کتابیں ہیں۔

[۱۲۵](۱) اعلام الصحابة الموافقین للامیر معاویة وام المؤمنین

[۲۱۹](۲) جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان

[۳۱۵](۳) سرگذشت وماجرائے ندوہ۔

جس علم میں دو مناظروں کے درمیان گفتگو کرنے کی کیفیت سے بحث کی جائے، وہ علم مناظرہ ہے۔ اس کا موضوع ادلہ ہیں، اس حیثیت سے کہ ان سے غیر پر مدعیٰ ثابت کیا جاتا ہے۔ اس کے مبادی امور بینہ بنفسہا ہیں۔ غرض اس سے مناظرہ کرنے کا ملکہ حاصل کرنا ہے، تاکہ بحث میں خبط نہ واقع ہو۔

علامہ ابن صدر الدین نے فوائد خاقانیہ میں فرمایا کہ علم منطق کی طرح جملہ علوم کی خدمت کرتا ہے، اس لیے کہ بحث ومناظرہ صواب ظاہر کرنے کے ارادہ سے نسبت بین الشیئین میں جانبین سے نظر کرنے کا نام ہے۔

اعلیٰ حضرت کی اس فن میں مجردہ کتب مصنفہ ہیں۔

[١٢٤](١) النذیر الھامل لکل خلف جاھل

[١٢٨](٢) مراسلات سنت وندوہ

[٢٠٧](٣) رائی زاغیاں معروف بہ دفع زیغ زاغ

[٣١٤](٤) انتصار الھدیٰ من شعوب الھویٰ

[٣٢٣](٥) صمصام سنیت بگلوئے نجدیت

[٣٢٦](٦) اجتناب العمال عن فتاوی الجھال

[٣٣٠](٧) سیف ولایتی بروابم ولایتی

[illegible](٨) البرق المجیب علی بقاع طیب

[٣٣٤](٩) العطر المطیب لبنت شفة الطیب

[illegible](١٠) الامة القاصفه لکفریات الملاطفه

[۳۳٦](۱۱) الحائفه على تهافت الملاطفه

[۳۳۷](۱۲) سياط المودب على رقبة المستعرب

[۳۳۸](۱۳) طفر الدين الجيد ملقب به بطش غيب

[۳۳۹](۱٤) ابراء المجنون عن انتهاكه علم المكنون

[۳٤۲](۱٥) ميل الهداة لبرء عين القذاة

[۳٤۳](۱٦) اراحة جوانح الغيب عن ازاحة اهل العيب

[۳٤٤] (۱۷) الجلاء الكامل لعين قصاة الباطل

[۳٤۸](۱۸) الاسئله الفاصمة على طوائف الباطنة

س فن میں علی حضرت کی ایک کتاب ہے -

[٦] اطائب الاکسیر فی علم التکسیر

[۲٤] علم الوفق [۱]

اس فن میں بھی اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے:-

[۲۹۵](۱) الفوز بالآمال فی الاوفاق والاعمال

[۲۵] علم التوقیت [۶]

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ چھ کتابیں ہیں -

[۱۸۶] (۱) الانجب الانیق فی طرق التعلیق

[۱۸۹] (۲) ربح الاوقات للصوم والصلوات

[۲۰۶] (۳) تاج توقیت

[۲۳۸] (۴) کشف العلہ عن سمت قبلہ

[۲۵۶] (۵) درء القبح عن درک وقت الصبح

[۲۳۲] (۶) سر الاوقات

[۲٦] علم هیئت [۳]

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں:-

[۱۸٤](۱) اقمار الانشراح لحقیقة الاصباح

[۱۸٥](۲) الصراح الموجز فی تعدیل المرکز

[۲٥۲](۳) جادة الطلوع والمحمر للسیارة والنجوم والقمر

علم الحساب ان قواعد کا علم ہے جن کے ذریعہ استخراج مجہولات عددیہ کا معلومات عددیہ مخصوصہ سے ہوتا ہے۔ استخراج سے مراد ان کی کمیت کی معرفت ہے۔ موضوع اس کا عدد ہے۔ اس لیے کہ اس علم میں عدد ہی کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے۔ عدد کمیت کو کہتے ہیں، جو چند وحدات سے مرکب ہو۔ اس کا نفع و فائدہ ضبط معاملات، حفظ اموال، قضائے دیون، قسمت ترکات ہے۔ اس کی ضرورت علم فقہ اور مساحت وغیرہ میں بھی ہوتی ہے، اور بعضوں نے کہا کہ اس علم کی ضرورت تمام علوم میں پڑتی ہے اور اس سے کوئی شخص مستغنی نہیں۔ بادشاہ ہو یا عالم، یا بازاری ہو، سب کو اس کی ضرورت ہے۔ اس فن کی شرافت کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول وکفی بنا حاسبین کافی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت محاسب ہونا بیان فرمایا، تو کون عقلمند اس کی خوبی میں کلام کر سکتا ہے؟ اسی لیے علمائے کرام نے اس فن میں بہت کتابیں تصنیف کیں، اور [illegible] تعلیم [illegible] بدست لیا، اور حکما کی عادت تھی کہ بچوں کی تعلیم اسی علم سے شروع کرتے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ [illegible] حساب کی تعلیم [illegible] صدق غالب آتا ہے۔ اس لیے کہ [illegible] عادت [illegible] ہو جاتی ہے۔

[illegible]

[illegible] والمقابلہ

[۳]　**علم ارثما طیقی**　[۲۸]

وہ علم ہے جو بحث کرتا ہے عدد کے خواص سے۔
اس علم میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں:-

[۱۸۳](۱) الموہبات فی المربعات

[۲۲۸](۲) البدور فی اوج المجذور

[۲۵۱](۳) کتاب الارثماطیقی

یہ حکمت نظریہ کی ایک قسم ہے، جو علم بحث کرے ایسے امور مادیہ سے جن کو مادہ سے بحث میں مجرد کرنا ممکن ہو۔ اس کو ریاضی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حکماء کی عادت تھی کہ ابتداءً بچوں کو یہ علم تعلیم دیتے تھے، اور خوب ریاضت کرایا کرتے تھے۔ اسی لیے اس کو علم تعلیمی بھی کہتے ہیں، اور اس کو علم اوسط بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ علم متوسط ہے ان دو علموں کے درمیان جو مادہ سے متعلق ہیں اور جو مادہ سے متعلق نہیں ہیں۔ اور اس کے چند اصول ہیں، اور ہر ایک اصل کے فروع ہیں۔ اصول چار ہیں۔

❶ ہندسہ ❷ ہیئت ❸ حساب ❹ موسیقی

اعلیٰ حضرت کی اس فن میں تین کتابیں ہیں۔

[۱۸۲] (۱) عزم الباری فی جواهر الریاضی

[۲۲۷] (۲) تسہیل لوگارثم

[۲۹۳] (۳) جداول الریاضی

[۳۰] علم الهندسه [۳]

علم ہندسہ ان قوانین کا علم ہے، جن سے ذریعہ انسان ان اصول کو جانتا ہے، جو کم کو من حیث کم ہونے کے عارض ہوتا ہے۔

اور اعلیٰ حضرت کی اس فن میں بھی تین کتابیں ہیں۔

(۱)[۶۳] الاشکال الاقیدس لنکس اشکال اقیدس

(۲)[۱۸۷] اعالی لعطایا فی الاضلاع والزوایا

(۳)[۲۰۹] الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ

[۳۱] علم جبر ومقابلہ [۱]

یہ علم حساب کی فرع ہے، اس لیے کہ یہ وہ علم ہے جس کے ذریعہ معلومات عددیہ مخصوصہ سے استخراج مجہولات عددیہ کی کیفیت بوجہ مخصوص معلوم ہوتی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ہے۔

[۲۵۰] حل المعادلات لقوی المکعبات

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے:-

[۲٤۰] مسفر المطالع للتقویم و الطالع

اس کو جفر و جامع بھی کہتے ہیں۔ لوح قضا و قدر جو تمام ماکان و مایکون کو کلیہ و جزئیہ پر مشتمل ہے، اس کے علم اجمالی کا نام جفر و جامع ہے۔ جفر لوح قضا کو کہتے ہیں، جو عقل کل ہے، اور جامع لوح قدر کو کہتے ہیں، جو نفس کل ہے۔ یہ تمام علوم کا [illegible] ہے کہ حضرت امیر المومنین مولی المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے ۲۸ حروف تہجی و بسط اعظم کے طریقے پر ایک جلد میں تحریر کیا ہے، جس سے طریق مخصوص و شرائط معینہ [illegible] مخصوصہ کی پابندی سے قضا و قدر میں جو سب ہے معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ علم ورثے میں اہل بیت اطہار کے مخصوصین میں چلا آرہا ہے، اور انہیں سے مشائخ کاملین نے حاصل کیا، اور غیروں سے اس کو پورے طور پر چھپاتے آئے ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ اس کتاب کو ما سوائے حضرت امام مہدی منتظر علیہ السلام کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

منقول ہے کہ خلیفہ مامون رشید نے جب اپنے بعد حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کی خلافت کا عہد نامہ لکھ کر ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کی پشت پر [illegible] الجامعۃ [illegible] علی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام نہ ہوگا۔ اور واقعی وہی ہوا جو [illegible]

[illegible]

[۲۹۰](۱) الثواقب الرضوية على الكواكب الدرية

[۲۹۱](۲) الجدول الرضوية على الكواكب الدرية

[۲۹۲](۳) الاجوبة الرضوية للمسائل الجعفرية۔

ان تینوں کتابوں کے متعلق اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے کہ یہ تینوں رسالے نہ چھاپے جائیں گے، نہ ان کی نقل مل سکتی ہے۔ جب تک کہ علم کی اہلیت نہ ثابت ہو۔

جس علم کے ذریعہ حوادث کون وفساد پر تشکلات فلکیہ، وضع فلک وکواکب، مقارنہ ومقابلہ، تثلیث وتسدیس وتربیع وغیرہ سے استدلال کیا جائے، وہ علم نجوم ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ حسابیات، طبعیات، وہمیات۔

حسابیات علم یقینی ہیں اور کبھی اس پر ترتب عمل کیا جاتا ہے۔ مثلاً طلوع وغروب شمس، وقت نماز وافطار کے لیے۔

طبعیات جیسے بروج فلکیہ میں انتقال شمس سے استدلال، تبدل فصول جاڑا گرمی اور معتدل پر۔ تو شرعاً ان کے انکار ورد کی کوئی وجہ نہیں۔

وہمیات جیسے اتصالات کواکب سے بطریق عموم یا خصوص حوادث سفلیہ خیر وشر پر استدلال کرنا۔ چونکہ شرع میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اس لیے شرعاً مردود ہے۔

علم نجوم میں اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ہے۔

[۲۴۹] ... کی استها فی قوة الکواکب وضعفها

جامع ... فقیہ اعظم ... الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ یہ چونتیس علوم وفنون مروجہ وغیر مروجہ، درسیہ وغیر درسیہ، مشہورہ وغیر مشہورہ، جن میں اکثر نہیں تو بعض سے تو ہمارے زمانہ کے بڑے بڑے علماء بھی واقف نہیں۔ ان علوم وفنون سے واقفیت تو بڑی بات ہے ... اعلیٰ حضرت کی ... جتنے علوم وفنون سے ... واقف ہیں ... ان سب میں ... صاحب تصنیف ہیں۔

ان کے علاوہ ... علوم وفنون ... ہیں، جن میں ... ملاحظات ... ونکات

مفسدین کے لیے کتب تصنیف فرمائیں، جو اصل شان مجددیت ہے۔ یعنی اسلام پر اپنے اور غیر لوگوں نے اپنی جہالت و نادانی یا بدمذہبی اور بے دینی کی وجہ سے جو خس و خاشاک ڈال رکھی تھی، اس [illegible] دین اسلام کو پھر [illegible] اور از سر نو نیا کر دیا۔

اس کے لیے ضروری تھا کہ جو شخص شان مجددیت میں جس حیثیت کا ہو، اس کی حیثیت بارورعیت اور بے خوف و ملامت [illegible] اور اس میں اس کا یہ خیال نہ [illegible] کہ اگر ہم کسی کا رد کریں گے یا [illegible] جو شخص [illegible] کا بے خابہ کریں گے تو وہ مجھے برا بھلا کہے گا، یا [illegible] مقبولیت میں فرق آ جائے گا، اس لیے کہ ان کے تمام اقوال و افعال و احوال محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تھے، [illegible] مدح و ستائش یا مذمت و [illegible] جیسا کہ خود فرماتے ہیں ؎

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا ہوش بہ مدحے نہ مرا گوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد در وے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

چنانچہ مجھ سے میرے ایک [illegible] صاحب نے [illegible] حضرت کا علم و عمل، تقویٰ و فضل، جامعیت کمال ظاہری و باطنی [illegible] اگر اعلیٰ حضرت کسی کا رد اور مناظرہ وغیرہ نہ کرتے [illegible] بڑھ کر ہندوستان میں کس کی عزت ہوتی؟ اور از [illegible] ان کی مقبولیت ہر طبقہ ہر گروہ میں ہوتی۔

میں نے کہا یہ تو خدا پرستی نہ ہوئی، [illegible] ہوئی۔ الحب فی اللہ والبغض للہ بھی کوئی چیز شرعی ہے یا نہیں [illegible] میں حق گوئی کی وجہ سے عدم مقبولیت ہو تو آپ نے مثنوی شریف کے یہ اشعار دیکھے ہیں یا نہیں؟

مولانا فرماتے ہیں [illegible]

گر دو صد ابلہ ترا منکر شوند ❖ [illegible]

[illegible] ❖ [illegible]

[illegible] ❖ [illegible] خورشید نیست

[illegible] ❖ [illegible] خورشید [illegible]

[illegible] ❖ [illegible]

[illegible] ❖ [illegible]

فارقم فاروقیم غربیل وار ❖ [illegible]

اوررا پیدا کنم من از بسوس ❖ [illegible]

[illegible] ❖ [illegible]

[illegible] مولوی [illegible] ضلعی [illegible] (ایک) [illegible] ایک مرتبہ [illegible] اپنے [illegible] میں سے ایک [illegible] العلماء [illegible] حبیب [illegible] صاحب [illegible] حبیب [illegible] حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے [illegible] معلومات سے

پڑھا ہے۔ اس میں ایک جگہ تحریر ہے کہ:

> آپ کی بہت بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ آپ کی زبان کسی کی تکفیر سے ملوث نہیں ہوئی۔

اس کو دیکھ کر متردد ہوا کہ یہ کیا لکھا ہے؟ پھر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا اتفاق ہوا، تو صفحہ ۳۰۲ پر اس میں بھی لکھا ہے۔

> حضرت شیخ الہند قدس سرہ کی خصوصیات قابل ذکر میں یہ ہے کہ انہوں نے عمر بھر کسی کی تکفیر نہیں کی ۔۔۔ تھانوی ۔۔۔ کے زمانے میں انگریزی کے اتنے حروف سیکھ لیے تھے کہ تار وغیرہ پڑھ لیتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ علم کی یہ بات قابل تعجب ہے۔ اس زمانے میں انگریزی سے واقفیت کہ تار وغیرہ پڑھ سکیں، ضرور قابل تعریف اور خصوصیت میں شمار ہونے کے لائق ہے، لیکن ـــــ عمر بھر کسی کی تکفیر نہیں کی ـــــ میں بہت غور و خوض کرنے پر نہ سمجھ سکا کہ یہ کون سی تعریف کی بات ہے؟ اور دونوں حضرات نے اس کو تعریف میں کس طرح شمار کیا؟ اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ کی دعا ہے:

اللهم ارنا الاشياء كماهي۔ حکمت کی تعریف بھی حضرات نے فرمائی هو علم يبحث فيه عن حقائق الاشياء علىٰ ماهي عليه في نفس الامر بقدر الطاقة البشرية وعرفه بعض المحققين باحوال اعيان الموجودات على ماهي عليه فى نفس الامر بقدر الطاقة البشرية۔ تو اگر کسی کی تکفیر نہ کرنے سے مراد کسی مسلمان کی ہے، تو یہ تعریف بے شک تعریف ہے کہ کسی مسلمان کی جب تک وہ مسلمان ہے، اور کوئی کلمہ کفر یہ اس سے صادر نہیں ہوا، کبھی آپ نے تکفیر نہ کی۔ مگر یہ کوئی خصوصیت حضرت استاذ الاساتذہ کی نہیں۔

یہ صفت اور تعریف کل مومنوں کے شامل ہے۔ مومن ضرور ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے
کہ جو کلمہ کفر، چھپی ہو کافر نہ کہا اور زبان بند رکھے تو میں نہیں سمجھتا
کہ کس طرح تعریف و توصیف کے قابل ہو سکتی ہے؟ جبکہ خداوند عالم نے علما
سے عہد لیا ہے کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو حق بیان کریں،
چھپائیں نہیں ورنہ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا
تکتمونہ کا مصداق ہوں گے۔ جناب صدر الصدور صاحب اپنے استاذوں کی یہ تعریف
پسند کرتے ہوں، ورنہ وہ پسند کرتے ہیں، جب تو لکھا اور چھاپ کر شائع
کیا لیکن میں اپنے استاذ الاساتذہ کی یہ تعریف کرنا کسی طرح
پسند نہیں کرتا ہوں کہ سب مسائل تو بیان فرمایا کرتے تھے، اور مطابق شرع
شریف فتویٰ دیا کرتے لیکن جب کوئی مسئلہ کفریہ سامنے ہوتا تو خاموشی
اختیار فرماتے، زبان بند رکھتے، آیت قرآنیہ مسطورہ بالا کے خلاف کرتے، عہد
الٰہی کو پس پشت ڈال دیتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ الساکت عن الحق
شیطان اخرس، ان کے مطالعہ میں تو تھیں ہی۔ اس حدیث شریف کی بھی
پروا نہیں کرتے تھے۔

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کسی شخص نے ان سے کسی کے اقوال کفریہ پیش
کر کے اس کا حکم پوچھا ہی نہیں۔ اس لیے آپ نے کسی کی تکفیر نہ کی۔ ورنہ یہ
بیشک ممکن تھا کہ کوئی مسئلہ پوچھا جائے، جس کا جواب شرعی یہ ہے کہ ایسا
شخص کافر ہو، مگر حضرت استاذ الاساتذہ نے معاذ اللہ غلط جواب دیا ہو، اور
علمائے مدینہ کے صدور کے بعد بھی مسلمان بتایا ہو، یا جواب سے اعراض
و سکوت کیا ہو۔

اور بھی کسی کی تکفیر نہ کرنا کیونکر قابل تعریف بات ہوسکتی ہے؟ جب خداوند عالم نے تکفیر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکفیر کی۔ صحابہ کرام نے تکفیر کی۔ تابعین عظام نے تکفیر کی۔ ائمہ اسلام، مجتہدین مذاہب اربعہ نے تکفیر کی۔ حضرت عزّ جلّ سبحٰنہ وتعالیٰ فرماتا ہے یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَاقَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ ۔ وہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے کلمہ کفر نہ کہا اور البتہ بیشک وہ کلمہ کفر بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

اس آیت میں وکفروا بعد اسلامھم رہ بر وقت یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ابن جریر وطبرانی وابو الشیخ وابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ایک پیڑ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ ارشاد فرمایا:

عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا، وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔

کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا:

تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں؟

وہ گیا، اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی، اور بے شک ضرور یہ کفر کا کلمہ بولے، اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے صاف فرما دیا کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے، اور اس کے کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ لاکھ مسلمانی کا مدعی، کروڑ بار کا کلمہ گو ہو۔

اور فرماتا ہے: وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۝ اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں: انه قال في قوله تعالى: وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۝ قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي كذا وكذا وما يدريه بالغيب۔ کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا، محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم ص ۱۰۵، تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی جلد ۳ ص ۲۵۴)

حدیثوں میں جو کفر کے فتوے دیے گئے ہیں، اگر ان سب کو جمع کیا جائے، تو ایک جزء سے زائد ہو، نہ احصا کی ضرورت، نہ اس کی فرصت۔

چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

✠ من اتی عرّافا او کاهنافصدقه بمایقول فقد کفر بما انزل علی محمد ﷺ رواه الامام احمد والحاکم عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه

✠ من اتی کاهنا فصدقه بما یقول اواتی امرأة حائضاو اتی امرأة فی دبرها فقد بری بما انزل علی محمد۔ رواه الامام احمد وابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه

✠ من اتی کاهنا فسأله عن شیٔ حجبت عنه التوبة اربعین لیلة فان صدقه بما قال کفر رواه الطبرانی فی الکبیر عن واثلة رضی الله تعالی عنه

✠ من ترک الصلوٰة متعمدا فقد کفر جهارا رواه الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی الله تعالی عنه۔

✠ من حلف بغیرالله فقد اشرک رواه الامام احمد والترمذی والحاکم عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔

✠ من کذب بالقدر فقد کفر بما جئت به رواه عدی عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔

صحابۂ کرام کا کفر کا فتویٰ دینا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد ودیگر صحابۂ کرام کے اجماع سے، مانعین زکوٰۃ پر آپ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا، اور ان پر جہاد کو کفار پر جہاد کی طرح مثل قرار دیا۔

فقہائے کرام حنفیہ کے فتاوائے کفر دیکھنا ہو تو فتاویٰ عالمگیری و شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں موجبات کفر کی بحث دیکھیے۔

پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک عالم کے لیے خلاف طریقہ

مرسوں ... وقت ... سے ... روش ... قبل مدت ... ہو سکتی ہے؟۔

بات یہ ہے کہ زمانہ میں دو ذہنیت کے انسان ہیں۔ بعض وہ طبیعت کے ہیں۔ ان کے خیال میں جب کوئی ایسی بات ہو تو کیوں اپنی زبان یا قلم سے ایسا حکم لکھیں، جو کسی کی تکلیف اور ناراضگی کا سبب ہو۔ اور بعض کا خیال ہے کہ ہم با اختیار نہیں ہیں، ہم سے عہد لیا گیا ہے۔ عقائد سے لے کر اعمال، طہارت کے مسائل سے فرائض تک جو مسئلہ مجھ سے پوچھا جائے گا، اس کا جواب دینا ہم پر فرض ہے۔ اس میں کسی کی ناراضگی اور خوشنودی کے خیال سے بڑھ کر حضرت حق جل و علا کی خوشنودی اور اس کی طرف کی ذمہ داری ہے۔ اور اگر نہ کہا جائے تو دین میں سخت فتنہ انگیزی ہو۔ جس مصلحت سے حضرات محدثین کرام نے رواۃ کی جرح کی ضرورت جانی، کذاب، دروغ گو، روایت کذب، وضاع، متہم، مجہول، کم حفظ، کثیر الوہم جو جیسا ہو اس کو بیان کر دیں اس میں روایت نہ لیں، اور دین میں رخنہ اندازی ہو۔ اسی طرح سے یہ جماعت ... ... کی نیت سے، ... رحمت ... مسلمان بچیں ان کے شر سے بچنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

اترعون عن ذكر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروا الفاجر بما فيه يحذره الناس

... کیا تم ... فاجر کا ذکر کرنے سے ... لوگ اسے کب پہچانیں گے؟

... فاجر ... اس ... بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

... في ... الاصول

... عدي والطبراني ...

فی الکبیر والبیہقی فی السنن والخطیب البغدادی عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ۔

یہ وجہ صاف صاف ان کے حکم خداوندی کو بیان کر دینے کی ہے کہ اگر توفیق رفیق ہو تو توبہ کرے دائرۂ اسلام یا ورع و تقویٰ میں آ جائیں۔ ورنہ دوسرے مسلمان اس کی ضلالت اور بے دینی کا شکار ہونے سے بچیں گے۔

جب فاجر کے ذکر کی یہ ترغیب ہے، تو کافر کے کفر پر پردہ ڈالنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ علاوہ بریں کسی شخص کی یہ تعریف کرنا کہ اس نے برے اچھے برے کو اچھا ہی سمجھا، تمام گوروں کالوں کو برابر جانا، سب کو راضی رکھا، کسی کو کافر نہ کہا، بزعم میری سمجھ سے باہر ہے۔

اسی لیے میں اپنے استاذ اور شیخ پیر و مرشد مجدد ماتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ جناب مولانا مولوی حاجی حافظ قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی نہ یہ تعریف کرتا ہوں، نہ ایسی تعریف کرنا پسند کرتا ہوں، اور اگر اثر زمانہ سے متاثر ہو کر میں یہ تعریف کروں کہ انہوں نے کسی کی تفسیق، تضلیل، تکفیر نہ کی، تو واقعہ کے خلاف ہونے کے علاوہ ان پر بہتان باندھنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر حق اشیا کما ہی علیہ فی نفس الامر ظاہر کر دیا تھا، جو جیسا تھا ویسا ہی ان کو دکھا دیا تھا۔ اس لیے وہ جس طرح اللہ کو ایک، رسول اللہ ﷺ کو نبی اور خاتم الانبیاء، قرآن شریف کو اللہ کی کتاب، فرشتوں کو معصوم مخلوق، دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول مانتے تھے۔ ویسے ہی تمام صحابہ، تابعین، فقہا و مجتہدین، ... قطب، ابدال، ...

اولیاء، تابعین، قطب، غوث، صدیق وغیرہ فرق مراتب، خداوند عالم کے مقبول
بندے مانتے اور تقریر وتحریر میں ان کے رتبے کے مطابق ان کی تعظیم وتوقیر
کرتے، اور مخالفین کی پروا نہ کرتے کہ ان کی تعظیم وتوقیر تعریف وتوصیف کی وجہ
سے وہ جلیں گے، میری مخالفت کریں گے۔ اسی طرح فرق باطلہ، فرقہ ہائے
تصوف وغیرہ بھی ملنگ، شرابی، جواری، بدمذہب، بددین، منشیات، تفضیلیہ،
ناصبیہ، روافض، خوارج، قدریہ، وہابیہ، دیوبندیہ، قادیانیہ، گاندھویہ، نیچریہ،
ضروری آریہ اور ہنود سے بھی محبت والفت، ان کی عزت، تعظیم وتوقیر، تعریف
وتوصیف نہ فرماتے، اور نہ ان کے مبلغین ومعتقدین کی کبھی پرواہ کی، وہ لوگ
ہمیں برا کہیں گے، بے قدری کریں گے، نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھیں
گے، بلکہ تحریر میں، تقریر میں، جب بھی موقع ہوا، ضرورت پڑی بے تامل ان
کی مذمت کی، ان کی تردید، جو شرعی حکم تھا، بیان کیا، جس مسئلہ میں جس رد کی
ضرورت جانی، رد کیا۔ تصنیفات کا ذخیرہ انہی لوگوں کے رد وجواب پر مشتمل ہے۔

آپ حضرت کا یہ مسلک محبت وعداوت میں بالکل اس حدیث کا آئینہ تھا۔ من
احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان۔ جس
نے کسی شخص سے اللہ کے لئے محبت کی (جس سے بھی محبت کی) اور اللہ کے لئے عداوت کی
(جس سے بھی عداوت کی) اور (جس کو جو کچھ دیا) اللہ کی خاطر دیا، اور جس کو
نہ دیا تو اللہ ہی کے لئے، اس نے ایمان کامل کیا۔ رواہ ابو داود عن ابی
امامہ والترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہما۔

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

[illegible] من الایمان فی [illegible] [illegible] اما رهدت

فی الدنیا فتعجلت راحة نفسک واما انقطاعک الی فتعززت به

فمای عملت قال یا رب وما ذاک عملی قال هل والیت لی ولیا

اوعادیت لی عدوا [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible]

[illegible] [illegible] نے اپنے

نفس کی راحت جلد حاصل کرلی۔اوردنیا [illegible]

[illegible] ؟۔عابد

نے کہا،اے میرے رب!اور تیرا حق مجھ [illegible] میرے

[illegible] ۔رواہ

[illegible] فی الحلیة والخطیب فی [illegible] عن ابن مسعود

رضی الله تعالی عنه۔

یعنی علوم وفنون متفرق ومختلف میں، یعنی ان کتابوں کو کسی خاص فن سے تعلق نہیں بلکہ عام اور مفید امور سے اس کا تعلق ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی اس فن میں پانچ کتابیں ہیں۔

[۵۸] (۱) حاہ القصیدہ اسعادیہ ملقب بہ الزمزمۃ القمریۃ

فی الذب عن الخمریۃ۔

قصیدہ غوثیہ شریف جس کا مطلع ہے

سقانی الحب کاسات الوصال ✣ فقلت لخمرتی نحوی تعالی

ہے بعض جاہلوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے (اس پر) جاہلانہ اعتراضات شعر کی نحوی وغیرہ کا کیا تھا، یہ اس کا مسکت جواب ہے۔

[۲۱۶] (۲) اتیان الارواح لدیارہم بعد الرواح

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد روح کا دنیا سے بالکل بے تعلق ہو جاتی ہے، [illegible] جنت میں [illegible] جہنم میں رہتی ہے، [illegible] یہ اس کا مدلل رد ہے۔ خصوصاً اچھی روحیں [illegible] مرنے کے بعد [illegible] ہیں [illegible] تعمیر [illegible] جاتی ہیں جہاں چاہتی ہیں [illegible] ہیں۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حضرت شاہ ابو الرضا کے متعلق لکھا ہے۔

[illegible]

[illegible]

متعدد جہالتوں کا اظہار۔

[۲۷۱](۴)　مرتجی الاجابات لدعاء الاموات

اس کا ثبوت کہ مردے بھی دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔

[۳۰۴](۵)　فتح خیبر

تفضیلیہ کی پارٹی، جو بصدارت مولانا محمد حسین سنبھلی مناظرہ کے لیے آئی تھی، اس کا فرار۔

تصانیف باعتبار موضوع

[۳۶] ردنصاریٰ [۳]

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے بے شمار انبیائے کرام بھیجے۔ جن میں بعض کا تذکرہ قرآن شریف اور حدیثوں میں آیا ہے، اور اکثر کا تذکرہ ان میں نہیں ہے۔ ان انبیاء میں اکثر پر صحیفے نازل ہوئے، اور چار نبی علیہم السلام پر چار بڑی کتابیں اتریں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، اور قرآن شریف سید المرسلین آقائے دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ پر۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو عیسائی اور نصاریٰ کہتے ہیں۔

اب دنیا میں اصل انجیل کہیں نہیں ہے۔ ہاں مختلف زبانوں میں جو ترجمے ہوتے ہیں انجیل کا وجود ہے، اور ان میں زیادہ مشہور و معروف چار انجیلیں ہیں، جو درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت ہے، جسے ان کے چار [illegible] ترتیب دیا ہے۔ ان میں [illegible] عیسیٰ علیہ السلام [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا زمانہ پایا، اور نہ ان کو دیکھا۔ وہ تو بعد رفع عیسیٰ علیہ السلام بولص کے ہاتھ پر نصرانی ہوا۔

اسی طرح مرقس نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا۔ وہ بھی رفع کے بعد پطرس حواری کے ہاتھ پر نصرانی ہوا، اور اس نے انجیل شہر روما میں پڑھی، اور اس نے اپنی کتاب سے خوف و قوت لکھے ہیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانہالی رشتہ دار خاص تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شادی میں شریک ہوئے، اور سب لوگوں کے سامنے اپنے معجزہ سے پانی کو شراب کر دیا، اور یہ سب سے پہلا معجزہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جب یہ معجزہ دیکھا تو دنیا سے دستبردار ہو گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین اور سیاحت دونوں میں تابع ہوئے۔ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے انجیل لکھی۔ لیکن انہوں نے شہر افسس میں یونانی زبان میں لکھی تھی۔

چونکہ نصاریٰ الوہیت کے قائل اور شخص نبی کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن جمہور نصاریٰ جو اس توحید کے قائل ہیں اور تثلیث کے معتقد ہیں۔ اب ... روح القدس کو خدا مانتے ہیں۔

... جو اسکندریہ کا پادری تھا، ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور مخلوق ہیں۔ ... یہ قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ کے زمانہ میں تھا۔ ...

پادری تھا۔ ان لوگوں کا عقیدہ بھی توحید کا ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ لوگ دیگر انبیا کی طرح خدا کا بندہ، اور خدا کا رسول جانتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں، کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے پیٹ سے بغیر واسطہ کسی مرد کے پیدا کیا۔ اصحاب مقدونیوس بھی توحید کے قائل ہیں۔ اس کا زمانہ بانی قسطنطنیہ کے بیٹے کا زمانہ ہے، اور وہ اس زمانہ میں قسطنطنیہ کا پادری تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ، انسان، اور دیگر انبیائے کرام کی طرح یہ لوگ خدا کا رسول مانتے تھے۔ مگر اب ان لوگوں کا وجود نہیں۔ نہ ایسے عقیدے والے مشہور و معروف ہیں۔ ممکن ہے کہ شاذ و نادر کوئی کسی جگہ حق اعتقاد رکھنے والا نصرانی ہو۔

ورنہ اس زمانہ میں جتنے نصاریٰ ہیں، وہ سب تثلیث کے قائل، فاسد العقیدہ لوگ ہیں۔ اور وہ تین فرقے پر منقسم ہیں۔

اول: ملکانیہ۔ اس مذہب کے ماننے والے تمام ملوک نصاریٰ ہیں۔ اس مذہب والے حبشہ، نوبہ، فرنگیہ، صقلیہ، اندلس اور جمہور شام کے لوگ ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا باپ، ابن، روح القدس ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کامل انسان، کامل خدا ہیں۔ انسان عیسیٰ کو سولی دیا گیا، اور قتل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ حضرت مریم نے خدا اور انسان دونوں کو جنا، اور یہ دونوں معبود ہیں۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

دوم: نسطوریہ۔ ان کا عقیدہ بھی ملکانیہ جیسا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ

وہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں، کہ حضرت مریم نے خدا کو جنا، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ انسان کو جنا، اور اللہ نے اللہ کو جنا، انسان کو نہ جنا۔ اس فرقہ کے لوگ زیادہ موصل، عراق، فارس، خراسان میں ہیں۔ یہ لوگ نسطور کی طرف منسوب ہیں، جو قسطنطنیہ کا پادری تھا۔

سوم: یعقوبیہ، ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح بعینہ اللہ ہیں۔ ان کو یہودیوں نے سولی دیا، اور قتل کر دیا۔ تین دن تک دنیا بلا مدبر رہی، اور اسی طرح تین دن تک آسمان بھی بلا مدبر رہا۔ پھر تین دن کے بعد اللہ زندہ ہو گیا، اور اپنی جگہ آ گیا۔ اللہ تعالیٰ حادث ہو گیا، اور حادث قدیم ہو گیا، اور اللہ ہی حضرت مریم کے پیٹ میں تھا۔ اس مذہب والے مصر و نوبہ و حبشہ کے لوگ ہیں۔ یہ فرقہ یعقوب بردعانی راہب قسطنطنیہ کی طرف منسوب ہے۔

ان تینوں فرقوں کے عقیدے ایسے گندے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کا ذکر قرآن شریف میں نہ فرماتا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسيح ابن مريم، اور ان اللہ ثالث ثلثة، اور ءانت قلت للناس اتخذوني وامي الهين من دون الله، تو کسی مسلمان کی زبان پر یہ گندے و خبیث کلمات کبھی نہ آتے۔ [illegible]

عیسائیوں کے رد میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں۔

[۱۴۳] (۱) الصمصام علی مشکک فی آیة علوم الارحام

[۲۰۴] (۲) نبل شردہ آراوی فرکفر نصاریٰ

[۳۳۷] (۳) هدم النصرانية والتثليث لايمي

... باشندے ہندوستان کے ہیں۔ ان کے عقائد عجیب وغریب ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ہنود کے رد میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔

[۱٤] انفس الفکر فی قربان البقر

[۳۸] ردآریہ [۲]

آریہ سماج ہندوؤں ہی کا ایک فرقہ ہے، جس کی بنیاد دیانند سرسوتی نے ڈالی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے آریہ کے رد میں دو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

[۳۴۷] (۱) پردہ در امرتسری

[۳۵۰] (۲) کیفر کفر آریہ

یہ فرقہ نیچر کی طرف منسوب ہے، یعنی طبیعت۔ ان کا عقیدہ ہے کہ کوئی چیز مقتضائے طبیعت کے خلاف، کسی طرح، کسی صورت، کسی حالت، کسی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے یہ لوگ معجزات کے قائل نہیں کہ یہ خلاف نیچر، خلاف فطرت ہے۔ اس فرقہ کے بانی کا نام سر سید احمد خان دہلوی مسکناً علی گڑھی مدفناً ہے۔ ان کی ولادت ۵ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء دہلی میں ہوئی۔

۱۸۵۷ء میں جب کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانوں سے سخت بدظن تھی۔ انہوں نے ایسی تدبیریں کیں جن سے گورنمنٹ کے خیالات درست ہوئے، اور اس وقت کے مسلمانوں کی دنیوی بہبود میں بہت سرگرمی سے حصہ لینا شروع کیا، اور علی گڑھ میں ایک انگریزی تعلیم گاہ کی بنیاد ڈالی، جو ترقی کرتے کرتے آج یونیورسٹی کی حیثیت میں قوم کے سامنے موجود ہے، جس میں ہر قسم کے علوم فنون کی اعلیٰ تعلیم کا سامان ہے، جو آج مسلمانوں کی ایک مایہ ناز انگریزی تعلیم گاہ ہے۔

ان سب باتوں کے باوجود سخت افسوس ناک اور حسرت سے لکھے جانے کی یہ بات ہے کہ سر سید نے اپنے اجتہاد اور بے قیدی کے زعم میں دینیات میں بھی قطع برید شروع کی، اور ایسی باتیں اپنی تصنیفات و تحریرات میں لکھیں، جن سے عام مسلمان سخت بیزار ہو گئے، اور ان کو مخرب دین و مذہب سمجھا۔ ان مسائل کی ایک فہرست ان کے ایک معتقد اور سوانح نگار الطاف حسین حالی نے حیات جاوید جلد ۲ ص ۳۸۷ پر

پر قلم کیا ہے۔ ان میں کی بعض باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں

[۱] اجماع حجت شرعی نہیں۔

[۲] قیاس حجت شرعی نہیں۔

[۳] تقلید واجب نہیں۔

[۴] قرآن کا کوئی حکم دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوا۔

[۵] شیطان یا ابلیس کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس سے کوئی وجود خارج عن الانسان مراد نہیں۔

[۶] طور مختنقہ جن کو نصاری نے گلا گھونٹ کر مارا ہو اس جانور کا کھانا حلال ہے۔

[۷] سوائے ان کفار و مشرکین کے جن کا ذکر آیت ... انما ینھٰکم اللہ الآیہ میں ہے، تمام کفار و مشرکین سے دوستی و موالات کرنا جائز ہے۔

[۸] وضع و لباس وغیرہ میں کفار سے تشبہ شرعاً ممنوع نہیں۔

[۹] معراج اور شق صدر دونوں رؤیا میں واقع ہوئے تھے بیداری میں نہیں۔ یہ مسجد حرام سے مسجد اقصی اور کیا مسجد اقصی سے آسمانوں تک۔

[۱۰] ملک یا ملائکہ کے الفاظ جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں ان سے یہ مراد نہیں کہ وہ کوئی جدا مخلوق انسان سے بالاتر ہے۔ بلکہ خدا نے جو مختلف قوی اپنی قدرت کاملہ سے مادہ میں ودیعت کئے ہیں انہیں کو ملائکہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[۱۱] آدم اور ملائکہ اور ابلیس کا قصہ جو قرآن میں بیان ہوا ہے یہ کوئی واقعہ نہیں، بلکہ یہ ایک تمثیل ہے۔

[۱۳] معجزہ دلیل نبوت نہیں ہوتا۔

۱۴ قرآن میں [illegible] ہونے کا ثبوت نہیں۔

۱۴ آیات سے [illegible] نہیں ہوتا [illegible] ثابت [illegible] ہے وہ ناقد ہے۔

۱۵ قرآن میں کوئی [illegible] نہیں جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہو۔

۱۶ شہداء کی نسبت جو قرآن میں آیا ہے کہ ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اس سے [illegible] مراد نہیں [illegible]۔

۱۷ [illegible] جو قرآن میں [illegible] ہے [illegible] سب [illegible] تھیں [illegible]۔

۱۸ خدائے تعالیٰ کی ذات، صفات اور [illegible] سے متعلق جو چیزیں قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں وہ سب طریق مجاز و استعارہ و تمثیل سے بیان ہوئی ہیں [illegible] متعلق جو چیزیں بیان ہوئی ہیں جیسے بعث، حشر، حساب و کتاب [illegible] جنت، دوزخ وغیرہ وہ سب مجاز پر محمول ہیں نہ حقیقت پر۔

[۱۹] قرآن میں جو خدا [illegible] زمین و حیوان میں پیدا [illegible] بیان ہوا ہے، اس سے کسی واقعہ کی خبر [illegible] نہیں ہے۔

۲۰ خدا کا دیدار نہ دنیا میں ممکن ہے نہ آخرت میں، نہ ان ظاہری آنکھوں سے ممکن ہے، نہ دل کی آنکھوں سے۔

۲۱ قرآن مجید میں جو جنگ بدر و حنین کے بیان میں فرشتوں کی مدد کا ذکر

کیا گیا ہے، اس سے ان لڑائیوں میں فرشتوں کا آنا ثابت نہیں ہوتا۔

[۲۲] حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔

[۲۳] کوئی معجزات [illegible] سے خوف کی قوت میں [illegible]

[۲۴] نبوت کا ملکہ [illegible] اصل فطرت میں ودیعت ہوتا ہے [illegible] پر نازل ہوتی ہے، وہ کسی ایلچی یا قاصد [illegible] سے نازل نہیں ہوتی [illegible] ہے۔

[۲۵] قرآن سے جنات کا ایسا وجود، جیسا کہ عموماً [illegible] ہوائی آگ سے [illegible] پیدا ہوتے ہیں [illegible] ہیں جس شکل میں چاہتے ہیں ظاہر ہو سکتے ہیں [illegible] ثابت نہیں ہوتا۔

[illegible] صاحب لکھتے ہیں۔

[illegible] چند نکات [illegible] سید [illegible] کیے ہیں جن میں وہ منفرد معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اختلافات یہ ہیں۔

[۱] اسلام نے غلامی کو ہمیشہ کے لیے موقوف کر دیا ہے۔

[۲] [illegible] ایک قسم کی عبادت ہے [illegible] مطلب [illegible] ہوتی ہے [illegible]

[۳] آیت یا آیات بینات کے الفاظ جو قرآن مجید میں جا بجا آئے ہیں [illegible] یا مواعظ [illegible] ہیں، جو خدا [illegible] آپ پر نازل [illegible] معجزات [illegible] ہیں۔

[۴] [illegible]

جائز نہیں ہے۔

(۵) قرآن میں جن اور جنات کے الفاظ سے وحشی ہوتے یا پہاڑی یا صحرائی لوگ مراد ہیں، نہ کہ کوئی مخلوق، جو دیو اور بھوت وغیرہ کے الفاظ سے مفہوم ہوتی ہے۔

(۶) سورہ فیل (الم تر کیف) میں جن الفاظ سے اصحاب فیل پر چڑیوں کا کنکریاں پھینکنا مراد لیا جاتا ہے، وہ حقیقت میں چیچک سے استعارہ ہے۔

(۷) حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور تمام انبیاء کے قصص میں جس قدر واقعات بظاہر خلاف قانون فطرت معلوم ہوتے ہیں، جیسے ید بیضا، عصا کا اژدہا بن جانا، فرعون اور اس کے لشکر کا غرق ہونا، خدا کا موسیٰ سے کلام کرنا، پہاڑ پر تجلی کا ہونا، گوسالہ سامری کا بولنا، پہاڑ کا سایہ کرنا، من وسلویٰ کا اترنا، پتھر میں سے بارہ چشموں کا پھوٹنا، اندھوں اور کوڑھیوں کو چنگا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا، مائدہ کا نزول وغیرہ، ان کی تفسیر میں جو کچھ سرسید نے لکھا ہے، وہ غالباً کسی کی نظر سے مخفی نہیں ہے۔

اس کے بعد حالی صاحب نے مولوی امداد العلی صاحب کے [illegible] ہندوستان کے [illegible] سرسید نے خود ارتداد کے فتوی [illegible] کا ذکر کیا ہے [illegible] اور پھر لکھا ہے [illegible]

[illegible] امداد الآفاق برجم اہل النفاق بجواب پرچہ تہذیب الاخلاق [illegible]

[illegible]

کیا شیعہ، کیا مقلد، کیا غیر مقلد، کیا وہابی (دیوبندی) سب فرقوں کے مشہور اور غیر مشہور عالموں اور مولویوں کی ان فتووں پر مہریں یا دستخط ہیں، اور خاص کر سنی مولویوں میں سے اکثر نے بہت شرح و بسط کے ساتھ جوابات لکھے ہیں۔

پھر (حالی نے) مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی، اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتوے کے کچھ فقرے بطور نمونہ نقل کیا ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتوی کی عبارت منقولہ یہ ہے:

وجود شیطان اور جن کا منصوص قطعی ہیں اور منکر اس کا شیطان ہے۔ بلکہ اس سے بھی زائد کیونکہ خود شیطان و جنی اپنے وجود سے انکار نہیں [illegible] منصوص قطعی ہے، منکر اس کا مبتلائے وسوسہ شیطانی ہے۔ حرمت [illegible] منصوص [illegible] اور سلف سے تا خلف اتفاق اس پر متواتر ہے۔ [illegible] مذہب نیچر خدا جانے کیسی بلا ہے، [illegible] اور معتقدین [illegible] کے قول سے [illegible] ہر مسلمان کو حق جل شانہ اتباع شریعت محمدیہ پر قائم رکھے، اور مذہب نیچر اور [illegible] سے محفوظ رکھے، جو شخص کہ اعتقادات اس کے ایسے ہیں، جو سوال میں مسطور ہوئے ہیں، وہ شخص مخرب دین، ابلیس لعین کا دوست ہے، صورت اسلام میں تخریب دین محمدی کی فکر میں ہے، اور بنام تجدید مدرسہ جدیدہ افساد شریعت اس کو منظور ہے [illegible] اس کے نزدیک موجب تہذیب ہیں اہل سنت کے نزدیک باعث تخریب ہیں۔ [illegible]

الحذر یاایہا المسلمون والہرب یاایہا المومنون

تعجب و افسوس کا مقام ہے کہ خود سرسید کے معتقدین لکھتے ہیں کہ [illegible] ان کے اقوال ایسے ہیں، جو آج تک علمائے اسلام میں کوئی ان کا قائل نہیں، چنانچہ ان اقوال و افعال پر ہندوستان کے تمام علماء نے تکفیر کی۔ مگر سرسید نے [illegible]

طرف توجہ نہ کی، اور نہ نیچریت سے توبہ کیا۔ اور اسی حال میں ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو رات کے دس بجے حاجی اسمٰعیل خان کی کوٹھی میں وفات پائی، اور ۲۸ مارچ کو قبیل مغرب مسجد مدرسۃ العلوم کی شمالی پہلو میں ان کو دفن کیا گیا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے سات کتابیں نیچریہ کے رد میں تصنیف فرمائیں:-

[۱۴۰](۱) لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ

[۱۶۳](۲) فتاوی الحرمین برجف ندوة المین

[۱۶۴](۳) ترجمة الفتویٰ وجه هدم البلویٰ

[۱۶۵](۴) خلص فوائد فتویٰ

[۲۵۳](۵) تمهید ایمان بآیات قرآن

[۳۱۷](۶) غزوه لهدم سماك دار الندوه

[۳۴۷](۷) پردہ دراز نیچری

قادیانیہ صفت فرقہ یا جماعت کی ہے۔ یہ قادیان کی طرف منسوب ہے۔ جو ضلع گرداس پور پنجاب میں ایک مشہور قصبہ ہے۔ یہ لاہور سے تخمیناً پچاس (۵۰) کوس گوشہ شمال و مشرق میں واقع ہے۔

(اس فرقے کے بانی مرزا غلام احمد نے) اپنی خود نوشت میں لکھا ہے

جب والد صاحب کا انتقال ہوا، مجھے ایک خواب میں بتایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ جب مجھے یہ الہام ہوا تو میں والد صاحب کی وفات کے متعلق تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدنی والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں، پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئے گا۔ تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا **أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ** ۔ اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہوگئے۔ غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد صاحب کے گزری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کون سا عمل تھا، جس کی وجہ سے یہ عنایت الٰہی شامل حال ہوئی۔ البتہ روزہ میں بہت رکھا کرتا تھا، اور خوراک کو کم کرتا گیا، یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا، اور اس قسم کے روزوں کے عجائبات میں سے، جو میرے تجربہ میں آئے، وہ لطیف مکاشفات ہیں، جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ لیکن روحانی سختی کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دنوں میں مجھے نئی قوم کے مولویوں کی مخالفت اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلاء کے اشتعال دہی اور آزار سے ملا۔

اور اس قدر یہ معرکہ گرم ہوا کہ میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت ﷺ کے بعد
کسی وقت ہوگا۔ میرے لئے تکفیر کے فتوے تیار ہوئے، مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور
دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا۔ اور قوم کے سفہاء نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ
سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کی سوانح میں ان کی نظیر نہیں ملی۔ پھر
جب تیرھویں صدی ختم ہوئی اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو مجھے الہام ہوا کہ تو اس
صدی کا مجدد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا **الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآن ۵**
۔ اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے۔ اور براہین احمدیہ میں وہ الہام بھی ہیں،
جن میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا ہے۔ غرض اس وقت تک کہ تصریح کے
ساتھ میری طرف سے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہیں ہوا تھا، اور صرف مجدد چودھویں صدی
ہونے کا ملکوں میں مشہور تھا۔ کوئی بڑی مخالفت میری طرف سے نہیں ہوئی۔ مگر اس دعوائے
مسیحیت کے وقت میں عجیب طور کا شور علماء میں پھیلا۔ اور ان میں سے اکثر لوگوں نے
انواع و اقسام کی خیانت سے عوام کو دھوکا دیا۔ اور بعضوں نے ان میں میری تکفیر کے
بارے میں استفتاء تیار کیا اور بڑی کوشش کر کے صدہا کم فہم اور موٹی عقل والے لوگوں کے
اس پر دستخط کرائے۔ اس جگہ اس بات کا لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرا یہ دعویٰ کہ میں
مسیح موعود ہوں، یہ وہ دعویٰ ہے جس کے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں
لگی ہوئی تھیں۔ اور احادیث نبویہ کی متعدد پیشین گوئیوں کو پڑھ کر ہر ایک شخص اس بات کا
منتظر تھا کہ کب وہ پیشگوئیاں ظہور میں آتی ہیں؟ بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے
الہام پا کر خبر دی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا۔ جس شخص کو اسلامی
تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مہدی کی پیشین گوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشین
گوئی نہیں جو متواتر اور ثابت مسیح کی پیشین گوئی سے بڑھ کر ہو۔ مگر افسوس! کہ ہمارے

زمانے کے علماء نے اس پیشین گوئی کے صحیح صحیح معنی سمجھنے میں دھوکا کھایا، اور ایسے تعارضات
وتناقضات اس پیشین گوئی میں جمع کر دیے کہ تعلیم یافتہ لوگوں کو اس پیشین گوئی سے،
باوجود اعلیٰ درجہ کے تواتر کے، انکار کرنا پڑا۔ پس طریق انصاف اور حق پرستی یہ تھا کہ خبر
متواتر کو رد نہ کرتے۔ ہاں ان معنوں کو رد کرتے، جو نادان مولویوں نے کیے ہیں۔ جس
سے کئی قسم کے تناقض لازم آئے۔ اس زمانہ میں خدائے تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر
پر مجھے مبعوث فرما کر اس پیشین گوئی کی معقولیت کو کھول دیا۔ مسیح کا دوبارہ آنا اسی رنگ
اور طریق سے مقدر تھا، جیسے کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا گیا تھا۔
تو جب ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے کسی مثیل ایلیا کا آنا مراد لیا جائے، اور وہ مثیل یوحنا
یعنی یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے۔ اسی طرح مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا بھی ایلیا کے دوبارہ دنیا میں
آنے کے مانند ہے۔ ہمارے علماء اگر ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصہ سے نصیحت پکڑتے، اور
حضرت عیسیٰ کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کے منکر ہوتے، تو بہت خوش قسمت
ہوتے۔

مرزا نے دعوائے مہدیت مسیحیت، پھر نبوت کے ساتھ حضرات انبیاء
کرام خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخت
توہین کے کلمات لکھے، جن کا پڑھنا سننا مسلمانوں کے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔

(۱) اعجاز احمدی ص۱۳ پر صاف لکھ دیا۔

یہود عیسیٰ کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں
حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو
نبی قرار دیا ہے، اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی، بلکہ ابطال نبوت پر کئی
دلائل قائم ہیں۔

(۲) اس میں ص ۲۴ پر ہے:-

کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔

(۳) پھر اسی ص ۲۴ پر ہے:-

ان کی اکثر پیشین گوئیاں غلطی سے پر ہیں۔

(۴) دافع البلاء ٹائٹل پیج ص ۳ پر ہے:-

ہم مسیح کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا۔

(۵) اسی پر ہے:-

حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔

خاکسار غلام احمد از قادیان۔

(۶) کتاب مذکور ص ۳ ہی پر ہے:-

یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راستباز اپنی راستبازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں۔

(۷) ص ۷ پر ہے:-

[illegible]

(۸) ص [illegible] پر ہے:-

مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ [یعنی یحییٰ] شراب نہ پیتا تھا، اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔

کیوں کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(۹) اسی کو رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں ص ۷ میں یوں لکھا:-

آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(۱۰تا۲۶) اس رسالہ میں ص ۴ سے ص ۸ تک متعدد جگہ اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اللہ عزوجل کے سچے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم کو [۱۰] نادان اسرائیلی [۱۱] شریر [۱۲] مکار [۱۳] بدعقل [۱۴] زنانہ خیال والا [۱۵] فحش گو [۱۶] بدزبان [۱۷] کٹیل [۱۸] جھوٹا [۱۹] چور [۲۰] علمی عملی قوت میں بہت کچا [۲۲] خلل دماغ والا [۲۳] گندی گالیاں دینے والا [۲۴] بدقسمت [۲۵] فریبی [۲۶] پیرو شیطان وغیرہ۔

لکھا ہے۔

(۲۷) صفحہ ۷:-

حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ صادر نہ ہوا۔

(۲۸) ص ۷:-

اس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔ (مگر ہوا) بھی تو وہ آپ کا نہیں اس تالاب کا ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ نہ تھا۔

(۲۹) صفحہ ۷ ہی پر لکھا:-

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی [illegible] اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔

(۳۰) کشتی نوح صفحہ ۱۶:-

مسیح تو مسیح میں ان کے چاروں بھائیوں کی عزت کرتا ہوں۔ مسیح کی دونوں ہمشیرہ کو بھی مقدس سمجھتا ہوں [illegible] یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کے اولاد تھے۔

(۳۱) [illegible] صفحہ ۱۵ پر لکھا -

خدا ایسے شخص (یعنی عیسیٰ) کو کسی طرح دنیا میں دوبارہ نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

(۳۲) اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۳:-

[illegible]

(۳۳) مواہب الرحمن صفحہ ۷۲:-

وقدر الله رجوع عيسى الذى هو من اليهود لرجع العزة الى [illegible]

[illegible]

(۳۴) کشتی نوح صفحہ ۱۸ -

[illegible] یوسف [illegible] تے ہیں ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے۔ کون خدا پر [illegible]

(۳۵) کشتی نوح صفحہ ۳ -

[illegible] چیز ہیں۔ [illegible] روحانی کے لیے یہ عاجز آیا ہے۔

(۳۶) ایضاً صفحہ ۴:-

ماسوا اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افترا یا غلط فہمی سے گھڑے گئے ہیں، تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا، بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

(۳۷) ایضاً ص ۴ و ۵:-

زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا، مگر پھر بھی عوام الناس ایک ذخیرہ معجزات کا ان کی طرف منسوب کررہے ہیں۔

ازالہ اوہام میں آخر صفحہ ۱۵۱ سے آخر صفحہ ۱۲ تک قوت میں پیٹ بھر کر رسول اللہ وکلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں، وہ آیات اللہ سے وہ مسخرگیاں کیں، جن کی حد و نہایت نہیں، مصنف نے لکھ دیا ہے۔

(۳۸) جیسے عجائب انھوں نے دکھائے وہ ایسے تھے اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے ہیں۔

(۳۹) بلکہ آج کل کے کرشمے ان سے زیادہ ہوتے ہیں۔

(۴۰) وہ معجزے نہ تھے کل کا زور تھا عیسیٰ نے اپنے باپ کے ساتھ بائیس برس تک بڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آگئی تھیں۔

(۴۱) عیسیٰ کے سب کرشمے مسمریزم کے تھے۔

(۴۲) وہ جھوٹی چمک تھی۔

(۴۳) سب کھیل تھا اور سب لعب تھا۔

(۴۴) سامری جادوگر کے مسالے کے مانند تھا۔

(۴۵) بہت مکروہ و قابل نفرت کام تھے۔

(۴۶) دل کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔

(۴۷) روحانی علاج میں بہت ضعیف اور نکما تھا۔

مرزا کے اصل عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں:-

انبیاء کے معجزات دو قسم ہیں۔ ایک محض سماوی جس میں انسان کی تدبیر عقل کو کچھ دخل نہیں۔ جیسے شق القمر۔ دوسرے عقلی جو خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں، جو الہام سے ملتی ہے۔ جیسے سلیمان کا معجزہ **صرح ممرد من قواریر** بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے، جو شعبدہ بازی اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے۔ مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے۔ سو کچھ تعجب نہیں کہ خدا تعالیٰ نے عقلی طور پر مسیح کو ایسے طریق پر اطلاع دی ہو، جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پر پرواز کرتا ہو، جیسے پرندہ، یا پیروں سے چلتا ہو، کیونکہ مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کی ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں۔ حال کے زمانہ میں بھی اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں، دم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی و کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق
سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ مسمریزم میں ایسے ایسے
عجائبات ہیں، سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرندہ بنا کر پرواز
کرتا دکھا دے، تو کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کی کہاں تک انتہا
ہے۔ سلب امراض عمل الترب [مسمریزم] کی شاخ ہے۔ ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے
رہے ہیں، اور اب بھی ہیں، جو اس عمل سے سلب امراض کرتے ہیں، اور مفلوج ومبروص
ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں۔ بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی اس کی طرف بہت توجہ کی
تھی۔ محی الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی۔ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز
کرتے رہے ہیں، اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم بھی عمل الترب [مسمریزم] میں کمال
رکھتے تھے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو
خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں
ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ ہے کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی
میں ڈالے، وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور
نکما ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل [مسمریزم] سے اچھا
کرتے رہے۔ مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا
نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔ جب یہ بات درست ہے کہ ان پرندوں
میں صرف جھوٹی حیات، جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی۔ تو ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں
ممکن ہے، عمل الترب [مسمریزم] کے ذریعہ سے پھونک میں وہی قوت ہو جائے، جو
اس دخان میں ہوتی ہے، جس میں غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو
دکھلاتا تھا، وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے، بلکہ دوائیے کام قدرتی طور پر دکھاتا تھا۔

خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک طرفی طاقت تھی، جو ہر فرد بشر میں ہے، مسیح کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے، جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا، جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔ لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے، اس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا، جس میں روح القدس کی تاثیر تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا، جیسے سامری کا گوسالہ۔ (ص ۳۲۲)

(۴۸) التبلیغ صفحہ ۴۸۳:-

من آیات صدقی انه تعالی وفقنی باتباع رسوله واقتداء نبیه ﷺ فما رأیت اثرا من آثار النبی ﷺ الا قفوته

(۴۹) ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶:-

نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے، اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔

(۵۰) ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸:-

آیت: فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی تمہیں اگر ان بعض امور کا علم نہ ہو تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو، تا اصل حقیقت تم پر ظاہر ہو جائے۔ پس ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا، تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا انہی کتابوں کے ساتھ تعلق ہے۔ یعنی کتاب ملاکی نبی اور انجیل۔

(۵۱) ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶۷۳:-

میں احمد ہوں جو آیت مُبشرا برسُولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔

(۵۲) توضیح مرام طبع دوم صفحہ ۹:-

میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

(۵۳) دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۱۰-

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(۵۴) براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔

(۵۵) دافع البلاء صفحہ ۱۰ پر حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

(۵۶) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

(۵۷) اشتہار معیار الاخبار:-

میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔

(۵۸) ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر معجزات مسیح کو مسمریزم بتاتے ہوئے لکھا ہے۔

اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

(۵۹) ازالہ صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا ہے:-

وہ مسمریزم میں کمال رکھنے کے تو حید اور دینی استقامت میں کم درجہ پر بلکہ قریب ناکام رہے۔

(۱۰) ازالہ صفحہ ۶۳۹ –

ایک زمانہ میں چار سو نبیوں کی پیشین گوئی غلط ہوئی۔

اس قسم کے کلمات کفریہ قادیانی کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ان سب کو یک جگہ جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔ انہی وجوہ سے تمام علمائے ہند نے قادیانیوں کے کفر کے فتوے صادر فرمائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے قادیانی کے رد میں چھ کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں، جزاہ اللہ خیراً:-

[۱۵۹] (۱) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

[۱۹۱] (۲) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

[۲۲۴] (۳) قہر الدیان علی مرتد بقادیان

[۲۳۱] (۴) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

[۲۳۲] (۵) خلاصہ فوائد فتاوی

[۳۱۹] (۶) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

جب حضور اقدس ﷺ نے تبلیغ کے فرائض انجام دے دیے، اور رفیق اعلی کے مشتاق ہوئے، تو رب العزت جل جلالہ نے بھی اپنے پاس بلانا چاہا۔ سورہ نصر شریف میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ جب خدا کی مدد اور فتح آجائے اور تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوچکو، اور دیکھو لوگوں کو کہ دین اسلام میں فوج فوج، گروہ درگروہ داخل ہورہے ہیں، تو تم حمد کی پاکی بیان کرو اور استغفار کرو، یعنی خدائے تعالی کی طرف رجوع کرو۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے، اور اجازت چاہی، اور خدا وند عالم کا سلام شوق پہنچایا۔ حضور بھی ہزار جان سے دیدار الہی کے مشتاق ہوئے، اور رفیق اعلی سے جا ملے۔ صحابہ کرام نے آپس کے مشورہ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور کا جانشین تجویز کیا۔ مگر جو کچھ لوگ اس کے موافق نہ ہوئے، اور انھوں نے بوجہ قرابت و رشتہ داری حضرت سیدنا مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو خلیفہ کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ حضرت مولائے کائنات نے اس کو غور کیا، تو غور کرنے کے بعد آپ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی، اور آپ کو خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا تسلیم کرلیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے، تو ان کو بھی خلیفہ مانا۔ اسی طرح جب ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا، تو ان کو بھی خلیفہ تسلیم کیا۔ ان کے وصال کے بعد چوتھے خلیفہ ہوئے۔

مگر کچھ لوگ اس خیال کے ہوئے کہ خلافت کا حق حضرت علی ہی کا تھا

اور وہ تینوں جماعتیں غلط ہوئیں۔ اس لیے وہ لوگ حضرت علی کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں۔ اور حضرت علی کی محبت میں حد سے زیادہ غلو ظاہر کرتے ہیں، اور یہ لوگ اپنے کو شیعہ کہتے ہیں، اور مخالفین ان کو رافضی کہتے ہیں۔ ان کی بارہ شاخیں ہیں۔

(۱) **علویة** - یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نبی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے بھول سے وحی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی تھی۔

(۲) **ابدیہ** - یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شریک خدا اور شریک نبوت جانتے ہیں۔

(۳) **شیعہ** یہ کہتے ہیں کہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب صحابہ سے زیادہ دوست نہ رکھے، کافر ہے۔

(۴) **اسحاقیہ** - ان کا قول ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی ہے، اور زمین کسی وقت پیغمبر سے خالی نہیں رہتی۔

(۵) **زیدیہ** ان کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ جس نے حضرت علی کے رہتے ہوئے کسی دوسرے صحابی سے بیعت کی، وہ کافر ہے ــــــ دوسرے کا قول یہ ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت عثمان حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت ام المومنین محبوبہ رسول رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق کافر ہیں ــــــ تیسرے کا قول یہ ہے کہ سوائے اولاد حضرت علی کے کسی کی امامت جائز نہیں۔

(۶) **عباسیہ** ان کا قول ہے کہ بجز اولاد حضرت عباس بن

عبدالمطلب کے کوئی امامت کے لائق نہیں۔

(۷) **امامیہ:-** یہ بجز بنی ہاشم کے دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(۸) **نلوسیہ:-** یہ کہتے ہیں کہ جو دوسرے سے اپنے کو افضل سمجھے کافر ہے۔

(۹) **متناسخیہ:-** یہ کہتے ہیں کہ روح مردے کے بدن سے نکل کر دوسرے کے قالب میں جا پہنچتی ہے۔

(۱۰) **لاعنیہ:** یہ حضرت طلحہ و زبیر و معاویہ اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لعنت کرتے ہیں۔

(۱۱) **راجعیہ** - یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت کہتے ہیں کہ ابر میں اور کڑک میں آواز، قدم دلدل کی ہے۔ دربجلی، اس کے سم سے آگ جھڑتی ہے۔ اور قیامت سے پہلے دنیا میں ایک بار آئیں گے، اور مردوں کو زندہ کر کے سنیوں کو دوزخ، اور شیعوں کو جنت میں داخل کریں گے۔

(۱۲) **متزالیہ:-** یہ کہتے ہیں کہ سلطان بادشاہ سے نزاع کرے۔ اور عاصی ہونا روا ہے۔

یہ بارہ فرقے چودہ باتوں میں مختلف ہیں۔

اول: نماز پنج گانہ جماعت سے پڑھنا سنت نہیں جانتے ہیں۔

دوم: دونوں موزوں پر مسح کرنا روا نہیں رکھتے۔

سوم: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو برا کہتے ہیں۔

چہارم: سوائے حضرت علی کے سب صحابہ کرام سے بیزار ہیں، اور ان کی

اہانت کرتے ہیں۔

پنجم: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اہانت کرتے ہیں۔

ششم: کہتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ اپنی قوت سے پیغمبری نہیں کر سکتے تھے، بغیر حضرت علی مرتضیٰ کے۔

ہفتم: حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں۔

ہشتم: خدا کی رحمت اور اس کے دیدار سے ناامید ہیں۔

نہم: نماز تراویح کو سنت نہیں جانتے۔

دہم: تین طلاق جو کوئی ایک مرتبہ دے، تو کہتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوتی۔

یازدہم: داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر قیام صلوٰۃ میں رکھنا سنت نہیں جانتے۔

دوازدہم: خطیب کو سیاہ کپڑے پہناتے ہیں۔

سیزدہم: روزہ جمعہ کسوف سنت نہیں جانتے۔

چہاردہم: مغرب کی نماز کا وقت آفتاب کے غروب ہوتے ہی سنت نہیں جانتے۔ جب تک کہ تارے نہ چمک جائیں، مغرب کی نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے ان کے رد میں تحفۂ اثنا عشریہ بہت ہی زبردست کتاب تصنیف فرمائی ہے کہ تمام شیعہ باوجود سعی بلیغ اس کے جواب سے قاصر ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے چھ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

[٦٢](١) الادلة الطاعه فی اذان الملاعه

[٢٢٠](٢) دفعة الباس علی حاجذ الفاتحة والفلق والناس

[٢٤٤](٣) ثلج الصدر لایمان القدر

[١٩٢](٤) ردالرفضه

[٢٨٨](٥) لمعة الشمعه لهدی شیعة الشیعه

[٤/ ٣٠](٦) فضائل فاروق ﷺ

[٤٢] ردنواصب [١]

نواصب جمع ناصبی جس طرح روافض جمع رافضی کی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے نواصب کے رد میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے -

[٣٠٥] الرائحة العنبریه من المجمرة الحیدریه

یعنی ہم خیالان محمد بن عبدالوہاب نجدی ومولوی اسمٰعیل دہلوی جو بظاہر تقلید کرتے ہیں، عام ازیں کہ عرف میں وہابی کرکے مشہور ہوں، یا بنام دیوبندی شہرت یافتہ ہوں یا دیوبندیوں کے ائمہ وپیشوا ہوں، جیسے کہ مولوی رشید احمد صاحب کے فتویٰ سے معلوم ہوتا ہے۔

فتاوی رشیدیہ میں سوال وجواب حسب ذیل ہے ۔

سوال وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟

الجواب محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے، اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آگیا ہے۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ [illegible] گلستاں کتب گھر دیوبند)

نیز فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۶۳ و ۶۴ پر ہے:-

سوال تقویۃ الایمان میں [illegible] مسائل صحیح، اور علمائے دین کو مقبول ہیں؟

الجواب [illegible]

اسی طرح تقویۃ الایمان سے متعلق [illegible] ۔

([illegible]) [illegible]

مسلمانو! ذرا انصاف، یہ تو قرآن شریف سے بھی بڑھا دینا ہوا۔ کیونکہ قرآن شریف کو ماننا بے شک ایمان ہے، نہ کہ اس کا پڑھنا، چھاپنا، رکھنا۔ کیا یہودیوں کافر قرآن شریف نہیں پڑھتے؟ تو کیا وہ بغیر تصدیق کے فقط پڑھنے سے مسلمان ہو جائیں گے؟ کیا ہزاروں ہندو تاجران کتب کے یہاں قرآن شریف نہیں؟ کیا ہندوؤں کے مطابع اسے چھاپتے نہیں؟ تو کیا چھاپ کر رکھنے یا تجارت کے لئے رکھنے سے قرآن شریف کے ہندو مسلمان ہو جائیگا؟ ہرگز نہیں —— لیکن گنگوہی صاحب کے نزدیک تقویۃ الایمان ایسی کتاب ہے جس کا رکھنا، اور پڑھنا، جزء اسلام بھی نہیں، بلکہ عین اسلام ہے۔

یہ ہیں ان حضرات کے اعتقادات وخیالات۔

بعض لوگوں کو ان کی حنفیت کی وجہ سے دھوکا ہوتا ہے، اور خیال کرتے ہیں کہ یہ تو حنفی ہیں، پھر وہابی کیسے ہو سکتے ہیں؟۔

تو ان کو جاننا چاہیے کہ سنی اور حنفی دونوں کا مفہوم ایک نہیں کہ جو حنفی ہو، وہ سنی بھی ہو۔ یونہی کسی طرح جو سنی ہو، حنفی بھی ہو۔ سنی وہ ہے جو اعتقاد اہل سنت وجماعت کے مطابق ہو۔ خواہ وہ حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی —— اور حنفی وہ ہے جو جزئیات فقہیہ اور فروعی مذہب میں امام اعظم کا مقلد ہو، خواہ عقائد میں سنی ہو یا معتزلی یا وہابی۔ تو غیر مقلدین نہ سنی ہیں، نہ حنفی۔ دیوبندی حنفی ہیں، مگر سنی نہیں۔ شافعی وغیرہ سنی ہیں، مگر حنفی نہیں۔ ہم اہل حق، اہل بریلی [illegible] بحمد اللہ تعالیٰ سنی حنفی دونوں ہیں۔

۔ غیر مقلدین [illegible] مقلدین شمار کیے گئے۔

جونیت امام کی، وہی نیت مقتدی کی۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے جملہ اقوال ان کے اقوال ہیں۔ جن میں بعض عبارتیں اوپر مذکور ہوئیں، اور بعض یہاں ذکر کی جاتی ہیں:۔

(۱) تقویۃ الایمان ص ۲ مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۰ھ میں ہے

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (ص ۱۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ)

(۲) صفحہ ۱۸:۔

اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ (ص ۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

(۳) صفحہ ۱۹:۔

([illegible])

(۴) صفحہ [illegible]:۔

[illegible]

(۵) ([illegible])

[illegible]

(۶) صفحہ ۲۲ پر اس کے ثبوت میں کہا:۔

ہمارا جب خالق اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہیے کہ [illegible]

(ص ۱۳، ۱۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ)

(۷، ۸) تقویۃ الایمان ص ۱ [illegible]

جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

(۹) تقویۃ الایمان صفحہ ۱۷ (مطبوعہ مطبع ... دہلی ۱۳۲۱ھ)

سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

(۱۰) (ص ۲۰ ... مطبع ... دہلی ۱۳۲۱ھ)

اس زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے۔

(۱۱) کتاب مذکور صفحہ ۸۵/۸۶ (مطبوعہ مطبع ... دہلی ۱۳۲۱ھ)

جیسے ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ اھ

(۱۲) کتاب مذکور صفحہ ۸۱ (مطبوعہ مطبع ... دہلی ۱۳۲۱ھ)

ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم چھوٹے ہیں۔

(۱۳) کتاب مذکور صفحہ ۸۰ (مطبوعہ مطبع ... دہلی ۱۳۲۱ھ)

سو بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔

(۱۴) کتاب مذکور صفحہ ۸۵ (مطبوعہ مطبع ... دہلی ۱۳۲۱ھ)

بشر ہی کی سی تعریف ہو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔

(۱۵) کتاب مذکور ص ۸۳ (مطبوعہ مطبع ... دہلی ۱۳۲۱ھ)

ہم کو خدا نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول یعنی جو خوبیاں اور صفات اللہ نے مجھ کو بخشی ہیں سو یہ باتیں اور وہ سب رسول کہنے میں آجاتے ہیں۔

(۱۶) کتاب مذکور صفحہ ۲۹ (ص ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ)

ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔

(۱۷) کتاب مذکور صفحہ ۸۹ (ص ۳۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ) پر نبی ﷺ پر افترا کیا کہ

سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے واقف ہوں اور لوگ غافل ہیں۔

اب ہدایت بھی گئی، نری احکام دانی رہ گئی۔ وہاں بڑائی کا ذکر تھا یہاں مطلق امتیاز کا اسی میں حصر ہو گیا۔

(۱۸) کتاب مذکور ص ۱۳، ۱۴ (ص ۹ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ)

کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے والوں نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا ان قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کوئی کسی نبی و ولی کی ان قسم کی تعظیم کرے ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۱۹) کتاب مذکور صفحہ ۲۹ (ص ۲۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ)

نام جپنا انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

کلمہ طیبہ میں حضور کا نام جپنا ہے تو کلمہ پڑھنا بھی شرک ہوگا۔

(۲۰) کتاب مذکور صفحہ ۳۷ (ص ۲۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ)

ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(۲۱) کتاب مذکور صفحہ ۳۶ (مطبع ... دہلی ۱۳۳۲ھ)

محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں، جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے۔

مسلمانو! کیا تمہارے نبی محبوب الٰہی نہیں، کیا ان کی محبوبیت وجہ قبول شفاعت نہیں؟

(۲۲) کتاب مذکور صفحہ ۴۶ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۱ھ)

اے فاطمہ! بچی تو اپنی جان کو آگ سے ... مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں ... سب ... اپنی بیٹی تک ... سنا دیا کہ اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے، وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔

یہ شانِ عظیم شانِ شفاعت کا انکار ہے جو مسلمانوں کے گوش زد ہے۔ سب انبیاء نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس ﷺ انا لہا فرمائیں گے۔

(۲۳) کتاب مذکور صفحہ ۵۲ (مطبع ... دہلی ۱۳۳۲ھ)

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(۲۴) کتاب مذکور صفحہ ۳۵ (مطبع ... دہلی ۱۳۳۲ھ)

کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں، ... کچھ فائدہ ... نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

(۲۵) کتاب مذکور صفحہ ۹ (مطبع ... دہلی ۱۳۳۲ھ)

[illegible] ... بڑے بھائی کی سی ... ہے۔

(۲۶) کتاب مذکور صفحہ ۷۷ (ص ۴۲ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دہلی ۱۳۲۱ھ)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(۲۷) کتاب مذکور صفحہ ۷۵ (ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دہلی ۱۳۲۱ھ)

کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا نہیں کاموں

سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔

(وغیر ذالک من الخرافات)

(۲۸) صراط مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ دیباچہ میں اپنے پیر کو لکھا کہ

آپ کی ذات والا صفات ابتدائے فطرت سے جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی اس لیے آپ کی ذات فطرت علوم رسمیہ کے نقش اور تحریر و تقریر کے دانش مندوں کی راہ و روش سے خالی تھی۔ (ص ۳ مترجم مطبوعہ ۱۳۲۳ھ مطبع احمدی لاہور)

شفاء قاضی عیاض صفحہ ۲۳ میں ہے: كون النبي اميا آية له وكون هذا اميا نقيصة وجهالة (نبی ﷺ کا امی ہونا آپ کا معجزہ ہے اور اس کا امی ہونا جہالت وعیب ۱۲ رضوی)

(۲۹) منصب امامت مولوی اسمٰعیل دہلوی ص ۳۱ و فتاوی مولوی رشید احمد حصہ ۳ ص ۲۳۔

بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ گنی جاتی ہیں وہی جادو گر بھی دکھا سکتے ہیں اگرچہ دور اور حضرت والے کر سکتے ہیں۔ (بسیار چیز ہست کہ معجزات مقبولان از قبیل خرق عادات شمردہ شود حالانکہ اکثر آں از فعل جادوگری و اہل طلسم ممکن الوقوع باشد)، فتاوی رشیدیہ کامل ص ۱۹۸ مطبوعہ مکتبہ تھانوی

(۳۰) ایضاً۔

(معجزات دیکھ کر) جو یہ سمجھے کہ حق تعالیٰ نے انبیاء کو تصرف کی قدرت دی ہے وہ

بیشک وہ [illegible] ہے۔ (ایں [illegible] قدرت کا تصرف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گلستان کتاب گھر دیوبند)

(حوالہ) مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس صفحہ ۸ میں ہے۔

معجزہ [illegible] بطور سند نبوت [illegible]

وقت قبضہ میں رہتا ہے مثل [illegible] قبضہ نہیں ہوتا۔

(معاذ اللہ تصرف کی قدرت ماننا شرک ہو تو نبی کو معجزہ پر قدرت کیا ہوگی؟)

مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہست قدرت [illegible] تیر جستہ باز گرداند ز راہ

(۳۱) صراط مستقیم ص ۳۱ ۔

بعض [illegible] احکام شرعیہ [illegible] انبیاء بھی پہونچتے ہیں۔ احکام شرعیہ میں ان

[illegible] تقلید نبی سے آزاد [illegible] احکام شرعیہ میں خود محقق ہوتے

ہیں [illegible] تحقیقی [illegible] انہیں اپنی [illegible] سے ملتا ہے [illegible] جو

[illegible] تقلیدی [illegible] انبیاء [illegible] ہوتے ہیں۔ منہ ملخصاً

(۳۲) کتاب مذکور ص ۳۸:-

[illegible] ایسی قوت دیتے ہیں کہ [illegible] انبیاء کے مثل ہوتی ہے،

جس کا [illegible]

جب انبیا کی طرح معصوم بھی ہوئے اور احکام شرعیہ کی وحی بھی آئی اور ان میں تقید انبیائے پابند بھی نہ ہوئے پھر نبی بلکہ مستقل رسول ہونے میں کیا رہ گیا؟

(۳۳) یکروزہ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی میں ہے -

اتارنے کے بعد قرآن کا فنا کردینا ممکن ہے۔ (مترجم)

قدیم فنا نہیں ہوسکتا تو قرآن مجید حادث اور مخلوق ہوا۔

(۳۴) تنویر العینین مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی -

یہ [illegible] پیروی کرنا اس سند [illegible] [illegible] [illegible] ہوں۔ اس قول کے موافق [illegible] [illegible] [illegible] حصہ ہے۔ تم [illegible] نہیں کہ تم [illegible] (مترجم)

(۳۵) صراط مستقیم صفحہ ۱۷۵ پر اپنے پیر سے متعلق ہے -

ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان کا سیدھا ہاتھ اپنے دست قدرت میں [illegible] کی ایک بہت عجیب عظیم چیز پیش کی اور فرمایا تجھے دی اور اور چیزیں بھی [illegible]۔

(مترجما) (ص ۱۷۶ از مترجم مطبوعہ ۱۳۲۲ھ مطبع احمدی لاہور)

(۳۶) صراط مستقیم میں ہے:-

مکالمہ و مسامرہ بدست کی تائید (ص ۱۳) یعنی اللہ سے کلام [illegible] ہوتی ہے۔ گاہے کلام حقیقی ہم می شود (ص ۱۵۲) کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہے۔ [illegible] مطبوعہ ۱۳۲۲ھ مطبع احمدی لاہور)

(۳۷) تقدیس القدیر صفحہ ۵۸ میں یہ بحث چھیڑ کر کہ رسول اللہ ﷺ کا [illegible] مشرک ہونا و حضور کے تمام اعمال معاذ اللہ برباد ہوجانا ممکن ہے یا نہیں؟ نتیجہ میں [illegible]

صدور ترک ان جناب سے لازمی ممکن ہے۔ جب ترک ممکن ہوا تو جواز بدرجہ اولیٰ ممکن۔

اور ضمن استدلال میں یہ آیتیں پیش کیں۔ وَوَجدکَ ضالاً فهدیٰ ۰ و ما کُنت تدرِی ما الکتابُ وَلا الایمانُ

یعنی وہ وحی سے پہلے گمراہ تھے وحی سے پہلے ایمان نہ رکھتے تھے معاذ اللہ معاذ اللہ! ایسے ایسے کلمات اہانت آمیز و توہین خیز خدا اور رسول کی شان میں لکھنا ان وہابیوں کی خاص صفت ہوگئی ہے۔ انہیں وجوہ سے علمائے اہل سنت نے ان کے عقائد باطلہ و تحریرات غلط کا رد کیا، اور حکم شرعی جو کتب فقہیہ میں تھا، وہ ظاہر کیا۔ زبان سے کہا، اور تحریرات کے ذریعہ رسائل و کتب مصنفہ میں شائع کر کے ان لوگوں تک پہنچایا۔ رجسٹری کر کے بھیجا تاکہ ٹھنڈے دل سے تنہائی میں غور کریں۔

مگر ہدایت خداوند عالم کے اختیار میں ہے اِنَّکَ لَا تَهدِی مَن اَحبَبتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہ یَهدِی مَن یَّشَآءُ اِلیٰ صراطٍ مُّستَقِیم ۵

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے وہابیہ کے رد میں ۷۶ کتابیں مفصلہ ذیل تصنیف فرمائی ہیں:-

[۲] (۱) حل خطاء الخط

[۱۱] (۲) سلطنة المصطفی فی ملکوت کل الوری

[۱۶] (۳) الأمر باحترام المقابر

[۱۷] (۴) اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامه

[۱۸] (۵) هدی الحیران فی نفی الفیء عن شمس الاکوان

[٢٠](٦) النعيم المقيم في فرحة مولد النبي الكريم

[٢٢](٧) بذل الصفا لعبد المصطفىٰ

[٢٤](٨) النذير الهائل لكل جلف جاهل

[٢٥](٩) منير العين في حكم تقبيل الابهامين

[٢٩](١٠) نسيم الصبا في ان الاذان يحول الوبا

[٣١](١١) الاهلال لفيض الاولياء بعد الوصال

[٣٧](١٢) طوالع النور في حكم السرج على القبور

[٤٠](١٣) انوار الانتباه في حل نداء يا رسول الله

[٤٣](١٤) حياة الموات في بيان سماع الاموات

[٤٤](١٥) انهار الانوار من يم صلاة الاسرار

[٤٦](١٦) اسماع الاربعين في شفاعة سيد المحبوبين

[٥١](١٧) باب علام مصطفى

[٦٨](١٨) سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح

[٧٦](١٩) الحجة الفائحه لطيب التعيين والفاتحه

[٧٧](٢٠) سرور العيد السعيد في حل الدعاء بعد صلاة العيد

[٨١](٢١) الحرف الحسن في الكتابة على الكفن

[٨٢](٢٢) ابر المقال في استحسان قبلة الاجلال

[٨٤](٢٣) الياقوتة الواسطه في قلب عقد الرابطه

[٨٨](٢٤) سبحن القدوس عن تقديس نجس منكوس

[٩٦](٢٥) الامن والعلىٰ لناعتي المصطفى بدافع البلاء

(٢٦) [٩٨] بركات الامداد لاهل الاستمداد

(٢٧) [٩٩] بذل الجوائز على الدعاء بعد صلاة الجنائز

(٢٨) [١٠٢] فتح المنين بجواب المسئلة العشرين

(٢٩) [١٠٥] الكوكبة الشهابية في كفريات ابى الوهابية

(٣٠) [١٠٦] سل السيوف الهندية على كفريات بابا النجدية

(٣١) [١٠٧] وشاح الجيد فى تحليل معانقة العيد

(٣٢) [١١٢] سبل الاصفيا فى حكم الذبح للاولياء

(٣٣) [١١٥] اصائب التهانى فى النكاح الثانى

(٣٤) [١٤٢] شفاء الواله فى صور الحبيب ومزاره ونعاله

(٣٥) [١٤٥] النفحة الفائحة من مسك سورة الفاتحة

(٣٦) [١٥٤] توفيق المتين بين سماع الدفين وجواب اليمين

(٣٧) [١٥٥] ازالة العار بحجر الكرايم عن كلاب النار

(٣٨) [١٥٩] جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة

(٣٩) [١٦١] انباء المصطفى بحال سر واخفى

(٤٠) [١٦٩] اللؤلؤ المكنون فى علم البشير ما كان وما يكون

(٤١) [١٧] مالى الجيب بعلوم الغيب

(٤٢) [١٩٤] الجراء المهيب لغمة كهيا

(٤٣) [٢٠٢] الموهبة الجديدة فى وجود الحبيب بمواضع عديدة

(٤٤) [٢١٠] اتيان الارواح لديارهم بعد الرواح

(٤٥) [٢٢١] هلاك الوهابيين على توهين قبور المسلمين

[۲۲۳](٤٦) الدولة المكية بالمادة الغيبية

[۲۲٦](٤٧) هادی الناس فی اشیاء من رسوم الاعراس

[۲۳۱](٤٨) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

[۲۳۲](٤٩) خلاصة فوائد فتاویٰ

[۲٤۳](٥٠) مبین احکام و تصدیقات اعلام

[۲٤٦](٥١) الفیوض الملکیة لمحب الدولة المکیة

[۲٥۳](٥٢) تمہید ایمان بآیات قرآن

[۲٥٤](٥٣) فقه شهنشاه و ان القلوب بید المحبوب بعطاء الله

[۲٥٥](٥٤) مفاد الحبر فی الصلاة بمقبرة او جنب قبر

[۲٥٧](٥٥) بدر الانوار فی آداب الآثار

[۲٥٨](٥٦) انباء الحی ان کلامه المصون تبیان کل شیٔ

[۲٥٩](٥٧) دامان باغ سبحٰن السبوح

[۲٦٠](٥٨) المبین ختم النبیین

[۲٦٥](٥٩) قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام

[۲٨٤](٦٠) ایذان الاجر فی اذان القبر

[۲٨٦](٦١) رعایة المذهبین فی الدعاء بین الخطبتین

[۲٨٧](٦٢) رشاقة الکلام فی حواشی اذاقة الآثام

[۲۹٨](٦٣) البارقة الشارقة علی المارقة المشارقة

[۳٠١](٦٤) تنبیه الجهال بالهام الباسط المتعال(١)

[۳٠۲](٦٥) جوابہائے ترکی بترکی

[٣٠٣] (٦٦) سیف المصطفى على اديان الافتراء

[٣٠٧] (٦٧) نشاط السكين على حلق البقر السمين (٢)

[٣١٢] (٦٨) اخباریہ کی خبر گیری۔

[٣١٣] (٦٩) نهاية النصرة بردالاجوبة العشرة

[٣٢٣] (٧٠) صمصام سنیت بگلوئے نجدیت

[٣٣٨] (٧١) ظفر الدين الجيد منقب به بطش غيب

[٣٤٠] (٧٢) مبين الهدى فى نفى امكان مثل المصطفى

[٣٤١] (٧٣) ماحية العيب بايمان الغيب

[٣٤٥] (٧٤) چابک لیث بر اہل حدیث

[٣٤٧] (٧٥) پردہ در امرتسری

[٣٤٨] (٧٦) الاسئلة الفاضحه على الطوائف الباطلة۔

یہ وہابیہ کے سرغنہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ماننے والے ہیں۔ محمد بن عبد الوھاب ومس نجد کا لڑکا، بڑا چالاک ہوشیار تھا، اور باپ دادا اس کے ظاہری اور باطنی میں اس جگہ کے مقتدا اور صاحب سلسلہ تھے۔ اس کے خاندان کا اس اطراف میں بڑا اعتبار تھا۔ ابن عبد الوہاب نے سلطنت کی حکمرانی کا ارادہ کیا، اور یہ صلاح ٹھہرائی کہ دین داری کے حیلہ سے لوگوں کو جمع کرے، مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیا جائے، کہ فوج اکثر سے خالی ہیں، اور مال وخزانہ ان میں بے شمار ہے۔ چنانچہ اس نے جب مال خزانہ اور ایک بڑے گروہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا، تو وعظ میں یہ بیان کیا کہ

سب حاضرین مل کر ایک شخص کو سردار مقرر کریں، مگر مجھ کو معاف رکھیں کہ دنیا کی رغبت نہیں رکھتا ہوں۔ تو پہلے ان لوگوں نے جو سکھائے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ سوائے آپ کی ذات شریفہ کے اور کوئی اس کام کے لائق نہیں۔ تب اس نے کہا کہ میں مجبور ہوں کہ مسلمانوں کا گروہ مجھے سرداری کے لیے منتخب کرتا ہے۔ میں خلاف کیسے کرسکتا ہوں؟ لاچار ہو کر قبول کرتا ہوں۔ مگر یہ شرط ہے کہ تمام امور میں میرے تمام لوگ میرے مطیع رہو، اور میرے حکم سے نہ پھرو۔

آخر سب سے بیعت لے کر امیر المومنین بنا، اور زمانہ تھوڑے میں بہت سے ملک اور جگہ خطبہ میں داخل ہوا۔ قصبہ درعیہ جو وطن اس کا تھا، وہی تخت گاہ قرار دے کر تمام اطراف واکناف عرب کو شہروں کا حاکم کیا، اور آپ خود ایک نیا مذہب جاری کیا، جس کی رو سے تمام اہل سنت وجماعت کا فر ٹھہرے۔ کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے، کچھ معتزلہ کے، کچھ ملاحدہ ظاہرہ کے مذہبوں سے لے کر، کچھ اپنی عقل سے

جوڑ کر ایک رسالہ بنایا، وراس کا نام کتاب التوحید رکھا۔ جس میں تمام امت مرحومہ کو کافر بتایا۔ خصوصاً ساکنان حرمین محترمین کو۔ تا کہ ان کا لوٹنا اور مارنا جہاد ٹھہرے۔ تا کہ خوب مال وزر جمع ہو جائے۔ ایسی کاروائی سے اس وہابیہ فرقہ نے ترقی کی، اور اس نے اپنا نام محمدی قرار دیا، لیکن محمدی تو سب مسلمان ہیں۔ اس لیے سنیوں نے اس فرقہ کا نام محمد بن عبدالوہاب کے باپ کی طرف منسوب کر کے وہابیہ رکھا۔ جو سارے عرب وعجم، روم وشام میں مشہور ہو گیا۔

ہندوستان میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا خاندان بہت علمی تھا۔ اور قریب قریب ہندوستان کے تمام یا اکثر علما فن حدیث میں انہیں کے خوشہ چیں اور مستفیدین تھے۔ اسمٰعیل ان کا یتیم بھتیجہ تھا، جن کے باپ مولوی عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ صاحب اپنے بڑے بھائیوں کے سامنے انتقال کر چکے تھے، اس لیے لوگ رحم وکرم کرتے، اور پھر مانتے تھے۔ لیکن طبیعت میں جاہ پسندی، اور حب دنیا تھی۔ یہاں ہندوستان کی سلطنت بھی کمزور ہو رہی تھی، اس موقع کو غنیمت سمجھ۔ جب تک مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب زندہ تھے، علانیہ ان کی مخالفت کی ہمت نہ پڑی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا، تو بھتیجے صاحب کو کھل کھیلے۔ نجدی کی کتاب التوحید کہیں سے ان کو ہاتھ لگ گئی تھی، اسی کی تبلیغ وتلقین شروع کی، اور اس کا چربہ بنام "تقویۃ الایمان" لکھ کر اطراف واکناف میں پھیلایا۔ اس میں بات بات پر حکم شرک وکفر جڑا۔ انبیاء ورسل ملائکہ وصالحین کی سخت توہین کی۔

تنویر العینین میں لکھا:۔

ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن

الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم الصریحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترك قول امامه ففیه شائبة من الشرك ۔ یعنی میں نہیں سمجھتا کہ کسی شخص معین کی تقلید کا التزام کرنا کیونکر جائز ہوگا، باوجود ممکن ہونے رجوع کے ان روایتوں کی طرف جو نبی ﷺ سے منقول ہیں جو خلاف امام مقلد کے قول کے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں اگر اپنے امام مقلد کے قول کو نہ چھوڑے تو اس میں آمیزش شرک کی ہے۔

تو جو لوگ یہاں مولوی اسماعیل دہلوی کے معتقد اور ہم خیال اور کتاب التوحید و تقویۃ الایمان کے ماننے والے ہیں، ان کو وہابی کہتے ہیں۔ ہندوستان میں وہابیہ کی دو شاخیں ہیں۔

ایک: جو صرف عقائد میں ان کے ہم خیال، عمل میں بظاہر مخالف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے تقلید کے قائل۔

دوسرے عقائد میں بھی ہم خیال، عمل میں بھی۔ یعنی تقلید کے مخالف آمین بالجہر، رفع یدین کرنے والے ــــــ ان کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے غیر مقلدوں کے رد میں تیس کتابیں حسب ذیل تصنیف فرمائی ہیں:۔

[٤٨] (١) النهی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقلید

[٥٧] (٢) صفایح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین

[١٠٨] (٣) وصاف الرجیح فی بسملة التراویح

[١٠٩] (٤) السیوف المحبقة علی عائب ابی حنیفة

[١٢٢] (٥) جمیل ثناء الائمة علی علم سراج الامة

[۱۲۶] (۶) اعز النکات بجواب سوال ارکات ملقب بنقب
الفصل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی
[۱۳۰] (۷) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین
[۱۳۲] (۸) لوامع البہا فی المصر لجمعة والاربع عقبیہا
[۱۴۱] (۹) النہی الحاجز عن تکرار صلاة الجنائز
[۱۴۹] (۱۰) ہبة السنافی تحقیق المصاہرہ بالزنا
[۱۶۶] (۱۱) الحام الصاد عن سنن الضاد
[۱۷۲] (۱۲) قوارع القہار علی المجسمة الفجار
[۱۷۶] (۱۳) رادع التعسف عن الامام ابی یوسف
[۱۷۹] (۱۴) المقال الباہر ان منکر الفقہ کافر
[۱۸۱] (۱۵) التائب الصیب علی ارض الطیب
[۱۹۹] (۱۶) اظہار الحق الجلی
[۲۰۰] (۱۷) معارک الجروح علی التوہب المقبوح
[۲۱۰] (۱۸) اصلاح النظیر
[۲۱۲] (۱۹) اکمل البحث علی اہل الحدث
[۲۴۸] (۲۰) السہم الشہابی علی خداع الوہابی
[۲۶۲] (۲۱) الہادی الحاجب عن جنازة الغائب
[۲۷۵] (۲۲) لمة الشمعة فی اشراط المصر للجمعة
[۳۱۰] (۲۳) صمصام حدید بر کولی بے قیدعد و تقلید
[۳۴۰] (۲۴) مبین الہدی فی نفی امکان مثل المصطفی

[٣٤٦] (٢٥) الرد الناهز على زعم النهى الحاجز
[٣٤٨] (٢٦) الاسئلة الفاضله على الطوائف الباطله

ندوہ کی داغ بیل ۱۳۱۰ھ میں پڑی اور ۱۳۱۱ھ میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ استاذ الاساتذہ حضرت مفتی عنایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۷۷ھ میں کان پور میں مدرسہ فیض عام قائم کیا۔ دو برس تک خود ہی مدرس اول رہے، اس کے بعد اپنے ارشد و فائق شاگرد استاذ العلماء (حضرت مولانا لطف اللہ صاحب) کو اپنی جگہ رکھ کر حج کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب سات برس تک کانپور میں اپنے درس سے طلبہ علوم دینیہ کو فیضیاب فرما کر علی گڑھ تشریف لے گئے اور مدرسہ جامع مسجد میں لوگوں کو درس دینا شروع کیا۔ مگر آپ کے تشریف لے جانے کے بعد بھی مدرسہ فیض عام کا فیض عام رہا اور طلبہ برابر پڑھ کر فارغ التحصیل ہوا کیے۔ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں جو طلبہ فارغ التحصیل ہوئے ان کی دستار بندی کا جلسہ تھا، اور مشاہیر وقت استاذ العلماء مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی، حضرت حافظ شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی، حضرت استاذی مولانا احمد حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ فیض عام کان پور، مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی قادری چشتی وغیرہ علماء ومشائخ کرام تشریف فرما تھے۔ ان کے باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ علماء کی ایک مجلس قائم کی جائے اور آئندہ سال فیض عام کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ہندوستان کے تمام مشاہیر علماء کو اس کے لیے عام دعوت دی جائے، اور اس مجلس کا نام ندوۃ العلماء قرار دیا۔ جس کے ناظم مولانا محمد علی مونگیری مقرر

ہوئے

چنانچہ دوسرے سال یعنی ۱۳۱۱ھ ۱۵، ۱۶، ۱۷ شوال مطابق ۲۲، ۲۳، ۲۴ اپریل ۱۸۹۴ء، مدرسہ کے چودہ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کا جلسہ ہوا۔ حضرت استاذ العلما جناب مولانا لطف اللہ صاحب اس جلسہ کے صدر قرار پائے۔ جناب شاہ سلیمان صاحب پھلواروی قادری چشتی نے سورہ جمعہ کا بہت ہی موثر وعظ فرمایا۔ اگر اس جلسہ میں خاص علماے اہل سنت ہی مدعو ہوتے اور انہیں کا مخصوص جلسہ ہوتا، تو بلاشبہ قوم و ملک کے لیے یہ بہت ہی مفید مجلس ثابت ہوتی۔ مگر شیطان کی شیطان بازی یہ ہے کہ جب انسان کوئی اچھا کام کرنے لگتا ہے تو وہ بھی چپکے سے آکر شامل ہو جاتا ہے، اور ایسی ایسی رائے شھوکنا دیتا ہے جو بظاہر بہت اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن وہی اس کا نتیجہ اور زہر ہلاہل ثابت ہوتی ہے۔ جس طرح سر سید احمد خان نے مسلمانوں کی دنیوی فلاح و بہبودی کی ترکیبیں بہت معقول نکالی تھیں، کاش تقسیم عمل کے اصول پر کوشش کرتے اور دینی امور میں دخل نہ دیتے تو تمام ہندوستان کے لوگ متفق طور پر ان کا ساتھ دیتے، لیکن ان کی دینی تجدید نے مسلمانوں کو ان سے علیحدہ کر دیا۔

اسی طرح کاش! یہ دینی جلسہ صرف دیندار علما و مشائخ اہل سنت کا ہوتا تو واقعی بہت مفید ہوتا، اور ہندوستان کے تمام اہل سنت اس سے اتفاق کرتے، مگر غضب یہ کیا کہ اس کو ایک مذہبی جلسہ کی حیثیت سے ہٹا کر ایک میلہ کی شکل بنا دی۔ چنانچہ اس جلسہ کے ایک معتبر و ثقہ شریک نے ان لفظوں میں اس کا نقشہ کھینچا ہے

شوال ۱۳۱۱ھ میں پہلا اجلاس ہوا۔ یہ اجلاس اپنی شان اور اجتماع میں خود اپنی نظیر تھا، ایک شان تھی کہ ہر فرقہ کے حضرات شریک جلسہ تھے علماے حنفی کے

علاوہ اہل حدیث میں سے ابراہیم آروی مولوی محمد حسین بٹالوی شیعہ مجتہدین میں مولوی غلام حسنین کنتوری شریک جلسہ تھے۔

اور ظاہر ہے کہ جب مختلف خیال مختلف عقیدہ کے لوگ مدعو ہیں، اور ہر مذہب والا اپنے مذہب کو حق جانتا ہے تو یقیناً ہر ایک وہی بولی بولے گا، جس کا وہ معتقد ہے۔ ایسی صورت میں عام مسلمانان شرکائے جلسہ کو اس جلسہ سے فائدہ پہنچے گا یا سراسر نقصان ہی نقصان؟ چنانچہ پہلے ہی جلسہ میں مولوی غلام حسنین کنتوری مجتہد روافض نے مولیٰ علی ﷜ کی خلافت بلافصل بیان کی، اور یہ کہ نبی ﷺ نے خم غدیر پر ان کے لیے معاہدہ خلافت باندھا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ملت حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے حضرت الاسد الاسند الاشد الارشد حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی کو اشارہ سے بلایا اور فرمایا کہ یہ کیا ہورہا ہے؟ اسی وقت وہ دونوں حضرات اٹھے اور حضرت استاذ العلما مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کی خدمت میں پہونچے اور فرمایا کہ یہ کیسا جلسہ ہے اور کیا ہورہا ہے؟ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ صحیح ہے میں بھی تو یہی جھینک رہا ہوں۔ چنانچہ ناظم ندوہ جناب مولانا محمد علی صاحب کو کہا گیا اور اس کی شناعت ظاہر کی۔ انھوں نے یہ عذر کیا کہ ہم نے تو پھیلایا ہے، ہمیں کیونکر؟ آئندہ سال سے اس کا نہیں کیا جائیگا۔ روداد اول صفحہ ۲۴ ملاحظہ ہو۔ اسی بیان کے متعلق لکھا ہے:

اس بیان سے حاضرین جلسہ کو فی الجملہ تکدر ہوا اور بعض اشخاص نے کچھ بولنا بھی چاہا۔ لیکن چونکہ یہ بات قرار پاچکی تھی کہ مجلس میں کسی قسم کی ردوقدح نہ ہو اس لیے خاموشی اختیار کی گئی۔

اس طرف تو یہ اخلاق اور اُدہر ان مجتہد صاحب نے رسالہ ''آئینہ حق نما'' میں چھاپ دیا کہ:-

ہم دو سو علما ئے ندوہ کے مواجہہ میں خلافت بلافصل بیان کر آئے اور کسی نے کان نہ ہلایا۔

معلوم ہو کہ یہ کوئی اضطراری بات نہ تھی کہ مجتہد صاحب کی زبان سے بے سوچے سمجھے نکل گئی۔ بلکہ جان بوجھ کر تیرا بکا، اور اس پر فخر کیا، اور اسے چھاپا۔ جبکہ ادہر سے نہ صرف سکوت ہی رہا بلکہ ان کا شکریہ ادا کیا گیا، ان کی تعریف کی گئی۔ روداد اول ص ۶۳ پر ہے:-

مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ مولوی غلام حسین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہمارے اس جلسہ میں تشریف لائے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہماری اتحادی مجلس میں مستند علمائے شیعی شریک ہوئے۔

اور ہر سال اس کی شناعتیں بڑھتی گئیں۔ علمائے اہل سنت برابر اصلاح کی کوششیں کرتے رہے اور ادھر سے ہمیشہ وعدے کیے گئے مگر کبھی وہ وعدہ وفا نہ ہوا۔

اب میں چند عبارتیں اور اقوال ان کے نقل کرتا ہوں جو باعث اختلاف علمائے اہل سنت ہوا، اور علمائے ندوہ نے باوجود وعدہائے مکرر ان کی اصلاح نہ کی۔ ورنہ مسلمانوں کے لیے بہت ہی مفید جماعت ہوتی۔ مگر شیطان نے بیچ میں گھس کر ایسے اقوال ان سے کہلوائے، اور ایسی عبارتیں لکھوائیں، جس کی وجہ سے اختلافات بڑھتے گئے۔ اور یہ مفید جماعت دین و مذہب کے لیے مضر ہو کر رہی۔

(۱) مولوی غلام صاحب مجتہد کی منقولہ بالا عبارت

(۲) روداد اول ص ۶۱، ۶۲ ـ (تقریر حقانی صاحب دہلوی)

ہندوستان میں تین قسم کے مسلمان ہیں۔ سنی، شیعہ، پھر سنیوں میں مقلد غیر مقلد۔ افسوس سب کہ سب کا ایک قرآن، ایک کعبہ، ایک نبی، وہ امور جو مرشد کامل سے قطعی ثبوت ہیں، عقائد سے لیکر عملیات تک ان سب میں سب کا اتفاق۔ (الی قولہ) پھر صاحبو! یہ جھگڑا اور تو تو میں میں کیسی؟ ذرا ذرا باتوں کو پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی گئی ہے۔

(۳) اسی میں ہے:-

اس سردار سے تم لوگ کیونکر مدد سے پہنچیں گے؟ اس تو تمہارے مذہبی اختلافات دور ہو جائیں گے جو ہر ایک طبیعت کے مولوی صاحب سے دور ہونے ممکن نہیں۔

(۴) اسی حصہ میں ہے -

بڑی برکت اس جلسہ کی یہ ہے کہ اس نے شیعہ و سنی اور مقلدین و اہل حدیث مختلف مذاق کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ امید ہے کہ جیسے قوائے مختلفہ کے اکٹھا ہونے سے ایک کیفیت متوسطہ پیدا ہو جاتی ہے، جس کو مزاج کہتے ہیں۔ ان طبائع مختلفہ کے اجتماع سے ایک دوسری حالت پیدا ہو، جو قریب قریب اعتدال حقیقی ہو جائے۔

(۵) اسی حصہ میں ص ۱۰۹ پر ہے۔ (تقریر مولوی عبداللہ انصاری) -

اس وقت لازم ہے کہ جملہ کلمہ گو اہل قبلہ اپنے اپنے دعووں کو واپس لیں، اور آپس میں مصالحت و موافقت کر کے اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

(۶) مضامین اربعہ روداد میں ہے۔ (رسالہ اتفاق مولوی آروی):-

ان کو ہم مسلمان کہتے ہیں جو ان سے فقط کلمہ شہادت پڑھواتے ہیں، جہاں اس نے کلمہ شہادت پڑھ دیا سب کے سب مسلمان ہو جاتے ہیں۔

(۷) اسی میں ہے:-

مسلمانوں کا کوئی فرد ایسا ہے جو کلمہ شہادت کا اقرار نہیں کرتا؟ پھر اس کی ہتک حرمت کیوں کر حلال ہو سکتی ہے؟

(۸) اسی حصہ رُوداد میں ہے:-

جب تم نے باوجود اس نسبت کے کہ وہ بلا اکراہ اللہ کو ایک اور محمد ﷺ کو رسول اللہ کہتا ہے، اس کی اہانت کی۔ تو اب جس قدر اہانت کی جاتی ہے، وہ اہانت اللہ کے نام اور رسول اللہ کی اہانت ہے۔

(۹) اسی میں ہے:-

ندوہ یہی چاہتا ہے کہ ہر فرقہ کے مسلمان اپنے اپنے مذہب پر بدستور قائم رہنے کے ساتھ مل جل کر رہیں۔ ان میں مذہب چاہے ایک نہیں ہوں۔

(۱۰) اسی میں ہے:-

ہر وہ شخص جو بلا اکراہ اللہ و رسول کو مانتا ہے اور اسلام سے راضی ہے بے شک میرا مسلمان بھائی ہے۔ کے باشد! ان میں جو اللہ و رسول سے جہاں تک محبت اور تقویٰ رکھتا ہے وہ اللہ کے نزدیک زیادہ رتبہ رکھتا ہے، کوئی مذہب والا مسلمان ہو۔

(۱۱) اسی میں ہے:-

ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے، اور ہر امر میں حقیقۃً اعمال خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، اور وہ شخص خدا اور رسول کی اطاعت دیانۃً اسی میں سمجھتا ہے، جس کو ہم خلاف حق خیال کرتے ہیں، تو ہمارا خلاف حق سمجھنا دوسرے کے حق میں کیا ضرر پہنچ سکتا ہے؟ اللہ کے معاملے نرالے معاملات نہیں۔ دنیاوی معاملات سے مذہبی معاملات کا مقابلہ کر کے بہت اچھی طرح سمجھے جا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے سیکڑوں فرقوں میں حق پر کون شخص ہے در

ناحق پر کون؟ خدا کس سے راضی ہے، اور کس سے ناراض؟ حضرات! مقام غور ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی رعایا کے ملت و مذہب میں کس قدر اختلافات ہیں۔ گورنمنٹ سب کو اپنا مطیع خیال کرکے، ایک نظر سے دیکھتی ہے۔ تو بات یوں ٹھہری کہ جو اللہ و رسول کو بلا اکراہ مانتا ہے اور اپنی سمجھ میں اللہ و رسول کی اطاعت اپنے اوپر فرض جانتا ہے اور مذہبی کام جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اس میں اللہ و رسول کی اطاعت و خوشنودی کا خیال کرتا ہے وہ یقیناً مسلمان ہے، کسے باشد! تو جیسے گورنمنٹ کے ہوا خواہ، وفادار رعایا کو باغی کہنا نہایت ہی سنگین جرم ہے، اسی طرح جو شخص مومن کو کافر کہتا ہے خدا بھی اس کی سنگین سزا کرے گا۔ کسی کی ہوا خواہ وفادار رعایا کو باغی کہنا نہایت ہی سنگین جرم ہے۔ دیکھو تعزیرات ہند ص ۲۱۱۔

(۱۲) اسی میں ہے:-

مسلمانوں کے آپس میں محبت نہیں تو ایمان ندارد۔ اور ایمان رخصت تو جنت سے کیا سروکار!

(۱۳) اسی میں ہے:-

رسول اللہ ﷺ نے بغض و عناد کو جو اتفاق شکن چیز ہے، حالقہ فرمایا ہے، اور تصریح فرمادی ہے کہ بغض و عناد سروں کو نہیں مونڈتے، بلکہ دین کو مونڈ ڈالتے ہیں۔

(۱۴) حصہ مضامین نظم و نثر میں ہے-

یہاں تو ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق پر اپنی تمام ہمت کو صرف کرنا زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھے ہیں۔ اسلام میں یہ بلا سب بلاؤں سے زیادہ سخت ہے۔

(۱۵) اسی میں ہے:-

اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ اور اس کے اصول سب فرقوں میں یکساں مرتبہ رکھتے ہیں۔

(۱۶) حصہ مضامین ثمینہ میں ہے:-

میں بالخصوص اس رائے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ۱۹۰۳ء سے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے اس مجلس کی تائید میں پاس کی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ [illegible] کا ایک جلسہ ہے۔ جس جوش و ہمدردی سے [illegible] اس کی تائید کی گئی ہے، اس کی کیفیت سرخیوں پر چھاپی گئی ہے۔ یہ تجویز [illegible] نے پیش کی تھی اور سید محمود صاحب نے اس کی تائید فرمائی تھی، [illegible] یہ کہنا بالکل بے مبالغہ ہے کہ شاید ان کی تربیت یافتہ عالی خیال مسلمان انگریزی تعلیم سے اس وقت تک ہندوستان میں پیدا نہیں کیا۔ [illegible]

میں مصنفہ مولوی غلام احمد صاحب بجواڑی]

(۱۷) روداد دوم ص۱۰ میں ہے:-

حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب مقلدین [illegible] ایک کے عقیدے کے مطابق دوسرے پر [illegible] باہمی سلامی شرکت بھی نہیں۔ [illegible] کہ ایک شی حنفیہ کے یہاں فرض یا واجب اور شافعیہ کے یہاں حرام یا مکروہ، اور فرض مسنون یا حرام [illegible] ہوتے ہیں۔

(۱۸) روداد دوم ص۹ (تقریر ناظم صاحب) -

مقلد غیر مقلد کا اختلاف ایسا ہے جیسا حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ۔

(۱۹) روداد سوم میں ہے:-

دارالعلوم کی تجویز پیش ہوئی۔ مولوی [illegible] صاحب [illegible] نے اختلاف کیا اور وجہ بیان کی کہ اس دارالعلوم میں خصوصیت مذہب رکھنا مناسب نہیں، [illegible] کا خیال رکھا جائے گا۔ باتفاق عام یہ تجویز پاس ہوئی۔

(۲۰) مضامین نظم ونثر میں ہے -

(الف) ص ۲۴ میں ہے:-

غیر مقلدین اتقیائے اہل سنت ہیں

(ب) صفحہ ۲۳ میں ہے:-

ان کے اختلافات سراسر مفید ہیں۔

(ج) صفحہ ۳۲ میں ہے:-

مذہب اسلام کے معین ومددگار ہیں۔ اس سے بنائے اسلام قائم ہے۔ ان سے اسلام کی ادق تحقیقات اور دوق وعرفان انہی مرتب ہے۔

(۲) روداد دوم میں ہے -

ایک محکمہ افتاء قائم کیا جائے۔ جو شخص کسی قسم کا سوال ندوے سے کرے اس کا جواب دیا جائے۔

(ص ۶۰) ....

بہت غیر مناسب ہے کہ نائب پیغمبر کی مجلس ہو، اور لوگ کسی امر کی ہدایت چاہیں اور ان کی جانب قطع نظر بدنامی اور بددلی کے مواخذہ اخروی کا بھی خوف ہے۔ (ص ۶۲) انھیں جواب نہ ملے، یا دیر ہو جائے تو جو جی میں آئے اس پر عمل کرنے کا بہت بڑا حیلہ ہے۔ یہ حالت عوام کو کس قدر مطلق العنانی کا باعث ہے، جو مسائل اس وقت باعث نزاع ہو رہے ہیں، ان کے جواب سے سکوت رہے۔ (ص ۶۳)

(۲۲) روداد اول صفحہ ۶۸ میں ہے۔ (تقریر میر محمد شاہ رام پوری)۔

شافعی، حنفی غیر مقلد بھی تم ہوگے، تو خدا کے نزدیک تو کچھ رتبہ نہ بڑھ گیا۔ اس کے نزدیک اس کی قدر ہے، جس کے دل میں ایک ذرہ محبت کا ہے۔ چاہے شافعی ہو، چاہے حنفی، چاہے غیر مقلد۔

(۲۳) اتمام الحجہ صفحہ ۱۵ میں ہے:-

ایک شخص تمام اصول دین کا مقر ہے، بعض میں خلاف کرتا ہے، ایسے مقام پر حب فی اللہ کا مقتضی بھی ہوگا کہ محبت اس سے غالب ہو اور بغض مغلوب۔

(۲۴) القول الفاصل ص ۲، علمائے ندوہ کی حقیت کے وجوہات صفحہ ۳ میں ہے:-

ابن ماجہ کے صفحہ ۲۹۶ میں ہے۔ حضور ﷺ نے بقسم فرمایا میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی، ایک جنتی ہوگا، باقی جہنمی۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت وہ جنتی کون ہے؟ آپ نے فرمایا جماعت۔ یعنی جدھر مجمع زیادہ ہو۔۔۔۔ جو ان حدیثوں پر غور کرے گا، ہرگز ندوہ کی مخالفت نہ کرے گا۔

(۲۵) اسی کے ص ۵ میں ہے:-

قرآن کے ساتھ تمسک کی یہی صورت ہوگی کہ ندوہ کے ساتھ اتفاق کریں۔ ورنہ جہنم ہی ٹھکانہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۝ جو مسلمانوں کے طریق کے سوا کوئی دوسری سبیل چاہے تو اس کو ہم پھیر دیں گے جدھر وہ پھرا اور ڈال دیں گے اس کو جہنم میں۔

(۲۶) روداد اول ص ۶۲ میں ہے۔ (تقریر حقانی صاحب) -

یہ مجلس کافہ اسلام کے علما کی ہے۔ سنی، شیعہ، مقلد، غیر مقلد سب شریک ہو کر انجام کریں۔

اس کے علاوہ مضامین اربعہ:

ص ۱۲ ص ۱۴ صفحہ ۱۶ صفحہ ۱۷ صفحہ ۱۸ صفحہ ۲۰ صفحہ ۲۱ صفحہ ۲۲ صفحہ ۲۳ صفحہ ۲۵ صفحہ ۲۶ صفحہ ۲ صفحہ ۳۶ صفحہ ۳۷ صفحہ ۳۹ مضامین نظم ونثر صفحہ ۲۳ صفحہ ۲۴ صفحہ ۲۵ صفحہ ۲۸ صفحہ ۳۲ صفحہ ۳۸

صفحہ ۶۴ صفحہ ۴ صفحہ ۸۵ صفحہ ۹۰ صفحہ ۹۱ صفحہ ۹۲ صفحہ ۹۳ رود، رسالہ دوم صفحہ ۸ صفحہ ۱۰ صفحہ ۶۰ صفحہ ۱۶ وغیرہ۔

یہ مختصر نمونہ از خروارے ان کے اقوال شناعت اشتمال کے ہیں۔ جن کی وجہ سے دیندار علمائے اہل سنت ندوہ سے علیحدہ ہو گئے، اور علیحدہ رہے، اور لوگوں کو تحریراً و تقریراً اس کی شناعت پر مطلع کرتے اور علیحدہ رکھنے کی ہدایت کرتے رہے۔ جن میں اشہر مشاہیر

[۱] حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی

[۲] اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مأۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی

[۳] حضرت کنز الکرامت جبل الاستقامت الاسعد الاسد الاشد الارشد مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی پیلی بھیت

[۴] حضرت والا درجت حافظ صحیح بخاری مولانا مولوی سید عبدالصمد صاحب نقوی سہسوانی پھپھوند ضلع اٹاوہ

[۵] حضرت والا درجت شاہ امین احمد صاحب جناب حضور سجادہ نشین حضرت مخدوم الملک بہاری

[۶] حضرت استاذ مولانا مولوی ہدایت اللہ خان صاحب جونپوری رامپوری

[۷] مولانا سید شاہ نصیر الحق صاحب چشتی نظامی زیب سجادہ عظیم آباد

[۸] مولانا سید شاہ وحید الحق صاحب زیب سجادہ شیخ پورہ بہار شریف

[۹] حضرت مولانا شاہ شہود الحق صاحب نظامی چشتی سجادہ نشین پیر کی گڑھ پٹنہ

[۱۰] حضرت مولانا مطیع رسول شاہ عبدالقادر صاحب قادری صاحبزادہ اعلیٰ حضرت تاج الفحول بدیونی۔

[۱۱] حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب شہید فی سبیل اللہ بدایونی

[۱۲] حضرت مولانا ابو الوفا سراج الدین شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رامپوری

[۳] حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خان صاحب رامپوری

[۱۴] حضرت مولانا مجاہد حسین صاحب برادر مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب رامپوری

[۱۵] حضرت مولانا شاہ رشید علی صاحب رامپوری

[۱۶] حضرت مولانا عبدالغفار خان صاحب رامپوری

[۱۷] حضرت مولانا شاہ ظہور حسین صاحب رامپوری از تلامذہ حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب

[۱۸] حضرت مولانا سید شاہ محمد محسن صاحب [illegible] مولانا حاجی سید شاہ محمد [illegible] صاحب والغازی زیب سجادہ انپور

[۱۹] حضرت مولانا حاجی قادری شاہ محمد حامد رضا خان صاحب [illegible] اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت فاضل بریلوی

[۲۰] حضرت مولانا احمد علی شاہ نقشبندی

[۲۱] حضرت مولانا محمد رمضان صاحب [illegible] آبادی مدرس و خطیب جامع مسجد آگرہ

[۲۲] حضرت والا درجت جناب سید شاہ [illegible]

حضرت مولانا سید اعظم شاہ صاحب شاہ جہاں پوری

[۲۳] حضرت مولانا شاہ عبد الکافی صاحب مدرس اول و مہتمم مدرسہ سبحانیہ الہ آبادی

[۲۴] حضرت استاذی وملاذی مولانا مولوی عبید اللہ صاحب پنجابی الہ آبادی

[۲۵] حضرت مولانا محمد بشیر صاحب امہلی الہ آبادی

[۲۶] حضرت مولانا محمد بشیر صاحب جبل پوری

[۲۷] حضرت گرامی منزلت مولانا شاہ عبد السلام صاحب قادری رضوی جبل پوری

[۲۸] حضرت مولانا عبد الواحد خان صاحب رامپوری بہاری مدرس وبانی مدرسہ فیض رسول، بہار شریف

[۲۹] حضرت مولانا سید شاہ کریم رضا صاحب تلمیذ اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان صاحب بریلوی متوطن تیتھو شریف صاحب گنج گیا

[۳۰] حضرت مولانا سید شاہ بشارت کریم صاحب، صاحب گنج

[۳۱] حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب سورتی برادر حضرت محدث سورتی متوطن پیلی بھیت

[۳۲] جناب مولانا حکیم محمد خلیل الرحمن صاحب پیلی بھیتی

۳۳ حضرت مولانا سراج الحق صاحب علی گڑھی

[۳۴] حضرت مولانا حافظ بخش صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ بدایوں

[۳۵] حضرت مولانا فضل المجید صاحب بدایونی

[۳۶] حضرت استاذی مولانا مولوی قاری حافظ حاجی حکیم محمد عبد اللہ

صاحب بریلوی مدرس مدرسہ خانقاہ اقدس مارہرہ شریف

[۳۷] جناب مولانا مولوی حکیم مومن سجاد صاحب کان پوری چشتی نظامی فخری

[۳۸] جناب مولانا مولوی حافظ عبد المجید صاحب متوطن آنولہ ضلع بریلی (والد ماجد حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مفتی آگرہ)

[۳۹] جناب مولانا مسیح الدین صاحب الہ آبادی

[۴۰] جناب مولانا ابو طاہر نبی بخش صاحب بہاری

[۴۱] جناب مولانا مولوی عبد العزیز صاحب ماجر جھوسوی

[۴۲] جناب مولانا امام الدین صاحب مدرس مدرسہ نالہ

[۴۳] جناب مولانا عبد الرحیم صاحب ہروی

[۴۴] جناب مولانا سید شاہ محمد سعید صاحب صاحبزادہ جناب حضور شاہ امین احمد صاحب بہاری

[۴۵] جناب مولانا سید شاہ محی الدین صاحب صاحبزادہ حضرت شاہ بدر الدین صاحب سجادہ نشین پھلواری شریف

[۴۶] حضرت والا درجت شاہ غلام حسین صاحب بہاری

[۴۷] حضرت مولانا والا درجت شاہ غلام مظفر صاحب چشتی سجادہ نشین خانقاہ رسول پور فتوحہ

[۴۸] حضرت شاہ عزیز الدین صاحب قمری

[۴۹] حضرت شاہ امیر الدین صاحب رئیس منشی جہنوہ

[۵۰] حامی دین متین گرامی جناب ... قاضی ... صدیق ... ید

صاحب رئیس عظیم آباد بانی جلسہ اہل سنت ۱۳۱۸ھ پٹنہ

[۵۱] حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب حسن برادر اوسط اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی

[۵۲] حضرت مولانا محمد رضا خان صاحب ننھے میاں برادر خرد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی

[۵۳] جناب [illegible] مولانا مولوی حافظ حکیم شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی

[۵۴] جناب مولانا مولوی حکیم عظمت حسین صاحب

[۵۵] جناب حقائق دستگاہ محمد میاں صاحب خلف ارشد جناب مولانا مولوی شاہ فضل رسول صاحب [illegible] مرادآبادی

[۵۶] جناب مولانا مولوی حبیب علی صاحب علوی مقیم ناوہ

[۵۷] جناب مولانا مولوی ابوالفضل فضل حق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ، رامپور

[۵۸] حضرت مولانا مولوی حافظ سید محمد عبد الکریم قادری [illegible] بریلوی

[۵۹] جناب مولانا مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی مصنف فتح المعین مدرس مدرسہ طیبہ حیدرآباد

[۶۰] جناب مولانا مولوی مفتی سید عبد الفتاح صاحب حسینی گلشن آبادی ساکن ناسک درگاہ محلہ

[۶۱] جناب مولوی محمد [illegible] صاحب رضوی [illegible] قادری ابوالعلائی بہار شریف

[۶۲] جناب مولوی غلام غوث صاحب غوثی عباسی گوالیاری

[۶۳] جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب حنفی قادری، پٹنہ

[۶۴] جناب مولوی سید شاہ احمد حسین صاحب حنفی رئیس و شیخ قادری جڑ ہوہ مظفر پور

[۶۵] جناب مولوی ابوالاسلام محمد اسحٰق صاحب خلف جناب مولانا مولوی حکیم حافظ محمد اسحٰق صاحب حنفی چشتی صابری محلہ دوندی بازار پٹنہ

[۶۶] جناب مولوی حکیم حافظ محمد اسحاق صاحب حنفی چشتی صابری محلہ دوندی بازار، پٹنہ

[۶۷] جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نگریہ تاباں پٹنہ

[۶۸] جناب مولوی سید امام الدین احمد صاحب قادری متوطن ناسک

[۶۹] جناب مولانا سید امین الدین نظام الدین صاحب ابوعباس حسینی رفاعی بمبئی

[۷۰] جناب مولوی سید حبیب صاحب نائب قاضی ناسک

[۷۱] جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب مصنف ... برہان پور

[۷۲] جناب مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب، پشاور

[۷۳] جناب مولوی رئیس الدین صاحب بمبئی ...

[۷۴] جناب شیخ صدر الدین محمد علی اختر صاحب صدیقی ... مجلس اہل سنت متوطن بہار شریف، کلکتہ

[۷۵] جناب مولانا مولوی سید عبد العزیز صاحب حنفی چشتی صابری

انبٹھوی تلمیذ رشید حضرت مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی رامپور

[٧٦] جناب مولوی حکیم عبدالعلی صاحب چشتی صابری حنفی، پٹنہ

[٧٧] جناب مولانا مولوی قاضی محمد معین الدین صاحب حنفی قادری میرٹھی مصنف **اسعاد الفضلاء لسلب الحاد الجہلاء**

[٧٨] جناب مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب دہلوی مصنف اظہار مکائد ندوہ

[٧٩] حضرت والا درجت مولانا المجد ذی الفضل المفرد مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب اعلیٰ مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات مصنف رسالہ **النذیر الاحمد لمن سطا والحد والنذیر المبین للندویین**

[٨٠] جناب مولانا مولوی شاہ محمد ابراہیم صاحب حنفی قادری ملتانی مدراسی مقیم حیدرآباد، دکن

[٨١] جناب مولوی محمد حسین صاحب قادری رضوی بریلوی صاحب تقریرات ثلثہ

[٨٢] جناب مولانا مولوی حکیم سید شاہ ابوسعید صاحب شمس العلما ایرانی

[٨٣] جناب مولانا مولوی سید محمد نذیر الحسن ایرانی مصنف رسالہ مظلوم

[٨٤] جناب مولانا مولوی حافظ محمد صدیق علی صاحب خلف الرشید جناب مولانا مولوی [illegible] علی صاحب محلہ گڑھیا، بریلی

[٨٥] حضرت عبداللہ بن محمد حموی بغدادی نزیل بمبئی

[٨٦] جناب مولوی عبداللہ ولد محمد اشرف صاحب، احمد آباد، گجرات

[۸۷] جناب مولوی حلیم عبداللہ صاحب قادری سنی، کلکتہ

[۸۸] جناب مولوی سید عظمت علی صاحب واعظ سکندر پور ضلع فرخ آباد

[۸۹] جناب مولوی ابوسعید محمد علیم اللہ صاحب، احمد آباد

[۹۰] جناب مولوی عنایت العلی صاحب خلف مولوی کرامت العلی صاحب محدث حیدر آباد

[۹۱] جناب مولوی سید غیاث الدین صاحب قاضی شہر ناسک

[۹۲] جناب مولوی غیاث الدین صاحب صدیقی حنفی، بہار شریف

[۹۳] جناب مولوی فضل احمد صاحب بدایونی

[۹۴] جناب مولوی فقیر محمد صاحب حنفی قادری شطاری حیدر آباد دکن

[۹۵] جناب مولانا مولوی سید لطف علی شاہ صاحب صاحبزادہ چشت مبارک وخلیفہ مولانا فضل رحمن صاحب

[۹۶] جناب مولوی سید بادشاہ صاحب قادری ملتانی حیدر آباد دکن

[۹۷] جناب مولوی سید محمد سعید صاحب تلمیذ التلمیذ جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی الہ آبادی

[۹۸] جناب مولوی محمد طاہر صاحب بمبئی

[۹۹] جناب مولوی سید شاہ محمد علی صاحب قادری مصنف جواہر الحقائق وجواہر الملوک، حیدر آباد دکن

[۱۰۰] جناب مولوی محی الدین بادشاہ صاحب ملتانی حیدر آباد

[۱۰۱] جناب مولوی ناظر حسن صاحب متوطن دیوبند

[۱۰۲] جناب مولوی خواجہ عبداللہ صاحب دہلوی

١٠٣ جناب مولوی عبد القدیر صاحب صدیقی نقشبندی حیدرآبادی

١٠٤ حضرت مولانا ابو محمود احمد اشرف صاحب کچھوچھہ شریف

١٠٥ جناب مولوی محبوب نواز الدولہ صاحب مفتی اول دار القضاء، حیدرآباد

١٠٦ جناب مولوی ضیاء الدین صاحب مفتی دوم حیدرآباد

١٠٧ جناب مولوی محمد عبد الغنی صاحب مرشدآبادی

١٠٨ جناب محمد نور الحسن صاحب حیدرآبادی

١٠٩ جناب مولانا قاضی شریف محمد صاحب ابن مرحوم قاضی شریف عبد اللطیف صاحب لونڈے، بمبئی

١١٠ جناب مولانا قاضی شیخ محمد مرتضیٰ صاحب قاضی شہر بمبئی

١١١ جناب مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب لمبری، بمبئی

١١٢ جناب مولانا مولوی قاضی اسمٰعیل جمالی شافعی، بمبئی

١١٣ جناب مولانا مولوی عبید اللہ صاحب استاذ مدرسہ جامع مسجد بمبئی

١١٤ جناب مولانا مولوی گل محمد صاحب مدرس مسجد جامع علی گڑھ

١١٥ جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

١١٦ جناب مولانا مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب لاہوری

١١٧ جناب مولانا مولوی غلام رشید صاحب قصوری

١١٨ جناب مولانا مولوی محمد ادریس صاحب کانپوری

١١٩ تائید و حمد کی جناب مولانا حافظ شاہ محمد حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دار العلوم مسجد رنگیان کانپور محشی مثنوی شریف

[۱۲۰] جناب مولانا سید غلام حسین صاحب واعظ بمبئی متوطن جونا گڑھ

[۱۲۱] جناب مولانا مولوی عبد الغفور صاحب مدرس و واعظ بمبئی

[۱۲۲] جناب مولانا مولوی حسن ابن نور محمد صاحب

[۱۲۳] جناب مولانا مولوی سید عمر صاحب قادری حنبلی حیدر آبادی

[۱۲۴] جناب مولانا مولوی غلام محمد برہان الدین صاحب مفتی سابق گلبرگہ شریف متوطن حیدر آباد

[۱۲۵] جناب مولانا سید شاہ محبوب بادشاہ قادری

[۱۲۶] جناب مولانا شاہ ملک محمود صاحب قادری

[۱۲۷] جناب مولانا محمد حمد صاحب قادری

[۱۲۸] جناب مولانا سید حبیب ابن سید صادق العامودر نائب قاضی متوطن گلشن آباد

[۱۲۹] حضرت مولانا سید نظام الدین ابن محمد نذر علی پیرزادہ ناسک حسنی قادری حنفی گلشن آبادی

[۱۳۰] جناب مولوی عبد الکریم ولد عبد الغنی صاحب احمد آباد گجرات دکن

[۱۳۱] جناب مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی

[۱۳۲] جناب مولانا مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی واعظ و مدرس مدرسہ دہلی

[۱۳۳] جناب مولانا ابو سعید محمد حلیم اللہ صاحب دہلوی

[۱۳۴] جناب مولانا مولوی فوز احمد صاحب کابلی مدرسہ علی گڑھ

[۱۳۵] جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کیتھلی مدرسہ اسلامیہ علی گڑھ

[۱۳۶] جناب مولانا مولوی سلطان احمد خان صاحب قادری نوری

[۱۳۷] جناب مولانا مولوی حکیم فضل اللہ خان صاحب بریلوی رامپوری

[۱۳۸] عالی جناب حضرت مولانا سید شاہ محمد غوث صاحب سجادہ نشین
جناب شاہ فضل غوث صاحب ساقی بریلوی

[۱۳۹] جناب مولانا مولوی محمد حبیب اللہ خان صاحب ولد مولانا
مولوی عنایت اللہ خان صاحب رامپوری

[۱۴۰] جناب مولانا مولوی معز اللہ خان صاحب ولد عبد اللہ خان صاحب

[۱۴۱] جناب مولانا مولوی محمد مبارک اللہ خان صاحب

[۱۴۲] جناب مولانا مولوی ابو الفضل صاحب مرادآبادی

[۱۴۳] جناب مولانا مولوی محمد ہدایت علی صاحب بریلوی

[۱۴۴] جناب مولانا مولوی حکیم احمد حسن خاں صاحب

[۱۴۵] جناب مولانا مولوی محمد قاسم علی صاحب مرادآبادی

[۱۴۶] جناب مولانا مولوی محمد دائم علی صاحب مرادآبادی

[۱۴۷] جناب مولانا مولوی محمود حسن صاحب سہسوانی مدرس مدرسہ
اسلامیہ مرادآباد

[۱۴۸] جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب نواب پوری

[۱۴۹] جناب مولانا مولوی مرزا جمال صاحب ولایتی

[۱۵۰] جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب مرادآبادی مدرس
مدرسہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر

[۱۵۱] جناب مولانا مولوی [illegible] حق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ

تلمیذ ضلع شاہ جہاں پور

[۱۵۲] جناب مولانا مولوی سید حسین صاحب سند یافتہ کالج یونیورسٹی لاہور

[۱۵۳] جناب مولانا مولوی ریاست علی خان صاحب شاہ جہاں پوری

[۱۵۴] جناب مولانا مولوی سید نور محمد صاحب دہلوی

[۱۵۵] جناب مولانا مولوی امین الدین صاحب حنفی مذہبا چشتی مشربا زاہدی نسبا بہاری تو طنا

[۱۵۶] جناب مولانا مولوی محمد وحید الدین صاحب

[۱۵۷] جناب مولانا مولوی سید تفضل حسین صاحب حنفی سواعلائی

[۱۵۸] جناب مولانا مولوی فتح الدین صاحب پنجابی مدرس صدر مجلس اہل سنت پٹنہ

[۱۵۹] جناب مولانا مولوی امیر علی صاحب نائب صدر اہل سنت پٹنہ

[۱۶۰] جناب مولانا مولوی قاضی محمد وزیر الدین ابن مولوی عبد الغنی صاحب محدث نبیرہ حضرت شاہ رمضان صاحب ساکن مہیم قریب دہلی

[۱۶۱] جناب مولانا مولوی سید محمد ہادی صاحب قادری ناپاروی

[۱۶۲] حضرت والا درجت گرامی منزلت سیدی و مرشدی جناب مولانا مولوی سید ابو الحسین احمد نوری عرف میاں صاحب سجادہ نشین درگاہ کلاں مارہرہ شریف

[۱۶۳] جناب مولانا مولوی عبد الرسول محب احمد صاحب قادری بدایونی

[۱۶۴] جناب والا القاب سید حسین حیدر صاحب قادری مارہروی

[۱۶۵] حضرت والا جناب شمس العلما مولانا مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی

[۱۶۶] حضرت والا جناب مولانا عبد الوہاب صاحب لکھنوی

[۱۶۷] حضرت والا درجت عالی جناب مولانا شاہ التفات احمد صاحب سجادہ نشین ردولی شریف

[۱۶۸] جناب مولانا مولوی ابو العظم محمد اعلم صاحب نبیرہ جناب شمس العلما مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی

[۱۶۹] جناب مولانا مولوی ابو السعد محمد اسلم صاحب نبیرہ شمس العلما ممدوح

[۱۷۰] جناب مولانا مولوی ابو الحامد عبد الحمید صاحب بن اکمل الفضلا مولانا مولوی ابو الحیا محمد عبد الحلیم صاحب فرنگی محلی برادر زادہ حضرت شمس العلما موصوف

[۱۷۱] جناب والا القاب مولانا مولوی ابو الغنا محمد عبد المجید صاحب برادر زادہ شمس العلما موصوف

[۱۷۲] جناب مولانا مولوی قیام الدین محمد عبد الباری صاحب لکھنوی

[۱۷۳] جناب مولانا مولوی محمد عبد الہادی صاحب ابن مولانا علی محمد صاحب انصاری

[۱۷۴] حضرت مولانا شاہ محمد کرم رحمن صاحب سجادہ نشین درگاہ قطب العارفین حضرت مخدوم شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ

[۱۷۵] جناب مولانا مولوی محمد عبد الغنی صاحب قادری ردولوی الانصاری

[۱۷۶] جناب مولانا مولوی فیض الحسن صاحب کاندھلوی صدیقی حنفی قدوسی صابری قادری برکاتی

[۱۷۷] جناب مولانا مولوی سید شاہ فصاحت عالم صاحب پچرکھوی رنجہتی بہاری برادرکلاں مجھی جناب مولانا مولوی سید احمد عالم صاحب قادری برکاتی رضوی

[۱۷۸] جناب مولانا مولوی سید شاہ تبارک حسین صاحب [illegible] مولانا شاہ محی الدین صاحب سجادہ نشین پھلواری

[۱۷۹] جناب مولانا مولوی سید جعفر حسن صاحب [illegible] تلمیذ جناب مولانا رضا کریم صاحب

[۱۸۰] جناب مولانا مولوی فدا محمد صاحب [illegible] بشارت کریم صاحب

[۱۸۱] جناب مولانا مولوی محمد ظہیر الدین صاحب پنجابی صاحب [illegible]

[۱۸۲] جناب مولانا مولوی محمد عبدالرحمن صاحب [illegible] تلمیذ جناب مولانا ہدایت اللہ خان صاحب رام پوری

[۱۸۳] جناب مولانا مولوی حکیم ریاض الدین صاحب [illegible] تلمیذ جناب مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی

[۱۸۴] جناب مولانا مولوی محمد عبدالقیوم صاحب [illegible] تلمیذ جناب مولانا سید کریم رضا صاحب چتھوی

[۱۸۵] جناب مولانا مولوی عبدالقادر صاحب [illegible]

[۱۸۶] جناب مولانا مولوی نذیر الحسن صاحب نزیل کلکتہ

[۱۸۷] جناب مولانا مولوی الٰہی بخش صاحب مدرس اول مدرسہ بارک پور کلکتہ

[۱۸۸] جناب مولانا مولوی قیوم الدین صاحب شاگرد جناب مولانا ولایت حسین صاحب کلکتہ

[۱۸۹] جناب والا القاب حضرت مولانا مولوی شاہ سید صاحب حسنی الحسینی بغدادی نزیل کلکتہ

[۱۹۰] جناب مولانا مولوی حافظ حاجی محمد حاتم علی صاحب تلمیذ رشید جناب مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری

[۱۹۱] جناب مولانا مولوی عبد الجلیل صاحب خلف و شاگرد حضرت مولانا حاج محمد عبد القادر صاحب کلکتہ

[۱۹۲] جناب مولانا مولوی محمود بن صبغۃ اللہ مدراسی

[۱۹۳] جناب مولانا مولوی عبید اللہ صاحب مفتی و قاضی اہل سنت مدارس

[۱۹۴] حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد عبد القدوس صاحب قادری خطیب وامام جامع مسجد معسکر بنگلور

[۱۹۵] جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد عبد الغفور صاحب قادری حنفی مدرس مدرسہ عربیہ جامع العلوم معسکر بنگلور

[۱۹۶] جناب مولانا مولوی سید محی الدین ابن حکیم قدیم صدر مدرس مدرسہ قدوسیہ جامع العلوم بنگلور

[۱۹۷] جناب مولانا مولوی سید عبد الباسط صاحب مدرس مدرسہ قدوسیہ جامع العلوم بنگلور

[۱۹۸] جناب مولانا مولوی سید جمال الدین قادری صاحب

[۱۹۹] جناب مولانا مولوی سید جمال الدین حسینی صاحب

[۲۰۰] جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب شاہ نوری مدرس مدرسہ نظامیہ چنیا بازار حیدرآباد دکن

[۲۰۱] جناب مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب دہلوی مصنف رسالہ جزاء العیون لاعالی القبون

[۲۰۲] جناب مولانا مولوی حاجی عبدالرزاق صاحب حنفی حیدرآبادی مصنف رسالہ فتاوی السنہ لالجام الفتنہ (۱۳۱۴)

[۲۰۳] جناب مولانا مولوی سید احمد علی صاحب حسنی حسینی حیدرآبادی مصنف رسالہ رغم الندوہ (۱۳۱۴)

[۲۰۴] جناب مولانا مولوی حافظ یقین الدین صاحب بدایونی مصنف رسالہ تحریر و لہدم مسالک الندوہ (۱۳۱۴)

[۲۰۵] جناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب مصنف رسالہ 'سرگزشت و ماجرائے ندوہ' (۱۳۱۳)

[۲۰۶] جناب مولانا مولوی سید افضل حسین صاحب چشتی نظامی بہسونی مصنف رسالہ 'حاشیہ جانگاہ مفتی لطف اللہ' (۱۳۱۳)

[۲۰۷] جناب مولانا مولوی سید ابو سعید صاحب فتح پوری مصنف رسالہ قطع الحجۃ

[۲۰۸] جناب مولانا مولوی ضیاء الدین خان صاحب بدایونی مصنف رسالہ 'مزق شرارات ندوہ'

[۲۰۹] جناب مولانا ارشاد حسین صاحب ہدایت دہلوی مصنف رسالہ 'اظہار مکائد اہل ندوہ'

[۲۱۰] جناب مولانا مولوی حکیم محمد یوسف حسن صاحب قادری عظیم آبادی مصنف رسالہ رفاہ لکومین باتباع العالی الحرمین

[۲۱۱] جناب مولانا مولوی سید محمد علی صاحب عاشق بریلوی مالک و ایڈیٹر اخبار روز افزوں و رسالہ سوالات علما و جوابات ندوۃ العلما

[۲۱۲] جناب مولانا مولوی غلام شبر صاحب صدیقی حنفی قادری رئیس بلند شہر مصنف رسالہ طلسم کشائے فرندوہ

[۲۱۳] حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد ابراہیم صاحب قادری برکاتی صاحب زادہ سرکار مارہرہ مطہرہ

[۲۱۴] جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سبل پوری

[۲۱۵] جناب مولانا مولوی ابوالحسن صاحب جوہر میرٹھی قادری فضل رحمانی

[۲۱۶] جناب مولانا مولوی لطف اللہ صاحب پشاوری

[۲۱۷] جناب مولوی محمد احمد صاحب سابق دوستدار ندوہ جالندھری

[۲۱۸] جناب مولوی شیخ احمد بخش صاحب

[۲۱۹] جناب مولوی امیر احمد صاحب رئیس

[۲۲۰] جناب مولوی محمد حسین صاحب اثر شنقیہ بزادہ

[۲۲۱] جناب مولانا مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی

[۲۲۲] جناب مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

[۲۲۳] جناب مولوی سید شاہ آل حسن صاحب رئیس نوآبادہ

[۲۲۴] حضرت والا درجت جناب مولانا مولوی سید شاہ بدرالدین صاحب جعفری زینبی زیب سجادہ پھلواری شریف

[۲۲۵] جناب مولوی برکت اللہ خان صاحب جام بھیڑی

[۲۲۶] جناب مولوی برکت اللہ شیر خان صاحب میرٹھ

[۲۲۷] جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ڈپٹی پنشن یافتہ

[۲۲۸] جناب مولوی سید شاہ حبیب الرحمٰن صاحب عرف شاہ مبارک حسین صاحب رئیس اعظم عظیم آباد پٹنہ

[۲۲۹] حضرت والا درجت جناب صوفی باصفا مولانا مولوی محمد حفیظ الدین صاحب حنفی صدر مدرس مدرسہ ... خانقاہ ... سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ شقیہ صفیہ رحمان پور ضلع پٹنہ

[۲۳۰] جناب مولانا مولوی حافظ رحیم اللہ صاحب مدرس مسجد جامع آگرہ

[۲۳۱] جناب مولانا مولوی رضی احمد صاحب ... پور

[۲۳۲] جناب مولوی نواب سید سردار علی خان صاحب بہادر ابن نواب سید سردار دلبر الملک بہادر سکندر آبادی

[۲۳۳] جناب سید سرفراز علی خان صاحب فرزند نواب سید دلبر الملک مرحوم

[۲۳۴] جناب مولوی ڈاکٹر شرف الدین صاحب محمود آبادی

[۲۳۵] جناب مولانا مولوی شاہ محمد شریف خان صاحب افغانی نزیل مزار جناب مجدد الف ثانی

[۲۳۶] حضرت والا درجت گرامی منزلت شاہ محمد شفیع صاحب ناصر چشتی صابری رامپوری سہارنپوری مسند بریلوی مدفن

[۲۳۷] جناب مولوی سید شفیع احمد صاحب سہسوانی

[۲۳۸] جناب مولوی سید شمس الدین علی خان خدور حسنی حسینی قادری
ڈپٹی کمشنر صوبہ برار

[۲۳۹] جناب مولوی حافظ شوکت علی صاحب رئیس پیلی بھیت

[۲۴۰] جناب مولوی حکیم محمد صادق صاحب ابن مولوی عبد القادر
صاحب صاحب گنجی

[۲۴۱] جناب مولوی صدر الدین صاحب محمد قمر علی اختر صدیقی نعمانی صاحب

[۲۴۲] جناب مولوی سید شاہ صوفی جان صاحب صابری میرٹھی

[۲۴۳] جناب مولانا مولوی عبد الحق صاحب مدرس مدرسہ علی آباد ضلع
بارہ بنکی

[۲۴۴] جناب حامی دین متین مولانا مولوی محمد عبد الحمید صاحب پانی پتی
امام جامع مسجد ہٹیا بنارس

[۲۴۵] جناب مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب حبشانی شافعی بنارسی

[۲۴۶] حضرت حامی دین وملت جناب مولانا عبد السمیع صاحب مصنف
"انوار ساطعہ"

[۲۴۷] جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد عبد القادر صاحب فردوسی بہاری

[۲۴۸] جناب مولانا مولوی محمد عبد القیوم صاحب صاحب گنجی

[۲۴۹] جناب مولوی حکیم ابو العلا محمد عبد اللہ صاحب گورکھپوری

[۲۵۰] جناب مولانا مولوی عبد اللہ صاحب قادری جونپوری

[۲۵۱] حضرت مولانا و رحمت ... حاجی شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی
سجادہ نشین خانقاہ دانا پور

[٢٥٢] جناب مولانا مولوی حکیم ابو سعید محمد عبد المجید خان صاحب خلف الصدق جناب حکیم محمد محمود خان صاحب دہلوی

[٢٥٣] جناب مولوی غیاث الدین صاحب صدیقی حنفی برادر معظم جناب وکیل اہل سنت پٹنہ

[٢٥٤] جناب مولوی حافظ سلامت اللہ صاحب صدیقی حنفی رئیس پٹنہ

[٢٥٥] جناب مولوی سید شاہ معین الدین عرف سید شاہ محمد جلال صاحب حنفی مجددی رحمانی

[٢٥٦] جناب مولوی سید شاہ لطف الرحمن صاحب حنفی مجددی رحمانی

[٢٥٧] جناب مولانا مولوی حافظ وقاری صوفی محمد حسن صاحب قادری بنارسی

[٢٥٨] جناب مولانا مولوی لطف الرحمن صاحب بردوانی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ارشد تلامذہ جناب مولانا مولوی ہدایت اللہ خان صاحب جونپوری

[٢٥٩] جناب مولانا مولوی محمد عتیق احمد صاحب نائب ... انجمن ... میں جیت

٢٦٠ حامی دین متین جناب مولانا مولوی محمد ... الدین صاحب ... مدرس مدرسہ بمبئی

[٢٦١] جناب مولوی غلام ... صاحب دہلوی

[٢٦٢] جناب مولوی غیاث الدین صاحب محمد ... پوری

[٢٦٣] جناب مولوی محمد فرید الدین احمد صاحب ... شریف

[۲۶۴] حضرت مولانا شاہ ظہور حسین صاحب رام پوری تلمیذ حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب۔

[۲۶۵] جناب مولوی ابوالحسن محمد قطب الدین صاحب واعظ انصاری علی گڑھی

[۲۶۶] جناب مولوی کریم اللہ صاحب، رام پور

[۲۶۷] جناب مولوی حافظ کریم بخش صاحب قادری شاگرد مفتی لطف اللہ صاحب

[۲۶۸] جناب مولانا مولوی سید محمد حسنین صاحب مدرس وجھیانوی

[۲۶۹] جناب مولوی محمد حسین خان صاحب وکیل حیدرآباد، دکن

[۲۷۰] جناب مولانا مولوی سید محمد رضا صاحب سندیلوی پوتے داماد حضرت مولانا فضل رحمن صاحب گنج مرادآبادی

[۲۷۱] جناب نواب مولوی محمد علی خان صاحب بہادر القادری الحسنی المخلص صاحب زادہ ریاست، رامپور

[۲۷۲] جناب مولوی شاہ محمد مختار احمد صاحب احمدی ردولوی

[۲۷۳] جناب مولوی حکیم محمد میاں صاحب خلف مولانا مولوی عبد [illegible] صاحب

[۲۷۴] جناب مولوی مظہر حسن صاحب [illegible]

[۲۷۵] جناب مولوی مظہر حسین صاحب [illegible]

[۲۷۶] جناب مولوی مظہر حق صاحب [illegible] نائب ریاست عثمان پور

مصنف مظہر حق

[۲۷۷] جناب مولوی ممتاز الحق صاحب حنفی صدیقی رئیس اعظم جزہوہ

[۲۷۸] جناب ممتاز الفقہاء، قاضی مولوی محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز
پیلی بھیت

[۲۷۹] جناب مولوی سید نور الحسین صاحب رئیس محلہ میدان فصاحت پٹنہ

[۲۸۰] جناب مولوی ہدایت علی صاحب دربھنگہ

[۲۸۱] جناب مولوی حکیم محمد یوسف صاحب سنی ر. بدونی

[۲۸۲] جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب مدرس مدرسہ منغیپورہ پٹنہ

[۲۸۳] جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد حسین صاحب سنی قادری سجادہ
نشین درگاہ ماموں بھانجا حاجی پور

[۲۸۴] جناب مولانا قاضی نور جمال صاحب سواتی مقیم مدرسہ احمدیہ
علی گڑھ

[۲۸۵] جناب مولوی سید حسن احمد صاحب قادری برکاتی مجیدی موہن پور

[۲۸۶] جناب مولوی سید شاہ آل رسول صاحب عرف سید نذیر احمد
صاحب ملقب بہ محبوب علی حسین المشتہر بنھے میاں قادری
چشتی نظامی زنبیل شاہی بریلوی

[۲۸۷] جناب مولوی محمد حسن خان صاحب شہر کہنہ بریلی

[۲۸۸] جناب مولوی احمد حسن صاحب عرف منجھلے میاں خواجہ قطب بریلی

[۲۸۹] والا حضرت حامی سنت ناصر ملت جناب سید احمد شاہ صاحب
از اجلہ سادات کرام بریلی

[۲۹۰] جناب مولوی سید ظہر حسن صاحب وکیل پیلی بھیت

[۲۹۱] جناب مولوی اعظم علی صاحب وکیل بدایوں

[۲۹۲] جناب مولوی محمد حکیم اکرام الدین صاحب رئیس، بریلی

[۲۹۳] جناب مولوی التفات حسین صاحب وکیل بدایوں

[۲۹۴] جناب مولوی امتیاز احمد صاحب تاثیر مالک مطبع نسیم سحر بدایوں

[۲۹۵] جناب مولوی امیر احمد صاحب از سادات کرام بنی را شریف بریلی

[۲۹۶] جناب مولوی حامد بخش صاحب رئیس بدایوں

[۲۹۷] جناب مولوی ملا حسن صاحب پشاوری

[۲۹۸] جناب مولوی حشمت اللہ خان صاحب قادری برکاتی رسولی شاہ جہاں پوری

[۲۹۹] جناب مولوی رضی الدین صاحب، بدایوں

[۳۰۰] جناب سید مولوی سید محمد سعید صاحب شیرکوٹ، بجنور

[۳۰۱] جناب مولوی عبد الحق صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ جامع مسجد پیلی بھیت

[۳۰۲] جناب مولوی عبد العلیم خاں صاحب واعظ رائے بریلی

[۳۰۳] جناب مولانا مولوی علی محمد صاحب علی تلمیذ رشید جناب مولانا مفتی عنایت احمد مصنف 'تواریخ حبیب الٰہ و علم الصیغہ'

[۳۰۴] عالی جناب شاہ محمد فخر عالم صاحب قادری برکاتی از جل خلفائے اعلیٰ حضرت جناب میاں صاحب مارہروی

[۳۰۵] حضرت مولانا سید فضل رحمن عرف فضل علی شاہ قادری چشتی

نظامی رنبیل شاہی بریلی

[۳۰۶] جناب مولوی سید محمد شاہ صاحب سید قادری برکاتی و حسینی امروہہ

[۳۰۷] جناب مولوی سید محمود جان صاحب قادری برکاتی و حسینی

گڑھی بریلی

[۳۰۸] جناب مولوی سید نظیر الحسین صاحب [illegible] پور

[۳۰۹] جناب مولوی حکیم نور علی خان صاحب ساکن [illegible] مدرسہ طبیہ دہلی

[۳۱۰] جناب مولوی ابو الفضل صاحب مرادآبادی

[۳۱۱] جناب مولوی سید میر الدین احمد صاحب [illegible] قادری نقشبندی الہ آبادی

[۳۱۲] جناب مولوی حافظ شاہ سراج الحق محمد صاحب قادری برکاتی زیب سجادہ عزیزیہ دہلی

[۳۱۳] حضرت والا [illegible] گرامی منزلت حاجی محمد شیر [illegible] صاحب [illegible] پیلی بھیت۔

معزز ناظرین کرام! یہ تین سو تیرہ [illegible] کی بقدر تعداد اصحاب بدر اس وقت پیش کیے گئے، جو مشتے نمونہ [illegible] ہزار ہے ہیں۔ ورنہ حق یہ ہے کہ پہلے ندوہ کی [illegible] بہت سے حضرات شریک ہوگئے تھے۔ مگر جیسے جیسے [illegible] ندوہ [illegible] ہوتی گئی، لوگ چھٹتے گئے، سوائے چند آزاد خیال لوگوں کے، یا جو خاص ارکان ندوہ کے تھے، سبھی علیحدہ ہوگئے۔

اعلی حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے یہ وہ کارنامے ہیں، [illegible]

جن کی حمایت عرب وعجم نے مدینہ و شام کی، اور وقعت وعظمت کی نظر سے دیکھا اور انہیں مسلمانوں پر عظیم احسان مانا۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس تہلکہ سے نجات دی، جس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ **فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین** اور رسالہ **مکتوبات علما و کلام اہل صفا** جس میں اکابر ومشاہیر کے دوسو دو خط درج ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ندوہ کے رد میں سترہ کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں۔

[۱۲۷] (۱) فتوی القدوہ لکشف دفین الندوہ

[۱۲۸] (۲) مراسلات وسنت ندوہ

[۱۲۹] (۳) سوالات حقائق نما بروس ندوۃ العلماء

[۱۶۳] (۴) فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

[۱۶۴] (۵) برحمۃ الفتوی وجہ ھدم الندوی

[۱۶۵] (۶) خلص فوائد فتوی

[۳۱۵] (۷) سرگزشت وماجرائے ندوہ

[۳۱۶] (۸) اشتہارات خمسہ

[۳۱۷] (۹) غزوہ لہدم سماک الندوہ

[۳۱۸] (۱۰) ندوہ کا تیجہ رودادسوم کا نتیجہ

[۳۲۱] (۱۱) بارش بہاری برصدف بہاری

[۳۲۲] (۱۲) سیوف القمرہ علی رمائم الندوہ

[۳۲۸] (۱۳) آمال الابرار وآلام الاشرار

[۳۲۹] (۱۴) تحسین ورود ہکل پریشان ندوہ

(١٥) [٣٣٣] صمصام القيوم على تاج الندوه عبد القيوم

(١٦) [٣٤٨] الاسئلة الفاضله على الطوائف الباطله

(١٧) [٣٤٩] سوالات علماء وجوابات ندوة العلماء

مفسقہ یہ بھی روافض کا ایک فرقہ ہے۔ یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوئے ظن رکھتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں، ان کو فاسق بتاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی جہالت ہے۔ یزید نے نالائقی کی، اور سخت نالائقی کی، بہت بڑی نالائقی کی، مگر لڑکے نالائق ہونے سے باپ پر کیا الزام؟ جس طرح، اگر کسی شخص کا لڑکا بہت سعادت مند ہو تو اس کی وجہ سے باپ میں بزرگی اور خوبی نہیں۔ کُلُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝

حضرت سیدنا نوح نبی اللہ پیغمبر کا لڑکا نالائق ہوا، کافر ہوا، تو اس کی وجہ سے حضرت نوح پر کیا اعتراض؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۝

اس کے برخلاف مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی جلالت شان و رفعت مکان دیکھیے۔ اور باوجود تبلیغ و ہدایت اور رسول اللہ ﷺ کی دلی خواہش کے ان کے والد ابو طالب نے اسلام قبول نہ کیا، ایمان نہ لایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محبوب ﷺ کو فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ راوی ہیں جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو مولیٰ علی نے رسول اللہ ﷺ کو ان لفظوں سے خبر کی مات عمك الضال حضور نے فرمایا اذهب فواره حالانکہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ کے انتقال کے بعد تجہیز تکفین، تدفین میں جو حضور نے اہتمام فرمایا وہ اظہر من الشمس ہے۔ یعنی بہ کرم سے فرمایا ماتت امی خود حضور نے

قبر مبارک کھودی، اپنا پارچہ مبارک کفن کے لیے دیا۔ قبر مبارک میں کچھ دیر تک خود لیٹے، اور ان کے لیے دعا کی، اور فرمایا کہ اس کی برکت سے وہ ضغطہ قبر سے محفوظ رہیں گی۔ غرض مسلمانوں کو چاہیے کہ سب صحابی کی عزت کریں۔ نہ کسی کے بیٹے کی نالائقی سے باپ پر طعن کریں، ورنہ کسی بیٹے کے اہل اور بزرگ ہونے سے باپ کو مسلمان بتائیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں **من يطعن في امير معاويه فهو كلب من كلاب هاويه** جو شخص حضرت امیر معاویہ کی شان میں طعن کرتا ہے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ان مقدس ہستیوں کی شان میں حسب ذیل تصنیف فرمائی ہیں:-

[۲۳](۱) البشرى العاجله من تحف آجله

[۱۲۳](۲) عرش الاعزاز والاكرام لاول ملوك الاسلام

[۱۲٤](۳) اعلام الصحابة الموافقين للامير معاويه وام المومنين

[۱۲۵](٤) سب الاهواء الواهيه في باب الامير معاويه

[۱۳٦](۵) الاحاديث الراويه لمدح الامير معاويه

[۲۸۸](٦) لمعة الشمعة لهدى شيعة الشنيعة

[۳۰۸](۷) الصمصام الحيدرى على حمق نعبر المفترى

[۵۱] ردتفضیلیه [۷]

تفضیلیہ بھی ایک شاخ شیعہ کی ہے اور یہ لوگ مولائے کائنات کو دوسرے صحابہ کرام حتی کہ خلفائے ثلثہ راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی افضل سمجھتے ہیں، اور اس زمانہ میں یہ مرض کثیر سادات میں ساری ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے آبا واجداد ہیں، اور ہم ان کی ذریت واولاد ہیں۔ اس لیے ہمارے نزدیک وہ سب سے بہتر ہیں۔ مگر یہ کوئی دلیل شرعی نہیں، ورنہ ہر شخص اپنے آباو اجداد کو اسی دلیل سے اعلیٰ وافضل سمجھے گا۔ اور بعض کم پڑھے لکھے مشائخ کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ مولیٰ علی ہمارے سے منتہی سلاسل ہیں۔ اور ہمیں روحانی فیض انھیں سے پہنچا ہے۔ سوائے یک شاخ نقشبندیہ کے جملہ سلاسل حضرت علی ہی سے جاری ہوئے۔ اس لیے وہ سب سے افضل ہیں۔ لیکن یہ خلاف عقیدہ اہل سنت وجماعت ہے۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ فضیلت بترتیب خلافت ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے تفضیلیہ کے رد میں سات کتابیں تصنیف فرمائیں، جوحسب ذیل ہیں:-

[۱۰] (۱) مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین

[۲۱] (۲) الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی

[۲۸۸] (۳) لمعة الشمعه لهدی شیعة الشنیعه

[۳۰۵] (۴) الرائحة العنبریه من المجمرة الحیدریه

[۳۰۸] (۵) الصمصام الحیدری علی حمق العیار المعتری

[٣٠٩] (٦) الجرح الوالج فى بطن الخوارج

[٣٤٨](٧) الاسئلة الفاضله على الطوائف الباطله

متصوفہ یعنی صوفی بننے والے یعنی اپنے کو باوجود صوفی نہ ہونے کے صوفی ظاہر کرنے والے۔ اس زمانہ میں ان کا بہت ہی دور دورہ ہے، حالانکہ ہر کام کے لیے اہلیت و قابلیت کی ضرورت ہے، اور ایک معیار ہے، جس پر اس کو جانچا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کے لیے کسی قابلیت و لیاقت کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف یہ کہ دھیلا کے گیروا رنگ میں کپڑا رنگ لینے سے خاصہ صوفی ہو جاتا ہے۔ اور ان کے لیے کوئی معیار نہیں، نہ شریعت کے مطابق ہو نہ عوام کے خیال میں ضروری نہ علم و فضل والا ہو۔ جتنا ہی بے تکی باتیں ہانکے، آسمان زمین کے قلابے ملائے، اتنا ہی بڑا صوفی ہے۔ یا خود خاموش ہو، حواشی و اذناب تعریفوں کا پل باندھ دے، آسمان زمین ایک کر دے، اتنا ہی بڑا صوفی ہے۔ اور خدا تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا عجیب ہنر ہے۔ جیسا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے پیر کی نسبت ہانکا ہے۔

(الف) چونکہ آپ کی مشابہت پر رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے [illegible]

(ب) [illegible] پیغمبروں [illegible] معلوم ہوتے ہیں [illegible]

[illegible] پیغمبروں کا [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں اور بھی دیں گے۔

[illegible] نقشبندی [illegible] ایک مہینہ تک

[illegible] بعد ایک مہینہ کے [illegible]

ہوئی شرکت پر۔ ایک دن دونوں امام سعید پر ظاہر ہوئے اور پہر بھر تک قوی توجہ اور زور اور تاثیر کی کہ اسی ایک پہر میں دونوں طریقوں کی نسبت سید احمد کو حاصل ہوگئی۔

اعلی حضرت نے متصوفہ کے رد میں دو کتابیں تصنیف فرمائیں:۔

[۲۰۲](۱) اجل التحبیر فی حکم السماع والمزامیر

[۲۱۶](۲) مقال عرفا باعراز شرع و علماء

محمد اسمعیل بن مولوی عبدالغنی شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی۔ مولد و مسکن دہلی (ولادت ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ) نے ۶ برس کی عمر میں پڑھنا شروع کیا۔ ۸ برس میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ گیارہ سال کی عمر تک صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ جس کے بعد معقول کی چند کتابیں [illegible] مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب (محدث) سے پڑھنا شروع کیا۔ مگر طبیعت پڑھنے میں کچھ نہیں لگتی تھی انہیں [illegible] تیراکی، ورزش میں مشغول رہتے۔ پھر حدیث کا درس شروع کیا۔

وہ بہت عرصے تک خاندان سے معروف [illegible] بہت معتقد تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] تھے [illegible] ان کے خلاف [illegible] شروع کیا۔

پھر انہوں نے نجد کے محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کے انداز پر تقویۃ الایمان کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رفیع الدین صاحب کے صاحب زادوں نے ان کی

کتابوں کا رد کیا۔ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی جو علم وفضل میں یکتائے زمانہ واستاذ الاساتذہ تھے، ان کے شامل سب علمائے دہلی مجمع عام وخاص بے شمار میں بتاریخ تیئس ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ بروز شنبہ جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ ان کے تمام مسائل باطلہ دیکھے گئے علمائے مولوی اسماعیل کے روبرو ان مسائل کا رد وابطال کیا ان کے عقائد باطلہ پر فتویٰ کفر دیا۔ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی نے تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی ایک مستقل کتاب ان کے رد میں لکھی۔

اس کے علاوہ بہت سی کتابیں مولوی اسمٰعیل کے خلاف ان کی کتابوں کے رد میں علماء نے تصنیف فرمائیں، جن میں ۔

معید الایمان

مصنفہ مولانا مخصوص اللہ صاحب ابن جناب مولانا رفیع الدین صاحب

تصحیح الایمان

مصنفہ حضرت مولانا تقی علی خان صاحب۔

رد تقویۃ الایمان

مصنفہ مولانا مملوک علی صاحب

شرح تحفہ محمدیہ فی رد الفرقۃ المرتدیہ

مصنفہ سید اشرف علی گلشن آبادی

ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ

مصنفہ مولوی سید حیدر شاہ قادری متوطن پھپھوند معروف بہ چھجو۔

بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ

تحقيق الحقيقة

سيف الجبار

ہر سہ از تصنیفات حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی

الكوكب الشهابيه

سل السيوف الهنديه

ہر دو از تصنیفات اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

رد تقوية الايمان مسمّٰی بہ اطيب البيان

مصنفہ مولانا مولوی نعیم الدین مراد آبادی

وغیرہ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

اب بعض اقوال ان کی کتابوں سے ناظرین کی واقفیت کے لیے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) تقویۃ الایمان، فاروقی، دہلی، صفحہ ۴۵: حدیث مشکوٰۃ کا ترجمہ لکھا:-

نکلے گا دجال، سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ، بیٹے مریم کو، سو وہ ڈھونڈے گا اس کو، پھر تباہ کردے گا اس کو۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک ٹھنڈی باؤ (ہوا) شام کی طرف سے، سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو مگر کہ مر ڈالے گی اس کو۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۲ مطبع مجتبائی، دہلی)

پھر لکھا:-

سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔

یعنی اب خروج دجال کی ضرورت، نہ نزول مسیح کی حاجت، بلکہ ان کے خیال میں وہ ہوا بھی چل گئی جس نے تمام مسلمانوں کو اٹھا لیا، اب ساری دنیا

میں نرے کافر ہی کافر رہ گئے ______ یہ تو اپنے کفر کا اقرار اور سارے جہاں کو کافر بنانا ہے۔

(۲) تقویۃ الایمان صفحہ ۳:۔

غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۵ مطبع مجتبائی، دہلی)

یعنی اللہ تعالیٰ کو علم غیب نہیں ہے۔ ہاں اس کے اختیار میں ہے، چاہے تو حاصل کر سکتا ہے۔ (اور نہ چاہے تو جاہل ہی رہ جائے)

(۳) ایضاح الحق، فاروقی، دہلی ص ۳۵، ۳۶

تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رؤیت بلا جہت و محاذات ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔ (اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور جہت سے پاک ماننا اور دیدار الٰہی کو بغیر جہت و محاذات کے ثابت کرنا بدعت حقیقیہ ہے۔ جبکہ ان اعتقادات کو دینی عقائد میں سے سمجھیں)

(۴) رسالہ یک روزی فاروقی دہلی صفحہ ۱۴۴۔

بعد اخبار ممکن است کہ ایشاں را فراموش کنانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثلش مستلزم تکذیب نصے از نصوص نمی گردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است۔ (اللہ تعالیٰ نے جو یہ خبر دی ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں) اس کے بعد ممکن ہے کہ آپ کے ذہن سے اسے بھلا دیا جائے۔ پس حضور ﷺ کی طرح کسی نبی کے ہونے کا امکان ماننے سے کسی نص کا انکار لازم نہیں ہوگا۔ اور قرآن مجید نازل فرمانے کے بعد اس کا واپس لے لینا ممکن ہے۔)

(۵) رسالہ یک روزی مذکور صفحہ ۱۴۵:۔

لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد ...

واقع آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از
قدرت ربانی باشد۔ (ترجمہ: ہم کہتے ہیں کہ جھوٹ اس معنی میں محال ہے، کیوں کہ واقع کے خلاف
بات [illegible] فرشتوں اور انبیا پر اتارنا اللہ کی قدرت سے خارج نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا کہ
انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔ رضوی)

(۲) (ا):-

عدم کذب را از کمالات حق سبحانہ می شمارند و او را جل شانہ بآں مدح می کنند بر خلاف
اخرس و جماد۔ و صفت کمال این ست کہ شخصے قدرت بر تکلم کلام کاذب دارد و بنا بر رعایت
مصلحت و مقتضائے حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نماید، ہماں شخص ممدوح
می گردد۔ بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد ہر گاہ ارادہ تکلم بکلام کاذب نماید، آواز بند
[illegible] دہن او را بند نماید۔ این اشخاص نزد عقلا قابل مدح نیستند، بالجملہ، تکلم
بکلام کاذب [illegible] عن عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح
است۔ [illegible] خلاف جھوٹ نہ بولنے پر اللہ کی تعریف کی جاتی ہے، اور یہ اس کا کمال
[illegible] صفت [illegible] جھوٹ بولنے پر قدرت رکھنے کے باوجود حکمت کی تقاضا اور مصلحت
[illegible] جھوٹ [illegible] سے بچتے ہوئے جھوٹی بات نہ بولی جائے، اسی میں تعریف ہے۔
[illegible] شخص کی تعریف نہیں ہوتی جس کی زبان ماؤف [illegible] یا جب بھی وہ جھوٹ بولنے کا
[illegible] بولی ہو، یا کوئی اس کا منہ بند کر دیتا ہو۔ ایسے اشخاص عقلا کے نزدیک قابل مدح
[illegible] صفت مدح ہے۔ رضوی)

(ب) [illegible] نسبت اپنے پیر کے لکھا۔

[illegible] حضرت جل وعلا [illegible] ایشاں بدست قدرت خاص خود گرفتہ
[illegible]

ایں چنیں دادہ ام و چیز ہائے دیگر خواہم داد۔ (یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے آپ کے دائیں ہاتھ کو خاص اپنے دست قدرت میں لے کر امور قدسیہ سے کچھ ایسی چیزوں کو جو بہت رفیع پ [illegible] دوں گا۔ رضوی)

(۸) کتاب مذکور صفحہ ۱۳:-

مکالمہ و مسامرہ بدست می آمد۔ (بات چیت اور سرگوشی بھی ہوتی۔ رضوی)

(۹) کتاب مذکور صفحہ ۱۵۴:-

گاہے کلام حقیقی ہم می شود۔ (کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہے۔ رضوی)

(۱۰) کتاب مذکور صفحہ ۱۲:-

از جملہ آں شدت تعلق قلب ست بمرشد خود [illegible] ایں شخص نہ نہ دوں فیض حضرت حق و واسطہ ہدایت اوست بلکہ بحیثیت متعلق عشق [illegible] چنانچہ یکے از اکابر ایں طریق فرمود کہ اگر حق جل [illegible] صورت مرشد من تجلی فرماید بر آئینہ مرا با او التفات در کار نیست۔ (ان میں سے [illegible] مرشد [illegible] استقلال شدید ہو جاتا ہے یعنی اس حالت سے نہیں کہ یہ شخص حضرت حق سے [illegible] کا واسطہ ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ عشق کا متعلق ہو جاتا ہے جیسا کہ اس طریقے [illegible] منقول ہے کہ اگر حق تعالیٰ میرے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور [illegible] تجلی [illegible] طرف التفات ہرگز نہیں چاہئے۔ رضوی)

(۱۱) تقویۃ الایمان صفحہ ۵۶ -

اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک [illegible] کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے [illegible]

[illegible] دہلی)

(۱۲) کتاب مذکور صفحہ ۱۴:-

جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے۔ایک اللہ کو مانئے ،اس کے سوا کسی کو نہ مانئے۔(تقویۃ الایمان ص ۱۱ مطبع مجتبائی ،دہلی)

(۱۳) کتاب مذکور صفحہ ۱۶:-

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا)اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو۔(تقویۃ الایمان ص ۱۲ مطبع مجتبائی ،دہلی)

(۱۴) کتاب مذکور صفحہ ۱۸:-

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔(تقویۃ الایمان ص ۱۳ مطبع مجتبائی دہلی)

(۱۵) کتاب مذکور صفحہ ۷:-

اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔(تقویۃ الایمان ص ۵ مطبع مجتبائی دہلی)

(۱۶) صراط مستقیم صفحہ ۳۸ -

صدیق من وجہ مقتدی نبیا می باشد و من وجہ محقق در شرائع پس اگر صدیق ذکی القلب است ضرور است حضرت حق در اصل واقوال مخصوصہ وصحت و بطلان در عقائد خاصہ و محمودیت و مذمومیت در خلق و ملکات شخصیہ نور جبلی خود دریافت می نماید۔(صدیق من وجہ نبیا کا من وجہ محقق ہوتا ہے۔پس اگر صدیق ذکی القلب ہے تو وہ مخصوص اقوال و احوال میں خدائے تعالیٰ کی ناراضگی و خوشنودی اور مخصوص عقائد کے بطلان و صحت اور شخصی اخلاق و صفات کی برائی اور اچھائی اپنے نور جبلی سے جان لیتا ہے۔رضوی)

(۱۷) کتاب مذکور صفحہ ۳۹:-

پس احکام یعنی امور مذکورہ در مدارج معلومی شوند یعنی شہادت قلب خود خصوصاً ... و ہدایت ... اور روایت شرائع ... ہدایت وی حاصل شدہ تحقیقی ست و ثانی تقلیدی ... الاصل ست نور جبلی او ... روایت ... می فرماید۔پس علوم

کلیہ شرعیہ او را بدو واسطہ می رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیا علیہم الصلاۃ والسلام۔ پس در کلیات شریعت و حکم و احکام ملت او را شاگرد انبیا ہم می تواں گفت و ہم استاذ انبیا ہم۔ و نیز طریق اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں را عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر می فرمایند و بعضے اہل کمال آں را بوحی باطنی می نامند۔ (پس ان امور مذکورہ کے [illegible] دو وجہ سے معلوم ہوتے ہیں ایک تو خاص اپنے دل کی شہادت سے، دوسری [illegible] کلیات شرع میں [illegible] مندرج ہونے سے پہلے طریقے سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ تحقیقی ہے اور [illegible] طریقے سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ تقلیدی۔ تصدیق [illegible] نقل سے قرآن کا [illegible] آیات کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ پس علوم کلیہ شرعیہ کی دو واسطے سے حاصل [illegible] (۲) انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے واسطے سے۔ پس کلیات شرع [illegible] ملت [illegible] میں [illegible] بھی کہہ سکتے ہیں اور ہم استاذ انبیا بھی۔ نیز ان سے علم کا طریقہ [illegible] جس [illegible] میں نفث فی الروع سے تعبیر کرتے ہیں، اور بعض اہل کمال نے [illegible] کا نام وحی باطنی [illegible]۔ رضوی)

(۱۸) **کتاب مذکور صفحہ ۴۰:-**

ہمیں معنی را بامامت و بوصایت تعبیر می کنند و علم ایشاں را کہ بعد ختم انبیا ست یعنی وحی ظاہری منقطع شدہ بہ حکمت می نامند۔ (اسی معنی و امامت [illegible] کے علم کو جو بعد انبیا کا علم ہے وحی ظاہری نہ ہونے کی وجہ سے حکمت کہتے ہیں۔ [illegible])

(۱۹) **کتاب مذکور صفحہ ۴۱:-**

لاجرم او را حفظے مثل محافظت انبیا کہ مسمی بعصمت ست فراہم می آید۔ (اسی [illegible] محافظت سے کسی مقام پر فائز کیا جاتا ہے جس کو مقام عصمت کہتے ہیں۔ رضوی)

(۲۰) **کتاب مذکور صفحہ ۴۲:-**

[illegible] اخلاف سنت و [illegible]

[illegible] انتقال [illegible] از [illegible] تمام شد۔ (یہ انبیاء [illegible]

[illegible] جاتا ہے

ارباب کمال دنیا سے جاتے رہے۔رضوی)

(۲۱) کتاب مذکور صفحہ [illegible]:۔

[illegible] این وقت [illegible] معاملات صد بار پیش آمد [illegible]

[illegible] بر روح علی خواہر سید واہب موشگاف جمعہ حضرت انجی میدہ۔ (اس طرف [illegible]

[illegible] ہیں تک [illegible] نبوت سے [illegible] تھی [illegible] دیکھئے۔ [illegible]

[illegible] رضوی)

(۲۲) کتاب مذکور صفحہ [illegible]:۔

[illegible] حضرت ایشان [illegible] مشابہت جناب رسالت مآب علیہ الفضل

[illegible] تحقق شدہ [illegible] از نقوش علوم

[illegible] دانش منداں کلام وتحریر وتقریر مستغنی ماندہ بود۔ (آپ [illegible]

[illegible]

[illegible] بات چیت میں عقل مندوں کی روش سے خالی تھی۔رضوی)

(۲۳) تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰ پر یہ حدیث لکھی **ارأیت لو مررت بقبری أكنت تسجد له** [illegible] حرف [illegible] ہے۔

[illegible]

(۲۴) کتاب مذکور صفحہ [illegible]:۔

حاجتیں بر لانی، بلائیں [illegible] مشکل میں [illegible] وقت میں پہنچنا یہ

سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء کی یہ شان نہیں۔ جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (ملتقطا) (تقویۃ الایمان ص [illegible] مطبع [illegible] دہلی)

(۲۵) کتاب مذکور صفحہ ۱۲ -

جو کوئی انبیاء اولیاء کی اس قسم کی تعظیم کرے، مشکل کے وقت ان کو پکارے، ان اقوال سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲۶) کتاب مذکور صفحہ ۱۹

ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا، اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے؟۔ (تقویۃ الایمان ص [illegible] مطبع [illegible] دہلی)

(۲۷) صراط مستقیم صفحہ ۹۵:-

مقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض، از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد۔ یعنی ظلمات بعضہا فوق بعض کے مطابق اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال زنا کے وسوسہ سے بہتر ہے اور شیخ یا انہیں جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے کیوں کہ ان حضرات کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کا خیال نہ تو اس قدر چسپیدگی کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ تعظیم بلکہ [illegible]

اور غیر خدا کا یہ تعظیم و اجلال جو نماز میں ملحوظ و مقصود وہ شرک کی طرف کھینچتی ہے۔ رضوی)

(۲۸) تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰:-

روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا اولیا کی، پیر و شہید کی، بھوت پری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے، اور اس سے مرادیں مانگے، اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (مطبوعہ تقویۃ الایمان [illegible] دہلی)

(۲۹) کتاب مذکور صفحہ ۱۱:-

گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مواشی نہ چرانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کے یا کسی کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے، اس پر شرک ثابت ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں، یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (مطبوعہ تقویۃ الایمان [illegible] دہلی)

(۳۰) تنویر العینین -

ليت شعري كيف يجوز التزام تقليد شخص معين مع تمكن الرجوع الى الروايات المنقولة عن النبي ﷺ الصريحة الدالة على خلاف قول الامام المقلد فان لم يترك قول امامه ففيه شائبة من

الشرک... (شخص معین کی تقلید کا التزام کیسے جائز ہوگا جب کہ نبی کریم ﷺ سے منقول روایتوں کی طرف رجوع کرنا ممکن ہے، جو امام مقلد کے قول کے خلاف پر صراحۃً دال ہے۔ بنا امام کے قول کو نہ چھوڑنے میں شرک کا شائبہ ہے۔ رضوی)

(۳۱) کتاب مذکور:-

اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقوله وان ثبت علی خلافه دلائل من السنة والکتاب ویاول الی قوله شوب من النظریة وحظ من الشرک والعجب من القوم لایخافون من مثل هذا الاتباع بل یخیفون تارکه فما احق هذه الایة فی حواسهم وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللّٰه (کتاب و سنت کے دلائل کی موجودگی میں کسی شخص معین کے قول کو دلیل بنا کر ان کا اتباع کرنا اور کتاب و سنت میں تاویل کرنا نظریوں کا طریقہ ہے جس میں شرک کا حصہ ہے۔ تعجب ہے اس قوم پر جو اس طرح کے اتباع سے خوف نہیں کھاتے، بلکہ مخالف ہی کو ڈراتے ہیں۔ ان کے رد کے لیے یہ آیت بہت ہے "اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں کر ڈروں اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا۔ رضوی)

(۳۲) تقویۃ الایمان صفحہ ۷:-

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ (تقویۃ الایمان ص ۵ مطبع مجتبائی دہلی)

(۳۳) کتاب مذکور صفحہ ۲۲:-

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹ مطبع مجتبائی دہلی)

(۳۴) کتاب مذکور صفحہ ۲۹:-

کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان

ص ۲۰ مطبع مجتبائی دہلی)

(۳۵) کتاب مذکور صفحہ ۲۸:-

جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے، سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے، گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو ثابت نہ کرے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۰ مطبع تجارتی دہلی)

(۳۶) کتاب مذکور صفحہ ۲۷:-

جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۹ مطبع مجتبائی دہلی)

(۳۷) کتاب مذکور ص ۲۵:-

ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۸ مطبع تجارتی دہلی)

(۳۸) کتاب مذکور صفحہ ۵۰:-

(کوئی شخص کہے کہ) فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں، یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ رسول ہی جانے، کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟ (تقویۃ الایمان ص ۲۳ مطبع تجارتی دہلی)

(وغیرها من الخرافات)

انہیں وجوہ کی بنا پر ان کے زمانے ہی میں علمائے کرام نے ان کی تکفیر کی۔ اور ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۴۰ھ روز سہ شنبہ کو

جناب مولانا رشید الدین خان صاحب مرحوم

مولانا فضل حق صاحب (خیرآبادی)

مولوی مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین صاحب

مولوی موسیٰ صاحب بن مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

وغیرہم نے جامع مسجد میں مجمع خاص وعام میں مولوی اسمٰعیل اور ان کے ساتھی مولوی عبدالحی سے گفتگو کی۔ مولوی اسمٰعیل تو غصہ سے مغلوب ہو کر کام نہ کر سکے اور چلے گئے، مولوی عبدالحی نے بجائے اس کے موافق جمہور، مخالف اپنے مذہب کے مشہور کیا کہ بوسہ دینا قبر شریف کا، تیجہ سوم کی فاتحہ میں اقرار کیا کہ اگر ثواب کی نیت سے ان میں زیادتی جائے تو رعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں۔

حضرت مولانا فضل حق صاحب مری خیرآبادی نے ان کے روبرو ان کی تکفیر کی، اور ان کے رد میں ایک مبسوط فتویٰ لکھا، جس کا نام **تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی** رکھا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے مولوی اسمٰعیل کے رد میں دس کتابیں تصنیف فرمائیں۔

(۱) [۲] حل خطاء الخط

(۲) [۶۸] سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح

(۳) [۸۴] الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابطة

(۴) [۸۸] سبحان القدوس عن تقدیس نجس مکوس

(۵) [۹۶] الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء

(۶) [۱۰۵] الکوکبة الشہابیة فی کفریات ابی الوہابیہ

(۷)[۱۰٦] سل السیوف الهندیه علی کفریات بابا النجدیه

(۸)[۲۵۹] دامان باغ سبحن السبوح

(۹)[۲٤۰] مبین الهدی فی نفی امکان مثل المصطفی

(۱۰)[۳٤۵] چابک لیث بر اہل حدیث

یہ فرقہ مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی طرف منسوب ہے۔ نانوتہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو دیوبند سے ۱۲ کوس غرب میں آباد ہے۔

مولوی فضل الرحمن اور مولوی ذوالفقار علی صاحب اور حاجی محمد عابد صاحب نے یہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کریں۔ مدرس کے لیے تنخواہ پندرہ روپئے تجویز ہوئی۔ مولوی صاحب شروع مدرسہ میں دیوبند آئے اور پھر اس مدرسہ کے سرپرست بن بیٹھے۔

جب فتنہ شش امثال کا اٹھا اور لوگوں نے ہر طبقہ زمین میں آدم ونوح وغیرہ انبیائے کرام مانے بلکہ ہر طبقہ میں محمد رسول اللہ بھی۔ تو مولوی محمد قاسم صاحب نے بھی انہیں لوگوں میں شامل ہوکر ایک رسالہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس تصنیف کیا، اوراس میں اپنی ذہانت وجودت طبع کے نمونے دکھاتے ہوئے لکھا:-

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر اس میں خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے اس وصف میں اور قد وقامت وغیرہ اوصاف میں جن کو نفس کمال میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسوں کے اس قسم کے احوال جملہ ما کانَ مُحَمَّدٌ أبا أحدٍ مِنْ رِجالِكُمْ اور جملہ ولكن

رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ﷺ میں یہ مناسبت تھا اس قسم کی بے ربطی خدا کے کلام میں متصور نہیں۔

(۲) کتاب مذکور ص ۳۴:-

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

انھیں جیسے کلمات کفریہ کی وجہ سے کہ ان عبارتوں میں صاف خاتم النبیین کا انکار ہے اور ہر طبقۂ زمین میں ایک رسول خاتم الانبیا ماننا ہے علما اسلام نے نانوتوی صاحب کے کفر کا فتویٰ دیا اور ان کے رد میں مضامین لکھے، کتابیں تصنیف فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت نے بھی ان کے رد میں بارہ کتابیں تصنیف و تالیف کیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں:-

[۱۵۹] جزاء اللّٰہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ

[۱۶۳] فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

[۱۶۴] ترجمۃ الفتوی وجہ ھدم البلوی

[۱۶۵] خلص فوائد فتوی

[۲۳۱] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

[۲۳۲] خلاصہ فوائد فتاوی

[۲۴۳] مبین احکام و تصدیقات اعلام

[۲۵۳] تمہید الایمان بآیات قرآن

[۲۶۰] المبین ختم النبیین

[۳۰۱] تنبیه الجہال بالہام الباسط المتعال (۱۲۹۲ھ)

[۳۰۲] جوابہائے ترکی بترکی

[۳۴۵] چابک لیث براہل حدیث

گنگوہی منسوب بسوئے گنگوہ ضلع سہارنپور میں زمانہ قدیم سے مشہور قصبہ ہے۔ پہلے حضرت مولانا شاہ عبد القدوس گنگوہی صابری قدس سرہ العزیز کی وجہ سے مشہور تھی، جو خانوادہ چشتیہ صابریہ کے بہت ہی مشہور بزرگ ہیں۔ اور اس زمانے میں اس بستی کی شہرت دیوبندیوں وہابیوں میں مولوی رشید احمد صاحب کی وجہ سے ہے۔ مولوی صاحب ۶ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ یوم دوشنبہ چاشت کے وقت قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور محلہ سرائے میں خانقاہ شیخ الشیوخ مولانا عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ سے اپنے جدی مکان میں جو درگاہ حضرت شیخ کے شرقی سمت میں تخمیناً پچیس تیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے پیدا ہوئے۔ مولوی صاحب ماں باپ دونوں طرف سے شیخ زادہ انصاری ہیں۔ سلسلہ نسب پدری یہ ہے مولوی رشید احمد بن مولوی ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی ہے۔ اور مادری نسب نامہ یہ ہے مولوی رشید احمد بن مسماۃ کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد ہے

انہوں نے کتاب براہین قاطعہ اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے لکھوا کے چھپوائی جس کی تقریظ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور تمام دیکھا [illegible] ادا ہے۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو ثابت کرنا شرک نہیں تو [illegible]

علم کی [illegible] قطعی ہے [illegible] سے تمام نصوص کو [illegible] ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(۲) براہین قاطعہ ص ۵۲:-

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا [illegible] آپ کا ان امور میں شیطان و ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

(۳) کتاب مذکور ص ۵۱:-

اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں، تو موافق سب عوام میں بسبب افضلیت سے شیطان سے [illegible] قیاس سے [illegible] علم [illegible] ثابت کرے۔

(۴) کتاب مذکور ص ۴۹:-

فقط مجلس [illegible] کے اعتقاد علم میں کا [illegible]۔

(۵) کتاب مذکور ص ۵۲:-

[illegible]

کس نص سے ہے۔

(۶) خود اپنے فتاوی رشیدیہ حصہ ۳ ص ۲ [illegible] -

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی نبی ﷺ) [illegible] غیب [illegible]

(۷) کتاب مذکور حصہ ۳ ص ۲ -

[illegible] اللہ ﷺ [illegible] غیب [illegible]

(۸) کتاب مذکور حصہ ۳ ص ۲ -

اثبات علم غیب غیر حق تعالی کو شرک صریح ہے۔

(۹) فتوی دستخطی و مہری

سوال جو شخص کذب باری میں مشکوک رہتے تھے، تیسرے نے کہا کہ میں وقوع کذب باری کا قائل ہوں۔ آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر، یا بدعتی ہے یا اہل سنت، باوجود قبول کرنے وقوع کذب باری کو۔

الجواب اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیے۔ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے۔ اس تاویل کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ البتہ توفیق شافی پر یقین نہیں رہتا۔ لہذا ایسے تاویل والوں کو بدعتی تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔

(۱۰) براہین قاطعہ ص ۴:-

امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے۔ خلف وعید کیا ہے۔ جب یہ ایسی بات ہے کہ بعض لوگ مثل تقطیع رکھتے ہیں۔ امکان کذب خلف وعید فرع ہے۔

(۱۱) تقدیس القدیر ص ۷۸:-

جواز وقوعی میں بحث ہے۔

(۱۲) کتاب مذکور ص ۷۹:-

گفتگو جواز وقوعی میں ہے نہ جواز امکانی میں۔

[illegible]

بعض جواز وقوعی کا اثبات کرتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] جواز وقوعی جس کے وقوع سے کوئی استحالہ لازم نہ آئے۔

(۱۳) کتاب مذکور ص [illegible]

[illegible]

اور یہ میزان منطق داں بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس لازم
وواجب ہے۔ پس یہ فرمانا کہ جواز خلف وعید کے معتقد جواز کذب کے معتقد
نہیں طرفہ فقرہ ہے۔ یہ سب علمائے متقدمین ہوتی ایسا گمان رکھتا ہے کہ نوع کے
وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل نہ ہوں۔ پس [illegible] تو یہ لوگ
جواز کذب کے قائل ہوگئے، اور یہی وہ مضمون ہے کہ ابتداء براہین قاطعہ
میں ہے کہ خلف وعید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکان خلف کی
امکان کذب فرع ہے۔ یعنی کذب جنس ہے، اور خلف وعید [illegible]۔

(۱۴) تقدیس القدیر ص ۲۳

شرط نہ ہو تب بھی خداوند کریم خلف پر قادر ہے [illegible] تب بھی [illegible]
ہے۔

(۱۵) فتاوی گنگوہی حصہ ۳ ص ۳۱:-

خدا بندوں کو قدرت دے کر فارغ ہوگیا۔

(۱۶) کتاب مذکور حصہ ۱ ص ۱۱ -

خود آپ (یعنی نبی ﷺ) کے رشتہ [illegible]۔

(۱۷) براہین قاطعہ ص ۱۴۸:-

یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا [illegible]
[illegible] آپ کی ولادت کا [illegible] اور خود یہ حرکت قبیحہ [illegible]

(۱۸) کتاب مذکور ص ۱۴۸:-

[illegible]
یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافات [illegible]

(۱۹) کتاب مذکور ص ۹ ۔ پر فتحہ کی نسبت لکھا ۔

[illegible]

[illegible]

جس تاریخ کو کوئی مرا اسی تاریخ کو ثواب پہنچاتے ہیں، اور اس کو ضرور جانتے ہیں۔ اور

[illegible] پس اگر اس کو ہم [illegible] کہیں بجا اور حق

ہے۔

(۲۰) فتویٰ [illegible] ص ۳ ۔

[illegible]

[illegible]

بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔

(۲۱) فتویٰ گنگوہی ص ۸۳:۔

[illegible]

[illegible]

(۲۲) [illegible] ص ۱ [illegible]

دونوں میں [illegible] مبارک روشنی کی متعلق لکھا:۔

موجب ظلمت اور نار جہنم کی روشنی دکھانے والی ہے۔

(۲۳) کتاب مذکور ص ۲۲:۔

یک صاحب فخر عالم علیہ السلام کی [illegible] آپ کو اردو میں کلام

[illegible] آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے

[illegible]

(۲۴) فتاویٰ [illegible] حصہ ۳ ص ۱۰۱:۔

تصنیف فرمائیں۔ جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:-

[۲۵] (۱) منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین

[۲٦] (۲) [illegible]

[٦٨] (۳) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

[٧٨] (٤) الصافية الموحيه لحكم جلود الاضحيه

[٨٨] (٥) سبحان القدوس عن تقديس نجس منكوس

[١٠٤] (٦) المنى والدرر لمن عمد منى آردر

[١٠٨] (٧) وصاف الرجيح فى بسملة التراويح

[١٣٥] (٨) القطوف الدانيه لمن احسن الجماعة الثانيه

[١٣٧] (٩) الرد الاشد البهى فى هجر الجماعة عن الگنگهى

[١٦٨] (١٠) انباء المصطفى بحال سر واخفى

[١٩٤] (١١) الجزء المهيا لغلمة كنهيا

[٢٠٧] (١٢) رامى زاغيان معروف به دفع زيغ زاغ

[٢١٦] (١٣) اتيان الارواح لديارهم بعد الرواح

[٢٢١] (١٤) اهلاك الوهابين على توهين قبور المسلمين

[٢٣١] (١٥) حسام الحرمين على منحر الكفر والمين

[٢٣٢] (١٦) خلاصه فوائد فتاوى

[٢٤٣] (١٧) مبين احكام وتصديقات اعلام

[٢٤٦] (١٨) الفيوض الملكيه لمحب الدولة المكيه

[٢٥٣] (١٩) تمهيد ايمان بآيات قرآن

[۲۸۵](۲۰) فتوای کرامات غوثیه

[۲۸۷](۲[illegible]) رشاقه الکلام فی حواشی اذاقة الأثام

[۳۱۲](۲۲) اخباریہ کی خبر گیری

[۳۳۲](۲۳) سر الاوقات

[۳۳۸](۲۴) ظفر الدین الجید

[۲۴۵](۲۵) چابک لیث براہل حدیث

یہ فرقہ مولوی اشرف علی تھانوی کی طرف منسوب ہے۔ وہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی کے رہنے والے تھے۔ مولوی صاحب بھی ذریت علماے دیوبند سے ہیں۔ لیکن **حفظ الایمان** نامی ایک چھوٹا سا رسالہ لکھنے کی وجہ سے آپ کی ذات بہت ہی مشہور اور ایک مستقل حیثیت کی بھی جانے لگی کہ ان کے اکابر نے بھی ایسی بات نہیں لکھی تھی۔

مولوی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں لکھا ہے

آپ (حضور ﷺ) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے، کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے، جو دوسرے سے مخفی ہو، تو چاہیے کہ سب کو عالم غیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے؟ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے؟ اور التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔ (حفظ الایمان ص [illegible])

حفظ الایمان کی یہ عبارت ایسی صریح اور واضح ہے کہ خود تھانوی صاحب سے اس کے متعلق سوال ہو تو ایسے قائل کو خارج از اسلام بتائیں۔ لیکن یہ ان کا

ڈھٹائی اور حیاداری ہے کہ وہ روز روشن چھپانا چاہتے ہیں، چھپا نہیں سکتے۔ چنانچہ صاف انکاری ہیں۔ بسط البنان میں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

الجواب میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ لکھنا تو درکنار، میرے قلب میں کبھی اس کا خطرہ بھی نہ گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے، یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم کی۔

رسالہ امداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ پر ایک مرید کا خواب لکھا ہے۔

خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں، اس کو صحیح پڑھنا چاہئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں، دل پر یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی، تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے۔ لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔

بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر کوئی غلطی نہ ہو جاوے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں، لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں، لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں۔

تھانوی صاحب نے اس کا جواب لکھا:-

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ

رسالہ الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۵ھ میں ہے:-

ایک صاحب نے مکشوف ہو کر حضرت [تھانوی] سے عرض کیا کہ ... آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا ذہن معا اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن ... (... سے شادی ہوئی) اس مناسبت سے کہ جب حضور ﷺ سے حضرت عائشہ کا نکاح ہوا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم سن تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔ (ص ۱۳)

اللہ اکبر! کوئی بھنگی چمار بھی ماں کی تعبیر جورو سے نہ کرے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے تھانوی صاحب کے رد میں ... کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

[۲۲۳] (۱) الدولة المکیة بالمادة الغیبیه

[۲۳۱] (۲) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

[۲۳۲] (۳) خلاصة فوائد فتاوی

[۲۴۳] (۴) مبین احکام وتصدیقات اعلام

[۲۴۶] (۵) الفیوض الملکیه لمحب الدولة المکیه

[۲۵۳] (۶) تمهید ایمان بآیات قرآن

[۲۸۵] (۷) فتوائے کرامات غوثیہ

[۳۳۸] (۸) ظفر الدین الجید

[۳۴۵] (۹) چابک لیث براہل حدیث

[۵۰] رد مولوی نذیر حسین [۶]

مولوی نذیر حسین صاحب اگرچہ دہلوی سے مشہور ہیں مگر درحقیقت بہاری ہیں۔ بہار کے ضلع مونگیر کے ایک موضع بلتھوا میں ۱۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں سورج گڑھا سے ۶/۵ میل کی مسافت پر ہے۔ (تراجم علماء حدیث ہند ص ۱۳۳)

یہ غالی قسم کے غیر مقلد تھے۔ تقلید امام اعظم رحمة الله علیه کے سخت مخالف تھے۔ مسائل کا جواب بھی کیف ینما دیتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ان کے رد میں چھ تا تیں تصنیف فرمائیں

[۲۴] (۱) النذیر الهائل لکل حلف جاهل

مجلس میلاد مبارک میں مولوی نذیر احمد صاحب کے ایک فتویٰ کا انہیں کے دوسرے فتوے سے رد ہے۔

[۱۳۰] (۲) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ملقب۔

حجة الحین علی نذیر حسین

[۱۵۹] (۳) جزاء اللّٰہ عدوه بابائه ختم النبوة

[۳۰۱] (۴) تنبیه الجهال بالهام الباسط المتعال

[۳۰۲] (۵) جوابہائے ترکی بترکی

[۳۰۳] (۶) سیف المصطفی علی ادیان الافتراء

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے

بعض رسائل پر تبصرہ

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولة المکیہ

جامع حضرت فقیہ ضیاء الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب مستطاب الدولة المکیہ بالمادة الغیبیہ کی شرح (الفیوضات الملکیہ کے نام سے) تحریر فرمائی۔ جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز ۱۳۲۳ھ میں حرمین شریفین زادهما اللہ شرفاً وتعظیماً دوسری مرتبہ [illegible] مدینہ طیبہ کی حاضری اصل مقصد قرار دیا جس کی طرف [illegible] اشارہ کیا ہے ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے
اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

[illegible]

[illegible]

آخر سوچتے سوچتے حضرت ابوالمحمد کا سراج الدین مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب عظمی رامپوری ارشادی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ اعلام الاذکیا فی علم الغیب للانبیاء یاد آیا کہ انھوں نے اس میں تحریر فرمایا ہے.

وصلی اللہ علی من ھو الاول والاخر والظاھر و الباطن وھوبکل شیٔ علیم ○

آیت کریمہ جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حمد میں ہے، اس کو حضرت مولانا نے اس رسالہ میں نعت شریف قرار دیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ خدا بنا دیا ــــــ اور اس پر اعلیٰ حضرت قبلہ کی تقریظ منسوب ہے۔ اسی بنا پر علمائے مکہ معظمہ سے استفتا کیا اور یہ بھی کہا کہ مصنف تو نہیں مگر ان کا رسالہ یہیں موجود ہے۔ تاکہ ایسے شخص کا جو حکم شرعی ہو اس پر جاری کیا جائے۔

خداوند عالم بہتر سے بہتر جزائے خیر دے اور کروٹ کروٹ نور اور جنت کی خوشبوؤں میں حضرت مولانا شیخ صالح کمال صاحب مفتی حنفیہ کو رکھے۔ انھوں نے فرمایا پھر کسی دوسرے شخص سے استفتا کی ضرورت کیا ہے۔ خود انھیں سے سوالات کیے جائیں، وہ جو جواب دیں، علما کی مجلس میں پیش کر کے اسے دیکھا جائے۔

یہ بات بڑی معقول تھی کہ علی رغم الوہابیہ سب نے تسلیم کی۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں وہ استفتا پیش ہوا۔ اعلیٰ حضرت نے بے مراجعت کتاب فقط آٹھ گھنٹے میں عربی زبان میں نہایت مدلل، مفصل ایک مستقل کتاب مستطاب اس کے جواب میں تصنیف فرمائی اور اس کا تاریخی نام الدولة المکیة بالمادة الغیبیه رکھا۔

جب وہ رسالہ علمائے کرام کے سامنے، شریف مکہ کے سامنے پڑھا گیا تو علمائے کرام متحیرانہ اس کو سن رہے تھے اور قوت دلیل پر عش عش کر رہے تھے، کہ وہابیہ کے ایک وکیل نے بیچ میں بات کاٹ کر کچھ اعتراض کرنا چاہا۔ مولانا شیخ صالح کمال صاحب نے فرمایا: پہلے پورا رسالہ سن لو! ممکن ہے کہ تمہارے اس شبہ کا جواب آئندہ موجود ہو۔ پھر تضییع اوقات کا کیا فائدہ؟ چنانچہ ایسا ہی ثابت ہوا۔ چند ورق کے بعد بطور دفع دخل اس کا جواب مذکور تھا۔ جب پورا رسالہ پڑھا جا چکا، تو شریف مکہ نے فیصلہ کیا۔ **اللّٰہ یعطی وھولاء یمنعون**

○ یعنی اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب دیتا ہے مگر وہابی اس کا انکار کرتے ہیں۔

جب ہندوستان، حضور اعلیٰ حضرت تشریف لائے، تو بہت ضخیم شرح اس کی تحریر فرمائی، اور اس کا نام **الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ** تجویز فرمایا۔ اس میں ایک بحث یہ ہے، **انساع الصغیر للکبیر الکثیر** اور اس ضمن میں اعلیٰ حضرت نے بہت سے واقعات مستند کتابوں سے ثبوت میں پیش فرمائے ہیں، جن کا ترجمہ کرنا ناظرین سوانح کے لیے میں مناسب خیال کرتا ہوں۔

(۱) انسان کی آنکھوں کی پتلی کیا ہے؟ ایک سیاہ نقطہ ہے، جس میں آسمان، آفتاب، پہاڑ، دریا، میدان سب کی صورتیں ایک آن میں چھپ جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ انطباع بقدر اتساع ہے۔ تو اتنے بڑے آسمان کی صورت ایک نقطہ میں بقدر نقطہ ہوگی۔ اسی پر رائی کے دانہ وغیرہ کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ پھر بے حد ایک سے ان تمام چھوٹی چھوٹی لطیف و صغیر صورتوں کا چھپنا، اور ان کا ممتاز رہنا ہے۔ یہ آنکھ اسی ایک آن میں آسمان، آفتاب، پہاڑ، دریا،

میدان، رائی سب کو علیحدہ علیحدہ واضح طور پر تمیز کرتا ہے۔ جس میں اصلاً خفا اور پوشیدگی نہیں رہتی۔ ہر چیز اسی کے قد روجثہ کے مطابق دیکھتا ہے۔ ان چیزوں کے ہجوم وتراکم کی وجہ نہ التباس ہوتا ہے، نہ مقدار میں کوئی فرق ہوتا ہے۔

(۲) ایک چھوٹا بیج کہ ناخنوں کے برابر بھی نہیں اس سے عظیم الشان درخت نکلتا ہے۔ اس کا ڈل مثلاً سو گز ہو، اور شاخیں صد در صد گز زمین پر سایہ فگن ہیں۔ اس میں ہزاروں شاخیں ہیں، اور ہر شاخ میں ہزاروں پتے ہیں۔ جیسے املی کا بیج، اس میں یہ سب چیزیں موجود ہیں ــــــ تو اللہ نے جس کی آنکھیں کھول دی ہیں، وہ قبل ان چیزوں کے ظہور کے اس بیج میں تمام چیزوں کو دیکھتا ہے۔ حالانکہ ظاہر میں پورے اس بیج کو بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ نہ اس کا نصف دیکھتا ہے، نہ ربع، بلکہ صرف پوست کا نصف سطح ظاہر دیکھتا ہے، جو اس کے سامنے ہے۔ **فَهَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۝**

(۳) علامہ عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب **الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر** میں فرماتے ہیں کہ دوات کے اندر جو روشنائی ہے۔ اہل کشف اس میں تمام ان حروف والفاظ کو دیکھتے ہیں جو اس سے لکھی جائیں گی۔ تو جس وقت لکھتے لکھتے، وہ روشنائی ختم ہو جائے اور جو کچھ اس سے لکھا گیا ہے، اہل کشف کے علم سے مقابل کیا جائے، تو نہ اس سے ایک حرف زائد ہوگا، نہ ایک لفظ کم۔

(۴) **الابریز فی علوم سیدنا عبد العزیز** میں ہے کہ میں نے

حضرت شیخ ﷺ سے سنا کہ جب جنین ماں کے پیٹ میں قرار پکڑتا ہے، تو عارف باللہ اسی وقت اس کو اس حال میں دیکھتا ہے، جہاں وہ اپنی آخر عمر تک پہنچے گا اور جو کچھ خیر وشر اس کو پہنچے گا اور سب اسی وقت دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص عارف کے دیکھنے کے مطابق تمام حالات قلم بند کر کے رکھ چھوڑے، اور روزمرہ کی زندگی میں جو باتیں اس کو پیش آتی جائیں، ان سب کو اس سے مقابلہ کرتا جائے تو سرمو ان دونوں میں تفاوت نہ ہوگا۔

(۵) صوفیہ کرام کا اجماع ہے کہ انسان تمامی مخلوقات کے اوصاف کا نسخہ جامعہ ہے۔ اور یہ عالم صغیر ہے۔ اور جو کچھ عالم کبیر میں ہے، سب اس میں موجود ہے۔ تو جو شخص اس کے باطن میں دیکھے، اور حق معرفت کر کے پہچانے، تو اس عالم صغیر میں وہ سب کچھ پائے گا، جو عالم کبیر میں ہے۔ یعنی صفحات وجود پر جو کچھ مرقوم ہے۔ قال تعالیٰ سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ○ ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپ میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔ (پ ۲۵ ع ۱)

(۶) تھوڑے سے زمانہ میں بہت بڑی عظیم وکثیر خبر دکھانے کی مثال حضور اقدس ﷺ کا معجزہ معراج شریف ہے کہ محض تھوڑی سے شب میں حضور اقدس ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ، وہاں سے آسمانوں تک، وہاں سے سدرۃ منتہیٰ، وہاں سے مقام مستویٰ، وہاں سے عرش اعلیٰ، وہاں سے منقطع الجہۃ ایں والی تشریف لے گئے۔ پھر قریب ہوئے، اور بہت نزدیک ہوئے، دنیٰ فتدلّیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ [illegible] ہے کہ زمین سے آسمان

[illegible]

آسمان تک کی مسافت اور ضخامت ہزار برس کی راہ ہوئی۔ تو آمد و رفت میں صرف آسمانوں ہی تک پہنچنے کے لیے چودہ ہزار برس چاہیے۔ اور ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ، وہاں سے مقام مستوی، وہاں سے عرش اعلیٰ کی مسافت تو سوائے خداوند کے معلوم؟

البتہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث مروی، جسے امام ابو ربیع نے شفاء الصدور میں مرفوعاً نقل فرمایا۔ پھر میں نور میں گیا تو ستر ہزار حجاب طے کئے، جن میں کوئی ایک حجاب دوسرے کے مشابہ نہیں۔ اور ہر حجاب میں ایک فرشتہ موکل تھا، جو دوسرے حجاب تک پہنچایا کرتا تھا۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ تھی۔ اس کے بعد مجھے فرمایا گیا: **تقدم یا محمد** تو میں آگے بڑھا اور میرے ساتھ فرشتہ چلا۔ وہاں جا کر سبز رفرف حاضر کیا گیا۔ اور ایک روایت میں سات سو، ایک روایت میں اور ستر حجاب کا ذکر ہے۔ تو یہ کل ستر ہزار سات سو ستر حجاب ہوئے۔ اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب کی مسیرۃ پانچ سو سال کی راہ ہے۔ تو آسمانوں کے ہضم کے اوپر سے عرش اعلیٰ تک کی مسافت آمد و رفت کی سات کروڑ سات لاکھ ستر ہزار سال کی راہ ہوئی۔

پھر یہ تشریف لے جانا محض مرور ذہاب و ایاب نہ تھا۔ بلکہ سماوات اور جو ان کے بیچ میں ہے ان کا مطالعہ و مشاہدہ اور کرسی اور جو اس میں ہے، اور عرش اور جو اس میں ہے! اور جنت اور جو کچھ اس میں ہے، اور دوزخ اور جو اس میں ہے، ان سب کا تفصیلی ملاحظہ تھا۔ بعد تحقیق و تدقیق سے واقف ہوئے۔ اور یہ سب فقط شب کے ایک تھوڑے سے حصے میں ہوا۔

(۷) بخاری شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم ﷺ سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے، تو ابتدائے آفرینش سے تمام امور کی خبر دے دی۔ اس وقت تک کہ جنتی اپنی منزلوں اور دوزخی لوگ اپنی منزلوں میں داخل ہوں گے۔ جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا؟ ور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، علامہ قسطلانی، شارحین بخاری اور ملا علی قاری صاحب مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: یہ حدیث زبردست دلیل اس امر کی ہے کہ رسول ﷺ نے ایک مجلس میں جملہ مخلوقات کی تمام حالتوں کی خبر ابتدائے آفرینش سے فنا ہونے بلکہ قیامت کے دن اٹھائے جانے کے واقعات، سب بیان فرمادیئے۔ تو یہ اخبار مبدأ، معاش، معاد سب کو شامل ہے۔ اور تمام باتوں کو ایک جلسہ میں بیان فرمادینا، یہ بہت بڑا معجزہ، اور خارق عادت واقعہ ہے۔ اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

(۸) ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسول ﷺ باہر تشریف لائے، تو آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ اس کتاب کے بارے میں، جو دہنے ہاتھ میں تھی، فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام ہیں۔ ان کے ماں باپ کے نام، ان کے قبیلے کے نام ہیں۔ پھر آخیر میں ٹوٹل کر دیا گیا ہے۔ تو نہ ایک شخص ہی اس میں زائد ہوگا، اور نہ کوئی اس سے کم ہوگا۔ اور جو کتاب بائیں ہاتھ میں تھی، اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں جہنمیوں اور ان کے باپوں

اوران کے قبیلوں کے نام ہیں۔ اور آخر میں ٹل کر دیا گیا ہے۔ تو نہ ایک شخص اس میں زائد ہوگا اور نہ ایک بھی کم ہوگا۔

سرسری نظر میں یہ بات کوئی بہت بڑی اہم نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس معجزہ اور جرم واسع کثیر کا ایک تنگ ظرف میں بند کر دینے کا حال معلوم ہوگا۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دینا اگر ہو سکتا ہے، تو اس کی ایک مثال یہ بھی ہے۔ اس لیے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک کتاب مجلد ہے، جس میں پانچ سو ورق بڑے بڑے ہیں، اور ہر صفحے میں پچاس سطریں ہیں اور ہر سطر میں دس جنتیوں کا نام اس طرح مرقوم ہے۔ بوبکر بن قحافہ تیمی ــــ عمر بن الخطاب عدوی ــــ عثمان بن عفان اموی ــــ علی بن ابی طالب ہاشمی ــــ طلحہ بن عبید اللہ تیمی ــــ زبیر بن عوام اسدی ــــ عبد الرحمن بن عوف زہری ــــ سعد بن ابی وقاص زہری ــــ سعید بن زید وقاص زہری ــــ سعید بن زید عدوی ــــ ابوعبیدہ بن جراح فہری۔ تو اگر اس طرح پوری کتاب میں جنتیوں کے نام لکھے جائیں، تو اس مجلد ضخیم بہ طویل عریض ثقیل میں فقط پانچ لاکھ آدمیوں کے نام آجائیں گے۔

اور جنتی کتنے ہیں؟ اس کا کچھ اندازہ ان حدیثوں سے ہو سکتا ہے۔

صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول ﷺ فرماتے ہیں۔ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں بلا حساب و کتاب جائیں گے، جو لوگ نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں، نہ فال لیتے ہیں، اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

نیز اس میں سے حضرت عکاشہ بھی ہیں۔

صحیحین ہی کی روایت حضرت سہیل بن سعد سے مروی رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار یا ستر لاکھ آدمی یک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہوں گے، وہ سب ایک ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے دمکتے ہوں گے۔

امام احمد وترمذی نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار لوگ بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ اور تین لپ اللہ کے لپوں سے۔ تو ان کا مجموعہ انچاس لاکھ ستر ہزار ہوتا ہے ——— اور خدا کے تین لپوں میں کتنے آدمی آئیں گے؟ ان کا شمار تو خداوند عالم ہی کو معلوم ہے۔

مسند امام احمد اور حکیم ترمذی ابو یعلی دیلمی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روی کہ ستر ہزار میری امت سے بلا حساب داخل ہوں گی، جن کے منہ چودھویں رات کے مانند ہوں گے اور ان سب کے قلوب ایک شخص کے قلب کی طرح۔ پھر میں نے اپنے رب سے زیادتی چاہی، تو اس نے زیادہ کیا کہ ہر آدمی کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔

تو یہ مجموعہ چار عرب نو کروڑ ہوگا۔ تو اگر فقط انہیں جنتیوں کے نام، جو بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے، اس طریقہ پر لکھے جائیں تو ان کے لیے آٹھ لاکھ نو ہزار مجلدات کی ضرورت ہوگی ——— پھر تمام جنتیوں کے ناموں کے لیے کتنے مجلدات کی ضرورت ہوگی، اس کو کون بتا سکتا ہے؟

علامہ عبد الوہاب شعرانی کتاب مستطاب **الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر** کے مبحث بتیس میں فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دینی بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان نیک بختوں کے متعلق اطلاع بخشی۔ جو صلب سیدنا آدم علیہ السلام میں تھے۔ تو ان کی تعداد اس قدر ہے کہ اگر ان کو اعداد میں لکھنا چاہیں تو کسٹھ عدد رقم اس کے لیے درکار ہوگی۔ پہلے پانچ صفر، پھر ایک کروڑ بیاسی لاکھ چھیانوے ہزار چھ سو پچاسی۔ پھر انیس صفر، پھر رقم بتیس ہزار نو سو ستھ۔ پھر بیس صفر، ایک ہزار چار سو پچاسی لکھا جائے، تو جس کی شکل یہ ہوگی۔

۱۴۸۵......................،۳۲۹۹۷......................،۱۸۲۹۶۶۸۵......

اتنے آدمی کے نام اس قاعدے سے لکھے جائیں، تو اس کے لیے اتنی ضخیم مجلدات کی ضرورت ہوگی۔ جن کو اعداد میں اس طرح لکھ سکتے ہیں۔ پہلے چھتیس لاکھ انسٹھ ہزار تین سو سینتیس۔ پھر ۹ صفر پھر پینسٹھ ہزار نو سو چونتیس۔ پھر اکیس صفر پھر دو سو ستانوے لکھا جائے، جس کی شکل یہ ہوگی۔

۲۹۷......................،۶۵۹۳۴......................،۳۶۵۹۳۳۷

اور رب العزت جل جلالہ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے ان کو ایک مجلد میں جمع فرما دیا تھا، جس کو ایک ہاتھ میں حضور اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ تعداد تو صرف اور نیک بختوں کی ہے۔

پھر کفار اور بدبختوں کی تعداد کون بتا سکتا ہے؟ اس لیے کہ وہ باختلاف روایات سعید سو میں ایک، یا ہزار میں ایک، یا کالے بیل کے بدن میں سپید بالوں میں ایک آدھ سفید بال کی مثال ہیں۔ علمائے کرام نے ان روایات کی

تحقیق بہت دلچسپ دی ہے کہ سعید بنی آدم سے سو میں ایک ہیں۔اور جب ان کے ساتھ یاجوج اور ماجوج کو بھی ملا لیجیے تو ہزار میں ایک، اور اگر جنوں کو بھی شامل کرلیا جائے، تو سیاہ بیل کے بدن میں سفید بال کی مثل ہیں۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام بلائے جائیں گے، اور ان کی ذریت ان کو دکھائی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ اپنی ذریت سے جہنم کا حصہ نکال دیجیے۔

عرض کریں گے: اے رب! کس قدر نکالوں؟

ارشاد ہوگا: ہر سو سے ننانوے۔

یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! جب ننانوے دوزخ میں بھیج دیئے گئے تو باقی کیا رہے؟

حضور نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت اور امتوں میں جیسے سیاہ بیل کے بدن میں سفید بال ہے۔

علامہ بغوی نے **معالم التنزیل** میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔اس میں حضرت آدم کے قول **وما بعث النار** کے جواب میں ہے۔ ہزار سے نوسو ننانوے۔

اس وقت لوگوں نے کہا کہ ہم میں وہ ایک کون ہوگا؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوسو ننانوے یاجوج ماجوج سے اور ایک تم میں سے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ابی مرویہ، بیہقی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جس میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ جب ارشاد ہوگا:

ہر ہزار سے نوسو ننانوے جہنم میں بھیجو۔

یہ سن کر بچے غم کے مارے بوڑھے ہو جائیں گے۔

تو جب عدد سعدا جن کا بیان اوپر گزرا، نوسو ننانوے میں ضرب دیا جائے، تو اشقیا کی تعداد اس قدر ہوگی۔ جن کو اس طرح لکھ جا سکتا ہے۔ پانچ صفر اٹھارہ ارب ستائیس کروڑ تراسی لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو پندرہ۔ پھر سولہ صفر پھر تین کروڑ انتیس لاکھ چونتیس ہزار تینتیس۔ پھر سترہ صفر پھر چودہ لاکھ تراسی ہزار پانچ سو پندرہ، جس کی شکل یہ ہوگی۔

۱۴۸۳۵۱۵......................۳۲۹۳۴۰۳۳...................۱۸۲۷۸۳۸۸۳۱۵.....

پھر ان کے لیے کتنے مجلدات کی ضرورت ہوگی؟ اور سیاہ بیل کے بدن میں کتنے بال ہوں گے؟ اس کی تعبیر ایک سفید بال کے انداز سے تو ممکن ہی نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سعدا کے عدد پر مطلع فرمایا، نہ کہ اشقیا کی تعداد پر۔

پھر اس کتاب کو بھی ایسی صغیر الحجم بنا دیا کہ حضور نے بے تکلف اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا، اور لوگوں کے پاس اسی حال میں تشریف لائے کہ دونوں کتابیں حضور کے دونوں دست اقدس میں تھیں۔ تو یہ دونوں کتابیں بتیسر جرم عظیم کبیر کو ظرف تنگ اور صغیر میں کرنے کی بہترین مثال ہے۔ واللہ علیٰ کل شئ قدیر۔

(۹) امام احمد و بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام سے قرآن یعنی زبور ہلکا کر دیا گیا تھا۔ تو گھوڑا کسنے کے لیے حکم دیتے تو یہ پوری زبور شریف پڑھ لیتے قبل اس کے کہ گھوڑا کسا جائے۔

اور بعض علما نے فرمایا کہ قرآن سے مراد توریت ہے۔ اس لیے کہ زبور کل ایک سو پچاس سورہ ہیں۔ سب مواعظ اور ثنا میں، اور احکام حلال وحرام وغیرہ یہ سب توریت سے لیتے تھے۔

تو اگر توریت مراد لی جائے تو معجزہ اور بھی بڑا ہوگا۔ اس لیے کہ **معالم التنزیل** میں ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ توریت شریف نازل ہوا تو ستر اونٹ کا بوجھ تھا۔ ایک پارہ ایک سال میں پڑھا جاتا تھا، اس کو صرف چار شخصوں نے یاد کیا تھا۔ اور زبانی پڑھتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(۱۰) ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ اس معجزہ داؤدی کی مثال اتباع آقائے دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی ظاہر ہو۔ مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ گھوڑا کس کر لایا جاتا، اور آپ ایک پاؤں رکاب میں رکھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے، تو جب تک دوسرا قدم دوسری رکاب میں رکھیں نہایت ٹھہر ٹھہر کر معنی مطلب سمجھ کر قرآن شریف ختم فرمایا کرتے۔

(۱۱) حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے **اشعۃ اللمعات** میں انھیں نے محقق ... واقعہ ذکر فرمایا کہ ملتزم سے دروازہ خانہ کعبہ تک

پہونچنے میں پورا قرآن شریف ختم فرمادیا کرتے۔

(۱۲) امام نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے متعلق جو خبر پہونچی ہے وہ یہ کہ چار ختم دن میں فرماتے، اور چار ختم شب میں۔

(۱۳) علامہ عینی ''عمدۃ القاری شرح بخاری'' میں، امام نووی کا کلام نقل کرکے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حافظ کو دیکھا کہ شب قدر کی وتر میں تین ختم قرآن کیا، ہر رکعت میں ایک ختم کیا۔

(۱۴) علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری میں علامہ نووی کا کلام نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا کہ میں نے بیت مقدس میں ۸۶۷ھ میں حضرت ابوطاہر کو دیکھا، اور ان کے بارے میں سنا کہ وہ رات دن میں دس ختم سے زیادہ کرتے ہیں۔

(۱۵) علامہ قسطلانی ہی نے فرمایا کہ مجھ سے شیخ الاسلام برہان الدین بن ابی شریف ادام اللہ النفع بعلومہ نے ان ہی ابوطاہر کے متعلق فرمایا کہ وہ رات دن میں پندرہ ختم فرماتے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیخ الاسلام برہان الدین نے اپنے متعلق یہ فرمایا ہو۔ جیسا کہ علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ میں حضرت شیخ الاسلام ہی کے بارے میں تحریر فرمایا۔

(۱۶) علامہ عبدالغنی نابلسی نے فرمایا کہ ارشاد میں ہے کہ نجم صبہانی نے ایک یمنی شخص کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف ایک مرتبہ یا سات مرتبہ کرنے میں پورا قرآن پاک ختم کرلیا، اور یہ بجز مدد ربانی وفیض رحمانی ناممکن ہے۔

(۱۷) نیز علامہ نابلسی نے فرمایا کہ مجھے بعض ثقات نے خبر دی کہ ہمارے شیخ عبدالوہاب شعراوی مغرب اور عشا کے درمیان دو ختم کرلیتے۔

(۱۸) سیدی علامہ جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں شیخ سعید الدین فرغانی سے ناقل کہ میں نے شیخ طلحہ بن عبداللہ بن طلحہ تستری عراقی سے ۶۶۵ھ میں سنا کہ وہ شیخ عماد الدین احمد بن شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی ﷺ سے راوی کہ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ حج کو گیا ہوا تھا، اور میں طواف کر رہا تھا کہ ایک مغربی شخص کو دیکھا کہ وہ طواف کر رہے ہیں، اور لوگ ان سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔ تو لوگوں نے ان سے میرے متعلق ذکر کیا کہ یہ شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی کے صاحب زادے ہیں۔ تو انھوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے سر کو بوسہ دیا، اور میرے لیے دعائے خیر کیا۔ تو ان کی دعا کی برکتیں میں اپنے میں برابر دیکھتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ان کی دعا کی برکت مجھے آخرت میں بھی شامل حال ہو۔ میں نے لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ بزرگ حضرت موسیٰ سدرانی اکابر اصحاب سیدی ابومدین مغربی ﷺ ہیں۔

جب میں طواف بیت اللہ سے فارغ ہوا۔ تو حضرت والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے، نھیں خبر دی کہ میں نے حضرت شیخ موسیٰ سدرانی کو دیکھا اور انھوں نے میرے لیے دعا کی۔ اس سے والد ماجد صاحب بہت خوش ہوئے۔ پھر لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ کے اوصاف و کمالات بیان کرنا شروع کیا۔ اور از اں جملہ یہ بھی کہا کہ وہ رات دن میں ستر ہزار قرآن ختم فرماتے ہیں۔ تو میرے ولد صاحب خاموش رہے، انکار نہ کیا۔

(۱۹) حضرت شیخ الشیوخ کے صاحب زادے شیخ عماد الدین احمد نے کہا کہ میرے والد ماجد کے اکابر خلفا میں سے ایک شخص نے کہا، اور قسم کھا کر کہا۔

کہ جو لوگ حضرت موسیٰ سدرانی کی یہ کرامت بیان کرتے ہیں، وہ سب سچے ہیں، اور ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن میرے دل میں کچھ شبہ تھا۔ حسن اتفاق کہ میں نے شیخ موسیٰ سدرانی کو ایک شب طواف کرتے ہوئے پایا، تو میں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ تو میں نے دیکھا کہ انھوں نے رکن اسود کو بوسہ دیا، اور بتدائے سورہ فاتحہ سے پڑھنا شروع کیا، اور وہ طواف میں عام لوگوں کی طرح چل رہے تھے۔ اور نہایت ہی ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے جا رہے تھے، جسے میں ایک ایک حرف سمجھ رہا تھا۔ جب حجرے کعبہ شریف تک پہنچے، جو چار قدم سے زائد نہیں، تو پورا قرآن شریف ختم کر دیا۔ جسے میں نے ایک ایک حرف کرکے سنا۔ تو والد ماجد نے اور تمام اصحاب نے اس کی تصدیق کی۔

(۲۰) امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سیدی علی مرصفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انھوں نے ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم قرآن شریف فرمایا۔ اور سیدی عبد الغنی نابلسی نے بھی حدیقہ ندیہ میں تحریر فرمایا کہ انھوں نے اپنے ایام سلوک میں تین لاکھ ساٹھ ہزار قرآن ختم فرمایا، ہر درجہ میں ہزار ختم۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ بلکہ ہر درجہ میں ہزار ختم سے زائد ہوا۔ اس لیے پانچوں نمازوں کے اوقات کا استثنا تو ضروری ہے۔

(۲۱) علامہ جامی قدس سرہ السامی حضرت شیخ عماد الدین سے تمہ روایت مذکور میں ناقل کہ لوگوں نے والد ماجد سے اس کو پوچھا کہ کس طرح اس قدر ختم قرآن فرماتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بسط زمان ہے،

جو اولیاء اللہ کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی تھوڑا سا وقت ان کے لیے بہت پھیلا دیا جاتا ہے، جس میں بہت سا کام کر سکیں۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر ہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی تصدیق کے لیے بیان فرمایا کہ شیخ الشیوخ ابن سکینہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سنار مرید تھا۔ اس کے متعلق یہ خدمت تھی کہ ہر جمعہ کو صوفیہ کی جا نمازیں مسجد میں لے جا کر بچھا دیا کریں، اور جب نماز جمعہ ہو جایا کرے تو انھیں لے جا کر خانقاہ میں رکھ دیں۔ کسی ایک جمعہ میں انھوں نے سب جا نمازوں کو جمع کیا، اور باندھا کہ جامع مسجد لے جائیں، اور ارادہ کیا کہ دجلہ پر پہونچ کر غسل کر لیں۔ چنانچہ گئے اور دجلہ پہونچ کر کپڑا اتارا، اور نہانے کے لیے دجلہ میں گھسے، اور غوطہ لگایا۔ جب سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دجلہ نہیں ہے، بلکہ یہ بالکل دوسری جگہ ہے۔ لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ مصر ہے۔ تو انھیں بہت تعجب ہوا۔ آخر پانی سے نکلے اور مصر شہر میں داخل ہوئے۔ جاتے جاتے ایک سونار کی دکان کے اوپر جا کر رکے، اور ان کے پاس وہی ایک کپڑا تھا، جس کو پہن کر نہانے کے لیے پانی میں گھسے تھے۔ جب اس دکان پر پہونچے، تو دکان والے نے فراست سے سمجھا کہ یہ بھی سنار ہے۔ اور کچھ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اچھا کاریگر ہے۔ اس کی آؤ بھگت کی، اور اپنے گھر لے گیا، اور اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا۔ سات سال تک یہ شخص وہاں رہا۔ اس درمیان میں تین لڑکے ہوئے۔

ایک دن اتفاق نہانے کے لیے کسی تالاب پر گئے۔ کپڑے اتار کر تہبند باندھ کر پانی میں گئے، اور غوطہ لگایا۔ جب جو سر اٹھاتے ہیں،

تو اپنے کو دجلہ میں پاتے ہیں۔ اسی جگہ جہاں سات سال قبل نہا رہے تھے، اور دیکھا کہ کپڑے سب اسی طرح ساحل پر رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو پہنا، اور خانقاہ آئے تو دیکھتے ہیں کہ جانمازیں اسی طرح رکھی ہوئی ہیں۔ تو بعض دوستوں نے کہا جلدی کیجیے۔ لوگ جامع مسجد جا چکے۔ یہ جانمازوں کو لے کر جامع مسجد پہونچے۔ انھیں بچھایا، اور نماز پڑھی۔ پھر جانمازوں کو لے کر خانقاہ پہونچے، پھر مکان آئے، تو ان کی بیوی نے کہا کہ آپ کے دوست، حباب کہاں ہیں، جن کی دعوت کی ہے؟ اور مچھلی تلنے کو کہا تھا، وہ تیار ہے۔ چنانچہ وہ لوگ حسب قرارداد آئے، اور مچھلی کھایا۔ پھر اپنے پیرومرشد حضرت ابن سکینہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا، اور مصر میں سات سال رہنے اور تین اولاد ہونے کا ذکر کیا۔ تو شیخ نے حکم دیا کہ جاؤ، اور اپنی بیوی بچوں کو لے آؤ۔ یہ مصر گئے، اور ان سب کو لے آئے۔

جب شیخ نے دیکھا کہ جو کچھ کہہ رہا ہے، سچ ہے۔ تو پوچھا کیا تمہارے دل میں کچھ وسوسہ ہوا تھا؟ اس پر کہا کہ ہاں! میرے دل میں اس آیت کریمہ کے متعلق خلجان تھا۔ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝ تو شیخ ابن سکینہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ تمہارے اشکال کو دفع کیا، اور تمہارے ایمان کو صحیح رکھا۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اپنے بندوں سے جس کے لیے چاہے گا زمانہ وسیع کر دے گا۔ اور جس شخص کے لیے چاہے گا، تنگ کر دے گا۔ تو بہت بڑی مدت اس کے لیے چھوٹی کر دے گا۔

(۲۲) علامہ جامی قدس سرہ السامی نے ذکر کیا۔ اس کے قریب وہ واقعہ ہے جسے حضرت محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا کہ جوہری نے اپنے گھر سے آٹا خمیر کیا ہوا لیا، اور نانبائی کے یہاں پکوانے کو لے گیا۔ اور وہ جنبی تھا، تو دریائے نیل کے کنارے نہانے گیا۔ دریا میں گھسا، اور غوطہ لگایا، تو اپنے نفس سے غائب ہو گیا جس طرح انسان خواب میں دیکھتا ہے۔

اس نے دیکھا کہ وہ بغداد میں ہے۔ اس نے وہاں شادی کی۔ چھ سال اس بیوی کے ساتھ رہا، اور اس کی اولاد پیدا ہوئی۔ پھر اپنے نفس کی طرف پلٹا تو گھر آیا، اور اس واقعہ کو اپنی پہلی بیوی سے بیان کیا۔ جب کئی مہینہ اس کے گزر گئے تو اس کی دوسری بیوی بغداد سے آئی، اولاد اس کے ساتھ تھی، اس جوہری کا مکان پوچھ رہی تھی۔ جب اس کے مکان پر آئی اور اس شخص سے ملاقات ہوئی، تو دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا، اور اولاد نے بھی باپ کو پہچانا۔ اس بیوی نے اس عورت سے پوچھا کہ کتنے دن تم سے شادی کو ہوئے؟ اس نے کہا کہ چھ سال۔

(۲۳) کتاب مستطاب سبع سنابل شریف حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی سے منقول ہے کہ ایک شب مجھ کو مجھ سے لے لیا گیا، تو مجھ پر بہت بڑے لمبے واردات وارد ہوئے۔ پھر جس وقت میں آپے میں لوٹایا گیا، تو میرے وضو کا پانی بھی خشک نہ ہوا تھا۔

(۲۴) سبع سنابل شریف ہی میں دوسرا واقعہ انہیں سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ میرے مریدوں میں سے ایک شخص ہے کہ ایک گھنٹہ میں سو مرتبہ قرآن شریف پڑھتا ہے، جس کا ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ اور ممتاز ہوتا ہے۔

(۲۵) اسی میں تیسرا واقعہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ دجلہ غسل کرنے کے لیے گئے۔ کپڑے اتارا، پانی میں گھسے، غوطہ لگایا۔ جب سر اٹھایا، تو اپنے کو ہندوستان میں پایا۔ وہاں شادی کی، اور کئی سال رہے۔ اولاد پیدا ہوئی۔ پھر کسی دن وہاں ایک پانی میں غوطہ لگایا، تو اپنے آپ کو دجلہ میں پایا، کپڑے ویسے ہی رکھے ہوئے تھے۔ پہن کر خانقاہ آئے، اور پیر بھائیوں کو دیکھا کہ وہ سب کی نماز کے لیے وضو کر رہے ہیں۔

جب یہ واقعہ سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے بیان کیا، تو انہوں نے ایک آدمی ہندوستان بھیجا، اور ان کے اہل و عیال کو بلوایا۔

(۲۶) اسی مبارک کتاب میں سلطان [illegible] کے [illegible] سے ایک واقعہ عجیب دلچسپ ذکر کیا ہے کہ شہر [illegible] میں ایک [illegible] تھا۔ لوگوں کو یہ بات کھٹکا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک شیخ محمد علی اور شیخ احمد معروف بہ استاذ، جو اکابر علماء سے تھے، اس کے یہاں آئے [illegible] ظاہر کی کہ ہم دونوں کو یہ بات دکھاؤ۔ [illegible] ایک جھونپڑا بنایا، اور اس جھونپڑی کو [illegible] سے [illegible] اور علامہ محمد فرغلی سے کہا کہ آپ اس کے اندر تشریف لے جائیں۔ انہوں نے جیسے ہی اس جھونپڑے میں قدم رکھا، ان [illegible] یہ بات [illegible] دونوں یہاں عجائبات دیکھنے آئے ہیں۔ [illegible] اپنے [illegible] سے گجرات جا رہے ہیں۔ [illegible] گجرات پہنچے۔ وہاں ایک باغ دیکھا [illegible] دیکھا کہ [illegible] شور مچ رہا ہے، اور [illegible]

آپ نے کس طرح بے اجازت پھل توڑا؟ پھر ان کو پکڑ کر بادشاہ کے حضور پیش کیا، اور شکایت کی۔

جب سلطان ہمایوں نے شیخ احمد فرملی کو دیکھا، تو فراست سے سمجھا کہ یہ معززین سے ہیں۔ مالی کو بہت ڈانٹا، اور شیخ احمد فرملی سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں، کہاں مکان ہے، کہاں جارہے ہیں؟

انھوں نے جواب دیا۔ سلطان ہند! میرا نام احمد فرملی ہے، مکان شہر قنوج ہے۔ یہاں اس لیے حاضر ہوں کہ سرکار میں کوئی نوکری مل جائے۔

ہمایوں بادشاہ نے کہا: مرحبا! میں نے اسے منظور کیا، دو گھوڑے دیے، ایک مکان، اور کھانے پینے کا سب سامان دیا۔ شیخ احمد فرملی وہاں رہنے لگے، وہیں شادی کی، اولادیں پیدا ہوئیں۔ بادشاہ کے پاس رہنے لگے۔ جب سلطان شکار یا گیند کھیلنے جاتا، تو ان کو اپنے ساتھ لے جاتا۔ یہاں تک کہ پچاس سال ان کو بادشاہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ہو گئے، اور بڑے بوڑھے ہو گئے۔ اتفاقاً انھوں نے ایک جھونپڑا دیکھ، اس میں گھسے، اور چند قدم چلے۔ اس جھونپڑے سے نکلے تو شیخ احمد عرف استاد کو دیکھا۔ ان سے معانقہ کیا، اور پوچھ آپ گجرات کب تشریف لائے؟ استاذ نے کہا: آپ کیا کہتے ہیں، یہاں گجرات کہاں؟ یہ تو شمس آباد ہے۔ ہم دونوں سیماوی کے گھر سے ہیں، اور ابھی آپ اس جھونپڑی میں داخل ہو کر نکلے ہیں۔ اس وقت شیخ احمد فرملی کو آنا، اور اس سے پہلی بات کا سوال کرنا سب یاد آ گیا۔ پھر اپنے آپ کو دیکھا تو ابھی نوجوان ہیں۔ شیخ احمد [illegible] نے تمام وہ واقعہ بیان کیا [illegible] اس سے تعجب [illegible]

(۲۷) ابریز شریف میں ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا۔ جو دریا میں اترا، تھوڑی دیر کے بعد نکلا۔ تو اس کے ساتھی نے کہا بہت دیر کیا، یہاں تک کہ مجھے فوت ہو جانے کا خوف ہوا۔ اس نے کہا کہ میں مصر سے آیا ہوں، اور مصر میں اتنے اتنے مہینہ رہا، وہاں شادی کی، میرے بچے وہاں ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ کیوں کر ممکن ہے؟ جو وقت دونوں پر گزرا، وہ فقط ایک گھنٹہ ہے۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ یک ہی وقت ایک شخص کے لیے ایک گھنٹہ ہو، اور دوسرے کے لیے کئی مہینے ہوں؟ اس لیے کہ آفتاب جس سے گھنٹہ اور مہینہ ہوتا ہے، دونوں کا ایک ہی ہے۔ اور یہ مشکل ترین بات ہے، جو مجھے کرامات اولیا سے پہونچی ہے۔ اس لیے کہ طی زمان طے مکان کی طرح نہیں ہے۔ اس لیے کہ طی زمان میں وہ محذور ہے، جو طی مکان میں نہیں۔ حالانکہ حکایت مذکورہ متعدد شخصوں نے ذکر کیا ہے۔

اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بات سے عاجز نہیں۔ اللہ قادر ہے کہ صاحب حکایت کے لیے ایک زمانہ بنادے، اور دوسرے لوگوں کے لیے دوسرا زمانہ کرے۔ تو اس قسم کے واقعات کا ہونا کچھ بعید نہیں۔

پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب بات دیکھی۔ میں نے چاشت کے وقت یک شخص کو دیکھا کہ اس وقت تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اور جب میں ظہر کے وقت وہاں پہونچا، تو دیکھا کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا، اور اس کا بیٹا اس کی صف میں اس کی جگہ بیٹھا ہوا ہے

اور لڑکا بالغ ہے۔ تو چاشت کے وقت اس کے باپ کی شادی نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد شادی کی، لڑکا پیدا ہوا، بالغ ہوا، اور یہ سب ظہر سے قبل ہو گیا۔ تو میں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ جن تھا یا انسان؟ فرمایا نہ جن نہ انسان۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے عالم غیر متناہی ہیں۔ وما یعلم جنود ربک الا ھو۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ [illegible] نہیں کیا۔ اس لیے کہ مدت حمل وبلوغ اختلاف جنس کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حیوانات میں مشاہدہ ہے۔ تو جب وہ دوسری جنس ہیں، تو معلوم نہیں کہ ان کے حمل وبلوغ کا زمانہ کیا مقدار ہے؟ ممکن ہے حمل، ولادت، بلوغ ان کے یہاں سب ایک ساتھ ہو۔ جیسا کہ احادیث میں جنتیوں کے حق میں وارد ہے۔ واللہ اعلم

(۲۸) مصنف بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے فرمایا میری والدہ کے قتل کے بعد بارہ سال تک عجیب وغریب واقعات کا ظہور ہوا۔ ایک سال [illegible] جو باتیں [illegible] ساتھ ہونے والی ہیں اپنی موت تک، ان سب باتوں کو میں نے [illegible] وقت [illegible] ان سب [illegible] عورت سے شادی ہونی تھی، [illegible] اتنی مدت گزری کہ [illegible] میں نے [illegible] کی تحقیق کے لیے جانور [illegible] کے بعد جو باتیں ہونے والی ہیں، سب [illegible] یہاں تک کہ میری [illegible] پیدا ہوئی۔ [illegible] حالت اس کی ولادت کے بعد [illegible] باتیں جو ہونے والی [illegible] غائب ہو گئی۔

اسی طرح وہ سب کچھ جو میری عمر بھر میں ہونا ہے، ان سب کو میں نے دیکھا۔ اور یہ سب ایک مختصر ساعت میں ہوا۔ اور میں سویا ہوا تھا کہ کہا جاسکے کہ یہ خواب کی باتیں ہیں۔

(۲۹) حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو بیس مہینے میں تصنیف کیا، اور [illegible] فتوحات مکیہ [illegible] کی مدد میں دیکھا [illegible] تحقیق کے لیے کتاب [illegible] مناسب مضمون عبارت نقل [illegible] کرامت میں شمار کیا ہے۔ اس لیے کہ فتوحات شریف کی [illegible] ہیں۔ اور میں ہر روز [illegible] کتاب [illegible] روز تک پچیس جلدیں دیکھتا تھا۔

میں نے کرامت کی بحث میں بیان [illegible] وہ جب [illegible] اپنی کرامت پر [illegible] کوئی کرامت کسی غیر کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو [illegible] کرامت پر [illegible] پہلے میں بیان [illegible]

پروپیگنڈا کی تعریف یورپ والے یہ کرتے ہیں کہ "آدمی غلط بات کو اس طرح اور اس قدر کثرت سے بیان کرے کہ خود بیان کرنے والا اور جاننے والوں کو بھی اس کی صداقت کا یقین ہو جائے"۔

چنانچہ مشہور ہے کہ ایک رئیس نے ایک گھوڑا بہت ہی قیمت کا خرید، جو نہایت ہی حسین اور خوبصورت ہاتھ پاؤں کا بہت اچھا تھا۔ لیکن ایک خاص عیب اس میں یہ تھا کہ جہاں گاڑی میں جوتا گیا، بیٹھ گیا۔ دو قدم چلنے کا نام نہ لیتا۔ ہزار ہا ترکیبیں کی، مگر کسی طرح وہ صحیح نہ ہوا۔ آخر بدرجہ مجبوری اس نے ایک سوار کو بلا کر کہا کہ "میں چاہتا ہوں کہ اس گھوڑے کو علیحدہ کر دوں، اس میں یہ نقص ہے۔ تم بڑے بڑے لوگوں میں اس کی تعریفیں کرو کہ کوئی خریدار ٹھہر جائے" اس نے کہا کہ مجھے کیا ملے گا؟ رئیس صاحب نے کہا کہ "تمہیں دو سو روپیہ انعام دوں گا"۔

چنانچہ اس شخص نے اس کا پروپیگنڈا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایک دن متعدد رؤسا اس کو دیکھنے اور خریدنے کے لیے آگئے۔ دیکھنے میں تو ماشاءاللہ چشم بددور، ایک ہی تھا۔ دیکھتے کے ساتھ ہی سب دل وجان سے عاشق ہوگئے، ہر ایک نے خریداری کی ٹھان لی۔ خواہ کتنی ہی قیمت دینی پڑے، مگر ایسے گھوڑے کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ اس پر سونے پر سہاگہ اس سوار دلال کی تیز طراری ہوئی۔ ایسے ایسے فضائل وصفات گھوڑے کے بیان کئے، کہ ہر شخص یہی سمجھنے لگا کہ میری خوش قسمتی ہے۔ کہ یہ گھوڑا مجھے مل جائے۔

جس وقت وہ کچھے دار، زوردار تقریر یعنی تعریف و کمالات کے کر رہا تھا، وہ رئیس صاحب بھی اس مجمع میں بیٹھے ہوئے سن رہے تھے۔ سنتے سنتے اس قدر متاثر ہوئے کہ اس دلال کو بلا کر چپکے سے کہا "میں ایسے گھوڑے کو بیچنا نہیں چاہتا، تم کسی ڈھب سے ان سب کو رخصت کر دو۔"

اس نے کہا کہ "جناب والا! اگر گھوڑا بک جائے گا، تو مجھے دو سو روپے ملیں گے۔ آپ نہیں بیچیں گے تو میں اتنے دنوں سے جو تگ و دو کر رہا ہوں، مجھے کیا فائدہ؟" رئیس صاحب نے بکمال مسرت فرمایا کہ "دو سو روپے میں اپنے پاس سے تم کو دیتا ہوں، لو۔" یہ کہا اور دو سو روپے اس کے حوالے کیے۔

چنانچہ اس شخص نے باحسن وجوہ سب وہاں موجود لوگوں سے یہ خواہش ظاہر کیا کہ رئیس صاحب کی خواہش ہے کہ یہ گھوڑا آپ خرید لیں، مگر اس وقت اور حضرات بھی ہیں، ان کی دل شکنی ہوگی۔ بہتر ہے کہ کل تنہا آپ تشریف لے آئیں، اور اس کے متعلق بات چیت طے کر لیں۔

جب وہ دلال اور وہ لوگ چلے گئے، تو رئیس صاحب، جو گھوڑے کی تعریف سن کر سب سے زیادہ گرویدہ اور عاشق و شیدا ہو چکے تھے، گھوڑے کو گاڑی میں جتوایا۔ اور جیسے ہی سوار ہوئے کہ وہ گھوڑا حسب عادت بیٹھ گیا۔

رئیس صاحب بہت پریشان ہوئے کہ اس دلال نے تو گھوڑے کی بڑی تعریف کی کہ اگر چاہے تو ران سواری کے لیے بھی مناسب ہے اور چاہے تو گاڑی بینڈ وفنس میں جوتئے، اتنا عمدہ چلتا ہے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ اور یہ تو حسب عادت بیٹھ گیا۔

فوراً اس دلال کو بلوایا، اور اس سے شکایت کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں

ایسی تحریفیں نہ کرتا تو وہ سب لوگ اس درجہ گرویدہ نہ ہوتے۔ آخر میں اصل حال ظاہر ہو گیا، تو لوگوں نے کانگریس کے چندہ روپیہ چھینکا۔ الغرض وہ رئیس صاحب اپنی حماقت پر سخت نادم ہوئے، اور خاموش ہو گئے۔

یہ پروپیگنڈہ، انگریزوں سے بڑھ کر سیکھا، ان سے ہندوؤں نے، ان سے کانگریسی مسلمانوں، اور ان سے دیوبندی مولویوں نے۔ یہ لوگ اگرچہ تلمیذ ثلاثہ ہیں۔ مگر اس قدر ترقی پا کر استاذ بن گئے ہو گئے۔ ان لوگوں کا پروپیگنڈا تو دنیوی، معاشی باتوں میں ہوا کرتا تھا، یہ لوگ دینی باتوں میں پروپیگنڈہ کرنے سے نہ چوکے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جس علم و فضل کے آدمی ہیں، دنیا واقف ہے۔ اور ان کی تصنیفات خصوصاً فتاوی رشیدیہ ان کی علمیت معلومات و قابلیت خصوصاً پر روشن دلیل ہے۔ چنانچہ اسی حضرت کی تصنیفات کے ذکر میں بعض فتوی اور تحریرات گنگوہی صاحب کی مع ان کے رد کے نقل کی جائیں گی، ان سے واضح ہو گا۔ لیکن مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۳۴، ۳۵ پر آپ کے علم و فضل کا جو پروپیگنڈا کیا ہے، انھیں کے لفظوں میں ملاحظہ ہو۔

> معقول کے ہر فن میں پوری دست گاہ رکھتے تھے، اور منقول کے ہر علم میں کمال حاصل فرما کر سب پر غالب ہو گئے خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے علوم معقول میں منطق و فلسفہ ادب و ریاضی اور منقول میں تفسیر و اصول و فقہ و معانی وغیرہ بالکل کتابیں آپ نے مولانا مملوک علی صاحب سے پڑھیں، اور صحاح ستہ قریب قریب کل حضرت عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

پڑھنے والی میں بزمانہ طالب علمی جتنا بھی آپ کا قیام گنگوہ پڑا اس کی
مدت کو دیکھیے کہ بمشکل چار سال ہوتی ہے، اور اس مبلغ علم اور استعداد کو
ملاحظہ فرمایئے، جس کا مخالفین کو بھی اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں۔
دونوں پر نظر ڈال کر بہت ہی تعجب ہوتا ہے کہ اتنے تھوڑے عرصہ میں
یہ سمندر کیونکر پلایا گیا۔

یہ پروپیگنڈہ تو دوسروں کے دلوں میں گنگوہی صاحب کا علمی وقار بٹھانے کو کیا گیا تھا۔ مگر ساتھ پروپیگنڈا بھی یہ ہے کہ خود بھی اس کو حق سمجھتے تھے۔ چنانچہ تذکرۃ الرشید کے اسی حصہ میں آپ کے بہت سے فتاویٰ قرآنیہ وحدیثیہ وفقہیہ کے جوابات اور بہت سے فتاویٰ بھی نمونۃً درج کیا ہے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی اوروں نے بھی۔ ان کے اشاعتی مقاصد اور بے شمار فتاویٰ کو تین حصوں میں شائع کیا ہے۔ مجھے بھی ایک مرتبہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول کے مطالعہ کا موقع ملا۔ جیسے ہی ورق الٹے تو اسی میں ایک استفتاء مع جواب نظر پڑا۔ جو فائدہ ناظرین کے لیے درج کیا جاتا ہے۔

سوال سایہ مبارک رسول اللہ ﷺ پڑتا تھا یا نہیں۔ اور جو ترمذی نے نوادر الاصول میں عبد الملک بن عبد اللہ بن ولید سے انھوں نے ذکوان سے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا اس حدیث کی صحیح ہے، یا ضعیف، یا موضوع، ارقام فرمائیں۔

الجواب۔ یہ روایت صحاح کتب میں نہیں اور نوادر الاصول کی روایت کا بندہ کو حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے؟ نوادر الاصول محمد ترمذی کی ہے نہ ابو عیسیٰ ترمذی کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجھے اس جواب کو دیکھ کر جس درجہ حیرت ہوتی ہے، اس سے زیادہ ذات عمر

وقلت علما پر حسرت ہوتی ہے۔

ع : آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

کا نقشہ نظر آتا ہے۔ سوال و جواب کے موازنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مجیب صاحب بے علم میں سوا تو سائل ہی معلوم ہوتا ہے۔

اولاً:- اس کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

ثانیاً:- وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دعوی بے دلیل نہیں، بلکہ احادیث سے ثابت ہے

ثالثاً:- وہ حدیث ذکوان سے مروی ہے۔

رابعاً:- اس حدیث کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

خامساً:- جس کتاب میں روایت کیا، اس کا نام نوادر الاصول ہے۔

سادساً:- سائل کو یہ بھی معلوم ہے کہ حدیث بلاغ یا تعلیقات سے نہیں ہے بلکہ مسند ہے۔ محدث نے مع اسناد کے ذکر کیا ہے۔

وہ فقط اتنی بات دریافت کرتا ہے کہ اس کی سند کیسی ہے؟

لیکن مجیب صاحب نے اور وہ بھی کیسے مجیب؟ معقول میں لاثانی، منقول میں بے نظیر۔ جن کے مبلغ علم اور استعداد کے نہ صرف تلامذہ وموافقین ہی قائل ہیں، بلکہ چشم بد دور مخالفین بھی معترف ہیں اور اعتراف کریں نہیں تو کیا کریں؟ کہ اس کے سوا چارہ ہی نہیں۔ ان کی قابلیت میں، لاثانی استعداد میں، بے نظیر ہونا، تو گویا آفتاب سے بھی اظہر وابین ہے۔ تو اس کا انکار آفتاب نصف النہار بے سحاب کا انکار کرنا ہے۔ جواب میں تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

اول: یہ روایت صحاح کتب میں نہیں۔

بجا و درست علی الراس والعین۔ لیکن سائل نے کب اس کا دعوی کیا تھا، یا اس کو

پوچھا تھا کہ روایت صحاح کتب میں ہے یا نہیں، یا کب اس کے متعلق سوال کیا تھا؟

دوم: نوادر کا حال بندہ کو معلوم نہیں۔

واقعی لاثانی معقولی، بے نظیر منقولی کی شان یہی ہونی بھی چاہیے۔ اگر اس نے نوادر کو بھی جان لیا، تو لاثانی اور بے نظیری کیا ہوئی؟ یہ تو عام علما بھی جانتے ہیں۔

سوم: نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ہے، نہ ابو عیسیٰ ترمذی کی۔

دریں چہ شک۔ لیکن اس افادۂ عالیہ کا فائدہ کیا؟ کب سائل نے لکھا تھا کہ ابو عیسیٰ ترمذی صاحب سنن ترمذی و کتاب العلل وغیرہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، جو اس گہر افشانی کی ضرورت پڑی۔ اس جواب سے جو الجھن طالب تحقیق کو ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔ کیا گول جواب ہے کہ نہ مسئلہ ہی کی تحقیق ہو سکتی ہے، نہ روایت ہی کی توثیق۔

حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مآۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا رسالہ مبارکہ **منفی الفی عمن بنوره اضاء کل شیئ** مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا جس میں اس مسئلہ کی بروجہ کمال تحقیق فرمائی ہے۔ **جزاہ المولیٰ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔**

یہ رسالہ ۱۲۹۶ھ کی تصنیف ہے۔ جس کی تصنیف کو اکہتر سال ہو چکے ہیں۔ یہ رسالہ باردوم رضوی پریس بریلی میں بفرمائش جناب مولوی تقدس علی خان صاحب قادری رضوی بریلوی باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں

صاحب قادری رضوی نبیرہ اعلیٰ حضرت، چھ ورق یعنی ۱۲ صفحے پر چھپا ہے

۔ پہلا صفحہ ٹائٹل پیج ہے۔ اور دوسرے صفحہ سے رسالہ شروع ہوتا ہے۔ ابتدا

میں ایک خطبہ بدیعہ ہے۔ جس کے الفاظ کریمہ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبینا من نورہ - وفتق الانوار حمیعا من لمعات ظھورہ - فھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور الانوار - وممد جمیع الشموس و لاقمار - سماہ ربہ فی کتابہ الکریم نورا وسراجا منیرا فلولا انارتہ لما استنارت شمس - ولا تبین یوم من امس - ولا تعین وقت للخمس - صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس - جعلنا اللہ تعالی منھم فی الدنیا ویوم لا یسمع الاھمس۔

اس خطبہ جلیلہ کے بعد ایک سطر کا سوال ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ ﷺ کے سایہ تھا یا نہیں؟

بینوا توجروا

اس کا جواب اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا:-

بے شک اس مہر سپہر اصطفا ماہ منیر اجتبا ﷺ کے لیے سایہ نہ تھا۔ اور یہ امر احادیث و اقوال علمائے کرام سے ثابت، اور اکابر ائمہ و اجلہ فضلاء متقدمین و متاخرین کہ آج کل کے مدعیان خامہ کاروں کی شاگردی بہمہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے۔ اور مفتیان وقت نقل مذاہب باہم متفق کرکے اس کی تاسیس تشیید کی۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے حسب ذیل سولہ اکابر علما کا نام تحریر فرمایا، جنھوں نے اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے بے سایہ ہونے کی تصریح فرمائی۔

[۱] حافظ رزین محدث

[۲] علامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور

[۳] امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ

[۴] امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ

[۵] علامہ حسین بن محمد دیار بکری

[۶] صاحب سیرت شامی

[۷] مصنف سیرت حلبی

[۸] امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی

[۹] امام شمس الدین ابو الفرج ابن جوزی محدث صاحب الوفاء

[۱۰] علامہ شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض

[۱۱] امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ

[۱۲] فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب لدنیہ

[۱۳] شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی

[۱۴] جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی

[۱۵] بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی

[۱۶] شیخ الحدیث مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی وغیرہم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اس کے بعد ان کتابوں کی عبارتیں تحریر فرمائی، جن میں رسول اللہ ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی تصریح ہے۔ مثلاً حکیم ترمذی کی روایت، ذکوان سے ——— حافظ علامہ ابن جوزی محدث

اور حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ——— امام جلال الملۃ والدین سیوطی کی کتاب خصائص کبریٰ و انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب ——— علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شفاء شریف ——— علامہ شہاب الحق والدین خفاجی کی کتاب نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض ——— حضرت مولوی معنوی قدس سرہ کی 'مثنوی شریف' دفتر پنجم ——— مولانا بحر العلوم کی 'شرح مثنوی شریف' ——— علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی کی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ ——— علامہ شامی کی سیرت ——— علامہ حلبی کی سیرت ——— علامہ زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ ——— علامہ حسین بن محمد دیار بکری کی کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ ——— نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار ——— امام نسفی کی تفسیر مدارک ——— علامہ ابن حجر مکی کی افضل القریٰ ——— علامہ سلیمان جمل کی فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ ——— فاضل محمد ابن قیمیہ کی اسعاف الراغبین فی سیرت المصطفیٰ واہل بیتہ الطاہرین ——— صاحب [illegible] کی مجمع البحار ——— شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ ——— جناب شیخ مجدد الف ثانی کی مکتوبات جلد سوم مکتوب یکصد و بست ۱۰۰ ——— [illegible] شاہ عبدالعزیز صاحب شیخ الحدیث دہلوی کی

تفسیر عزیزی سورہ والضحیٰ کی عبارتوں سے اس مسئلہ پر استدلال فرمایا۔

بطور نمونہ علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح مواہب کی ایک عبارت پر اکتفا کرتا ہوں۔

(ولم یکن له صلی اللّٰه علیه وسلم ظل فی شمس ولا قمر) لانه کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبة انواره قیل حکمة ذالک صیانة عن ان یطا' کافر علی ظله [رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان] ابی السمان الزیات المدنی اوابی عمرو المدنی مولی عائشه رضی اللّٰه تعالی عنها وکل منهما ثقة من التابعین فهو مرسل لکن روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالی عنهما لم یکن للنبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوئه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوئه ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظهر له ظل) لان النور لا ظل له (وقال غیره ویشهد له قوله صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی دعائه، لما سئل اللّٰه تعالیٰ ان یجعل فی جمیع اعضائه وجهاته نورا ختم بقوله (واجعلنی نورا) والنور لا ظل له وبه یتم الاستشهاد اھ

یعنی حضور اقدس ﷺ کا آفتاب اور ماہتاب میں سایہ نہ پڑتا تھا [illegible]
[illegible] ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔ اور حافظ رزین محدث [illegible]
[illegible] تمام انوار عالم پر غالب تھا۔ اور بعض [illegible]
[illegible] ﷺ چونکہ [illegible]

حکیم ترمذی نے ذکوان ابوالحسن زیات مدنی یا ابوعمرو مدنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ اور یہ دونوں ثقہ، طبقۂ تابعین سے ہیں۔ تو یہ حدیث مرسل ہوئی۔ اور عبداللہ ابن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے، مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا۔ اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیا میں مگر یہ کہ حضور کی تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔ اور ابن سبع نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ نور تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ [illegible] نور کا سایہ نہیں ہوتا ہے۔ اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا، جب کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تمام اعضاء اور شش جہات کو نور کر دے۔ تو اس دعا کو [illegible] ان لفظوں پر ختم فرمایا۔ "اور مجھ کو سراپا نور کر دے" اور نور کا سایہ نہیں ہوتا، اس کی وجہ سے مستفاد ہوتا ہے۔ اھ

ثم حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ

نتیجۂ حضرت عبداللہ ابن عباس و امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے [illegible] اور ان [illegible] نے حدیث واجعلنی نوراً سے مستنبط [illegible] اپنی عبارات میں [illegible] ہمارے مدعا پر دلالت واضحہ ہے۔

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] ——

[illegible]

جوان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا۔ نتیجہ یعنی ـــــ 'رسول اللہ ﷺ کے لیے سایہ نہ تھا' ـــــ آپ ہی پائے گا۔

مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں، جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو۔

'کبریٰ' تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت و بصیرت سے ثابت۔ سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو، اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب۔ نور کا سایہ پڑے، تو تنویر کون کرے؟ اس لیے دیکھو کہ آفتاب کے لیے سایہ نہیں۔

اور 'صغریٰ' یعنی حضور والا ﷺ کا نور ہونا۔ مسلمانوں کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں۔ مگر تبکیت معاندین کے لیے اس قدر اشارہ ضرور، کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایُّھا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰک شَاهِدًاوَّمُبَشِّرًاوَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِه وَسِرَاجاً مُّنِیْرًا ○ (سورۂ احزاب آیت ۴۵، ۴۶)

یعنی اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا، اور خدا کی طرف بلانے والا، اور چراغ چمکتا۔

یہاں 'سراج' سے مراد چراغ ہے، یا ماہ، یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں۔

اس کے بعد حضور کا نور ہونا قرآن شریف کی آیت کریمہ و احادیث بخاری و مسلم و احادیث ابن عباس و ابو ہریرہ و ربیع بنت مسعود اور بد فرصافہ کی ماں اور خالہ اور حضور اقدس ﷺ کی والدہ ماجدہ سے ثابت فرمایا۔ پھر علامہ فاسی کی کتاب مستطاب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات سے عبارت نقل فرمایا۔

كان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يضيئ البيت المظلم من نوره۔ نبی ﷺ کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا۔

اس عبارت کی نقل کے بعد فرماتے ہیں:

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لیے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا، یا انوار کے لیے سایہ مانے گا؟

پھر حضور کی بشریت کی وجہ سے اپنے اوپر قیاس کا رد بدیں کل فرما کر ارشاد فرمایا:

الا ان محمدا بشر لا كالبشر هو ياقوت بين الحجر صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه اجمعين وبارك وسلم۔

اخیر رسالہ میں فرماتے ہیں:۔

ہم بحمد اللہ تعالیٰ مبین تقاریر سے فراغت پائی۔ اور جو اب بھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہ ہمارے کسی دعوے یا دلیل پر، یا کسی اجمال کی تفصیل، درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمیٰ بہ قمر التمام فی نفی الظل عن سيد الانام عليه وعلى آله الصلوٰة والسلام جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے ان شاء الله تعالىٰ بیان شافی پائے گا، اور مرشد کافی۔ ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے۔ وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد وآله واصحابه واطهاره وعترته وسائر اهل بيته اجمعين الى يوم الدين آمين آمين والحمد لله رب العالمين ☆☆

(۱۴) انفس الفکر فی قربان البقر (۲)

استاذ الاساتذہ جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالحی بن مولانا محمد عبدالحلیم صاحب لکھنوی نہ صرف لکھنؤ بلکہ ہندوستان کے فاضل علامہ ہیں۔ ۱۲۶۴ھ اخیر عشرہ ذی قعدہ میں شہر باندہ میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں مدرس تھے۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ دس سال کی عمر میں حافظ قرآن مجید ہوگئے۔ اور اسی دوران میں خوشنویسی سیکھی۔ ... فارسی کی کتب پڑھیں۔ جب عمر شریف ... سال کی ہوئی تو ... سال کی مدت میں تمام کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ آپ نے جملہ کتابیں سوا فنون کی اپنے والد ماجد صاحب ہی سے پڑھیں ... کتب ... بیعت کی ... مولانا محمد نعمت اللہ ... متوفی ۱۲۹۰ھ ... سترہ برس کی سن سے تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے ... تک ۱۲۹۳ھ تک زمانہ تصنیف و تالیف رسالہ تاریخیہ کی ہے۔ الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ اور اس کا حاشیہ مسمی بہ التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ۔ جب کہ حضرت ممدوح کی عمر ۲۹ سال کی تھی منقول ... تصنیف چھیاسی کتابیں تھیں۔ جن میں اکثر ناتمام تھیں۔ ... النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر ... ہے۔

مولانا موصوف دو مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ اپنے والد ماجد صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ ۱۲۷۹ھ میں ...

سے روانہ ہوکر بمبئی پہنچے، اور وہاں سے بذریعۂ کشتی ماہ شعبان میں روانہ ہوکر اخیر عشرہ رمضان شریف میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ حج کے بعد اخیر ذی الحجہ میں مدینہ طیبہ روانہ ہوئے، اور دوسری محرم ۱۲۸۰ھ کو مدینہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اور آٹھ دن قیام کر کے عاشورہ محرم کے دن وہاں سے مکہ مکرمہ واپس ہوکر ۱۰؍صفر تک ٹھہرے رہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوکر جدہ پہنچے، اور پھر کشتی پر سوار ہوکر ربیع الاول شریف کے عشرہ وسطی میں بمبئی اور اوائل جمادی الاولی میں حیدرآباد داخل ہوئے۔ اور دوسری مرتبہ ۱۲۹۲ھ ۱۵؍شوال کو حیدرآباد سے روانہ ہوکر بمبئی پہنچے۔ وہاں سے ۲۱؍شوال کو بذریعہ جہاز روانہ ہوکر ۵؍ذی قعدہ کو جدہ، اور ۱۰؍ذی قعدہ کو مکہ معظمہ پہنچے۔

میں قیام کر کے جدہ تشریف لائے، اور ۸؍صفر کو جہاز پر سوار ہوئے، اور بخیر وعافیت ۲۱؍صفر کو بمبئی داخل ہوئے۔ بمبئی سے روانہ ہوکر ۵؍ربیع الاول شریف کو وطن مالوف لکھنو پہنچے۔

اگرچہ آپ جامع علوم وفنون تھے، مگر تعلیم وتدریس کی طرف اعتنائے تام فرمایا۔ اور تصنیفات میں درسی کتابوں کی شروح وحواشی بہت زیادہ کتابیں تحریر فرمائیں۔ یہ احسان آپ کا طلبہ ومدرسین پر ہے کہ آپ کے زمانہ کے طلبہ اور بعد کے مدرسین کسی طرح اس احسان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ جس کتاب کی شرح یا حاشیہ لکھتے، غایت توجہ اور متعدد کتابوں کی مدد سے اس کو پانی کر دیتے۔ جیسے التعلیق الممجد حاشیہ موطا امام محمد ـــــ وعمدة الرعایه حاشیہ شرح وقایہ ـــــ اور حاشیہ هدایه وغیرہ سے ظاہر ہے۔

آپ اپنے وقت میں مرجع الفتاوی بھی تھے۔ دور دراز مقامات سے استفتاءات

آیا کرتے، اور آپ ان کے جوابات تحریر فرماتے تھے۔ جن کا مجموعہ $\frac{26\times20}{8}$ تقطیع پر تین حصوں میں طبع ہوا ہے۔ (حصہ اول مع فہرست ۴۰۰، ۸ صفحات، حصہ دوم مع فہرست ۴۱۰ صفحات، حصہ سوم مع فہرست واشتہار ۲۰ صفحات مجموعہ ۱۰۹۰ صفحات)۔ اگرچہ اس میں کافی حصہ دوسرے علما کے فتاوی وتصدیقات کا ہے۔ کہ کسی عالم نے کوئی فتوی لکھا، دوسرے علما نے تصدیقات لکھیں، آخر میں آپ کے پاس تصحیح وتصدیق کے لیے آیا۔ آپ نے الجواب صحیح یا صح الجواب لکھ کر دستخط کر دیا، وہ پورا فتوی وتصدیقات آپ کے فتاوی میں درج ہو کر شائع پذیر ہوئیں۔

جس طرح بعینہ یہی حالت فتاوی رشیدیہ کی بھی ہے کہ دوسروں کے فتاوے بکثرت اس میں داخل ہیں۔ اس زمانہ میں اور علماء کے فتوی کا بھی یہی طریقہ رہا۔ چنانچہ فتاوی نذیریہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے فتوی کا بھی یہی ڈھنگ ہے۔

اس سے ممتاز اگر ہے تو اعلی حضرت امام اہل سنت کا فتوی کی کتاب العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کہ باوجود بڑی تقطیع یعنی ہدایہ و ترمذی شریف کی تقطیع پر ۱۲ جلد میں ہونے اور ہر جلد تقریبا نو سو صفحات پر مشتمل ہونے کے بھی ایک فتوی کسی دوسرے کا داخل کر کے حجم نہیں بڑھایا گیا ہے۔ بلکہ تمام فتوی فقط اعلی حضرت امام اہل سنت ہی کے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

الغرض، گرچہ آپ (مولانا عبد الحی) کے مجموعہ فتوی ہر سہ جلد میں بہت سے سوالوں کے جوابات اور عامۃ المسلمین کے لیے کافی افادات ہیں۔ لیکن جو کامیابی اور مقبولیت ایک مدرس اور شارح ومحشی کتب درسیہ کی حیثیت سے آپ کو ملی،

مفتی و مصنف کتب دینیہ ہونے کی حیثیت سے نہیں رہی۔ اور ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ ایک شخص جامع علوم و فنون ہو، مدرس بھی ہو، مصنف بھی۔ شارح بھی ہو، محشی بھی۔ محدث بھی ہو، فقیہ بھی۔ واعظ بھی ہو مفتی بھی۔

علماء کے لیے ایک بہت بڑی صفت زبان و قلم پر قابو رکھنا ہے۔ جو شخص جس پایہ کا ہو اس کے لیے ویسا ہی لفظ استعمال کرے۔ نہ چھوٹے کو بڑھا کر بڑوں میں ملا دے۔ نہ بڑوں کے لیے، چھوٹوں کے لیے جو لفظ مناسب ہے استعمال کرے۔ اور یہ بات ابتداء مولانا عبدالحی صاحب میں تھی۔ اسی لیے دیگر علماء معاصرین متدینین کو ان سے شکایت تھی۔ مثلاً

[۱] موطا امام محمد کے حاشیہ میں ایک جگہ لکھا۔

وههنا وهم آخر لصاحب هذا الكتاب

صاحب کتاب امام محمد، جن کی روایت پر تمام حنفی مذہب کا دارومدار، جن کی تلمذی پر امام شافعی، امام احمد بن حنبل کو فخر تھا، ان کا وہم یہ حضرت دکھاتے ہیں۔

[۲] اسی طرح ایک جگہ لکھا:-

واستدلوا لابی حنیفة بوجوه کلها واهیة

[۳] حاشیہ ہدایہ میں ۔

وان ماتت فیها آدمی او شاة

پر فائدہ فرمایا۔

الظاهر انه عطف على شاة فيلزم تانيث الفعل مع تذكير فاعله

وہ تو خود ظاہر ہے کہ بوجود فصل ہونے کے یہ آیہ کریمہ كذبت قبلهم

قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَذُو الْاَوْتَادِ اس وقت پیش نظر نہ رہی، ورنہ اس
آیت پر بھی اعتراض کر بیٹھتے، اور فرماتے۔

الظاهر انه عطف على قوم فيلزم تانيث الفعل مع تذكير فاعله . . .

[۴] حاشیہ شرح وقایہ میں بحث شروع باب وقت تشہد میں فرمایا۔

فتقليد المشائخ الذين افتوا بالكراهة مخالفا لفعل النبي ﷺ ولاقوال امامنا وتلامذته لا سيما بعد وضوح الحق وسطوع الصدق لا يليق بشان الخ

[۵] [illegible] لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
کی طرح ظاہر، اور حنفیوں پر اپنی خدمت [illegible]
کے متعلق توضیح [illegible] کے حاشیہ ص ۱۰ پر فرمایا

قد سلك فيه مسلك الانصاف وتجنب عن طريق الاعتساف في بعض المواضع قد عزل النظر فيها عن التحقيق وسلك مسلك الجدل والخلاف غير الانيق

[٦] اسی طرح باوجود ادعائے حنفیت قدم قدم پر [illegible] جمعہ کے لیے
حنفیہ کے یہاں جو جو شرطیں ہیں، کتب حنفیہ ان سے [illegible] ہیں۔ مگر فاضل
لکھنوی کے نزدیک کوئی شرط نہیں تھی۔ جیسے ہر شخص پر وقتی نماز فرض ہیں، ایسے ہی
جمعہ بھی بغیر شروط کے فرض ہے۔ جس جگہ جو چاہے پڑھے۔ فقہاء کی شرطیں
میں زائد ہیں، وبس۔

مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۷۸ میں ہے:-

نماز جمعہ مثل نماز پنج گانہ کے فرض ہے۔ جو شرطیں ان میں ہیں، وہ
ہی اس میں ہیں فقط دو خطبوں کی زیادتی ہے۔ شہر ہو یا دیہات ہر جگہ
بلا شرط شہر و بادشاہ و نائب اس کے بغیر کراہت صحیح ہے۔

یہ جواب اگرچہ محمد عبد العزیز کا لکھا ہوا ہے۔ اور مولوی نذیر حسین صاحب اور دیگر غیر مقلد مولویوں کی تصدیق و تصویب ہے۔ لیکن سب سے اخیر میں آپ کی رجسٹری ہے۔

صح الجواب والله اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

[۷] اسی طرح صلاۃ جہریہ میں امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنا سکتات امام میں، جس سے استماع میں خلل نہ ہو مستحسن لکھا۔

حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔

وعلی هذا فلا يستنكر استحسانها في الجهرية ايضا اثناء سكتات الامام بشرط ان لا يخل بالاستماع

یہ دونوں مسئلے فضل لکھنوی کے چاروں ائمہ کے خلاف ہیں۔

[۸] پھر لطف یہ کہ جس طرح بعض بعض تحقیقات خاصہ مخالف مذہب کی ہیں، اسی طرح بعض بعض تدقیقات موافق مسلک وہابیہ بھی ہیں۔ مثلاً

یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئا لله کا وظیفہ سنیوں میں بلا نکیر
معمول و مستحسن ہے۔ رسالہ تحفہ محمدیہ کے حاشیہ میں بذکر حوالہ خواجگان خواجہ بزرگوار حضرت بہاء الدین نقشبندی قدس سرہ مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری نے لکھا ہے کہ:

جمعیت مردہ بودند کہ پیش جنازہ ہا ایں بیت خواندند

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو ÷ شیئا للہ از جمال روئے تو

مجموعہ فتاوی (مولانا عبدالحی) میں ہے۔

ازیں چنین وظیفہ احتر ز لازم وواجب۔ اولا ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئا للہ ست وبعض فقہا از ہم چو لفظ حکم کفر کردہ اند۔ ثانیا ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن ست نداء اموات از امکنہ بعیدہ وشرعا ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتے ہست کہ از امکنہ بعیدہ ندارا بشنوند۔ ؂

[۹] اسی طرح دوسرا مسئلہ مولوی صاحب موصوف کا مخالف اہل سنت وجماعت ومطابق وہابیہ یہ ہے کہ قیام جو بوقت بیان ذکر ولادت شریف مجلس میلاد میں کیا جاتا ہے، اس کو بدعت سیئہ ومکروہ کہتا ہے۔

مجموعۃ الفتاوی ہی میں ہے:۔

قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ ﷺ کیا جاتا ہے اس کی کوئی اصل معتد بہ شرعا نہیں ہے اور یہ گمان کہ یہ قیام تعظیم نبوی ہے فاسد ہے۔

[۱۰] تعجب خیز یہ امر ہے کہ صاحب ہدایہ کی تغلیط فرماتے ہیں۔ امام طحاوی پر طعن کرتے ہیں۔ مگر ابن تیمیہ جیسے بدمذہب مطعون علماء، جس کے شاکی علمائے اہل سنت وجماعت ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

قلت من ھو ابن تیمیہ حتی ینظر الیہ او یعول فی شیٔ من امور الدین علیہ وقد تصدی شیخ الاسلام عالم الانام المجمع علی جلالتہ واجتھادہ وصلاحہ وورعہ وامامتہ التقی السبکی قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ للرد علیہ فی تصنیف مستقل۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رسالہ مکاتیب میں فرماتے ہیں

كلام ابن تيميه فى منهاج السنه وغيره من الكتب موحش جدا فى بعض المواضع لاسيما فى تفريط حق اهل البيت وفى منع زيارة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وفى انكار الغوث و القطب والابدال وتحقير الصوفيه وامثال ذالک وهذه المواضع منقولة موجودة عندى وقد تصدى لرد كلامه فى زمانه جها بذة علماء الشام والعرب ومصر.....

پھر ابن تیمیہ کے متعلق مولانا موصوف نے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں -

تفقه وتمهر وتقدم وصنف ودرس وافتى وفاق الاقران وصار عجبا فى سرعة الاستحضار وقوة الجنان والتوسع فى المعقول والمنقول والاطلاع على مذاهب السلف والخلف

مولانا کی آزادی اور خیال اجتہادی صرف فروع وجزئیات فقہیہ ہی تک منحصر نہیں تھی، بلکہ عقائد میں اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ اور اہل سنت کے خلاف تحریر فرمایا کرتے تھے۔(۱)

(۱) اللہ تعالیٰ کو تمام اہل سنت، جہت ومکان سے پاک جانتے ہیں۔ مگر آپ نے باتباع ابن تیمیہ اللہ جل شانہ کے لیے جہت ثابت کردی تھی۔ اور اس کو مذہب صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا مذہب قرار دیا تھا۔

رسالہ ابراز الغی صفحہ ۳۶ میں ہے:-

انى ما وافقت ابن تيميه فى الاستوء الا لانه قد وفق فيه جماعات الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين الخ

حالانکہ تمام اہل سنت، تمام حنفیہ، ہمیشہ اپنی کتابوں میں اس کا رد

... کی کتابوں میں جا بجا تحریف والحاق کردیے ورنہ موصوف اگرچہ ابتداءً مسائل ... کے تھے، اور بعد میں تو مسائل فرعیہ میں بھی آزادروی ختم ہو چکی تھی ۱۲ رضوی

فرماتے ہیں۔

عصام حاشیہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔

قوله لا يتمكن في مكان انما ذكر قوله في مكان تصريحا لعموم النفي رادا على المجسمة القائلين بالمكان العلوي والنافين عنه كل مكان الخ

[۱۲] دوسرا عقیدہ خلاف اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ آپ نے حضور اقدس ﷺ کے سوا اور چھ خاتم نبوت حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت میں شریک کر دیا ہے۔ لکھا ہے:۔

> اب سمجھنا چاہیے کہ انفس کسی کسی کمی سے ... پس اگر ہر طبقہ میں ایک ایک خاتم النبیین ﷺ ہو تو طبقات باقیہ میں ثابت ہے۔ لیکن ان کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین ﷺ سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ (مجموعہ ... ص ۱۱۰)۔
>
> آگے اس قدر میں دونوں شریک ہیں کہ ہمارے نبی خاتم انبیاء اس طبقہ کے ہوئے، اور طبقات باقیہ کے خاتم، اپنے اپنے طبقات کے ہوئے۔ (ایضا ص ۱۱۱)

اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ وہ تو خدا کو منظور کرنا تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی شوہر والیہ ریاست بھوپال شاہجہاں بیگم سے مولانا کی چل گئی۔ فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کی مخالفت اور رد میں رسائل لکھے گئے۔ مولانا کو اپنے علم و فضل پر تقویت تھی، تو نواب صاحب علم و فضل کے علاوہ علما، فضلا، خدم و حشم حواں موالی بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ خوب خوب رسائل بازیاں فریقین کی طرف سے ہوئیں۔ ان سے ایک بہت بڑا

مذہبی فائدہ ہوا کہ حضرت مولانا عبدالحئی صاحب اپنی آزادی واجتہادی خیال سے متنفر ہو کر جادۂ اعتدال پر آگئے۔ چنانچہ فتاوی کی تیسری جلد میں اکثر مسائل اپنے پہلے خیالات کے خلاف اور اہل سنت کے مطابق تحریر فرمایا ہے۔ **واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم**

بہر حال مولانا جس پایہ کے مدرس و شارح و محشی کتب درسیہ تھے، اس مرتبے کے فقیہہ نہ تھے۔ اسی لیے سوالوں کے جوابات میں فقاہت سے کام نہ لیتے۔ اکثر پاؤں تلے کا جواب اٹھا کر لکھ دیتے۔ مگر خاندانی عالم ہونے کے علاوہ طبیعت حق پسند واقع ہوئی تھی، اسی لیے متنبہ کرنے سے فوراً متنبہ ہو جاتے۔ چنانچہ شوال ۱۲۹۸ھ میں ہنود نے چند سوالات کا ایک استفتا قائم کر کے مختلف شہروں سے مختلف علما کے پاس بھیجا۔

مولانا موصوف کے پاس مرزا پور سے آیا۔ جو **مجموعۃ الفتاوی** جلد دوم صفحہ ۱۲۱ پر درج ہے۔ صورت سوال یہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے مذہب حنفیہ اس بارہ میں کہ

[۱] گاؤکشی کوئی ایسا امر ہے، جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

[۲] اگر کوئی شخص معتقد اباحت ذبح ہو مگر کوئی گائے اس نے ذبح نہ کی ہو یا گاؤ کا گوشت نہ کھایا ہو ہر چند کہ کل اس کا جائز جانتا ہے تو اس کے اسلام میں فرق نہ آئیگا اور وہ کامل مسلمان رہے گا؟

[۳] گاؤکشی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہ گار ہوتا ہے؟

[۴] یا اگر کوئی شخص گاؤکشی نہ کرے صرف اباحت ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وہ گنہ گار نہ ہوگا؟

[۵] جہاں بلا وجہ اس فعل کے ارتکاب سے ثوران فتنہ وفساد ہو اور صورت ضرر اہل اسلام ہو اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو اور عمل داری اہل اسلام بھی نہ ہو تو وہاں بلا وجہ اگر اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے یا کہ بلا سبب ایسی حالت میں بقصد اثارت فتنہ وفساد ارتکاب اس فعل کا واجب ہے؟

اس سوال کے تیور خود ہی بتا رہے ہیں کہ یہ کسی ہندو کا ساختہ پرداختہ ہے۔ اگرچہ مرزا پور سے مولوی اسمٰعیل کے نام سے سوال آیا ہے۔ مگر طرز سوال کہ ضحیہ بقر یا قربانی گاؤ نہیں لکھتا بلکہ جگہ جگہ گاؤ کشی لکھتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے سیدھا سادہ جواب تحریر فرما دیا۔

ھو المصوب: گاؤ کشی واجب نہیں۔ تارک اس کا گنہگار نہ ہوگا۔ اور جو شخص معتقد اباحت ہو اور گوشت اس کا نہ کھاتا ہو، اور ذبح نہ کرتا ہو، اس کے اسلام میں فرق نہ آئیگا۔ ہاں جو گاؤ کو معظم سمجھ کر ذبح نہ کرتا ہو یا اس کے ذبح کو برا سمجھتا ہو اس کے اسلام میں فتور ہوگا۔ اور بقصد اثارت فتنہ گاؤ کشی نہیں چاہیے۔ بلکہ ایسے مقام پر کہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت معتقد کے احتراز اولیٰ ہے۔

پھر ایک سوال کہ:

قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا گاؤ کی؟

اس کا جواب دیا۔

"ھو المصوب: اونٹ کی بہتر ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی

عفوربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله

عن ذنبه الجلی والخفی۔

اس جواب پر بعض حضرات نے متنبہ کیا، اور ایک سوال کیا، جس سے توجیہ کلام کی رہنمائی تھی۔ فوراً متنبہ ہوئے، اور اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا۔

گائے ذبح کرنا شرعاً اگرچہ مباح فعل ہے واجب نہیں، مگر یہ مباح نہیں کہ کسی زمانہ خاص یا کسی بلد خاص میں اس کا رواج ہو، یا دوسرے زمانہ یا دوسرے بلد میں نہ ہو۔ بلکہ یہ ایک امر قدیم ہے زمانہ آنحضرت ﷺ و عہد سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار میں۔ اور اس کی اباحت پر جمیع علماء کا اتفاق ہے تمام اہل اسلام کا۔ یہ امر شرعی ماثور قدیم سے، اگر ہنود اس میں مزاحمت اور تعصب مذہبی ظاہر کریں تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے۔ جس مقام پر ہنود ایک امر شرعی قدیم کے جاری ہونے میں کوشش کریں، اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے احیاء و اجراء میں سعی کریں، اور اگر ہنود کے خوف سے اس فعل کو چھوڑ دیں گے، تو گنہگار ہوں گے۔ اور مقصود اس جملہ میں جو جواب سابق میں مرقوم ہے یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنہ و فساد کے گاؤ کشی نہ چاہئے۔ مثلاً جہاں کہیں اکثر ہنود کی آبادی ہے، اور گائے وہاں ذبح نہیں ہوتی، اور مسلمان بقصد مخاصمت و ایذائے ہنود وہاں ذبح کرنا چاہیں کہ اس میں کسی بندے کو ایذا پہنچے، یا بہ نیت خیریت نہ کریں کہ فتنہ قائم ہو، ایسی صورتوں کا ارتکاب نہ چاہئے۔ بلکہ ایسی حالت میں ترک اولیٰ ہے۔ اور بلاد ہندوستان وغیرہ جہاں ہمیشہ سے گائے ذبح ہوتی ہو، اور مقصود اہل اسلام اس سے فتنہ انگیزی نہیں ہے، بلکہ سنت قدیمہ ہے، ایسی حالت میں ہنود کی مزاحمت کے سبب اس کا ترک ... جائز نہیں ... واجب ... واللہ اعلم

اتفاق وقت دیکھیے کہ یہی سوال اسی زمانہ میں مرادآباد سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے پاس پہنچا۔ آپ نے طرز سوال ہی سے بھانپ لیا کہ ایسا سوال کس کا ہوسکتا ہے، اور کس غرض سے کیا جاسکتا ہے؟ آپ اس زمانہ میں اپنے گاؤں موضع 'کرتولی' میں تشریف فرما تھے، وہیں سوال پہنچا۔ آپ نے جواب میں ایک مستقل رسالہ مسمّٰی بہ **انفس الفکر فی قربان البقر** تصنیف فرمائی۔ حمد ونعت کے بعد لکھا:-

اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے دو امر [illegible]

اول: یہ کہ ہماری شریعت مطہرہ [illegible] مصلحت میں ہے۔ اور جو حکم عرف ومصالح پر مبنی ہوتا ہے، [illegible] اعصار وامصار میں ان کے تبدل سے تبدل ہوجاتا ہے۔ [illegible] حضور سرور عالم ﷺ میں بوجہ کثرت خیر ونایابی فتنہ وشدت تقویٰ [illegible] عورتوں پر (چہرے کا) ستر واجب تھا نہ حجاب۔ اور زنان مسلمین [illegible] ہوتیں۔ پھر حضور ﷺ کے بعد جب رنگ زمانہ کا متغیر ہوا [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے زمانہ [illegible] انہیں مساجد میں جانے سے ممانعت کرتے، جیسے بنی اسرائیل [illegible] عورتوں [illegible] تھا۔

جب زمانہ رسالت سے اور بعد ہوا، ائمہ دین نے جوان عورتوں کو ممانعت فرمادی۔ جب اور فساد پھیلا، علما نے جوان وغیر جوان، کسی کے لیے اجازت نہ رکھی۔ [illegible] حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: "جب تم میں کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے"۔ پھر ان [illegible] قدس [illegible]

نہ ٹھہرے، بلکہ عین مطابق مقصود شرع قرار پائے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ حاملان شریعت اور حکمائے امت نے حکم حجاب اور چہرہ چھپانا کہ صدر اول میں وجب نہ تھا، واجب کر دیا۔

دوم: محرمات وواجبات، ہماری شریعت میں دو قسم ہیں۔

ایک لعینہ یعنی جس کی نفس ذات میں مقتضی ایجاب وتحریم موجود ہے۔ جیسے عبادت خدا کی فرضیت، اور بت پرستی کی حرمت۔

دوسری لغیرہ یعنی وہ کہ امور خارجیہ کا لحاظ ان کے ایجاب وتحریم کا اقتضا کرتا ہے۔ جیسے علم صرف ونحو کا وجوب، کہ ہمارے رب تبارک تعالی کی کتاب اور ہمارے نبی کریم ﷺ کا کلام زبان عربی میں ہے، اور اس کا فہم بے اس علم کے متعذر۔ لہذا واجب کیا گیا۔ اور افیون و بھنگ وغیرہا مسکرات کی حرمت، کہ اس کا پینا ایک نعمت یعنی عقل کو زائل کر دیتا ہے، جو ہر خیر کی جالب اور ہر فتنہ وشر سے بچانے والی ہے۔

اسی طرح بوجہ عرف واقرار واداامصار و بلاد، جس مباح کا فعل عزت وشوکت اسلام پر دلالت کرے، اور اسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین، اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے، قواعد شرعیہ بالیقین اس سے باز رہنے کی تحریم کرتے ہیں۔

جب یہ امور منقح ہوئے تو اصل مسئلہ کا جواب لیجیے۔

گاؤکشی اگرچہ بالتخصیص اپنی ذات کے لحاظ سے واجب نہیں، نہ اس کا تارک باوجود حقیقت حالت منتظر بنفس ذات فعل گنہگار۔ نہ ہماری شریعت میں کسی خاص شی کا کھانا بالتخصیص فرض۔ مگر ان وجوہ سے صرف اس قدر ثابت کہ گاؤکشی جاری رکھنا واجب لعینہ اور اس کا ترک حرام لعینہ نہیں۔ لیکن ہمارے مذہبی احکام صرف اسی قسم کے واجبات ومحرمات میں منحصر نہیں۔ بلکہ جیسے ان واجبات کا کرنا اور ان محرمات سے بچنا ضروری ہے۔ یوں ہی

واجبات و محرمات لغیرہ میں بھی امتثال و اجتناب اشد ضروری۔ [illegible]

میں بے شک ہماری مذہبی توہین ہے۔ [illegible] وقت بھی [illegible] رہ سکتے۔

سائل لفظ ترک لکھتا ہے، یہ صرف مغالطہ اور دھوکا ہے۔ اس نے ترک اور کف میں فرق نہ کیا۔ کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے، اور اس سے بالقصد باز رہنا اور بات ہے۔

ہم اہل اسلام کی ابتدائے عہد سے بڑی غذا [illegible] ہماری طبیعتیں اصل خلقت میں راغب، اور اس میں ہمارے لیے [illegible] منافع۔ [illegible] تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا ہم پر منت رکھی [illegible] گوشت [illegible] ہمارے [illegible] امیر فقیر [illegible] نہیں [illegible] میں ثروت بہت کم، اور افلاس غالب ہے۔ [illegible] معہذا گائے کی کھال وغیرہ سے [illegible] ہزاروں [illegible] شریف ہوتے ہیں۔ [illegible] کشی کا نتیجہ ہیں۔ [illegible]

معہذا ہمارے مذہب میں اس کا جواز [illegible]

ہماری اصل شریعت میں اس کا جواز موجود۔

قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً [illegible] ذبح کرو۔ (سورہ بقرہ/۶۷)

[illegible] اصل مذہب میں کہیں اس کی ممانعت [illegible] کہ پیشوایان ہنود بھی گائے کا مزا چکھنے سے محروم نہ گئے۔

باقی رہا یہ کہ ہنود کے اس فعل سے ارتکاب فتنہ وفساد ہو

ممکن ہے یعنی جہاں ہمیشہ سے بلا روک شعار اسلام وغیرہ گاؤکشی کی قانوناً ممانعت نہ ہو، وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا، بے شک اشارت فتنہ وفساد اس کی طرف منسوب ہوسکتی ہے، اور وہ قانوناً مجرم قرار پائے گا۔ اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں، وہاں اگر شورانِ فتنہ وفساد ہوگا تو جرم ہنود کی جانب سے ہوگا، اور جرم انہیں کا ہوگا کہ جہاں ذبح کرنے کی اجازت ہے، وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے۔

الغرض خلاصہ جواب یہ ہے کہ ہر روایت عامہ میں جہاں قانوناً ممانعت ہے، ہرگز جہاں ذبح گاؤ کا ارتکاب ہو، بے شک مسلمان کو تین وجہ سے پیش کرنا ہے کہ شرعاً حرام ہے، اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں، وہاں سے بھی باز رہنا، اور ہنود کی بے جا ہٹ دھرمی کے لیے جھکے، کرم و فساد یہ ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ انہیں مضرات و مذلات کا باعث ہے جن کا ارتکاب ہنود کرتے ہیں، جنہیں شرع مطہر ہرگز روا نہیں فرماتی، اور نہ کوئی ذی انصاف حاکم پسند کرسکے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی ﷺ

کلمات دعائیہ

از: جانشین مفتی اعظم حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

یہ جان کر بہت مسرت ہوئی کہ ''حیات اعلیٰحضرت'' مکمل عنقریب پہلی مرتبہ منظر عام پر آرہی ہے۔ مولانا المکرم مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب مضطر رضوی نے جس جدو جہد سے اسے حاصل کیا پھر اس کی ترتیب وتہذیب، تصحیح وتحشیہ اور فہرست سازی میں جو عرق ریزیاں فرمائیں ان کے لئے وہ مبارک باد اور لائق صد ستائش ہیں۔

حضرت مولانا موصوف نے چند مقامات مجھے دکھائے جہاں توقیت کے حساب میں ہندسے غلط چھپ گئے تھے اور ترتیب میں بہت الٹ پھیر کاتب کی غلطی سے ہو گیا تھا۔ الحمد للہ انہوں نے ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے ساتھ ساتھ ''فتاویٰ رضویہ'' میں بھی مطبوعہ ان غلطیوں کی تصحیح کردی۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب موصوف کو بہتر جزاء اس عمل خیر کی عطاء فرمائے اور اس میں جو بھی ان کے ممد ومعاون ہوئے ان سب کو برکات دارین سے نوازے آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۲۳ر جمادی الثانی ۲۳ ہجری

ارشادات عالیہ

از: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں قادری مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، پروفیسر شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فقیر برکاتی نے حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن مضطر کی مرتبہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے ضخیم مسودے کو گہرائی سے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ مفتی صاحب نے جس قدر کاوش کی ہے وہ بے مثال ہے۔

اردو میں سوانح نگاری کا فن نیا نہیں ہے۔ مجدد اعظم امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی پہلی نثری سوانح ان کے چہیتے شاگرد اور خلیفہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے تصنیف فرمائی، ان سے پہلے مفتی محمود جان قادری جودھ پوری علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت کی مختصر منظوم سوانح لکھ چکے تھے ملک العلماء نے ایک تحقیقی منصوبہ بندی کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی وقیع سوانح لکھی جو چار جلدوں پر مشتمل تھی۔ چوتھی جلد فی الحال مفتی صاحب کی دسترس سے باہر ہے انشاء اللہ اس کی دستیابی جلد متوقع ہے۔

اس سوانح کو مرتب کرنے میں طویل مدت صرف ہوئی۔ مفتی صاحب نے بے شمار کتابوں کی مدد سے جگہ جگہ حاشئے لگا کر سونے پر سہاگا کر دیا۔

جو قومیں اپنے اکابر کے حالات سے صرف نظر کرتی ہیں ان کی مثال بے منزل

کے مسافر جیسی ہوتی ہے اس لئے لازم ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور اکابر کے کارناموں کو یاد کرتے رہیں اور روشنی حاصل کرتے رہیں۔

رضا اکادمی ممبئی کے روح رواں اور محب سنیت عزیزم محمد سعید نوری اور مفتی صاحب کا سنیوں پر احسان ہے کہ "سوانح اعلیٰ حضرت" ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

میں ہر دو حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ادبی، علمی، سماجی اور دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

گدائے برکات:

ڈاکٹر سید شاہ محمد امین قادری

خادم سجادہ آستانہ عالیہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ (ایٹہ)

پروفیسر شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ

۲۸/اگست ۲۰۰۳ء

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U108425

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

اگلوں نے تو لکھا ہے بہت علم دین پر
اس صدی میں جو کچھ ہے وہ تنہا رضا کا ہے

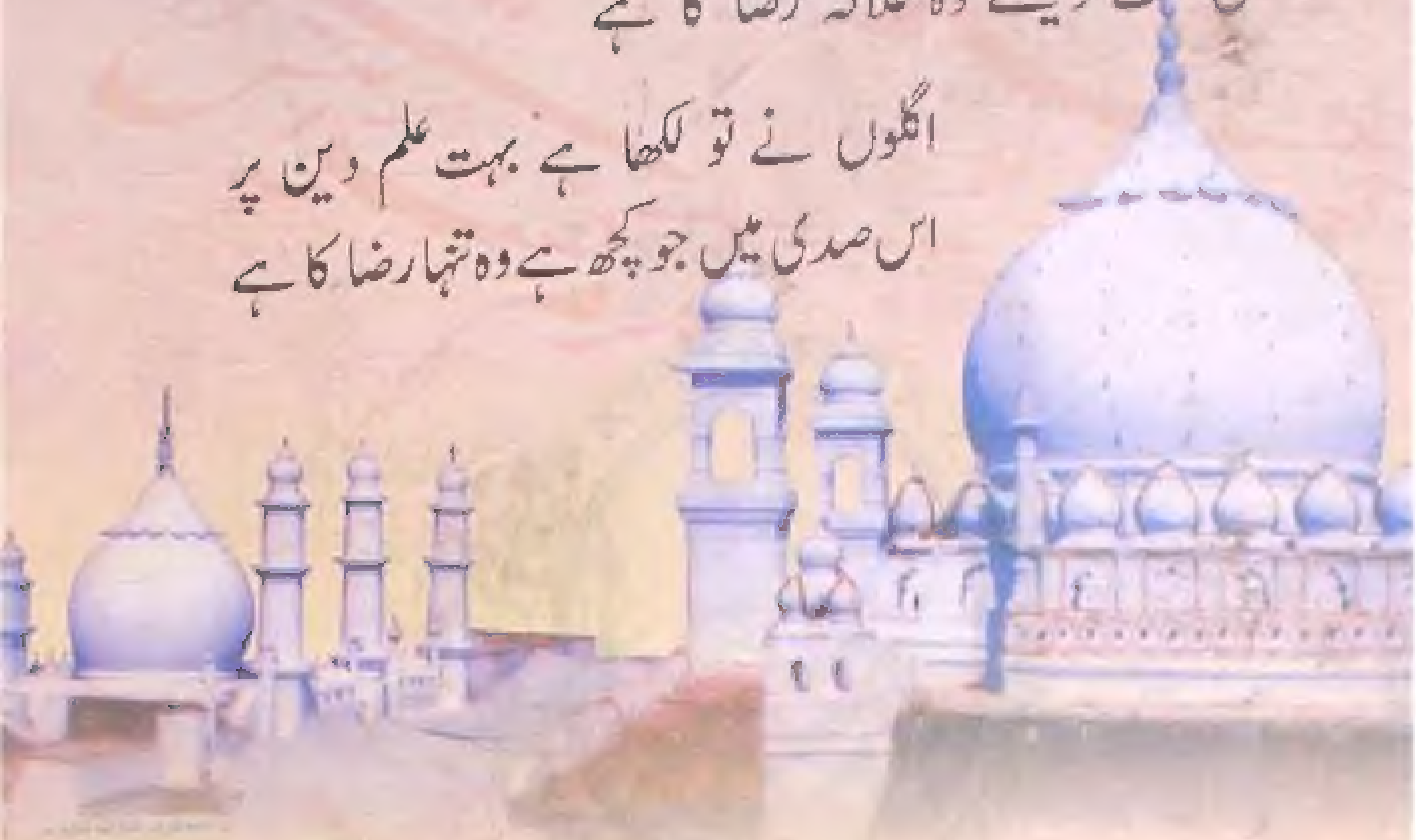

MARKAZ-E-AHLE SUNNAT BARAKAAT-E-RAZA
Imam Ahmad Raza Road, Porbandar (Gujarat-India)
Ph.: 0091-286-2220886